جلد اول

فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد

الحمد للہ والمنۃ کہ

فتاوائے ہندیہ

ترجمہ

فتاوائے عالمگیریہ

مترجمہ

علامہ مولانا سید امیر علی مرحوم اعلی اللہ مقامہ

مؤلف

تفسیر مواہب الرحمن و عین الہدایہ وغیرہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۳۲ء

مطبع

نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

فہرست مقدمہ فتاوے ہندیہ ترجمۂ فتاوے عالمگیریہ

فصل دوسری۔ اس

کا حق زیادہ ہے۔

فصل تیسری۔ اس شخص کو

فہرست ابواب وفصول فتاوے ہندیہ ترجمۂ فتاوے عالمگیریہ جلد او

سبحان من خلق الانسان وجعل له العقل و العلم من البیا

یہ رسالہ جامع فوائد طرق استفادہ از کتب فقہیہ خصوص از فتاوے ہندیہ ترجمۂ عالمگیریہ

اسم بامسمّی غنی

[illegible]

الفتاوی الہندیہ

تالیف لطیف علامہ محقق جامع علوم عقلیہ حاوی فنون نقلیہ مولانا السید امیر علی مترجم فتاوی ہندیہ رحمۃ اللہ تعالے

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہو کر مفیض عالم ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا الٰہ الا ہو رب العرش رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین مولٰنا محمد وآلہ وصحبہ و
علی عباد اللہ المصطفین الصالحین اجمعین۔ امابعد مترجم ضعیف کہتا ہے کہ اس زمانہ کے ذی عقل مخلوق پر خالق جلشانہ
معبود حق سبحانہ کی نعمتہاے عظمیٰ سے ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ اپنی توفیق و رحمت سے اُن کے ہاتھون مین ایک
ایسی دینی کتاب کا ترجمہ دیدیا جسپر معاملات و عبادات مین اسوقت عموماً مدار ہے یعنے فتاوی عالمگیریہ کہ امام الائمہ
بقیۃ السلف حجۃ الخلف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہادات و استنباطات کا تصانیف قدیمہ و جدیدہ سے مجموعہ
عزیز ہے اور تالیفات امام ہمام محمد بن الحسن الشیبانی کے مسائل اصول کا اور جو کتابین پچھلے طبقات کی مانند مؤلفات
حاکم شہید و طحاوی وغیرہم کی بمنزلہ اصول کے ہین اُنکی منقح و مختصرات کا مع فتاوے طبقات متاخرین و اُنکی شروح
و توضیحات کا ذخیرہ نفیس ہے اس پاک معبود عزوجل کا شکر ادا کرنا مترجم ضعیف پر واجب خاص و سب پر
بعموم القیاس ہے۔ لقولہ ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس۔ اور بحکم قولہ لایشکر اللہ من لایشکر الناس۔ مترجم گنہگار کو
دعاے خیر کی توقع ہے کہ مین نے باوجود تنگی معیشت و افکار زمانہ کے حتے الوسع اس ترجمہ کو متوافق اصل کے بغیر کسی تصرف و
تغیر کے بڑی کوشش سے ترجمہ کیا اور سہولت و آسانی کو ملحوظ رکھا اور باوجودیکہ یہ کتاب مسائل کی قیود و اشارات سے
مضبوط مملو ہے بامحاورہ زبان اُردو مین لایا کہ سمجھنے مین دقت نہو پھر اصل کے سہو کاتب و نقصان طبع کو دیکھکر مکرر اس کو
اصل مطبوعہ کلکتہ سے مقابلہ کیا اور اسپر بھی نہایت کثرت سے مطبوعہ کلکتہ مین سہو دیکھکر خاصہ توفیق الٰہی سے اُن مقامات کی
تصحیح کی اور مزید طمانیت کے لیے اُنکو مع توجیہ سہو مطبوعہ و صحت ترجمہ کے علیحدہ لکھکر اس مقدمہ مین شامل کیا پھر بھی
کوشش کو اس خیال سے ناقص جانا کہ غربا مومنین جنکے واسطے [illegible] صحیح مسلم شریف مین مبارکباد فرمائی ہے کہ باوجود
غربت کے دین پر ثابت و قائم ہونگے اُنکو اس کتاب سے فیضیاب ہونا شاید اسوجہ سے مشکل ہو کہ مثلاً جا بجا ایک ہی

مسئلہ مین دو حکم مذکور ہین ایک متقدمین سے دوسرا متاخرین سے تو پہلے جاننا چاہیے کہ اُن دونون امامون مین سے کون متقدم ہین کون متاخرین اور ظاہر و مشہور الروایۃ اور روایت نوادر اور فتویٰ اور اسی پر آجکل عمل ہے یا یہی اولیٰ ہے وغیر ذلک مین کیا فرق ہے مانند اسکے بہت سی باتین ایسی تھین کہ انکے نہ جاننے سے بڑا خوف تھا کہ ناواقف آدمی دین کے پاکیزہ مسائل مین لغزش کھا کر راہ سے نہ بھٹکے حتے کہ اسکو اپنی نادانی سے خبر نہو اسواسطے ہین نے یہ مقدمہ اسکے ساتھ لاحق کر دیا کہ پہلے اسکو سمجھکر یاد کھین پھر شوق سے بے کھٹکے دینی مسائل کا علم خود حاصل کرلین اور امید رکھین کہ اللہ تعالےٰ اُنکو اس کوشش و علم کی مشقت کے ثواب مین کرامت عطا فرماوے اور اُنکو عالمون کے زمرے مین اُٹھاوے آمین۔ اس مقدمہ مین مترجم بجاے باب و فصل کے وصل و فائدہ و تنبیہ و فرع وغیرہ الفاظ لاتا ہے اب مین پہلے علم دین کے فضائل اور فقہ کے معنی سے شروع کرتا ہون و من اللہ تعالی التوفیق

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم

الوصل۔ علم دین کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ حضرت رب العزۃ ذو الکبریاء و العظمۃ نے اپنے بندون کی ہدایت کے لیے جسطرح سب اگلے انبیا و رسولون کو اُنکی خاص خاص امت کے لیے بھیجا تھا اسی طریقہ سے فقط ہمارے سردار خیر الخلق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات جن و انس کے لیے عموماً رسول نبی امی مبعوث فرمایا اور بکثرت معجزات سے آپ کی نبوت کو خصوصیات خاصہ عطا کین جو پہلے کسی کو نہ ملین از انجملہ کتاب قرآن مجید ہے کہ اسمین باوجود اختصار کے تمام حکمت و نصیحت و عبرت و حقایق توحید و احکام دین اوامر و نواہی و جملہ علوم ماضی و مستقبل موجود فرماے اسطرح کہ ہر وقت و ہر زمانہ کے لیے انکا عمل یکسان مفید ہے پھر آپ پر ایمان والے لوگون کو تمام مخلوق سے بہتر کیا اور باوجودیکہ اکثر انمین سے غریب بے پڑھے تھے مگر عربی اُنکی زبان تھی خوب سمجھتے تھے اُنکو علم دین ایسی اچھی طرح تعلیم فرمایا کہ اگلی کسی امت پر یہ کرم نہ تھا چنانچہ قرآن مجید انپر آہستہ آہستہ اُتارا جب بضرورت طاقت سیکھے تو کچھ نماز فرض فرمائی پھر پانچ وقت کی نماز فرض کی اور صدق و اخلاص سے اُنکے سینہ روشن فرماے یہانتک کہ سب کامل مکمل ہوے اور جب اپنے رسول صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علے آلہ و اصحابہ وسلم کو اپنی قرب و نعمت مین بُلایا تو ان اصحاب نے جو دوسرون کو مکمل کرنے کے لائق مستقیم ہو چکے تھے تمام کوشش سے اللہ تعالیٰ کے دین کو روے زمین پر پھیلایا اور بعد انکے تابعین کے اتباع خیر القرون کا خاتمہ آیا انسے ان امامون نے خوب حاصل کیا جو ائمہ مجتہدین کہلاتے ہین پھر اُنھون نے دین کے مسائل کتابون مین جمع کر دیے کیونکہ پچھلون کی نسبت حدیث مین بطور معجزہ خبر تھی کہ وے گناہون مین مبتلا ہو جاوینگے تب بھلا نور کامل کسطرح رہتا جو معاملہ پیش آتا اُنمین تاریک رسلے سے عمل کر کے گمراہ ہو جاتے اسیواسطے اُنکے اجتہادات اس امت کے لیے خصوص اس زمانہ والون کے لیے بہت غنیمت ہین بس علم قرآن و حدیث و فقہ یہی علم دین ہے جب کسی آدمی کو علم دین حاصل ہوگیا تو وہی عالم ہے چاہے لکھنا پڑھنا عربی زبان جانتا ہو یا نہین۔ **فضائل علم و علماء** اس علم دین کی فضیلت بہت بڑی ہے۔ **آیات**۔ بہت ہین جنسے بصریح و کنایہ اسکے فضائل دریافت ہوتے

ازانجملہ قولہ تعالےٰ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط۔ دیکھو اپنی وحدانیت پر گواہ اپنی ذات متعالی کے ساتھ ملائکہ کو اور اہل علم کو قرار دیا جو فقیہ ربانی ہوتا ہے یہ شرف نہایت اعلیٰ ہے۔ ازانجملہ قولہ تعالےٰ یرفع اللہ الذین آمنوا والذین اوتوا العلم درجات۔ عام مومنون پر علماء کے بہت سے درجے بلند فرمائے اور یہ معلوم ہوا ہے کہ عام مومن بندہ اپنے مولےٰ عزوجل کو تمام روے زمین کے کافرون سے بلکہ اسکا ایک بال سب کافرون سے محبوب ہے۔ حضرت ابن عباس سے صحیح روایت ہے کہ عام ایمان والون پر علم والون کے سات سو درجے بلندی ہے کہ ہر دو درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ جیسے پانچسو برس کی راہ۔ اب یہ تو وعدہ فرمایا ہے اس خالق حی القیوم نے جسکی مخلوق بے انتہا کا اندازہ کسی کے وہم مین نہین آسکتا ہے اور وعدہ سے زیادہ ابھی فضل باقی ہے بحکم قولہ۔ ویؤت کل ذی فضل فضلہ۔ اور جس کریم رحیم جلشانہ سے امید داری ہے وہ ارحم الرحمین ہے تو حاصل ہونا یقینی ہے۔ ازانجملہ قولہ تعالےٰ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون صریح نص ہے کہ علم والے اور بے علم دونون برابر نہین ہین۔ اسمین اشارہ ہے کہ جاننے والون کو جو کچھ معلوم ہے اُسکا مرتبہ اسقدر عظیم ہے کہ اُسکا بیان نہین ہو سکتا۔ اور یہ وہم نہ کرنا چاہیے کہ علم سے کشاف کی نحوی بلاغت اور تلویح کے مقدمات اربعہ اور ہدایہ کے مسائل مراد ہین اسلیے کہ علماء ربانی بالاتفاق حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ہین حالانکہ ان کتابون کا اسوقت وجود بھی نہ تھا بلکہ انہین بہتیرے فلسفی پیچیدہ طول کلام سے واقف نہ تھے پس علم انکا یہی فقہ تھا جسکا بیان ہوگا۔ اور اکثر مخلوق اپنے خیالات سے متجاوز ہو کر معرفت صفات الٰہیہ کی روشنی سے آنکھون والے ہی نہین ہوے ہین اسیواسطے ماقدروا اللہ حق قدرہ الآیہ کا مصداق ہین ازانجملہ قولہ تعالےٰ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ محبت ملا ہوا عظمت کا ڈرنا تمام بندون مین سے فقط عالمون ہی کے لیے ثابت فرمایا تو ظاہر ہے کہ اُنکو قرب منزلت و معرفت سے حضوری مین ذرا بھی سوء ادب نہین چاہیے کہ مبادا دوسرون کی طرح مردود کردیے جادین اور مومنین سب انکے ساتھ ہین جیسے سردار لشکر کے ساتھ لشکر ہوتا ہے۔ ازانجملہ قولہ وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون۔ ان امثال کا سمجھنے والا فقط عالمون کو فرمایا اور کسی کو نہین فرمایا۔ ازانجملہ قولہ قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب۔ اسمین اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے اپنے ساتھ دوسرا گواہ مخلوق مین سے کتاب الٰہی کا عالم فرمایا۔ اور یہ بڑی فضیلت ہے۔ بیشک جس بندے کو اللہ تعالےٰ نے عالم کیا وہ رسول علیہ السلام کے صدق کو گواہ کے مانند معائنہ کرتا اور پروانہ کی طرح حضرت سرور عالم رسول مکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرتا ہے لہذا قرآن و حدیث و فقہ سے پہلے آنکھین کھولین پھر اُسوقت صدق رسالت پر گواہ ہونگے۔ ازانجملہ قولہ تعالیٰ

---

۵۱ گواہی دی اللہ تعالےٰ نے کہ بے شبہ کوئی معبود نہین سوائے اسکے اور ملائکہ نے اور علم والون نے درحالیکہ وہ قائم ہے عدل کے ساتھ ۱۲ ۵۲ یعنے بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ مومنون کو اور عالمون کو بہت درجے ۱۲ ۵۳ یعنے ہر صاحب بزرگی کو اسکی فضیلت عطا کیجائیگی ۱۲م ۵۴ یعنے اللہ تعالیٰ کی شان نہین پہچانی جیسی شان پہچانی ۱۲ ۵۵ یعنے یہ کہاوتین ہم بیان کرتے ہین آدمیون کے واسطے اور اسکو سوائے عالم کے اور کوئی نہین سمجھتا ۱۲م ۵۶ یعنے کہدے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جو عالم ہے گواہ کافی ہے ۱۲م

وقال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک بہ۔ یعنے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس تخت بلقیس لانیوالے کا
یہ وصف بتلایا کہ اُس کے پاس کتاب سے کچھ علم تھا تو اشعار فرمایا کہ یہ منزلت اسکو بدولت علم حاصل ہوئی۔
ازانجملہ قولہ تعالیٰ قال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحا۔ دیکھو قارون کی دولت اہل علم کی
نگاہون مین بلاشبہہ ہیچ تھی جب ہی تو ایسے لوگون کو جو قارون کو بڑا نصیبے والا جانتے تھے یون کہا کہ ارے
جہالت کے شامت مارے لوگو جان رکھو کہ جو ایمان لاکر نیک چال چلن ہوا اُسکے لیے جو اللہ تعالیٰ جل سلطانہ
کیطرف سے ثواب ملتا ہے وہ قارون کے مال سے بہت بہتر ہے۔ ازانجملہ قولہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول والے
اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔ یعنے معاملہ کو اگر پہونچاتے رسول تک اور اپنیون مین سے ایسے لوگون تک
جنکے ارشاد پر کاربند ہوا کرتے ہین تو حکم والون مین سے جنکو سمجھ کی بات نکال لینے کا علم ہے وے معاملہ کو سمجھ
لیتے۔ دیکھو علم والون کو انبیار کے درجے سے ایسے معاملہ مین دوسرا مرتبہ کر کے ملا دیا۔ ازانجملہ قولہ تعالےٰ
ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ علی علم۔ یعنے ہمنے تمام بندون کو ایسی کتاب پاک پہونچا دی جو علم کے ساتھ صاف ظاہر
بیان فرماتی ہے۔ اب جو کوئی کتاب کو جانے وہ ضرور علم کے مرتبہ پر فائز ہے اور ہمارا مقصد علم سے یہی ہے جو اللہ
تعالیٰ کے نزدیک خود محبوب ہے۔ ازانجملہ قولہ تعالیٰ فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین۔ یعنے جن لوگون نے رسول کو نہ مانا
اور جہالت پر قدم رکھے گئے تو ایک مقرر وقت پر ہم انکو جمع کرینگے اور اُنکی کرتوت سب انکو علم سے سُنا دینگے یقین
کر دکہ جتنی باتین تم خیال وگمان ووہم وقیاس وتخمینہ سے اپنے خزانہ مین بھرتے ہو وہ کنکر روڑے ہین تم جا ہو
انکو موتی سمجھ رکھو اور جو یقینی بات حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا دیگر انبیار علیہم السلام نے
فرمائی اُسمین تردد بیجا ہے دیکھو حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین تک سب نے
اسی توحید الٰہی کی خبر دی اسکے موافق نہین چلتے اور اپنے خیالات کے وہمی بات پر نازان ہوا اور حدیث
صحیح کا معجزہ سچ ہوا کہ قیامت کی نشانیون مین سے ایک یہ ہے کہ اسوقت ایسے لوگ ہونگے کہ اپنی عقل پر
مغرور ہو کر ہر ایک اپنی رسلے پر نازان ہوگا اور اصلی غرض انکی فقط دنیا ہوگی اور ہر ایک اپنی خواہش پوری
کرنے مین مصروف ہوگا۔ ازانجملہ قولہ بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم۔ انھین لوگون کے سینہ مین
علم الٰہی کو فرمایا جو اہل علم ہین۔ اور صاف روشن بیان کیا۔ اب چند احادیث سننا چاہیے۔ امام بخاری نے
صحیح مین اور امام مسلم بن الحجاج نے اپنی صحیح مین اور اکثر اہل سنن ومسانید مثل امام احمد وترمذی وطبرانی
وغیرہم نے نہایت سچے پرہیزگار ثقہ راویون سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذا اراد اللہ
بعبد خیرا یفقہہ فی الدین۔ جب اللہ تعالےٰ کسی بندے کے ساتھ بہتر بات چاہتا ہے تو اُس کو دین مین فقیہ
کر دیتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اگر وہم ہو کہ علم کی تعریف مین فقہ کی تعریف کرنے لگے تو جواب یہ ہے کہ فقہ
اصل مین جامع علوم ہے اور عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ اسکے معنی ظاہر ہو جاوینگے اور اگر کسی سمجھدار بندے کو
بنور ایمانی یہ نظر آئے کہ پچھلے زمانے مین اکثر لوگ فقیہ ہونیکے مدعی ہین مگر انمین بھلائی ظاہر نہین ہوتی ہے تو جواب

یہ ہے کہ حدیث مین یہ فقہ نہین مقصود ہے جسکا یہ لوگ دعوے کرین۔ فی الحدیث العلماء ورثۃ الانبیاء یعنے اللہ تعالے کے
پیغمبرون کی میراث پانے والے فقط عالم لوگ ہوتے ہین اور عالم کے لیے آسمان و زمین کی ہر مخلوق اپنے خالق
سے مغفرت مانگتی ہے۔ یہ حدیث سنن مین ہے اور کچھ مضمون صحاح مین ثابت ہے اس سے ظاہر ہے کہ جب
فرشتے دعا کرتے ہین تو عالم کا بڑا مرتبہ ہے اور سمجھ رکھو کہ ایمان و یقین کامل و معرفت و عظمت الٰہی تعالے شانہ
سب سے زیادہ عالم کو ہے تو بحکم قولہ یستغفرون للذین آمنوا۔ فرشتون کا استغفار کرنا منصوص ہے ترمذی نے
روایت کیا کہ خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت و فقہ فی الدین یعنے دو صفتین ایسی ہین کہ کسی منافق مین
جمع نہین ہوتی ہین ایک تو اچھا برتاؤ یعنے جو چال چلن کہ اللہ تعالے و اُسکے رسول کو پسند آتا ہے۔ اور دوم
دین کی سمجھ۔ سراج وغیرہ مین بعضے سلف سے منافق کی ایک یہ پہچان روایت کی کہ وہ دنیا کے کام کو مقدم
رکھتا ہے آخرت کے کام پر تو مومن فقیہ کی شناخت یہ ہوئی کہ آخرت کو مقدم رکھے اور جب فقہ پوری ہوتی
ہے تو اسکو دنیا کی نمود سے بالکل برارت ہو جاتی ہے پھر بھلا نفاق کا اثر کیسے رہیگا کیونکہ وہ بھی منافق ہے
کہ اسکا ظاہر و باطن یکسان نہو چنانچہ بعض احادیث مین تصریح موجود ہے۔ بیہقی نے بعض صحابہ سے روایت کی
کہ ایمان والون مین سب سے بہتر عالم فقیہ ہے کہ اگر لوگ اپنی ضرورت سے اُسکے پاس جاوین تو اُس سے نفع اُٹھا دین
اور اگر بے پروائی کرین تو وہ اُنکی کچھ پروا نہین کرتا ہے۔ طبرانی نے روایت کی کہ۔ لموت قبیلۃ ایسر من موت عالم۔
ایک عالم کے مرنے سے ایک بڑے قبیلہ کا مرجانا آسان ہے مترجم کہتا ہے کہ زندہ درحقیقت وہی ہے
جسکو حق تعالے نے اپنی معرفت سے حیات بخشی اور یہ بذریعہ فضل علم کے ظاہر ہے اور مومن ہمیشہ زندہ ہے
اگرچہ عالم تھوا اور عالم پوری زندگی کے ساتھ حیات جاوید پاتا ہے اسیواسطے اہل کفر محض مردہ ہین اور حق تعالیٰ
نے احیاء و اموات سے دونون فریق مومنین و کافرین کو تشبیہ دی اور یہ تحقیق ہے۔ و فی قول سیدنا علی
کرم اللہ وجہہ الناس موتی و اہل العلم احیاء۔ یعنے سب لوگ مردہ ہین سوائے اہل علم کے کہ وے
البتہ زندہ ہین۔ اور مین پہلے متنبہ کر چکا کہ اہل ایمان نے جب اللہ تعالے عز و جل کو پہچانا اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آخرت سے عالم ہوئے تو جاہل نہین رہے اور جب فقہ سے علم کامل
حاصل کیا تو حیات کا پورا حصہ پایا و اللہ تعالے اعلم۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن وغیرہ مین حدیث ہے
کہ۔ الناس معادن کمعادن الذہب و الفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا۔ یعنے
لوگ تو سونے چاندی کی سی کانین ہین جو پہلے جوہر اچھے تھے وہ ایمان لانے کے بعد بہتر ہین جبکہ فقیہ ہو جاوین
اس سے فقہ کی شرافت ظاہر ہے پس خوبی و اقعی و شرافت ذاتی مین سے یہ ہے کہ ایمان والا فقیہ ہو اور
اگر یہ بات اس سے ظاہر نہو تو گویا کان کے اندر یہ کنکر تھا یا زہریلی مٹی تھی۔ اسکو خود کچھ شرافت نہین ہے
اگرچہ وہ سیدزادہ ہو۔ اور بجائے اسکے جو ذلیل فقیر کہ مسلمان فقیہ ہو وہ بزرگون کے ساتھ بزرگی مین داخل
ہوگا جسکا نفع اُسکو دنیا و آخرت مین حاصل ہے اور فقیہ ہونے کیلیے اللہ تعالے و اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے

احکام جاننا کافی ہے خواہ عربی زبان مین جانے یا اُردو مین حتے کہ جو عربی دان کہ خالی منطق و فلسفہ جانے وہ عالم نہوگا اور اُس کو یہ بزرگی حاصل نہوگی اور جو اُردو جاننے والا دین کی سمجھ رکھتا ہو یعنے علم دین سے آگاہ ہو وہ فقیہ شمار ہوگا جبکہ اُسکو علم یقینی ہو۔ حدیث مشہور مین ہے من حفظ علے امتی اربعین حدیثا من السنۃ حتے یؤدیہا الیہم کنت لہ شفیعا و شہیدا یوم القیامۃ۔ اور ایک روایت مین ہے۔ من حمل من امتی اربعین حدیثا لقی اللہ عزوجل یوم القیامۃ فقیہا عالما۔ یعنے میری امت مین سے جسنے چالیس احادیث یعنے احکام سنت یاد کرکے لوگون کو پہونچاے تو اللہ تعالے سے فقیہ عالم ہوکر ملیگا اور قیامت کے روز مین اُسکا شفیع و گواہ ہونگا۔ پس ہر شخص جانتا ہے کہ خالی حدیث کے الفاظ یاد کر لینا جب ثواب ہے کہ اُنکو پہونچاوے تو اس سے یہ درجہ پاوے کہ آنحضرت صلعم نے اسکے لیے دعا فرمائی ہے جیسا کہ دوسری حدیث مین صاف مذکور ہے حالانکہ اسکا فائدہ یہ بھی صحیح مروی ہے کہ دوسرا اسکے مطالب کو اچھی طرح سمجھیگا جاننا کہ شاید اسکی سمجھ نہین پہونچی ہے اور اس سے خود ظاہر ہے کہ عربی زبان ہی پہونچانا کچھ ضرور نہین ہے تو جب ایک شخص خود انکو سمجھے اور احکام سے واقف ہو خواہ کسی زبان مین مطلب سمجھ لیوے تو وہ بڑا درجہ پاوے گا اور وہین کا گھر دائمی اور معتبر ہے پس اصل بات فقاہت کی سمجھ ہے اسیواسطے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہے کہ فارسی زبان مین نماز پڑھنا جائز ہی اور حسامی و سید حموی نے تصریح کر دی کہ خالی فارسی کی کچھ خصوصیت مقصود نہین ہے اس دیار سے متصل فارسی زبان موجود تھی اسواسطے فارسی کا ذکر فرمایا ہے ورنہ مثل فارسی کے اور زبانون کا بھی یہی حکم ہی اور مترجم کہتا ہے کہ خواہ نماز جائز ہونے کا فتوے ہو یا نہ ہو اس سے اتنا تو صاف ظاہر ہے کہ مطلب کا سمجھ لینا کسی زبان مین ہووے اصلی غرض ہے اسیواسطے جو لوگ کہ عربی زبان نہین جانتے ہین مگر فارسی یا اُردو خوب جانتے ہین اور دنیا کے کیے کچہری دربارون و مدرسون مین امتحان دیتے اور نوکریان کرتے ہین اور دنیا کے مطلب کی باتین ان زبانون مین خوب سمجھتے اور ذہن نشین کر لیتے ہین مگر نماز روزہ کے معنی بلکہ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے معنی بھی نہین سمجھتے اور نہ سمجھنے کا قصد کرتے ہین وے ایسی ناسمجھی سے اپنے آپ کو خراب کرتے ہین اور یہ عذر کچھ قبول کے قابل نہین ہے کہ ہم تو عربی نہین جانتے ہین ہان یہ صحیح ہے کہ تم نے نہین معلوم کیا بے پروائی کی کہ عربی زبان اتنی بھی نہ سیکھی جو کلمۂ توحید کے معنی تو سمجھ لیتے لیکن اسمین کیا عذر ہے کہ اُردو ہی مین اسکے معنی سمجھ لو پس ضرور ہوا کہ آدمی مطلب کو کسی زبان مین جسکو خوب سمجھتا ہو ایمان و اسلام و عقائد کا مطلب سمجھے اور بتوفیق الٰہی تعالے اپنے دین کی فقہ حاصل کرے تاکہ عالم ہوکر علما کے درجہ مین شامل ہو واللہ تعالے اعلم۔ روایت ہے کہ جو شخص دین مین فقہ حاصل کرے اُسکو اللہ تعالی رنج سے بچاویگا اور ایسی جگہ سے اُس کو رزق عطا فرماویگا جہان سے اُسکو گمان بھی نہو۔ رواہ الخطیب باسناد فیہ ضعف۔ مترجم کہتا ہے کہ منجملہ معرفت کے یہ ہے کہ عارف کبھی غمگین نہین ہوتا بحکم شعر ؎ ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسمین عوام نابینا ہو کر بھٹکتے اور طرح طرح کی باتین کرتے ہین

اور اکثر انہین سے تقدیر کے منکر ہین اور ثابت وہی ہین جو ایمان والے ہین و لیکن بعض ایمان والے اس غلطی مین ہین کہ ہم کو تدبیر کرنا نہ چاہیے اور جو تقدیر مین ہو گا ضروری ہے اور عوام نے فقط تدبیر کا اقرار کیا اور انکے قول سے یہ ضرر اُٹھایا کہ تقدیر سے منکر ہو گئے اور عارف کے نزدیک تقدیر اور تدبیر مین کچھ منافات نہین ہے اور اسلام مین بکثرت آیات و احادیث و آثار بلکہ بالکل دین ان دونون کے ساتھ ہے ایسے یہ نہین دیکھتے کہ جس کے حق مین جنت مقدر ہے وہ جنتی ہو گا پھر روزہ ۔ نماز ۔ زکوٰۃ ۔ حج ۔ صدقہ وغیرہ سب تدابیر جنکا ثواب جنت ہے کیون ہوتی ہین جہاد کا کیا فائدہ ہے وعظ و نصیحت سے کیا غرض ہے ۔ نہین نہین ۔ خوب یاد رکھو کہ بیشک تقدیر حق ہے جو علم الٰہی سبحانہ تعالے مین ہے وہی واقع ہو گا اسکو کسی تدبیر سے آدمی میٹ نہین سکتا مگر تمکو کیا معلوم کہ اُسکے علم یعنے تقدیر مین کیونکر ہے لہذا تمکو اس سے لپٹنا نہین چاہیے تم صرف اپنے ہوش گوش سمجھ کے موافق تدبیر سے کام کرتے رہو اور جنھون نے تقدیر سے انکار کیا وہ محض جاہل ہین اسلیے کہ خالق علیم حکیم نے جب خلق کو پیدا کیا تو ہم پوچھتے ہین کہ وہ جانتا تھا کہ اس سے ایسے ایسے اعمال سرزد ہونگے یا نہین جانتا تھا تو کوئی نہین شک کریگا کہ دوسری شق باطل ہے کیونکہ نہ جاننا جاہلون کا کام ہے اور بڑا سخت عیب ہے اور خالق تعالے ہر عیب سے پاک ہے تو ضرور وہ جانتا تھا پس دنیا مین اس مخلوق سے وہی انجام ہو گا جسکو خالق عز وجل جانتا تھا اور یہی تقدیر ہے اسیواسطے بندۂ عارف کو کبھی غم و حزن و رنج و وہم نہین ہوتا اور اسکو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے جہان سے گمان نہو تو رزق دینا حضرت رزاق عز وجل سے ہے چونکہ آنحضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے احکام و پیغام پہونچانے مین رات و دن مصروف رہتے تھے تو رزق حاصل کرنے کی تدبیر سے معذور تھے حالانکہ پہلے بعض انبیاء کچھ پیشہ کرتے چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کہ داؤد علیہ السلام زرہ بناتے ۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے حالانکہ انھون نے ہمکو تقدیر کا علم سکھلایا اور خود توریت پر عمل کرنے پر مامور تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلیے افضل پیشہ جہاد تھا اور غرض پیشہ سے حصول رزق حلال ہے اور جہاد کا مال سب حلال سے افضل ہے کیونکہ حلت و حرمت کا حکم اللہ تعالے کے اختیار مین ہے ورنہ چور تو چوری کا مال بھی اچھا سمجھتا ہے پس اگر لوگون کی سمجھ پر موقوف ہو تو ہمارے نہ سمجھنے سے کچھ فائدہ نہین بلکہ چور کے سمجھنے پر حلال ہو جاوے اور یہ بالکل غلط ہے پس اس شغل تعلیم توحید مین اللہ تعالے نے رزق دیا اور جن لوگون نے اس زمانہ مین جہاد کا الزام دین اسلام پر لگایا اور اس کے کچھ معنے غلط اپنے دل سے گڑھ لیے وے حقیقت مین اگلے انبیاء مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام و داؤد و سلیمان و یوشع وغیرہم علیہم السلام سے منکر ہین کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص انکار کرے کہ ان پیغمبرون نے جہاد نہین کیا بلکہ بڑے زور و شور سے اسطرح کہ جب فتح پائی تو کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑا کیونکہ اُسوقت یہی حکم تھا بھلا اسقدر مشہور متواتر خبرون کو کون جھٹلا سکتا ہے پھر جہاد کا حکم شریعت حضرت عیسٰے علیہ السلام مین منسوخ کیا گیا ۔ اور یہین سے

یہ بھی جان رکھو کہ اس زمانے مین منسوخ کے معنی عجیب طرح سے سمجھکر اسلام پر اعتراض کرتے ہین حالانکہ خود
شریعت توریت مین بالاجماع سب جانتے ہین کہ جہاد فرض تھا اور شریعت انجیل مین وہ منسوخ ہوا یعنے
اب اللہ تعالے نے اپنے علم وحکمت کے موافق اس حکم کی حد بتلادی اور جاہلون کا وہم اپنے قانون پر
قیاس کرکے پیدا ہوا کہ ایک وقت اپنی ناقص رسلے سے ایک قانون جاری کیا جب خرابی دیکھی تو منسوخ
کیا اور علم الٰہی بالکل مطابق ہے وہان یہ معنے نہین ہین بلکہ جیسے باپ۔ یا اُستاد اپنے لڑکے کو ابتدا
مین حکم دیتا ہے کہ سبق کے ہجے اور روان کو آواز سے رٹو اور جانتا ہے کہ یہ اسوقت تک ہے جب فن
نحو کی کوئی کتاب شروع کرے جب نحو شروع کی تو پہلا حکم منسوخ کرکے اب حکم دیتا ہے کہ بالکل خاموش
غور سے مضمون مین نظر کرو اور منہ سے بولوگے تو ذہن منتشر ہوجائیگا بھلا اسمین باپ واُستاد کی
کوئی جہالت ونادانی ہے ہرگز نہین اور قطعًا یہی معنے شریعت مین مراد ہین مگر جہالت وہٹ دھرمی
سے خدا کی پناہ کہ بات نہین سمجھتے خوبی سے آنکھ بند کرتے ہین کوئی عیب نہین پاتے تو جھوٹا طوفان
بہتان باندھتے ہین۔ واضح ہو کہ یہان علم کی فضیلت بیان کرنے مین مترجم نے ایسے مضامین جنکی اسوقت
بحث نہین ہے عمدًا ذکر کیے ہین کیونکہ یہ کتاب نفیس فتاوے فقہ کا ہے تو عوام کی عقل ٹھیک کرنے
اور جو فریب دھوکے انکو دیے گئے ہین یا دیے جاوین اُنسے بچانے کے لیے بہت باتون کی ضرورتھی
اور از انجملہ ابن عبدالبر نے معلق روایت ذکر کی کہ اللہ تعالے نے حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام کو وحی
بھیجی کہ اے ابراہیم مین علیم ہون ہر علم والے کو دوست رکھتا ہون مترجم کہتا ہے کہ وہ علم مراد ہے
جس سے بندہ اپنے خالق کو پہچانے اور دار آخرت جو محمود ہے اسکی راہ پاوے اور اگر دنیا کا علم سیکھا
تو دنیا خوب پاویگا مگر دنیا ملعون ہے۔ ابن عبدالبر نے حضرت معاذؓ سے باسناد ضعیف روایت کی
کہ روے زمین پر اللہ تعالے کا امانت دار عالم ہے اسکی تصدیق خود قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہے
لقولہ تعالے۔ اخذنا میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس الآیہ۔ یعنے جن لوگون کو کتاب آسمانی
کا علم دیا یعنے اُنکو امانت سپرد کی تو اُنسے عہد لیا کہ اسکو لوگون پر صاف ظاہر کروگے اور چھپاؤگے نہین
پس صحیح ہوا کہ وے لوگ ایک بڑے عہد کے ساتھ امانت دار ہین۔ پھر دنیا مین یہ مشکل امتحان پیش آیا
ظاہر کرنے مین لوگ دشمن ہوے جاتے ہین اور پادری وحبر یہودی سمجھتے کہ عالم اسلام کو عیش آرام کی
چیزین نہین ملتی ہین اور اگر چھپاتے اور لوگون کی مرضی کے موافق بتلاتے ہین تو وے بڑے معتقد
ہوکر نذرانہ سے حاضر ہوتے ہین پس بعض ثابت قدم رہے اور بہتیرے دنیا کی عیش ووسوسۂ شیطانی مین
پڑے اور خود گمراہ ولوگون کو گمراہ کیا۔ از انجملہ ابن المبارک نے اوزاعی سے اُنکا قول اور ابن عبدالبر و
ابونعیم وغیرہ نے مرفوع روایت کی کہ اس امت مین دو گروہ ایسے ہین کہ جب وے بگڑین تو سب بگڑینگے
اور جب وے ٹھیک ہون تو سب ٹھیک ہونگے ایک گروہ عالمون کا اور دوسرا حاکمون کا مترجم کہتا ہے

کہ اسکی تصدیق مشاہدہ کرلو کہ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہو جاتے ہین۔ اوزاعی نے کہا کہ لوگون کو تین فریق بگاڑتے ہین عالم اور درویش اور بادشاہ۔ اس سے اتنا معلوم ہوا کہ عالمون کی باطنی حکومت بادشاہون سے بڑھکر ہے اور بھی اوزاعی وغیرہ نے فرمایا کہ اسلام مین جو عالم بگڑیگا اُسکی مشابہت یہود کے عالمون کے ساتھ ہوگی یعنے عیش وعشرت دنیا و دولت کا لالچی ہوگا اور دین کا حکم لوگون کی مرضی کے موافق تبلاویگا اور پیغمبر علیہ السلام کی شریعت بگاڑیگا بات چھپاویگا۔ کلام کے معنی بگاڑکر اپنے مطلب کے موافق تبلاویگا علےٰ ہذا القیاس جو ذمائم کہ احبار یہود مین تھے ویسے ہی ان بدعالمون مین ہو جاتے ہین نعوذ باللہ منہ الیہ اور فرمایا کہ جو درویش بگڑیگا اُسکی مشابہت نصرانی راہب کے ساتھ ہوجائیگی چنانچہ راہبون کے حالات خود مشہور ہین۔ ازانجملہ قولہ علیہ السلام فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنی رجل من اصحابی عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے میری بزرگی میرے اصحاب مین سے ادنیٰ آدمی پر ہے۔ بڑا مرتبہ علم کا ظاہر ہوا اور عابد جو عبادت کرتا ہے اُسکا طریقہ جانتا اور اُسکا علم رکھتا ہے باوجود اسکے عالم ہونے سے اسپر عالم کا شرف زیادہ ہے اور عبادت کے فضائل خود معلوم ہین تو علم کی بزرگی قیاس کرلو۔ والحدیث رواہ الترمذی وصححہ۔ اور ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد نے روایت کی کہ فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب۔ عالم کی بزرگی عابد پر جیسے چودھوین رات کے چاند کی بزرگی باقی ستارون پر ہے۔ ابن ماجہ نے روایت کی کہ قیامت کے روز تین گروہ کو شفاعت کرنے کا مرتبہ حاصل ہوگا پہلے انبیاء کو پھر علماء کو پھر شہیدون کو۔ یہ بڑی بزرگی ہے کیونکہ شہیدون کے فضائل و بزرگیان نہایت اعلےٰ مرتبہ پر معروف ہین پھر اس حدیث مین علماء کو انپر ایک درجہ فوقیت ہے۔ اور طبرانی کی حدیث مین ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کسی چیز کے ساتھ بہتر ادا نہین ہوتی جیسی علم فقہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسکے وجوہ مین سے یہ ظاہر ہے کہ تعظیم بقدر معرفت و شناخت ہوتی ہے مصرع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت + تو تعظیم مین انتہا درجہ عالم کے دل مین ہوگا اور عبادت یہی تعظیم ہے اور جو کوئی کسی چیز کو نہین پہچانتا کیسی ہی عمدہ ہو اُسکی قدر نہین کرتا ہے ولہذا فرمایا۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ الآیہ۔ اگر کہا جاوے کہ علم سے عظمت و کبریا الٰہی کی شناخت ہوجاتی ہے تو مین کہونگا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ عالم آنکھون دیکھتا اور اندھا نہین ہوتا ہے وہ یقین جانتا ہے کہ عظمت و شان الٰہی تعالےٰ اعظم و اجل ہے کہ وہان عاجزی کا اقرار کرنا بالیقین ضروری ہے اسیواسطے علماء زیادہ ڈرتے ہین بقولہ تعالےٰ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ اگر کہا جاوے کہ نصرانیون مین بڑے بڑے علم والے ہین اگر علم سے عظمت کی معرفت ہوتی تو یہ لوگ جورو اور بیٹا نہ کہتے اسلیے کہ اس سے تو عظمت و پاکیزگی مین بڑا نقصان ہوتا ہے اور مخلوق کی سی بات ظاہر ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ عالم سے مراد علم دین کا فقیہ ہے اور انمین سے ایک بھی ایسا نہین ہے بلکہ دنیا کو دین پر اختیار کرلیا ہے تو پہلی جہالت اسکی یہ ہے کہ فانی کو باقی پر ترجیح دی جب اتنی سمجھ بھی نہوئی تو وہ کبھی لافقہ کیا جاسکتے۔ ترمذی وغیرہ نے روایت کیا کہ ایک

فقیہ اکیلا ہزار عابدون سے زیادہ شیطان پر بھاری ہوجاتا ہے۔ اور طبرانی نے روایت کیا کہ تم لوگ ایسے
زمانہ مین ہو کہ تم مین فقیہ بہت ہین خطیب کم ہین اور مانگنے والے کم اور دینے والے بہت ہین اس زمانہ مین
عمل بہ نسبت علم سیکھنے کے بہتر ہے اور عنقریب لوگون پر ایسا زمانہ آئیگا جسمین فقیہ کم ہونگے خطیب بہت ہونگے
دینے والے تھوڑے اور مانگنے والے بہت ہونگے اسوقت عمل کرنے سے علم و یقین حاصل کرنا بہتر ہوگا مترجم کہتا ہی
کہ اسوقت تو غفلت کے ساتھ گویا موت کا بھی یقین نہین ہے۔ اصفہانی وغیرہ نے روایت کی کہ عالم و عابد کی
منزلت مین ستر درجہ کا فرق ہے ہر دو درجہ مین اتنا فاصلہ ہے کہ تیز رو گھوڑا ستر برس مین طے کرے۔
مترجم کہتا ہے کہ اس آسمان کے چکر کے بعد کسی مخلوق کو معلوم نہ ہوا کہ کسقدر ملک الٰہی وسیع ہے یا کیا
چیز ہے اور بے انتہا مسافت کہانتک ہے پس اس حیرت کے ساتھ اس زمانہ مین لوگون کا دعوے حکمت
محض جہالت ہے اور حدیث صحیح کا معجزہ صادق آیا کہ قرب قیامت کا نشان یہ ہے کہ گونگے بہرے
روے زمین کے بادشاہ ہونگے جو سفیہ و بیوقوف ہین۔ اگر کہو کہ دانائی ظاہر ہے تو جواب یہ کہ دنیا کے لیے
جو طلعونہ ہے تو کمال کیا ہے۔ ابن عبد البر کی روایت مین صحابہؓ نے اعمال مین سے افضل عمل دریافت کیا
اور آپ نے برابر یہ جواب دیا کہ علم افضل ہے آخر فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل کارآمد ہوتا ہے اور بے علم کے
بہت عمل بھی مفید نہین ہوتا۔ اور طبرانی کی روایت مرفوع مین ہے کہ قیامت مین اللہ تعالٰے بندون کو
اٹھائیگا اور آخر عالمون سے فرمائیگا کہ اے گروہ علماء مین نے اپنا علم تم مین جانکر رکھا تھا اور اسلیے نہین
رکھا تھا کہ تمکو عذاب دون سو جاؤ آج مین نے تمھین بخشدیا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ اُن عالمون کا حال ہے جنکا علم
اُنکے قلب مین ہے اُنکو معرفت الٰہی بیقین حاصل ہے تو اُنکو یہ درجہ مبارک ہو اور اللہ تعالٰے ہمکو اُنکے
طفیل مین بخشدے وہو ارحم الراحمین۔ اور جان رکھو کہ جن عالمون کی نیت محض دنیا ہو یا ناموری ہو اُنکو
معرفت الٰہی سے حصہ نہین ہے کیونکہ علم کا ادنے مرتبہ یہ ہے کہ اسکو یقین ہو کہ آخرت بہ نسبت اس جہان کے
اعلٰے و اولٰی ہے اور یہ تو محض چندروزہ ہے۔ اب حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و ائمہ مسلمین
رحمہم اللہ کے اقوال سننا چاہیے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے کمیل رحمہ اللہ کو فرمایا کہ اے کمیل مال سے
علم بہت اچھا ہے علم تیرا نگہبان اور تو مال کا نگہبان ہوتا ہے علم حاکم اور مال محکوم ہے۔ مال خرچ کرنے سے ناقص
ہوجاتا ہے اور علم جتنا دو اُتنا بڑھے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ روزہ دار شب بیدار جہاد کرنیوالے سے بھی
عالم افضل ہے جب عالم مرتا ہے تو اسلام مین ایک رخنہ ہوجاتا ہے اسکو کوئی بند نہین کرسکتا مگر اُس شخص سے
بند ہوتا ہی جو اُسکے بعد علم والا ہو کر اُسکی جگہ قائم ہو۔ ابن عباس نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اختیار دیا گیا
کہ علم و مال و سلطنت انمین سے جو چاہو پسند کرلو انھون نے عرض کیا کہ اب مجھے علم دیدیا جائے تو اللہ تعالٰے
نے اُنکو علم دیدیا اور مال و سلطنت کو اُسکے تابع کرکے دیدیا۔ یعنے علم اُن سب پر حاکم ہے تو جہان وہ ہوگا وہان
اسکے محکوم بھی جا دینگے اسیواسطے تم دیکھو کہ جن بادشاہون کو علم نہین ہوتا وہ حکومت یعنے انصاف نہین کرسکتے

بلکہ یزید کی طرح ظلم و ایذا کے مرتکب ہوتے ہین پس سلطنت وحکومت اُنکے حق مین وبال ہی - عبد اللہ بن المبارک سے
کسی نے پوچھا کہ آدمی درحقیقت کون ہین فرمایا کہ علمار ہین - پوچھا کہ بادشاہت کسکو ہے فرمایا کہ جو دنیا سے
بیزار ہین پوچھا کہ پھر ادنے درجہ والے کون ہین فرمایا کہ جو دین بیچکر دنیا کھاتے ہین الحاصل آدمی فقط عالم کو قرار
دیا - کیونکہ آدمی کی پیدائش فقط کمال معرفت خالق عز وجل ہے اور یہ بدون علم کے ممکن نہین ہی مشکوۃ وغیرہ
مین ابن عباس سے مروی ہے کہ رات مین ایک ساعت علم کا درس کرنا تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے اور یہ
مضمون حضرت ابوہریرۃ و ایک جماعت سلف سے شیخ حافظ ابن کثیرؒ نے تحت تفسیر قولہ یتفکرون فی خلق السموات
والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلا الآیہ نقل کیا ہے حضرت ابن مسعود و ابن عمر رضی اللہ عنہم نے علم حاصل
کرنے کی بابت بہت تاکید فرمائی کہ سیکھو اور اللہ تعالے طالب علم کو محبت کی چادر اُڑھاتا ہی اور اُس سے
چھینتا نہین اگر وہ گناہ کرتا ہے تو اُس سے اپنی رضامندی کرلیتا ہے یعنے وہ علم سے خوف کھاکر توبہ کرتا
ہے پھر دوبارہ سہ بارہ ایسا ہی ہوتا ہے تاکہ اُس سے چادر نہ چھینے اگرچہ گناہ ہون سے اُسکو موت آجاوے
الحاصل اکابر متقدمین و اولیا و صالحین سے اُسکی فضیلت مین بہت کچھ ثابت ہوا ہے اور مین نے بہت
اختصار کیا اور غرض یہ ہے کہ خود دیکھین کہ کدھر ہر دم و ہر لحظہ جاتے ہین ساعت بساعت انکی عمر روان
ہے منزل دور و دراز ہے اور توشۂ زاد راہ سے بیفکر ہین وہان ہولناک معاملہ سامنے ہے - پس آنکھین کھولو
جاگو ورنہ موت تمکو جگا دیگی اُسوقت وہ ملک نظر آویگا اور تمہارا جاگنا بیفائدہ ہوگا اور اب تمکو آنکھین علم کے
سوائے کسی چیز سے نہ ملینگی پس علم سیکھو اور اسکا سیکھنا جہاد وغیرہ سب سے مقدم ہے دیکھو اللہ تعالے نے فرمایا -
فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین یعنے سب مسلمان جہاد کو نہ جادین پس کیون نہین کیا کہ ہر گروہ مین
سے ایک ٹکڑا جاتا تاکہ دین مین سے فقہ حاصل کرتے مترجم کہتا ہے کہ پوری آیت یہ ہے - ما کان المؤمنون
لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون - یعنے
مومنون کو زیبا نہ تھا کہ سب کے سب جہاد کے سفر مین چلے جاوین سو کیون نہین گیا ہر فرقہ سے اُنکا ایک
ٹکڑا تاکہ فقہ حاصل کرتے اور تاکہ عذاب الٰہی سے ڈر سناتے اپنی قوم کو جب وے جہاد سے لوٹ کر اُنکے
پاس آتے اس امید سے کہ سب اللہ تعالے کی ناخوشی کے عذاب سے پرہیز رکھین - علمار تفسیر کے بیان
دو قول ہین اور دونون طرح علم دین حاصل کرنے کی فضیلت ظاہر ہے ایک قول تو یہ ہے کہ آیت سریہ کے
حکم مین ہے اور سریہ وہ لشکر کہلاتا تھا جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بذات شریف تشریف نہین
لیجاتے تھے اور دوسرا یہ ہے کہ لشکر کبیر کے حق مین نازل ہوئی یعنے جسمین خود آنحضرت صلعم تشریف لیگئے
پس دوسرے قول پر یہ معنے بیان ہوے کہ تمام مومنین اگر ساتھ نہین جاسکتے تھے اسوجہ سے کہ اہل و عیال
ضائع نہون اور گرد و نواح کے صوبون والے جو ہنوز مشرف باسلام نہ ہوے تھے میدان خالی پاکر لوٹ مار
نہ کرین پس سب کا جانا مصلحت نہ تھا تو اچھا یہ کیون نہین کیا گیا کہ ہر قبیلہ و کنبہ کا ایک ٹکڑا سفر مین ساتھ جاتا اس

غرض سے کہ سفر مین جو احکام قرآن نازل ہوے اُنکی فقاہت حاصل کرتے اور خود دین مین فقیہ سمجھدار ہوتے
اور اس غرض سے کہ اپنی قوم کو جو وطن مین رہی تھی ڈر سُناتے جب سفر سے اُنکے پاس واپس آتے
اس امید پر کہ قوم والے یا سبب کے سب اللہ تعالے کے عذاب سے پرہیز رکھین یعنے جس چال وچلن و
خیالات وبرتاؤ سے اللہ تعالے کی ناخوشی ہوتی ہے اُس سے بچے رہین۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اگرچہ جہاد
سے ایک طرح معافی بھی ہے تو دین کی فقہ حاصل کرنے سے معافی نہین ہے پس وہ موکد ہے اور حدیث
مین بھی آیا کہ طلب العلم فریضۃ علے کل مسلم ومسلمۃ۔ یعنے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض
ہے۔ اس حدیث کی اسناد مین اگرچہ کچھ کلام ہے لیکن بقول شیخ زرقانیؒ کے حدیث حسن الاسناد
ہوگئی ہے۔ اور یہ بیان آگے آویگا کہ فرض کسقدر علم ہے اور دوسرا قول کہ آیت سریہ کے حق مین
ہے اسکا بیان یہ ہے کہ بعضے یہود وغیرہ منافقون کے بہانہ وحیلہ وجھوٹی قسمون کے عذر کا حال جب
عالم الغیب عزوجل نے نازل کردیا تو سچے مسلمان جنکو حقیقت مین بدنی تکلیف بیماری وغیرہ کا کچھ عذر
بھی تھا اپنے اوپر نفاق کا خوف کرکے ڈرے اور سب کے سب آمادہ ہوے کہ اب جو لشکر جائیگا
ہم اُسکے ساتھ جائینگے تو سریہ کے ساتھ جانے مین بھی یہی قصد ہوا حالانکہ یہان جو احکام آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتے وہ خالص معظم صحابہ جو حاضر ہوتے وہی جانتے اور دور دور والی
قومون کو خبر نہوتی حالانکہ افضل یہ معرفت وعلم فقہ ہے تو اللہ تعالے نے انکار فرمایا کہ یہ سمجھ ٹھیک نہین ہے
کہ سب چلے جاوین یون کیون نہو کہ ہر فرقہ مین سے تھوڑے جاوین اور تھوڑے یہین رہین تاکہ جو احکام نازل
ہون اُنکو آنحضرت صلعم سے یہان والے حاضرین سمجھ لین اور قوم والے جو سفر مین گئے ہین جب وے واپس
آوین تو اُنکو سُنادین تاکہ سب کے سب ناخوشی الٰہی سے بچے رہین۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علم دین و
فقاہت کو جہاد پر ترجیح ہے اور کیون نہین اسلیے کہ جہاد کرنے سے مال مقصود نہین چنانچہ ہزارون صحابہ
اس مال کی چیزون کو صدقہ کردیتے تھے خصوصًا موتی وجواہرات زمرد۔ ہیرا۔ لعل یاقوت اور ریشمی لباس
وجڑاؤ پٹکے وغیرہ اور یہ بکثرت روایات مین مذکور ہے پھر مال مقصود نہین تو کافرون کی جان لینا بھی
کچھ مقصود نہین ورنہ پہلے انکو ہر طرح سے سمجھانا بجھانا راہ بتلانا اور انکو وعدہ دینا کہ اگر تم اللہ تعالے کی
وحدانیت مان لو تو ہمارے بھائی ہو ہمارا تمھارا ایک حال ہے اور نہ مانو تو ملکر ہماری ذمہ داری مین رہو مگر فساد
ظلم نہ کرو تو بھی ہم تمھارے نگہبان ہین تم اپنے دین پر رہو دیکھو ہم کیسی سچائی وخوش اخلاقی سے اپنے پروردگار کی
بندگی کرتے ہین اور دیکھو کہ ہم دنیا کو بالکل ملعون وناچیز سمجھتے ہین اور یہ تمام مال ودولت ہے انتہا سب ہیچ وپوچ
جانتے ہین یہان عیش وآرام نہین چاہتے کیونکہ ہمکو وہ آنکھین اللہ تعالے نے دی ہین کہ ہم آخرت کا ملک
دیکھتے ہین اور اسکے لیے یہان نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرتے ہین اسی سبب سے اس زندگی کو غنیمت جانتے ہین ورنہ
بحکم قولہ تعالے منہم من قضے نحبہ[1] ومنہم من ینتظر ہمکو خوشی خوشی موت کا انتظار ہے تم خود دیکھوگے کہ بیشک انکو

[1] یعنے انہین سے وہ ہے جو اپنا عہد پورا کر چکا اور انہین سے وہ ہی جو اسکا منتظر ہے ۱۲م

علم پاک دیا گیا ہے اور بیشک نورانی عقل کے موافق اپنے خالق عزوجل کی اچھی طاعت کرتے ہین پس تم خود جہالت چھوڑ دوگے اور اسیطرح تین مرتبہ سمجھاتے تھے پھر اگر نہ مانو تو ہم تلوار نکالتے ہین کیونکہ خالق عزوجل نے ہمکو حکم دیا ہے کہ تم ایسے ظالمون مفسدون جاہلون کو اس حالت پر نہ چھوڑو کیونکہ تمھاری ذات سے کروڑون مخلوق آدمی وجانورون وپرند وچرند پر ایذا وظلم ہے تو ان کروڑون کی جانین ضائع ہوتے سے یہ بہتر ہے کہ تم مین سے تھوڑے ضائع ہوکر باقی علم کی راہ پر آجاوین پس مقصود اسکا بالکل علم تھا۔ ایسے یہ نہین دیکھتے کہ جب فتح پاتے تھے تب بھی انکو انکے دین پر رہنے دیتے تھے مگر تابع رکھتے تھے اگر قتل کا قصد ہوتا تو اب بالکل مارڈالتے اگرچہ حضرت موسے علیہ السلام کی شریعت مین بعد فتح کے یہی حکم تھا اور شاید اللہ تعالیٰ اپنے مخلوق کو خوب جانتا ہے وے کفار سیدھے ہونیوالے نہ تھے بہرحال جب جہاد سے مقصود یہی ہے کہ اللہ تعالے کا کلمہ توحید بلند ہو اور سب یہی معرفت پاوین تو علم اصلی مقصود ہوا پس جہاد سے مقدم ہوا - آیت کریمہ کی تفسیر مفصل مع توضیح اشارات وحقائق کے مترجم کی تفسیر سے طلب کرو جو ملخص عمدہ تفاسیر مثل تفسیر شیخ حافظ امام ابن کثیر وتفسیر ابو السعود وتفسیر کبیر وبیضاوی ومعالم التنزیل وسراج المنیر وافادات تبیان وغیرہا ہے مع زیادت فوائد حقائق واشارات از عرائس البیان فی حقائق القرآن متبرک تالیف حضرت خاتم الاولیا وشہسوار میدان ولایت مولانا رکن الدین روزبہان شیرازی رحمۃ اللہ علیہم ہے - الغرض طلب علم کے لیے اس آیت مین بھی حکم ہے کہ - فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینات والزبر - یعنے اگر تم بینات وزبر سے آگاہ نہین ہو تو جاننے والون سے پوچھو یعنے علم حاصل کرو اور کہا گیا ہے کہ پوچھو تو بینات وزبر دریافت کرو یعنے معلوم کرو کہ آیات الٰہی مین کیونکر حکم ہے اور حدیث مین اسکا حکم کسطرح آیا ہے یا ان دونون سے کسطرح یہ حکم نکالا جاتا ہے اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ لوگون کی باتین مان لینے کا حکم نہین دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ اللہ تعالے واسکے رسول صلوات اللہ علیہ وعلے آلہ اجمعین کا حکم مانو کیونکہ یہود اور نصاریٰ جو اپنے عالمون ودرویشون کا کہنا اپنے اوپر فرض سمجھتے تھے انکو صریح آیت مین مشرک فرمایا ہے تو مومنونکو حکم دیدیا کہ لوگون کا قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ تعالے ورسول اللہ صلعم کا حکم وحی کیونکر ہے لہذا استفتا مین جو لکھا کرتے ہین کہ علماء دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہین اسکو یون لکھنا بہتر ہے کہ اللہ تعالے واسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم اس واقعہ مین کیونکر ہے تمکو معلوم ہے تاکہ علم الٰہی حاصل ہو جسکے واسطے حکم ہے اور حدیث صحیح مسلم مین ہے کہ من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا الی الجنۃ - جو کوئی کسی راہ پر اس غرض سے چلے کہ علوم الٰہی مین سے کوئی علم اسکو ملیگا اسکی جستجو مین چلے تو اللہ تعالے اس سے اسکو جنت کی راہ چلاویگا - یعنے اسکا یہ چلنا جنت کی طرف راہ چلنا ہوگا پس اسنے جنت کا راستہ اتنا طے کر لیا - امام احمد وحاکم کی روایت مین ہے کہ طالب علم کی رضا کے لیے فرشتے پر بچھاتے ہین - واضح ہو کہ مخلوق جس کیفیت سے ہے وہ ازراہ خلقت اسی حال پر ہے پس فرشتہ

یہ کام خالص نیت سے اللہ تعالے کے واسطے کرتے ہین جب طالب علم کو رضوان الٰہی ملتا ہے اور ملائکہ کو بھی ملتا ہے
اور نفس کا دیکھکر خوش ہو جانا کچھ چیز نہین اور نہ اسکا کچھ نفع حاصل ہے پس یہ مقام سمجھ لو۔ ابن عبد البر و ابن ماجہ کی
روایت سے ثابت ہے کہ سو رکعت نفل پڑھنے سے علم کا ایک باب سیکھنا بہتر ہے۔ اور ابن حبان کی روایت سے
ثابت ہے کہ دنیا و ما فیہا سے اچھا ہے۔ اور پہلے حدیث گذری کہ علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے
دارمی وغیرہ کی روایت مشکوٰۃ مین بھی ہے کہ جس آدمی کو ایسے حال مین موت آئے کہ وہ اسلام زندہ کرنے
کیلیے علم سیکھتا ہو تو جنت مین اسکے اور انبیاء کے بیچ مین فقط ایک درجہ کا فرق ہوگا اس بارہ مین آثار حضرت
ابن عباس و ابو الدرداء و حضرت عمر و ابن ابی ملیکہ و ابن المبارک و شافعی و عطاء و مالک وغیرہم
جماعت کثیر سلف سے مروی ہے اور علم تعلیم کرنے کے بارہ مین بھی آیات و احادیث بہت ہین مانند قولہ تعالیٰ
یعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم۔ یعنے ایسا رسول بھیجا جو انکو کتاب و حکمت سکھلاتا ہے اور انکو پاک بناتا ہے۔ اور
قولہ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ۔ اور قولہ من احسن قولا ممن دعا الی اللہ۔
یعنے اس سے اچھی بات کسکی ہے جو راہ الٰہی کیطرف بلائے یعنے تعلیم فرمائے۔ اور حدیث مین ہے کہ جاہل کو
نہین چاہیے کہ اپنی جہالت پر چپکا بیٹھا رہے اور عالم کو بھی نہ چاہیے کہ جان بوجھکر خاموش بیٹھا رہے یعنے وہ سیکھے اور
یہ سکھلائے۔ صحاح کی حدیث مین ثابت ہے کہ بعض صحابہ آپسمین تعلیم دیتے تھے اور بعضے عبادت کرتے
تھے تو آنحضرت صلعم نے دونون کو دیکھکر کہا کہ نیک کام مین ہین لیکن عابد تو مانگتے ہین چاہے دے یا نہ دے
اور یہ تعلیم کرکے عام نفع پہونچاتے ہین اور خود انھین اہل تعلیم کی مجلس مین بیٹھے اور ایک روایت سے ثابت ہے
کہ تعلیم والون کو خوشخبری دی اور آمادہ کیا اور فرمایا کہ میرا مبعوث کیا جانا فقط اسی تعلیم کے لیے ہے اور
اس حدیث سے صریح ثابت ہوا کہ اسلام مین اصلی مقصود بعثت کا تعلیم ہے اور یہی حال جملہ انبیاء مثل
موسیٰ و یوشع و داؤد وغیرہم کا ہے اور جہاد اصلی غرض نہین ہے بلکہ بضرورت ہے۔ اور جس نے
یہ گمان کیا کہ اسلام مین قاعدہ ہے کہ بزور شمشیر مسلمان کیا جائے تو یہ شخص محض جاہل ہے اسنے لفظ اسلام کے
معنی بھی نہین سمجھے بھلا یہ بہتان اپنی جہالت سے کیون باندھا اے مغرور اسلام تو دل سے توحید کا نام ہے
اور صورت کا مسلمان یا زبان کا مسلمان جو دل سے توحید کا معتقد نہو وہ مسلمان نہین ہے پس بزور شمشیر
زبان و صورت کو اسلام لیکر کیا کریگا دیکھو اللہ تعالے نے فرمایا۔ من الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر
وما ہم بمؤمنین۔ یعنے بعضے لوگ خالی زبان سے کہتے ہین کہ ہم اللہ تعالے و روز قیامت پر ایمان لائے حالانکہ
وے ہرگز کچھ بھی ایمان والے نہین ہین۔ دیکھو جو خود کہتے تھے انکو تو اسلام نکالے دیتا ہے کہ ناپاک جھوٹے
ہین تو بھلا زبردستی کہلا کر کیون داخل کریگا ہان بزور شمشیر تو جسم تابع کیا جاتا ہے کہ ظالمانہ قانون و جور و ستم
نہ کرنے پائے تاکہ خلق خدا امن و عافیت سے علم سیکھے اور جہاد سے تو تعلیم دینا یا فساد کرنے سے باز رکھنا
یہی مقصود ہے اور جب یقین کامل ہے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے عیش و آرام بس وہین ہے تو اس جہاد مین

بہت بڑے منافع ظاہر ہین اب دیکھو کہ طعنہ دینے والے نے کیسی الٹی بات بنائی اور بہتان باندھا۔ و قولہ تعالے ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون۔ یعنے پڑھنے پڑھانے سے اثر ہوگا تو علماء ربانی ہوجاؤ۔ اس آیت سے نکلا کہ پڑھانے والا بھی پڑھانے سے یہ فیض پاتا ہے کہ عالم ربانی ہوجاتا ہے۔ الغرض علم کی فضیلت اور عالم کی بزرگی و پڑھنے و پڑھانے کے فضائل جنہین سے ادنیٰ فضل تمام دنیا و ما فیہا سے افضل ہے حضرت سید المرسلین پیغمبر صادق کی احادیث اور کتاب آلٰہی کے آیات و سلف کے اخبار سے بہت کچھ ثابت ہین مترجم نے انہین چند روایات پر اقتصار کیا کہ جن لوگون کے حق مین سعادت ازلی سابق ہوچکی ہے اُنکو تھوڑا بھی بہت کفایت کرتا ہے ورنہ بدبخت کو بہت بھی تھوڑا ہے۔ اب مختصر بیان علم کی تقسیم کا سننا چاہیے۔ واضح ہو کہ علم کا اصلی فائدہ یہ ہے کہ مخلوق ناچیز اپنے خالق عزوجل کو پہچانے اور یہ مراد اسوقت حاصل ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو پہچانے اسیواسطے بعض بزرگون کا قول ہے کہ جسنے اپنے آپ کو پہچانا اُسنے اپنے رب کو پہچانا۔ اور اپنی پہچان مین سے ادنیٰ یہ ہے کہ وہ ایک مخلوق ہے جو اپنی پیدائش مین اپنا اختیار نہ رکھتی تھی۔ اور صحت و تندرستی قائم رکھنے یا بیماری زائل کرنیمین محتاج ہے حتے کہ ہر کام مین اُسکو اپنی محتاجی ظاہر ہوگی پھر عمر بڑھنے اور بڑھاپا پیدا ہوجانے اور آخر مرجانے مین بالکل مجبور رہے تو یہ افعال کسی فاعل کی شان ہین اور یہ کام کسی کرنے والے مختار کی قدرت ہین کوئی مخلوق بڑا کوئی چھوٹا کوئی کالا کوئی گورا کوئی کسی حال مین خوش اور کوئی اسکے برعکس محظوظ کسی خود مختار قدرت والے کی شان کے نمونہ ہین تو جیسے محسوسات ظاہری اُسکے مخلوق ہین ویسے ہی عقل باطن و حواس باطنی بھی اسی کے مخلوق ہین پس عقل جو چیز اپنے تصور و خیال و قیاس مین بنائے وہ خالق جلشانہ پر صادق نہوگا۔ وہ تو اس مخلوق عقل کا مخلوق مصنوع ہے تو خالق عزوجل وہ ہے جو عقل کے تصرف سے اعلےٰ و اجل ہے اب بھلا عقل اسکی تعریف کیا بیان کریگی کہ وہ کیسا ہے اسیواسطے جو لوگ ایسے گذرے کہ اُنکو عقل کا دعوے تھا اُنھون نے اپنی عقل ہی پر بھروسا کیا کہ خالق عزوجل کی شان کو بھی تصور کرسکتی ہے۔ اُنکی حماقت معرفت مین یہین سے ظاہر ہے اور ہر شخص اقرار کرتا ہے کہ جس چیز کو وہ نہین پہچانتا اُسکی صفتین نہین بیان کرسکتا حالانکہ تمام مخلوقات کسی نہ کسی بات مین باہم شرکت رکھتی ہین اور نہ سہی اتنا تو ہے وہ بھی مخلوق اور یہ بھی مخلوق ہے برخلاف اسکے خالق عزوجل بالکل مخلوق سے جدا و کچھ بھی شرکت نہین ہے وہ قدیم یہ حادث وہ خالق یہ مخلوق وہ بے ابتدا و بغیر انتہا لازوال ہے اور یہ حادث فانی عاجز محتاج ہے تو ضرور ہوا کہ وہی اپنے فضل سے مخلوقات کو اپنی صفات سے آگاہ فرمائے اور جس طرح ہم اسکی تعریف کرین ہمکو بتلائے اور جسطرح اسکی تعظیم و عبادت کرین ہمکو سکھلائے اور جہانتک ہماری سمجھ پہونچے ہمکو ہمارا آغاز و انجام بتلائے چنانچہ اُس کریم جواد غفور رحیم نے اپنے فضل سے ہماری جنس سے اپنا رسول بھیجا اور اُسپر اپنی کتاب نازل فرمائی تو ہمکو معلوم ہوا کہ بحکم قولہ تعالے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ ہملوگ اسیواسطے

پیدا ہوسے ہین کہ اپنے خالق کو پہچان کر اُسکی عبادت کرین اور اُسکی خلقت بے انتہا ہے صرف یہی زمین نہین ہے اگرچہ ہمارے حواس تو آسمان سے آگے متحیر ہین عقل کچھ کام نہین کرتی کہ آخر آسکے کہین حد ہے یا نہین ہے پھر ہمکو اپنی پاک صفات بتلائین جنکو ہماری عقل نے اپنی آنکھون مین جگہ دی اگرچہ اُسکو خود ادراک کی مجال نہین اور وہ بیچاری حادث ہے اسکو قدیم کے برداشت کرنے کی تاب کہان ہے اسیواسطے اہل الحق نے بغیر چون وچرا کے اعتقاد پر استقامت اختیار کی۔ پھر اپنی حمد وثنا اور تعظیم کا طریقہ بتلایا جسپر ہم صدق کے ساتھ عمل کرین اور آخر اپنا فضل عظیم یہ ظاہر فرمایا کہ جو تم کرو اُسکا ثواب تمھین کو ہے اور ادنے ثواب اسکا جنت ہے اور دنیا سے جب بندہ بنکر نکلو اور خواہ مخواہ نکلوگے تب پاؤگے۔ پھر دنیا مین تمھاری بندگی سے تمھاری عقل و روح خوش ہے اور نفس وشیطان دشمن ہین اور دونون مین سے ہر ایک کے لیے اسباب ہین کھانے پینے کی خواہش وسردی وگرمی وزینت وآرایش ومزہ ولذت وفخر وتکبر وخوف ودہشت اور سانپ بچھو وغیرہ موذیات کا اندیشہ اور لہو ولعب کے کرشمہ اور طرح طرح کی رنگ برنگ چیزین جنسے کبھی سیر نہو ہمیشہ نئی نئی خواہشین وجلسہ وآرایشین آخر موت آگئی اور آنکھ کھلی تو سب ہیچ تھا اُسکا کچھ وجود نہ رہا یہ سب فانی ہین اُنکے لیے بڑی بڑی کوششین سب برباد ہوگئین اسوقت افسوس بیفائدہ ہے اب ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے بندون کو ہر طرح علم دیدیا پس اکثر بندے تو شکر کی جگہ کفر کرکے اس دنیا کو چندہی دن سہی آراستہ کرنے لگے اور ظاہر ہے کہ ہر آرایش کیلیے پہلے اُسکا علم سیکھا پھر یہ نتیجہ حاصل ہوا تو یہ علم اور اسکا نتیجہ دونون خراب ہین کہ بعد موت کے دونون مین سے کچھ بھی باقی نہین رہا اور جس بدن کی آرائش وآسائش کی تھی وہ سڑگیا پس یہ قسم علم کی علم دنیاوی ہے اور دوسرا بندہ جسنے کتاب الٰہی وسنت رسول کی تعلیم پائی اور حقتعالے نے اُسکو سمجھ عطا فرمائی اُسنے روح وعقل کو آراستہ کیا اور معرفت الٰہی سے مقبول ہوکر ذخیرہ سعادت آخرت جمع کیا اُسکی آنکھ کھلی تو حد سے زیادہ مقام کرامت و منزلت دیکھا تو یہ علم واسکا نتیجہ دونون نہایت خوب ہین اور یہ فضل الٰہی ہے ہزار شکر اسپر نثار۔ وقد قال تعالی ما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ ویجعل الرجس علے الذین لایعقلون۔ اسی علم کی اول ہم تعریف لکھ چکے اور اسی علم کے عالم بڑی کرامت والے ہین۔ یہی اصل حکمت ہے اور فرمایا حق تعالے نے۔ ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ جسکو حکمت عطا ہوئی اُسکو بہت بھلائی کثرت سے دیدی گئی اسی علم کے عالم ہونے کا حکم ہے۔ بقولہ تعالی کونوا ربانیین۔ حضرت علی وابن عباس وحسن بصری نے تفسیر مین کہا کہ علما وفقہا وحکما ہوجاؤ۔ اسی فقہ کے لیے حکم دیا مطابق قولہ تعالی لیتفقہوا فی الدین الآیہ مین۔ اور اسی علم کی نسبت حکم دیا ہے حضرت صلعم طلب العلم فریضۃ الحدیث۔ یعنے ہر عورت ومرد مسلمان پر علم سیکھنا فرض ہے اور اسی علم کا نتیجہ وہ معرفت ہے جسکے واسطے ہماری پیدایش ہے بقولہ تعالے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون سے لیوحدونی اولیعرفونی یعنے ہمنے جن وانس کو اسیواسطے پیدا کیا کہ ہماری توحید پر مستقیم ہون۔ اب یہان کچھ اوہام وسوالات پیدا ہوتے ہین۔ اول یہ کہ

ط یعنے کسی انس کو یہ قدرت نہین کہ ایمان لاوے مگر باذن اللہ اور کرتا ہے پلیدی اُن لوگون پر جو سمجھتے نہین ۱۲

جب ہماری پیدائش فقط اسی لیے ہی کہ ہم توحید وعبادت ہی کرتے رہین تو سوائے اسکے سب جتنے کام ہین جیسے
کہ کھانا وپینا وسونا ونوکری وتجارت وغیرہ سب ممنوع ہونگے۔ تو اس سوال کے جواب کو بتوفیق الٰہی ہم فی الجملہ
وضاحت سے بیان کرتے ہین جاننا چاہیے کہ یہ وہم خالی عبادت وتوحید کے معنی نہ جاننے سے پیدا ہوا ہے
کیونکہ وہم یہ ہوا کہ عبادت الٰہی فقط چند الفاظ مخصوصہ ہین مانند نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ وغیرہ کے حالانکہ
عبادت تو یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے بندہ کا چال چلن پسند فرمایا ہے اُسی کے موافق برتاؤ کرے تو اُسنے
بندگی کی اور ایمان سے یہ بات معلوم ہو چکی کہ بندون کیلیے یہ تمام دنیا مخلوق ہی اور بندے آخرت کیلیے مخلوق ہین
پس دنیا اُنکے لیے آخرت کے درجات حاصل کرنے کا کھیت ہے۔ تو دنیا مین تصرف جبتک بنظر آخرت ہو محبوب الٰہی ہی
اور جب اپنے نفس کی خواہش پر کام کیا تو یہی بیکاری ہے اور حقتعالیٰ نے نفس کیلیے حظوظ وحقوق مقرر فرمائے ہین
یہ نہین ہے کہ نفس کی کوئی خواہش کا سکومت دو بلکہ اُسکے حدود ہین جنکو علم والے جانتے ہین وقد قال تعالیٰ
تلک حدود اللہ یبینہا لقوم یعلمون۔ یعنے یہ حدین اللہ تعالےٰ کی مقرر فرمائی ہین ان لوگون کیلیے انکو بیان فرمایا
ہے جو علم رکھتے ہین پس علم بیان ایمان کا دل مین یقین کامل راسخ ہو کر روشن کرنا کیونکہ اگر ان حدود کو جانتے
تو بیان کی حاجت نہ تھی۔ اور حدیث مین ہے کہ اسلام مین نصرانیون کی طرح راہب ہونا نہین ہے۔
تو نفس کو بھوک وپیاس سے ضعیف کر دینا وغذا نہ کھانا اور خصی ہو جانا وغیرہ کچھ نہو گا بلکہ فرمایا کہ میری امت کا راہب
بننا یہ ہے کہ جہاد کرین پس جہاد کیلیے ایسا مضمحل بننا نہین بلکہ خوب تندرست وقوی ہونا لازم ہے حتے کہ
اس فتاوے و دیگر کتب مین منصوص ہے کہ مثلث وغیرہ بغرض جہاد کی قوت کے کھانا وپینا جائز ہے جبتک
حرام چیز نہو۔ اور خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ اور قولہ احل لکم الطیبات وقولہ
والطیبات من الرزق۔ جملہ لذیذ وپاکیزہ چیزین کھانے پینے کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ کام نیک کرو
اور خود حدیث مین ہے ان لنفسک علیک حقا۔ تیرے نفس کا تجھپر حق ہے۔ اور بعض حضرات صحابہ
رضی اللہ عنہم نے چاہا تھا کہ سونا وکھانا ولذائذ وعورتین وغیرہ ترک کر دین تو اُنکو بشدت منع فرمایا حتے
کہ مروی ہے کہ اُنسے کہا کہ تمکو میری اتباع کرنا ہے کہ نہین سو مین تو یہ سب باتین کرتا ہون اور تم سب سے
زیادہ اللہ تعالےٰ کی عظمت وجلال کا خوف رکھتا ہون۔ اور کیون نہین کہ آپنے دوزخ وبہشت سب کو ملاحظہ
فرمایا تھا عظمت وشان کبریائی مین عارف وولی وصدیق سے بڑھکر رسول بلکہ اشرف الرسل بلکہ خیر الخلق تھے
صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلے آلہ وصحابہ اجمعین۔ تو نفس کو اسطرح ہلاک کرنا خلاف طریقہ رسول قرار دیا
اور بیشک جسنے اعضاء وحواس کا شکر نہ کیا اُسنے جہالت سے کچھ قدر نہین جانی کیونکہ عجیب حکمت الٰہیہ اس خلقت مین
نمایان ہے کہ انھین سے محبت حق سبحانہ تعالےٰ بواسطہ ادراک لذائذ وطیبات مستوجب شکر منعم محسن کے
دل مین ساری ہو کر بذریعہ معرفت عقلی کے توحیدی ایمان پر ثابت ہوتی ہے کہ بندہ اپنے اعضاء وجوارح کو
عبادتون ومناجات مین بصبر وتحمل لگاتا ہے اور آخر مین بندہ کے اعضاء خود مطیع وباعث ہوتے ہین اور

یہ مرتبہ صلاح وتقوی ہے اور جس نے اس سے پہلے انکو ضائع کیا وہ جاہل گمراہ ہے آیا نہین دیکھتے کہ اگر نفس کے تباہ کرنے مین کمال ہے تو بھوکا رہکر مرجانے والا ولی ہوکر مرتا حالانکہ سب مسلمانون کا اتفاق ہے کہ اپنی جان آپ مار ڈالنے والا جہنمی ہے - فقہ مین ثابت ہوا کہ زندگی نفس کے لیے فقیر کو کمائی کرنا واجب ہے اگر کرسکتا ہو ورنہ آخر بھیک مانگنا فرض ہے ورنہ مرجائیگا تو جہنمی ہوگا اور اگر یہ طاقت نہو تو جس مسلمان کو اسکے حال سے اطلاع ہو اُسپر خبر گیری اسقدر کہ مرنہ جاوے فرض ہے چنانچہ یہ مسائل اس فتاوے مین مصرح منقول ہے اور ایسے ہی نماز مین ستر عورت فرض ہے لقولہ تعالی خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیہ اور شدت حاجت کے وقت نکاح واجب ہے پھر جورو کا نفقہ اور اولاد کا نان ونفقہ وغیرہ فرض ہے تو اب ظاہر ہوا کہ جو امر فرض کردیا گیا ہے اگر وہ بغیر دوسری چیز کے ادا نہین ہوسکتا ہے تو یہ چیز بھی ضمناً فرض کردیگئی ہے اسیواسطے اہل العلم نے کہا کہ مقدمۃ الواجب واجب مثلاً مسجد مین نماز بجماعت واجب ہے تو اسکے معنی یہ نہین ہین جب کبھی اتفاق سے ہم مسجد مین ہون اسوقت نماز قائم کیجاوے تو ہمپر جماعت واجب ہے بلکہ اذان سنکر حاضر ہوکر جماعت مین شامل ہو اور یہ بغیر چلنے کے ممکن نہین ہے تو معلوم ہوا کہ اسلیے چلنا بھی واجب ہے اور تم نہین دیکھتے کہ حدیث مین مسجد جانے کے ہر قدم کا ثواب جمیل ارشاد فرمایا ہے اسیواسطے دور گھر سے آنا زیادہ ثواب ہے - پس نماز کیلیے نفس کی اتنی غذا کہ ادا کرسکے واجب ہے اور یہ چیز کسی کمائی کے حیلہ سے ممکن ہے تو کمائی واجب ہے اور حیلہ جب بغیر تعلیم ممکن نہین تو یہ علم بھی واجب ہوا جبکہ اس سلسلہ مین ضرورت ہو - اب ہر شخص جانتا ہے کہ فرض وواجب وسنت ومستحب یہ نام اُن اعمال صالحات کے ہین جنپر آخرت مین اجر جمیل و ثواب جزیل ہے اور قولہ واعملوا الصالحات کے تحت مین داخل اور ثواب برضاء الٰہی ملتا ہے تو اسکی رضا پر یہ برتاؤ ہوا اور اسی کو عبادت کہتے ہین - اور ناراضی جس فعل پر ہو وے بندگی سے خارج ہے - اگر وہم ہو کہ مباح چیز تو کچھ ضروری نہین کہ واجب ہو اور اللہ تعالے نے منع بھی نہین فرمایا - تو مین کہتا ہون کہ اسیوجہ سے بعض علمار نے مباح سے براہ تقوے پرہیز کیا اور حدیث مین آیا کہ آدمی بکا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال اور ہے تیرا مال کیا سوا اسکے کہ کھاکر برباد کیا یا پہن کر پھاڑ ڈالا یا صدقہ دیکر آخرت مین جمع کرلیا تو ان بزرگون نے اس سے سمجھا کہ مراد اسمین مباح کھانا پینا تھا اور جب برباد ہوا تو دنیا کی زندگی جسکا ہر لمحہ و ہر چیز جب غنیمت ہے کہ وہ چند روز حیات کے بعد اصلی مقام ووطن مین یہان کی کھیتی یا تجارت کا نفع نایاب نفائس کا مجموعہ ملے اور جسمین یہ نہین وہ خواہ مخواہ بُرا ہے خسارہ ہے اسی لیے حدیث سے ثابت ہے کہ صحت و فراغت دو چیزون کی قدر نہ کرکے اکثر آدمی خسارہ مین پڑے ہین - اور حدیث سے ثابت ہے نیک آدمی کیلیے پاک مال بہت اچھا نتیجہ دیتا ہے - تو جب مباح مین مال برباد و وقت برباد گیا تو اس سے پرہیز چاہیے اور بعض علمار نے اسکو بھی عبادت مین شامل کیا اور میرے نزدیک بھی یہی اقرب ہے واللہ تعالے اعلم - اسلیے کہ مباح ایک حد ہے جو اللہ تعالے نے مقرر فرمائی اور ثابت ہوچکا کہ اس حد تک نافرمانی نہین ہوئی تو بندگی رہی تب تو ضرور ثواب ملیگا اور حدیث مین صدقات روزانہ شمار فرمائے ہین مثلاً کسی سے

خوش خلقی سے بات کرنا صدقہ ہے جیسے کہ راستے سے کانٹا کنکر ہٹا دینا صدقہ ہے ان سب مین آدمی کا اپنی بی بی سے قریب ہونا بھی صدقہ شمار ہے تو جسنے اس حکمت کو نہ سمجھا اُسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا ہم مین سے کوئی آدمی اپنی شہوت پوری کرے تو اسمین بھی اُسکو ثواب ملیگا آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ شخص کسی حرام جگہ پر فعل کرتا تو اسپر عذاب جہنم ہوتا کہ نہوتا۔ عرض کیا گیا کہ ہان بیشک عذاب تھا تو آپنے فرمایا کہ پھر حلال مین ثواب ہے۔ اسمین بہت پاکیزہ اشارہ ظاہر ہے کہ شہوت وخواہش پوری کرنا شرع مین منع نہین کیگئی ہے بلکہ مقصود شرع کا حد مقرر کرکے فرمانبرداری و نافرمانی کا امتحان ہے پس اگر نافرمانی کی تو حرام کرکے بندگی و اطاعت سے نکلگیا اور حلال کر تیمین فرمانبرداری کی حد کا قصد کیا تو بندگی مین رہا اور جبتک بندگی کی حد مین ہے اُسکو ثواب ہے۔ اور حدیث سعد رضی اللہ عنہ مین صریح ارشاد فرمایا ہے کہ حتے اللقمۃ تجعل فی فی امرأتک۔ یعنے اپنی جورو کے منہ مین جو نوالہ پہونچاتا ہے اُسمین بھی تجھے ثواب ہے۔ بلکہ ان سب سے قوی استدلال قولہ کلوا من الطیبات الآیہ ہے کہ طیبات کھانے کا حکم دیا حالانکہ لذیذ غذا ضروری نہین ہے کہ بغیر اسکے مرجا دے ایسی صورتین مباح ہین تو مباح موافق حکم ہے جسکے ماننے مین ثواب ہے جیسے مسافر کا نماز مین قصر کرنا اگرچہ فی الاصل رخصت ہو لیکن اللہ تعالے نے جو ہمپر صدقہ کیا اُسکا قبول ہمپر واجب ہے۔ ہان اتنا ضروری ہے کہ جو ثواب فرض و واجب کا ہے وہ بھلا مباح کا کب ہو سکتا ہے اور جو حدیث کھا کر برباد کرنے دھینگر پھاڑنے کی بیان کیگئی اسکا بیان اسواسطے نہ تھا کہ مباح کا ال برباد جاتا ہے کچھ ثواب نہین ملتا ہے بلکہ اس سے مقصود یہ تھا کہ آدمی کا مال اسکے لیے کیا ہے جو وہ کہا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال کیونکہ اسکی زندگی بس یہی چند روزہ ہے تو اسمین جو کھایا پہنا تو وہ اب ہا نہین اور جو خیرات کر دیا وہ وہان جمع کر لیا باقی سب اور ون کا حصہ ہے۔ اسکا اسمین سے بس یہی ہے جسکا مفصل حال مذکور ہوا۔ بالجملہ اصل اسمین ایک جامع آیت کریمہ ہے جسکے سمجھنے و اسکی فقہ حاصل کرنے سے آدمی فقیہ ہو سکتا ہے یعنے قولہ تعالے ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔ یعنے حق تعالے نے فرمانبردار بندون سے انکا جان و مال خریدا اور عوض اسکا جنت دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ کمال کرم ہے کہ حقیقت مین اصل و بدل دونون پھر اسی کو دیدیے مع رضوان و فضل عظیم کے کہ یہ اسپر ٹھہا یا پس اتنا تو سمجھ لینا ضرور ہے کہ مومن کو اپنی جان و مال مین اپنی رائے کا اختیار کچھ نہین ہے اُس کو چاہیے کہ ان دونون کو اسطرح رکھے جسطرح مالک نے حکم دیا ہے جیسے کہ اعضا و بدن سے نماز و روزہ وغیرہ کا کام لے حتے کہ جب بیماری سے پانی بدن پر ڈالنا مضر ہو تو تیمم کرائے اسیواسطے اگر زخمی نے مثلاً تیمم نہ کیا اور نہا لیا پس مر گیا تو وہ گنہگار مرا کیونکہ اُسنے یہ اپنا زعم ٹھہرایا کہ تیمم کرنے سے میرا جی صاف نہین ہوتا ہے ایسے ہی جسکو عذر نہین ہے اگر تیمم کیا اور ٹھنڈے سرد پانی سے نہانے کو جی نہ چاہا تو گنہگار رہے اُسنے نافرمانی کی۔ اللہم اغفر لنا بفضلک۔ مال کا بھی یہی حال ہے کہ اللہ تعالی عالم الغیب ہے پھر بھی پوچھا جائیگا کہ کسطرح کمایا۔ پہلے بھلا کہ کمائی واجب تھی کیونکہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ کمائی ضرورت کے وقت واجب ہے پھر کس حیلہ سے کمایا ہے۔ نوکری

تجارت۔ پیشہ نہ تو نوکری ایسی تھی جو ظلم و ناحق سے خالی ہوتے کہ خلاف شرع مثلاً حکم نہ بگاڑنا پڑے کیونکہ
خلاف قانون الٰہی تعریر جو قانون ہوگا وہ نافرمانی و ظلم ہوگا کیونکہ نافرمانی خود ظلم ہے اور خلاف شرع جو قانون
ہے اسکے موافق فیصلہ کرانے کی وکالت و پیروی نہ کرے نوکری کی جو شرطین ٹھہری ہون انکو ادا کرے۔
غدر و خیانت رشوت وغیرہ نہو۔ تجارت مین خرید و فروخت فاسد و حرام طریقہ سے نہو مثلاً کلکتہ سے ہزار من
چانول کی بلٹی آئی اور ہنوز چانول نہ دیکھے نہ ناپے تولے بلکہ خالی بلٹی پر سو روپیہ نفع سے دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے
تو یہ حرام ہے اور پیشہ کی بھی ایسی ہی حالت ہے۔ پھر اگر اُسنے عذر کیا کہ مین نے حرام ہونا نہین جانا تو عذر قبول نہوگا کیونکہ
جب یہ پیشہ اختیار کیا تو اسکا علم جاننا فرض تھا۔ اب ہم دو باتین بیان صاف بیان کردین اگرچہ سمجھنے والا پہلے
بیان سابق سے بھی سمجھ سکتا ہے۔ ایک یہ کہ علم دین و علم دنیا کی تقسیم کیونکر ہے اور دوم علم کا طلب کرنا جو فرض ہے
وہ کسقدر ہے تب فقہ کے معنے سمجھے جاوین۔ واضح ہو کہ عبادت اصلی تو فقط یاد الٰہی ہے اسکی خالص طاعات و دعا و عاجزی
و تضرع و حضوری وغیرہ ہین پھر اسمین تندرستی و نفس کی غذا و ٹھکانا و بدن کا ڈھانپنا وغیرہ ضروریات ہین جہانتک
ضرورت ہو اور کبھی عوارض دیگر بھی حقوق کے ساتھ پیدا ہوتے ہین جیسے اہل و عیال کا نان و نفقہ وغیرہ۔ اور
عبادت سے مقدم اسکا طریقہ جاننا۔ پس جو شخص تنہا کسی پہاڑ مین وہان کے میوہ جات پر بسر کرتا ہے جہان
کوئی نہین ہے تو اُسکو کپڑے کی ضرورت نہین ہے اگرچہ جاہل کو وہان شیطان اپنا بندہ بنا ڈالیگا اور عالم نے
کچھ نہ کیا جبکہ علم کا نفع روک دیا ایسی تنہائی بعض اشارات حدیث سے منع نکلتی ہے اور بعض سے جائز بھی
الغرض یہ ایک مثال تھی اسکی تحقیق نہین منظور ہے تم بستی مین رہو اور دیکھو کہ تم عبادت خالصہ کے لیے بیٹھے تو
جگہ کی ضرورت ہوئی لہذا مسجد بنانے والون کے لیے بڑا ثواب ہے کہ حلال زمین پر بیٹھے پھر کھانے کی ضرورت
ہوئی اور کپڑے کی یا جورو بچہ و دیگر اقارب کے نفقہ کی تو سوال حلال نہین ہے کوئی کمائی اختیار کی پس اللہ تعالٰی کے
حکم پر چلے تو ثواب وہی ملیگا جو خالص یاد الٰہی کا تھا اور کمائی مین علم کی ضرورت ہے تو جبتک یہ علم حاصل کرو ثواب
ملیگا بشرطیکہ یہی نیت ہو کہ حق نفس و حق زوجہ و حق اولاد اس سے حاصل کر کے پورا کردن اور یہ نیت نہو کہ عیش
دنیا اُڑاؤن کیونکہ یہ گھر تو آخرت کیلیے کھیت و منڈی ہے اگرچہ تمکو کمائی مین اللہ تعالٰے اسقدر دیدے کہ اپنے
فضل سے لذت کے ساتھ رہو اور نیک کام کرو تو یہ علم اگرچہ دنیاوی ہو اس راہ سے ثواب ملیگا مگر ایسی چیز و نکا
علم نہو جو شرع مین معصیت ہین جیسے علم موسیقی و ستار و سارنگی وغیرہ یا علم مصوری وغیرہ تو یہان حد مباح کی ہے
علیٰ ہذا پیشہ تجارت مین حرام پیشہ نہو مثل قوالی و بھیک مانگنا وغیرہ۔ اور تجارت حرام نہو جیسے شراب بیچنا وغیرہ
پس جو شخص انگریزی پلٹن کے گودام کا ٹھیکہ لے جسمین شرط ہو کہ جہان اور چیزین ہین وہان یہ بھی شرط ہے کہ
شراب اسقدر بہم پہنچاؤ۔ یا گلا گھونٹے جانور کا گوشت دیا کرو تو یہ مال حرام ہو جائیگا۔ پس یہ حدود نوکری و
تجارت و پیشہ و صنعت مین علم سے معلوم ہونگے اور جس علم سے معلوم ہون اُسمین اگرچہ ثواب اس نیت پر ہوگا جو
بیان ہوئی لیکن یہ علم آخرت و علم معرفت نہین ہے جو وہان ساتھ رہے حتے کہ قاضی ہونے کیلیے جو علم ہو وہ بھی

دنیاوی جھگڑے بکھیڑے فیصل کرنے کیلیے ہے وہ کچھ معرفت نہین ہے۔ الحاصل علم دنیا ہر وہ علم ہے جسکا باقی
ہونا آخرت کے ساتھ نہو اسمین دو قسم ہین ایک وہ جو بہ نیت صالحہ سیکھا جاوے کہ وہ حد مباح مین ہو اور ثواب
ملے جیسے فن تعمیر عمارت و فن طبابت وغیرہ۔ اور ایسے ہی قاضی بننے کا علم متعلق بادب القاضی۔ تو یہ بھی ثواب
مین داخل ہے اور دوم وہ کہ جو حد مباح مین نہو یا سنت صالح نہو حتے کہ اگر علم قضا محض اپنے نفس کی عیش کیلیے
سیکھا تو کچھ نہین ہے یا جیسے ستار دگانا علم موسیقی سیکھا تو محض دنیا و حرام ہے۔ اور علم دین ہر وہ علم ہے جسکا نتیجہ
اصلاح نفس بغرض آخرت ہو یا نفس علم آخرت و معرفت خالق عز و جل ہو اور اسکا مرتبہ بہت اعلے ہے اور دوسرا
بیان یہ رہا کہ علم کا طلب کرنا کسقدر فرض ہے تو جاننا چاہیے کہ جب کبھی ضرورت کسی شخص کو کسب معاش حلال
کیلیے داعی ہو کہ وہ علم دنیا مین سے حاصل کرے تو قسم اول مین سے اتنا کہ قدر ضرورت معاش ملجا دے
ثواب و وجوب مین داخل ہے اور اس سے زائد مباح ہے جبکہ حد مباح مین ہو اور جو چیز کہ محض لایعنی ہو اگر اسکو
حاصل کرکے تضییع اوقات کرے تو وہ جواب دیگا مثلاً اس زمانہ مین یونانی فلسفہ کا سیکھنا کہ محض لایعنی اور اصح یہ ہے
کہ حرام ہے۔ اور طب وغیرہ مصالح عامہ کبھی بنظر عارض منجملہ واجبات ہوجاتے ہین اور اسی قسم سے ہے اس زمانہ
مین ایسے فنون جیسے بغیر دھوئین کے بارود اور توپ و تارپیڈو وغیرہ کی ایجاد وغیرہ پر قدرت حاصل ہو کیونکہ
قولہ و اعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل۔ ایسی باتون کا اشارہ فرماتا ہے بلکہ تنصیص سے اثبات کی امید ہے
پس ضرور ہے کہ ایک گروہ علمار کا ایسا ہونا چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور رہا علم دین مین سے تو ہر مسلمان مرد و عورت پر
اسقدر فرض ہے کہ جب اس سے اعتقاد خالی ہو یا اسمین سے بعض سے خالی ہو تو وہ کافر کہلاوے اور جب اسقدر عمل سے
یا اسمین سے بعض سے روکا جاوے تو اسپر اس ملک سے ہجرت کرجانا واجب ہو اور مترجم کہتا ہے کہ فقیہ عالم کا کام ہے کہ
جب وہ جانتا ہے کہ ایمان کیلیے تمام بنی آدم مکلف ہین تو ادنے سے ادنے آدمی کے لحاظ سے اسقدر پر اکتفا کرے
کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ مین گواہی ادا کرتا ہون کہ سوا اللہ تعالےٰ کے کوئی
الٰہ و معبود نہین اور گواہی ادا کرتا ہون کہ بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکا بندہ و رسول ہے پس اگر کسی نے
اسقدر اقرار کیا اور بعد اسکے اسیوقت مرگیا تو مجال نہین ہے کہ کوئی اسکو کافر کہے۔ تم نہین دیکھتے کہ صحاح کی
حدیث اسامہؓ مین صریح یون قصہ ثابت ہے کہ اسامہ بن زید سردار فوج کرکے جہاد پر بھیجے گئے وہان عین لڑائی
مین کفار کے لشکر سے جو آدمی اسامہ کا مقابل تھا اُسنے تلوار ماری کہ اسامہؓ کا بازو مجروح ہو گیا جب انکا وار
پہونچا تو اُسنے پناہ لی اور کہا کہ لا الٰہ الا اللہ۔ مگر اسامہؓ نے اس اقرار کو اسکی طرف سے مجبوری پر محمول کرکے نہ مانا
اور اسکو قتل کردیا اس آواز کو بعض اہل لشکر نے سُنا تھا انھون نے کہا کہ اے سردار تم نے کیون اُسکو
مار ڈالا جبکہ وہ توحید کا اقرار کرتا تھا اُنھون نے جو سمجھا تھا بیان کیا تو اہل لشکر نے کہا کہ نہین بلکہ ہم اسکو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرینگے جب مدینہ مین آکر آپ سے عرض کیا گیا تو آپنے اسامہ کو
بلاکر پوچھا اسامہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ میرا مجروح بازو ملاحظہ فرمائین اُس نے فقط میری تلوار کے ڈر سے

ف۔ [illegible] ۱۲

ایسا کہا تھا تو آپنے فرمایا - ہلا شققت قلبہ - یعنے تو اُسکے دل کا حال کیا جانے تو نے اسکا دل پھاڑ کر کیون نہ دیکھا
یعنے دل کا بھید اللہ تعالےٰ کے علم مین مسلم ہے - اور بار بار فرماتے تھے اقتلت رجلا یقول لا الہ الا اللہ ارے
تو نے ایسے آدمی کو مار ڈالا جو کہتا تھا کہ لا الہ الا اللہ - یہانتک کہ اسامہ کہتے ہین کہ مین ایسا خوفناک ہو گیا
کہ کاش مین آج مسلمان ہوا ہوتا - الحاصل اسی شہادت وکلمۂ توحید پر اکتفا کیا جاوے اور اگر کسی نے حضرت
سرور عالم وعالمیان سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کے رسول و بندے ہونے کا
اقرار نہ کیا تو بھی کافر ہے چنانچہ صریح احادیث و محکم آیات ناطق ہین پھر اسکو اس جامع کلمہ کی تفصیل سے آہستہ
آہستہ تعلیم دیجاوے کہ جب اسکے کوئی اور نہین ہے تو اللہ تعالےٰ جلشانہ وہی خالق رزاق مالک مختار ہے
حتے کہ شرک بالکل جڑ سے جاتا رہے اور جب کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کسی مین خلاف نہ رہے
اور دنیا کے آگے آخرت پر ایمان لانا ایسا ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا بقولہ یومنون باللہ والیوم الآخر یعنے
آخرت پر ایمان کو عموماً ہر ایک عرب کیلیے صریح بیان فرمایا - اور صحاح مین روایت ایک صحابی کی ہے جنھون نے
اپنی چھوکری کو مارا اور اللہ تعالےٰ کے خوف سے ڈرے کہ مین نے اسکو مقدار جرم سے زیادہ مارا تو مواخذہ ہوگا
پس آنحضرت صلعم سے اپنا حال ظاہر کر کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکو آزاد کر دون آپنے حکم دیا کہ یہان بلواؤ
جب وہ آئی تو اس سے اللہ تعالےٰ کو پوچھا اُسنے ٹھیک بتایا پھر اپنے آپ کو پوچھا کہ کون ہون اُسنے کہا کہ آپ
اللہ تعالےٰ کے رسول ہین تو صحابی سے فرمایا کہ ہان اسکو آزاد کر دے یہ تو مومنہ ہے - اقول اسمین اشارت ہے
کہ جب بندہ اپنے خالق عز وجل کی معرفت مین ایمان رکھتا ہو تو وہ بھائی ہے اور مملوک بنانا اسی کی بھلائی و
تعلیم کیلیے ہے غیر از ینکہ ان دونون آقا و مملوک مین رشتہ اتحاد زیادہ مستحکم ہوتا ہے حتے کہ دلاوے وراثت
مثل قرابت کے پہونچتی ہے پس آقا خالص عبادت الٰہی کیلیے فارغ ہو جاتا ہے اور مملوک اسکے لیے رزق حاصل کرلاتا ہی
پس دونون دنیا سے بڑا ذخیرہ لیجاتے ہین اور اسیواسطے حدیث صحیح مین مومن پر یہ حکم لازم کیا یعنے ایمان کے خصائص
مین سے قرار دیا کہ اپنے بھائی کو جسکو اللہ تعالےٰ نے اسکا ماتحت کیا ہے وہی کھلاوے جو خود کھاوے اور وہی
پہناوے جو خود پہنے - الحاصل اُس چھوکری سے فقط اللہ تعالےٰ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق یقینی
پر ایمان کا اکتفا کیا کیونکہ صلعم نبوت اسکی سچائی جانکر مومنہ فرمایا ہے پس اسیقدر سے مومن ہوگا - اور علما جو عوام کی
سمجھ سے بڑھکر انکو تکلیف دیتے ہین جاہل ہین - ارے یہ نہین دیکھتے کہ اتباع الھوے اتخاذ الالٰہ ہے - بقولہ
افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ - اور جسنے زعم کیا کہ چنے چبانے سے پیٹ مین درد ہوا اسنے نظر مین شرک کیا یہ فالتو
عالمانہ ہین اپنے نفس کو آرہا دین کہ ایسے خفی شرک انمین کس حد تک پہونچے ہین حتے کہ زید و خالد و کلو و
مرزا خان و شیخ کے ساتھ عناد اور لڑائی جھگڑے مین کس مرتبہ تک منہمک ہین اور اسلم انمین یہ تھا کہ
مقام توحید مین قدم استوار کرتے اور وسائط کے ساتھ برتاؤ مین بھی احکام شریعت کا اتباع سمجھکر مشاہدہ
کرتے ولیکن اللہ تعالےٰ خلاق علیم ہے جو وہ چاہے وہی ہوتا ہے - الغرض اعتقاد مین تو فرضیت اسطرح

شروع ہوتی ہے پھر جب اسنے صافی قلب مین یہ نظر دیکھی کہ پانی نے کھیتی اُگائی تو فوراً اس خطرہ کو ابھی باہر رکھا دل مین آسنے نہ دیا اور عالم سے پوچھ لیا کہ اُسکو دل مین جگہ دون اُسنے تبلا دیا کہ نہین نہین دیکھو بات اسطرح ہے علی ہذا القیاس یہانتک کہ تمام تفصیل سے مومن ہوگیا اور یہین سے معلوم ہوگیا کہ ایمان وعلم کا محل قلب ہی اور صحابہ بلکہ عموماً تابعین رضی اللہ عنہم اسیطرح علما وحکما وامام تھے۔ یہ نہین دیکھیئے کہ فقہ اکبر وعقائد نسفی وجملہ کتابین یہ اُسوقت کہان تھین اور یہین سے صفائی قلب کا طریقہ بھی اہل ایمان مین معلوم ہوگیا بخلاف اس زمانہ کے لوگون کے کہ دل مین ہزارون وسواس کفر کے اعتقادات وخطرات جمائے ہین اور ہر وقت ہر بات کو دل مین لاتے جاتے ہین اور فکر یہ ہے کہ دل مین صفائی حاصل ہو بلکہ دل مین لا الٰہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ کو جگہ دے اور سب خیالات واوہام کو نکالدے پھر نئے سر سے جو وہم آئے اُسکو شرع سے پوچھکر آنے دے اور اگر شرع اسکو وسواس شیطانی تبلاوے تو باہر کردے۔ اب رہا عمل تو نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ ہے۔ مگر نماز تو ہر مرد وعورت پر فقط پانچ وقت دن رات مین فرض ہی اور روزہ کا علم جب رمضان آوے فرض ہوگا اور حج جب مال اسقدر ہو جتنا چاہیے اور زکوٰۃ جب اُسکے لیے مال وموسم آوے اور اگر کوئی فقیر ہو تو اسپر ان دونوکے مسائل سے اسوقت کچھ بھی نہین ہے ہان اتنا جاننا ضرور ہے کہ اسلام مین ان چیزونکے فرض ہونیکا اعتقاد ہی اور رہا انکے ادا کرنیکا طریقہ تو وہ جبھی ہوگا جب شرائط ووقت آوے۔ اب ایک تنبیہ باقی رہی کہ نماز مین اسکو معلوم ہوگیا کہ ستر ڈھانکنا وپاک جگہ اور وضو وغیرہ شرائط ہین اور آدمی کو حرام کھانے وکپڑے مین پرہیز کرنا فرض ہی اور پہلے ہمنے کمائی کے فرض ہونے کو مفصل بیان کردیا ہے تو جس حیلہ سے کسب معیشت چاہتا ہی اسکے افعال بھی عبادت ہین جیسا کہ اوپر تحقیق ہوچکا تو اس سے احکام الٰہی بحکمت بالغہ متعلق ہین پس آدمی پر انکا جاننا بھی فرض ہے اگرچہ یہ فرض نہین کہ وہ جملہ صنائع وحرفت وتجارات کے احکام سے واقف ہو۔ ہان عالم البتہ ان سب سے واقف ہوگا جہانتک علم ہے۔ بیان سے ظاہر ہوا کہ جسنے یہ زعم کیا کہ ضروریات دین فقط روزہ نماز وغیرہ خالص عبادات کے مسائل مین اُسنے کلام بہت مجمل ومخلوط کردیا کیونکہ ان مسائل کی تعیین مین وہی تفصیل ہے جو اوپر مذکور ہوئی حتے کہ عامی مرد پر حیض کے مسائل جاننا ضروری نہین ہے اور عورت پر اس زمانہ مین ادائے جمعہ کے مسائل ضرور نہین۔ اور اسکے علاوہ حرفت وصناعت وغیرہ جو حیلہ کسب معاش کا ہو اسکے مسائل کو ضروریات مین داخل نکیا اور بدون اسکے خالی عبادات خالصہ کی خصوصیت سے مقصود حاصل نہین ہوتا۔ اور حدیث صحیح مین جن لوگون کی دعا مین زیادہ قبولیت کی امید کیگئی انمین مسافر کو شمار فرمایا ہے اور دوسری حدیث صحیح مین یہ مضمون ارشاد ہے کہ اکثر مسافر گرد آلود سفر اُٹھائے ہوے پریشان بال ہاتھ اُٹھاکر دعائین مانگتا ہے اور حالت اسکی یہ ہی کہ جہان سے کھاتا ہے حرام ہے اور جہان سے پہنتا ہے حرام ہی اور حرام کی غذا سے پرورش پائی ہے تو کہان اسکی دعا قبول ہوگی اور بعض روایات سے جملہ عبادات کی نسبت بھی ایسی کیفیت ثابت ہوتی ہی پس عبادات اگرچہ بذات خود اصل ومقدم ہین اور یہ چیزین اُنکے لیے شرائط لیکن ادا ہونے کی

[illegible]

حیثیت سے تقدیم ان شروط کی علت ہے اور اختلاف حیثیت وجہت سے ہر ایک کا دوسرے پر مقدم ہونا کچھ
مضائقہ نہین رکھتا ہے۔ پھر جو کچھ مین نے ذکر کیا یہ سب اس غرض سے کہ اکثر آدمی علم وعبادت فقط نماز و روزہ
وغیرہ خالصہ طاعات مین منحصر جانتے ہین اور دیگر اوقات و افعال کو بلا ثواب وخارج از طاعات سمجھکر رائگان
کرتے ہین یہ قصور سمجھ کا ہے اور فقہ نام سمجھ کا ہے پس فقیہ وہ ہے جسکو دین و ایمان مین سمجھ حاصل ہو لہذا جو فضائل فقہ کے
احادیث و آیات سے ثابت ہین وہ ان بزرگون کیلیے مسلم ثابت تھے جنکو سلف نے صدر اول و صحابہ و خلفائے تابعین
کہتے ہین۔ باوجودیکہ یہ کتابین جو اسوقت موجود ہین اور جتنے مسائل انمین مندرج ہین وے اسوقت موجود نہین تھین
اور ایسے ہی یہ بھی سمجھ کا قصور ہے کہ علم دین فقط ان مسائل مین منحصر ہے جو وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین مدوّن
ہین حالانکہ انمین خشوع وخضوع وحضور قلب کا ذکر اتفاقی ہے علی ہذا تکبر حرام ہے و ریا شرک خفی ہے اور مانند
اسکے بکثرت احکام یہان مذکور نہین ہین پس حاصل الامر یہان اسطرح جاننا چاہیے کہ بندے جو کام کرتے ہین ہر
کام کے ساتھ اللہ تعالے کا حکم متعلق ہے مثلاً یہ جائز ہے وہ حرام ہے حتے کہ جو جائز ہے یا فرض یا واجب ہے وہ
کرین اور جو حرام یا مکروہ ہے اُسکو نہ کرین اور تمام کام دو طرح ہوتے ہین ایک دل سے جنکو افعال قلب کہتے ہین اور
نیت بھی دل ہی سے ہوتی ہے اور دوم اعضاے ظاہری سے جیسے وضو کرنا و نماز کے ارکان ادا کرنا اور کسی پیشہ
یا نوکری کا کام کرنا۔ پھر ظاہری افعال مین کوئی ایسا فعل نہین جسکے ساتھ دل کا فعل نہ لگا ہو اور کم سے کم نیت ہے
حتے کہ اگر صدقہ دیا اور نیت اللہ تعالیٰ کے لیے ثواب کی غرض سے نہین ہے تو کچھ بھی ثواب نہوا اگرچہ کام نیک ہے
شاید دنیا مین اسکا بدلا ملجاوے اور دل کے افعال بکثرت ایسے ہین جنکے ساتھ ظاہری اعضا کے کام کو کچھ تعلق نہین
ہے اور یہ خود ظاہر ہے۔ تو فقیہ وہ ہے جو ظاہر و باطن سب افعال و خطرات و وسواس کے احکام جانتا ہے
جہانتک اُسکو ضرورت ہوئی یا انکشاف ہوا ہے اور جہان سے اُسنے جانا وہ اللہ تعالے عز وجل کی کتاب
مجید یعنے قرآن کریم ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پاکیزہ و اجماع صحابہ خیر الامۃ رضی اللہ عنہم
ہے پھر ان تین اصول سے جو طریقہ پہچاننے کا ہے وہی اجتہاد و قیاس ہے اور اجتہاد کیلیے کچھ شرطین ہین جو
مجمل انشاء اللہ تعالے آتی ہین۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل تو سمندر کی طرح لبریز بھرے اور پہاڑون کی
طرح استوار محکم جمے ہوے تھے اور انھین کے شاگرد حضرات تابعین انسے ملتے ہوے تھے پھر اُنکے بعد یہ کیفیت
کہان رہی مگر اللہ تعالے نے انمین ایسے علماء پیدا کر دیے جنھون نے نور یقین و ایمان و ادب و تقوے و صدق
سے اولین و سابقین و لاحقین کا طریقہ پایا اور پچھلون کیلیے جنمین موافق حدیث کے جھوٹ پھیلتا گیا اور موٹا
ہونا و حظوظ نفس پسند کرتے گئے۔ اس طریقہ کو صاف بیان کر دیا۔ خود یہ حضرات مجتہدین بیشک فقیہ جامع تھے
اور مشائخ کبار بھی انھین کے شاگرد تھے لیکن پچھلون نے یہ کیا کہ باطنی افعال کا مجموعہ ان کتابون مین جمع نہین
کیا بلکہ سوائے شاذ و نادر کسی مسئلہ کے بالکل ذکر نہین کیا کیونکہ میدان بہت وسیع ہے اور خالی ظاہری اعمال
و اُسکے احکام سب طرح کے ذکر کر دیے تو فقہ اب انھین ظاہری افعال کا نام ہو گیا ہے لیکن مرد متقی کو چاہیے

کہ ظاہر گناہ و باطن گناہ سب کو ترک کرے باطنی گناہون کا ترک تو حدیث و تفسیر سے جسمین احادیث کے ساتھ بیان ہو تعلیم حاصل کرے اور ظاہری کو فتاوے فقہ سے سیکھے - واللہ تعالےٰ ولی التوفیق -

الوصل - فقہ کے بیان مین - واضح ہو کہ لغت مین فقہ کے معنی سمجھ کے ہین اور شرع مین فہم خاص جو کتاب اللہ تعالےٰ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے قول مین ہے کہ اس سے زیادہ ایک فہم جو قرآن مین اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو عنایت فرمائے والحدیث فی صحیح البخاری - پس فقہ کے لیے اصل یہی دونون یعنے کتاب الٰہی قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے حدیث ہین اور فقیہ وہ ہے جو جسم ظاہر کے متعلق احکام اوامر و نواہی سے اسطرح واقف ہو کہ دونون اصل مین سے کہان سے یہ حکم عمل کرنے کا یا نہ کرنے کا کسطرح نکلا ہے تاکہ ظاہر جسم کو ان احکام کے موافق عمل کرنے سے ظاہری گناہون کی نجاست سے پاک اور پاکیزہ طہارات و طاعات کے نور سے منور کر سکے جیسے طہارت و وضو و غسل وادائے فرائض و واجبات سے اور قرآن کی قرأت و اسمین نظر کرنے و سننے و مسجد کو جانے وغیرہ خصال محمودہ سے آراستہ کرتا ہے اور فحش گفتگو و بدنظری و فحش باتین سننے و حرام کھانے پینے اور چوری اور فواحش کیطرف قدم اٹھانے وغیرہ کی نجاست و افعال مذمومہ سے اپنے آپ کو پاک رکھتا ہے - اور تاکہ فقیہ مذکور باطن کو سچے اعتقادات و نورانی افعال و حسن صفات سے منور کر سکے اور باطن کو باطل و مذبذب خیالات و بیہودہ اوہام و بد افعال و مذموم صفات کی تاریکی و نجاست سے پاک کر سکے اور اپنے نفس کے عیوب اور دشمن قطعی شیطان کے مکر و وسواس پر اور ان دونون کی ظاہر و خفیہ راہون پر مطلع و آگاہ ہو پس جب اسنے اس واقفیت سے بحکم قولہ تعالیٰ وذروا ظاہر الاثم وباطنہ الآیہ - تمام ظاہری و باطنی گناہون سے تقوےٰ کیا اور توبہ و استغفار و خشوع و خضوع و خوف الٰہی سے ہر دم اپنے مالک خالق کیطرف متوجہ ہوا تو اللہ تعالےٰ اسکو اور ایک علم عنایت فرماتا ہے جسکا اشارہ حضرت خضر و موسےٰ علیہما السلام کے قصہ مین بتائید حدیث صحیح گویا مصرح ہو گیا ہے اور ابتدا اس اصلاح کی سلامت قلب ہے بحکم قولہ اذا صلحت صلح الجسد کلہ - جب وہ صلاح پر ہو جاتا ہے تو تمام بدن صالح ہو جاتا ہے - اور بحکم قولہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک سب سے بڑا تیرا دشمن تیرا خود نفس ہے جو تیرے دونون پہلو کے بیچ مین ہے اس نفس کے مہلکات کو پہچاننا اور بحکم قولہ تعو ان النفس لامارۃ بالسوء - اسکی بدخواہشونکو پہچاننا اور وسواس شیطانی سے بحکم قولہ تعو اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذاہم مبصرون - متنبہ ہو کر توفیق الٰہی جلشانہ فوراً بچ جاتا ہے اور اگر المام ہوا بھی تو بلا اصرار منقطع ہو جاتا ہی پس ایسا شخص دشمن سے پاک اور آخرت حکمت الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے اور مخلوق الٰہی اسکے فیض حکمت سے اپنے منازل و مقامات بلند حاصل کرتے ہین پس اسیواسطے حدیث صحیح مین ہے کہ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اکیلا ایک فقیہ ہزار عابدون سے بڑھکر شیطان پر بھاری ہوتا ہے اسکی ایک رکعت دوسرونکی ہزار رکعت سے بڑھکر ہے اور اسکی خاموشی اورون کے ہزار کلمہ سے افضل ہے اور یہ کہ اللہ جل جلالہ جبنے اپنے

ف [illegible] ۱۲

بعضے بندون کو سرفراز کیا اور انھین کو اسکا نفع عائد کیا اور وہ پاک حق سبحانہ تعالے ہر فقیہ کی فقہ و عابد کی عبادت سے مستغنی ہے۔ پھر خوب یاد رکھو کہ صدق یقین و خلوص عبادت و طاعت کے اصلی فیض یعنے دیدار حضرت سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایک منزلت اعلےٰ خاص تھی جسمین کوئی اُنکا مشارک نہین ہو سکتا اور ایسے ہی اُنکے شاگرد یعنے طبقہ تابعین کی منزلت مین کوئی اُنکا مشارک نہین ہے پھر ائمہ مجتہدین نے بتوفیق حق سبحانہ تعالے پچھلون کیلیے فہم قرآن و حدیث کا طریقہ تبلا دیا کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی بکثرت تلاوت قرآن و تعلم تفسیر مین عمر صرف کرتا اور احادیث کا ایک ذخیرہ جمع کرتا ہے مگر طریقہ و ہدایت سے موفق نہین ہوتا بخلاف فقیہ کے اسیواسطے بعض روایات مین ہے کہ اذا اراد اللہ بعبد خیرا فقہہ فی الدین و الہمہ رشدہ۔ الہام رشد تتمہ فقاہت ہے اور کبھی آدمی کو تھوڑی احادیث سے فقہ النفس کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہ فقہ جسکا حاصل بیان ہوا در حقیقت فقہ ہے کہ ظاہر و باطن دونون کی پاکیزگی و تقوے سے آگاہ ہو اور خطرات نفس و وسواس شیطان سے ہوشیار ہو۔ لیکن ائمہ مجتہدین کے پیچھے لوگون نے تقوے ظاہر کو بنام فقہ اور تقوے باطن کو بنام تصوف موسوم کر لیا اور کتاب توضیح وغیرہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے وقت مین دونون کا مجموعہ فقہ تھا اور بیشک یہی ہونا ضرور ہے کیونکہ جسکے باطن مین تکبر و غرور و بخل و دنیا کی جاہ و منزلت و مومنون کیطرف سے بغض و عداوت و حقد و حسد و ظلم و کینہ وغیرہ مذموم و بد سیرتین بھری ہوئی ہون اسکے وضوء و غسل و نماز کی صورت ادا کرنے مین کیا امید ہے اللھم غفرانک پھر واضح ہو کہ متعارف فقہ کیلیے سوا کتاب و سنت کے جو اجماع و قیاس کو بھی اصل قرار دیا ہے حالانکہ مترجم نے فقط اول دونون کو بیان کیا تو اسمین کچھ مخالفت نہین ہے کہ اجماع کسی حدیث پر ہوتا ہے اور بسبب اجماع کے اس حدیث کی دلالت قطعی ہو جاتی ہے یعنے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ بیشک جسطرح راویون نے نقل کیا اسمین کچھ وہم و نافہمی وغیرہ نہین ہوئی ہے باوجودیکہ روایت ہے کہ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ میری امت کا اتفاق کسی گمراہی پر نہوگا۔ اور قیاس کے معنے یہ ہین کہ ایک حکم عام تھا جسمین یہ بھی شامل تھا جو قیاس سے نکالا گیا پس قیاس سے وہ ظاہر ہو گیا اور یہ مطلب نہین ہے کہ مجتہد کا قیاس خود ثابت کر سکتا ہے۔ نہین نہین بلکہ اُسنے ظاہر کر دیا۔ پھر فقیہ کی لیاقت یہ ہوتی ہے کہ اجتہاد کرے اور اجتہاد نام ہی خوب کوشش کرنے کا تا کہ آیت یا حدیث کے معنی معلوم ہو جاوین چنانچہ مثال آویگی۔ اور واضح ہو کہ مشہور مجتہدین جنکے اجتہادات جمع ہو کر مشتہر ہو گئے چار ہین امام ابو حنیفہ رح و امام مالک رح و امام شافعی رح و امام احمد رح اور بعض متاخرین نے انکے اجماع کو بھی حجت قرار دیا بلکہ امام ابو حنیفہ رح و انکے شاگرد امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے اتفاق کو حجت قرار دیا ہے۔ لیکن یہ اتفاق چند اماموں کا ہے اور امت کا اتفاق اس کو نہین کہہ سکتے ہین اور بعضون نے اسکا استنا د حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیا ہے جسمین ہے کہ فما رآہ المومنون حسنا

فہو عند اللہ حسن۔ یعنے مومنین جس بات کو بہتر جانین وہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر ہے اور شاید جہت استدلال یون ہو کہ مومنون صیغہ جمع کم سے کم تین پر صادق ہے تو مومنین کا اتفاق ہو گیا۔ اگر کوئی کہے کہ یہ تو چار امام رہے اور المومنون الف لام سے استغراق ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جسوقت استدلال کیا جاتا ہی اُسوقت یہ حالت ہے کہ تمام روے زمین کے مسلمان مسلک حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی پر ہین پس جس امر پر چارون ائمہ کا اتفاق ہے اُسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ظاہر ہوا اور یہی مقصود تھا یہ انتہا رکی توجیہ ہی جو مترجم اس مقام کے بفضل استدلال ظاہر کرتا ہے۔ اور ہمارے زمانہ مین کچھ سفیہ مدعیان فقہ ایسے ہین کہ جس رسم و راہ کو اختیار کرتے ہین اُسپر بہت سے لوگون کا اتفاق حجت قرار دیتے ہین مثلاً اس فتاوے مین مذکور ہی کہ قبرون پر چراغ چڑھانا مکروہ بدعت ہی چنانچہ کتاب الکراہتہ وغیرہ مین یہ مسئلہ ملاحظہ کرو مگر ہمارے زمانہ مین ایسے گمراہ کرنیوالے مفتی ہین کہ انکا یہ استدلال ہے کہ مسلمانون کی پسند سے برابر چلا آتا ہے تو بدعت حسنہ ہوا۔ حالانکہ تمام روے زمین کے مسلمانون کا اسپر اجماع صریح ممنوع و غیر معلوم ہے علاوہ اسکے وہ کون اصل ہے جسپر اجماع قائم ہوا ہی اور واضح ہو کہ مترجم عفا اللہ تعالے عنہ کے نزدیک یہان ایک سخت اشکال وارد ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان جسکی صفت سے بندہ مومن کہلاتا ہے خالی زبانی دعوے و صورت بنانے و گوشت کھانے سے متحقق نہین ہوتا اور اہل العلم جانتے ہین کہ آدمی اکثر اوقات اپنے آپ کو مومن سمجھتا ہے مگر درحقیقت اُسکے دل مین ایمان نہین ہوتا آیا نہین دیکھتے کہ حقتعالے نے فرمایا۔ قالت الاعراب آمنا۔ اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے۔ یہ کلمہ انھون نے منافقون کیطرح جھوٹ موٹھ نہین کہا تھا بلکہ اُنکا زعم یہی تھا کہ ہم ایسے ہین سو اللہ تعالے نے اُنکے دل کا اصلی حال اُنپر ظاہر کر دیا۔ بقولہ۔ قل لم تومنوا۔ کہدے کہ تم ابھی مومن نہین ہوے۔ ولکن قولوا اسلمنا۔ ولیکن یون کہا کرو کہ ہم اسلام لائے یعنے ہم نے ایمان کیلیے گردن جھکائی اور اُسکی طرف مائل ہوے اور مطیع ہوے ہین ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ اور ابھی تک ایمان تمھارے دلون مین داخل نہین ہوا حالانکہ وے جانتے تھے کہ ہمارے دلون مین ایمان آگیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اصلی حالت قلب کی علم الٰہی مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے کہ اللہم ثبت قلبی علے دینک۔ اے رب میرے میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھیو۔ اور یہ مت سمجھو کہ اعراب ناسمجھ لوگ تھے دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال کہ طبرانی وغیرہ کی حدیث صحیح مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ آیت پڑھی فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علے نور من ربہ۔ اور فرمایا کہ جب ایمان دل مین آتا ہے تو اُسکے لیے سینہ کھل جاتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اسکی کوئی پہچان ہی آپنے ارشاد فرمایا کہ۔ التجافی عن دار الغرور۔ فریبگاہ دنیا سے اپنا پہلو ہٹانا۔ والانابۃ الی دار الخلود۔ اور ہمیشہ رہنے کی باقی کی طرف دلکے ساتھ جھک جانا۔ والاستعداد للموت قبل نزولہ۔ موت آنے سے پہلے اسکے لیے سامان سفر مہیا کرنا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ظاہر حال پر اعتماد نہین کیا بلکہ نشانی دریافت کی کہ آیا ہم مین یہ نشان ہے یا نہین ہے پس کوئی غرہ نہین ہو سکتا کہ ہم جیسے مصمم عزم کیے ہوے ہین کہ ہم مومن ہین حتے کہ انشاء اللہ تعالی بھی بطور شک نہین کہتے ہین

ویسے ہی درحقیقت ہین یا نفس کے دھوکے مین ہے مانند یہود کے لقولہ تعالیٰ وان یأتہم عرض مثلہ یاخذوہ۔ اور کہتے۔ سیغفر لنا۔ پس ایمان انکا درحقیقت نہ تھا بلکہ جہل مرکب تھا نعوذ باللہ منہ۔ اور حضرت حسن بصری رح نے فرمایا کہ نفاق ایسی چیز ہے کہ اس سے وہی خوفناک رہتا ہے جو درحقیقت مومن ہو اور اس سے وہی نڈر رہتا ہے جو حقیقت مین منافق ہو۔ اور حسن رح نے کہا کہ مین نے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا کہ اپنے قلب پر نفاق کا خوف رکھتے تھے دیکھو یہ جلالت قدر اور یہ خوف اللہم انی اعوذ بک من النفاق وفتنۃ یا رب باعد بینی وبین النفاق وانت علی کل شئ قدیر۔ اور حضرت حسن کا قول اخیر صحیح البخاری مین معلق مذکور ہے اور ایک صحابی نے ایک شخص کی نسبت کہا تھا کہ۔ انی اراہ مومنا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا او مسلما یعنے کہو کہ مومن یا مسلم۔ پس جب یہ حال ہے کہ حقیقت ایمان قلبی سے آگاہی فقط اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو ہے تو اب ہم کہتے ہین کہ بعد زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جس کسی بات کی نسبت بدعت حسنہ ہونے کا اعتقاد کیا گیا اسکی دلیل یہ ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہے فما راٰہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن اور۔ ما۔ موصولہ کو عام بقوت کلیہ لیا۔ اور کہا کہ اس بات کو بھی مومنون نے حسن جانا تو یہ بھی حسن ہوئی۔ پس اسکے یقینی ہونے مین تامل ہے کہ وجوہ مشہورہ مانند استغراق نہ پایا جانا وغیرہ کے علاوہ دقیق اشکال جو مترجم کو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مومنون کا اجماع کیونکر یقین کیا گیا اور یہ کیونکر ظاہر ہوا کہ یہ لوگ جنھون نے اس نئی بات کو اچھا سمجھا ہے سب کے سب متقی مومن ہین اور کس یقینی شہادت سے انکا مومن ہونا ثابت ہوا ہے اور کہان سے معلوم ہوا کہ مثل اعراب کے انکو زعم نہین ہے اور کس نے انکو خفیہ نفاق سے مطمئن وبیخوف کردیا تھا کہ انھون نے اپنے اوپر تحقیقی مومن ہونیکا حکم لگا کر یہ مسئلہ بدعت حسنہ قرار دیا اور کسطرح انھون نے جانا تھا کہ ان سب مین سے ہر ایک کا خاتمہ کمال ایمان پر ہے کیون خوف نہ کیا حالانکہ مومن کی شان ہے کہ نفاق سے خوفناک رہتا ہے پس جب ہنوز انکی نسبت مومنین ہونے کا یقین نہین ہے تو مومنین کا اجماع کیونکر متیقن ہوگا۔ اگر کہا جاوے کہ پھر اجماع کی تو کوئی صورت نہین ہو سکتی ہے حالانکہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بالاتفاق حجت قطعی ہے جسکا منکر مردود ہے تو جواب یہ ہے کہ اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ اجماع ہے کیونکہ انکے مومنین ہونے کا یقین ہمکو شہادت الٰہی عز وجل سے معلوم ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کی شہادت سے بڑھکر کسکی شہادت ہوگی۔ فقد قال تعالیٰ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ وقال تعالیٰ اولئک ہم الصادقون وقال تعالیٰ۔ اولئک ہم المومنون حقا۔ پس انکا اجماع بیشک مومنون کا اجماع ہے اور دوسرون کو اپنی ہستی سے باہر قدم نہ رکھنا چاہیے بھلا روا ہے کہ کوئی فرد بشر اپنے زعم مین صحابہ رضی اللہ عنہم کی برابری کا دعوے کرے پس مصداق المومنون کی استدلال یقینی کیلیے فقط صحابہ رضی اللہ عنہم ہین چنانچہ خود دوسری روایت مین حضرت ابن مسعود رض نے مومنون کی تفسیر صحابہ رض سے بیان فرمائی ہے پس ناسمجھی یہانتک پہونچی کہ اگر فقہ القلب نہین تھا صریح تفسیر سے بھی انکار ہوا اور ہر مسلمان بالیقین جانتا ہے کہ ہمارا یقین تو کسی ولی اللہ کے یقین کے برابر نہین ہے

اور تمام اولیاء اللہ بعد صحابہؓ کے کسی ادنے صحابی کی منزلت کو نہین ہونچتے چنانچہ ائمہ مشائخ نے اسکی تصریح کر دی
ہے۔ اسیواسطے اولیاء اللہ مین سے بعض کا بہتے صریح ہر ایسے قول وفعل وطریقہ سے انکار کیا جو عمداً دل
مین نہ تھا حالانکہ ہم عوام سے اولیاے الٰہی کا ایمان جیسے سورج وذرہ سو وہ بھی جبکہ بفضل وکرم الٰہی تعالیٰ
ہمکو ذرہ برابر ایمان ہو اور امید اپنے خالق مالک سے یہی ہے کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرماوے بطفیل سیدنا محمد المصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم علیہم اجمعین پھر اگر کوئی شخص ناسمجھی سے جدال کرے کہ کیا تجھکو شک ہے کہ امام
ابوحنیفہؒ وانکے معروف متقی اصحاب وامام مالک ودیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالےٰ کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے تو مین کہونگا
کہ نعوذ باللہ من ذالک جب ہر مومن کے ساتھ حسن الظن واجب ہے تو ان اماموں کی نسبت مجھے کیونکر یہ گمان ہوگا
بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے علم غیب یا علم الٰہی نہین ہو سکتا اللہم غفرانک اور جس جماعت کثیرہ کے اتفاق سے
عام لوگ اجماع مومنین کا دعوے کرتے ہین جب ایمان پر انکا خاتمہ ہوا اگرچہ یہ امر ہمکو قطعی معلوم نہین ہو سکتا ہے
تو پھر احتمال ہے بعد موت کے ظہور حقائق سے شاید وے متفق نہون اور اگر ہون بھی تو اجماع سے لاعلمی ہے اور
مقام کو مین نے قولہ تعالےٰ وکونوا مع الصادقین۔ کی تفسیر مین مفصل ذکر کر دیا ہے اور خبردار رہنا چاہیے کہ
میرے اس بیان مین علم غیب مخصوص بشان حضرت ذوالجلال کا اعتقاد ہے اور تنبیہ ہے کہ جو بات علم الٰہی
مین ہے وہ بغیر بتلائے ہمکو نہ معلوم ہوگی اور بدون اسکے جو دعوے کریگا مردود ہو جائیگا۔ اور اسکو اماموں و
اولیاء کی علوم منزلت وبزرگی سے تعلق نہین ہے بلکہ مسلمان پر واجب ہے کہ اگلے بزرگوں کے ساتھ انکی بزرگی کا
نیک اعتقاد رکھے پھر اجتہاد کے معنی یہ ہین کہ آیت یا حدیث کی نص سے بکمال کوشش احکام کو مستنبط کرے
اور یہ کچھ قیاس نہین ہے مثال اسکی جیسے امام نماز کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے یا نہین چاہیے۔ امام
ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے منع کیا بدلیل قولہ تعالےٰ اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا۔ اور بحدیث قولہؐ انما جعل
الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا۔ وبقولہ تعالےٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ۔ کیونکہ سورۂ الحمد دعا ہے۔
بقول جابرؓ الا ان یکون وراء الامام۔ اور مانند اسکے دیگر آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے۔ اور امام شافعیؒ نے مطلقاً واجب
کیا بدلیل حدیث عبادہ بن الصامت در صلوٰۃ الفجر۔ وبقول ابوہریرہؓ کہ اقرأ فی نفسک۔ اور بحدیث لاصلوٰۃ من
لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب وغیر ذالک۔ اور امام مالکؒ نے صلوٰۃ جہریہ مین منع کیا اور سریہ مین روا رکھا پس تو خود
دیکھتا ہے کہ آیات واحادیث کو جمع کرنا یا ناسخ ومنسوخ پہچاننا یا تخصیص وغیرہ کرنا یا آیت قطعی کی تخصیص مع آیت
ظنی سے نہ کرنا یہ سب شان مجتہد باجتہاد ہے اور اسمین کچھ بھی قیاسات نہین ہین۔ اس طویل بیان سے
تجھے ظاہر ہوا کہ فقہ اصلی اور ہے اور فقہ متعارف مخصوص بافعال جوارح ہے اور مجتہد خود فقیہ بفقہ اصلی ہوتا ہے
اور مجتہد کے استنباط کیے ہوے مسائل جاننے مین جہانتک جسکو ضرورت ہے کوئی معذور نہوگا بحکم قولہ تعالیٰ
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون بالبینات والزبر۔ پھر جملہ مسائل کا جاننے والا کبھی عامی ہوتا ہے جبکہ اجتہاد کے
لائق نہو۔ فاضل لکھنوی رحمہ اللہ تعالےٰ نے ابن حجر مکی کے رسالہ سنن الغارہ سے نقل کیا کہ امام نووی شافعیؒ نے

شرح مہذب مین لکھا کہ مجتہد یا مستقل ہے یا منتسب۔ پس مستقل کی شرطین بہت ہین مثلاً فقہ النفس و سلامۃ الذہن و ریاضۃ الفکر و صحۃ تصرف و استنباط بیداری اور ادلۂ شرعیہ کا جاننا اور جو چیزین اصول ادلہ کے عالم ہونے کیلیے ضروری ہین مثلاً زبان عربی و اصول تفسیر و اصول حدیث وغیرہ اور ان اصول سے اقتباس کرنا بدرایہ اور انکے استعمال مین مشاق مرتاض ہونا اور فقہ کے ساتھ اور امہات المسائل سے واقف ہونا۔ قال المترجم اور شیخ محدث دہلوی رح نے عقد الجید وغیرہ مین اقضیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ خلفاء سے وقوف وغیرہ کو بھی مفصل لکھا ہے۔ پھر نووی رح نے کہا کہ ایسا مجتہد تو زمانہ دراز سے مفقود ہے اور رہا مجتہد منتسب تو اسکے چار درجہ ہین اول وہ کہ بسبب استقلال کے اپنے امام کا مقلد نہ مذہب مین ہے نہ دلیل مین ہے ہان اسکی جانب فقط اسوجہ سے منسوب ہوتا ہے کہ اجتہاد مین اسی کے طریقہ پر چلتا ہے یعنے اسکا اعتقاد بھی اسی طریقہ پر واقع ہوا مثلاً لفظ مین سے ایک ہی اطلاق سے معنے حقیقی و مجازی مراد لینا وہ بھی جائز سمجھتا ہے۔ جیسے اسکا امام۔ دوم وہ کہ مجتہد ہو مگر مقید بمذہب کہ مستقل بتقریر اصول امام خود بدلیل ہے لیکن امام کے ادلۂ اصول و قواعد سے تجاوز نہین کرتا اسکی شروط مین سے ہے کہ عالم بفقہ و اصول و ادلۂ احکام تفصیلا ہو اور مسالک اقیسہ و معانی کا بصیر ہو اور تخریج و استنباط بقیاس اور غیر منصوص مین پورا مرتاض ہو پھر بھی بسبب حدیث و نحو سے کامل وقوف نہونے کے وہ اپنے امام کی تقلید سے خارج نہوگا اور ہمارے ائمہ اصحاب الوجوہ اسی صفت کے ہین۔ سوم یہ کہ رتبہ اصحاب الوجوہ کو نہ پہونچے ولیکن فقیہ امام کے مذہب کا حافظ ہو اسکو تقریر و تحریر دلائل و تصویر و تمہید سے بیان کرسکتا اور تزئیف و ترجیح دے سکتا ہو اور یہ صفت اکثر اصحاب الترجیح آخر صدی چہارم والون کی ہے جنھون نے مذہب کی ترتیب و تحریر کی ہے اور چہارم اہل تقلید محض ہین کہ تقریر دلیل و تحریر اقیسہ مین ضعیف ولیکن حفظ مذہب روایات و فہم مشکل مین قوی ہین ایسے لوگ مذہب کی کتابون سے جو فتوے نقل کرین وہ معتبر ہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ طبقات ائمہ حنفیہ و طبقات مسائل جو مین نے آگے نقل کیے ہین وہ ضروری حفظ کے قابل ہین تاکہ اس فتاوے مین استفادہ مین عوام کو لغزش نہو اور مجتہد و غیر مجتہد کے اقوال مین امتیاز رکھین اور مجتہدون مین بھی مستقل و مجتہد فی المذہب اور فی المسئلہ و اصحاب وجوہ و اصحاب ترجیح مین امتیاز رکھین لہذا ضرور ہوا کہ جن امامون و فقہاء و علماء کے اقوال اس کتاب مین مذکور ہین مختصر انکا حال اور زمانہ و انکی تالیفات سے آگاہ کردون۔ التوفیق من اللہ عز و جل۔

الوصل۔ در تذکرہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و فقہاء و علماء حنفیہ خصوص جنکا ذکر اس فتاوے مین آیا ہے اس فتاوے مین اکثر فقہاء علماء کا صریح نام اور کتاب کا حوالہ عام ہے اور ان کتابون مین سے بعضے متاخرین کی تالیف ہین جنھین متقدمین اہل اجتہاد مین سے کسی کی تصحیح پر اعتماد کیا گیا اگرچہ مؤلف خود مجتہد فی المذہب یا فی المسئلہ یا اصحاب ترجیح سے نہو مثلاً شرح نقایہ۔ برجندی۔ یا ابو المکارم وغیرہ اگرچہ غالب ان

کتابون سے بطور تائید نقل کیا گیا اور اصل کسی معتمد سے مذکور ہے اور بعضی کتابین تالیف اصحاب ترجیح و
تخریج و بعضے از مجتہد فی المذہب ہین اور اصول کتب مین سے تصنیفات امام محمد بن الحسن ہین جیسے
زیادات و مبسوط وغیرہ اور عنقریب خاتمہ مین انشاء اللہ تعالے متفرق ضروریات و فوائد اصطلاحات
سے آگاہی ہوگی اور وہین بیان ہوگا کہ مبسوط امام محمد رحمہ اللہ و مبسوط شیخ سرخسی وغیرہ کیون کہتے ہین چنانچہ اس
فتاوے مین بکثرت اسی لفظ سے حوالہ مذکور ہے پس اس تذکرہ سے دو فائدے منجملہ فوائد کے نہایت
اہم و ضروری ہین - اول یہ علماء کے تذکرہ مین اُنکی تصانیف سے خصوص ایسی تصنیف کی تصریح کردی
جائیگی جس سے اس فتاوے مین حوالہ ہے تاکہ اس کتاب کا مرتبہ معلوم ہے اور جب دو کتابون سے
مختلف حوالہ یا ایک ہی مین کوئی مسئلہ مخالف مذہب مذکور ہو تو مستفید اُسکو پرکھ لے اور ایسا
نہ کرے کہ نادانی سے ضعیف کو قوی اور اسکا اُلٹا عمل مین لاوے اور خاتمہ مین انشاء اللہ تعالے
اُن کتابون کی بھی تصریح کردیجائیگی جنکو محققین علماے حنفیہ نے کسی خاص علت سے جو وہان
مذکور ہوگی لائق اعتماد نہین تصور فرمایا ہے - دوم یہ کہ علماء و فقہاء مین سے مجتہد و مقلد وغیرہ اور مقدم
و مؤخر کو پہچانے تاکہ مؤخر کو مقدم یا برعکس نہ کرے اور یہ امر اہل تقلید کو موخر کرنے مین ظاہر مفید ہے
اگرچہ اہل اجتہاد مین بعضے محققین کی رسالے پر اشکال ہوگا جو کہتے ہین کہ مرتبہ اجتہاد فی الجملہ یا مطلقاً ختم
نہین ہوا کیونکہ اس صورت مین تقدیم چندان مفید نہین ہے ولیکن ابن الصلاح و نووی نے کہا کہ مجتہد
مستقل بعد ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالے کے مفقود ہوگیا اور در المختار مین کہا کہ قد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقد یعنے
علماء نے ذکر کیا ہے کہ مستقل مجتہد تو مفقود ہوگیا اور میزان شعرانی مین سیوطی رح سے نقل ہے کہ بعد ائمہ اربعہ کے
صرف شیخ ابن جریر نے یہ دعوے کیا مگر مسلم نہین رکھا گیا مترجم کہتا ہے کہ ان لوگون نے قول پر قولہ تعالی
فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ الآیہ مین مجتہد ہونے کا حکم فرض کفایہ ہے کما فی العالم وغیرہ وہ اب منقطع ہوگا
اور شعرانی نے کہا کہ ان اب بھی مستقل مجتہد ہوسکتا ہے اور نہین کی کوئی دلیل نہین ہے خصوص جبکہ قدرت
الٰہیہ عظیم اور عجائب قرآن غیر متناہی ہین - مولانا بحر العلوم نے شرح مسلم و شرح تحریر مین کہا کہ ادنی قسم اجتہاد
بھی ان لوگون نے بلا دلیل علامہ نسفی پر ختم کردی اور اسی سبب سے چارون ائمہ کی تقلید واجب کی مگر یہ
سب ان لوگون کی ہوسات بلا دلیل شرعی بلکہ علم غیب کے دعوے نہایت مذموم ہین - مترجم کہتا ہے
کہ اسلام مین ایسے ادعا سے لوگ محض جہال رہجاوینگے اور بعض آیات الٰہی عز و جل منقطع ہونگی اور بڑا سخت
فساد برپا ہوگا بلکہ صواب وہی ہے جو امام شعرانی وغیرہ نے کہا کہ علم غیب مخصوص بجناب باری تعالے ہے
اور اجتہاد بجمیع اقسام ختم ہونے پر کوئی دلیل نہین و اختتام دیگر اقسام ابھی محل تامل ہے اور ہر متقدم کو متاخر پر
راہ صواب ہر مسئلہ مین حاصل ہونا ضروری نہین ہے کیونکہ صواب کا علم از جانب حق جل و علا ہوتا ہے
و دلیل علیہ قولہ تعالے ففہمناہا سلیمان الآیہ - چنانچہ اُنکے باپ حضرت داؤد علے نبینا و علیہ السلام کو

تفہیم ہوئی اور بیٹے سلیمان علیہ السّلام کو علم وحکمت اور اس مسئلہ مین صواب کی تفہیم عطا ہوئی فذلک من فضل
اللہ تعالےٰ ۔ پھر جن اقوال پر فتوے دیا گیا اگرچہ انکو ترجیح ہے لیکن یہ حکم کلیہ نہین کیونکہ عموم بلوی او تغیر اوضاع
واحوال وغیرہ کو بھی دخل ہوتا ہے حتےٰ کہ مرجوح ان اسباب کے ساتھ کبھی راجح ہو کر فتوے کیلیے متعین ہوجاتا ہی
اور یہ صرف ایسے راجح ومرجوح احکام مین ہے جنمین دونون طرف دلائل موجود ہین حتےٰ کہ اسی جہت سے
راجح ومرجوح ہوے اور عوام کی طرح یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ زمانہ کو دیکھکر خالص ممنوع احکام کبھی جائز
ہوجاتے ہین جیسے بعضے ملاحدہ کا شیوہ ہے جنکا یہ گمان ہے کہ احکام شرع شخصی یا جمہوری مصلحت ورائے
پر بدون پابندی از جانب الٰہی عزوجل بنائے گئے ہین اور باب الفتوے مین انشاء اللہ تعالےٰ توضیح آویگی ۔ اور
فتاوے اہل سمرقند یا فتاوے آہو وغیرہ سے جو کچھ مذکور ہے اسکے یہ معنے ہین کہ اس زمانہ کے مشائخ نے
جو فتوے دیے وے سب یکجا کیے گئے پس فتاوے کے احکام پر دلیل معلوم کرکے اعتماد ہوتا ہے یا جو اسکے
مانند ہو جیسے کسی معتمد کتاب مین اس سے بغیر تضعیف نقل کیا جاوے اور اس کتاب مین یہی ہے کہ ذخیرہ وغیرہ کے
اعتماد پر نقل کیا گیا لہذا مشقت بعید کی ضرورت نہ رہی کہ اس فتوے کا حال دریافت ہو ۔ واضح ہو کہ ان
کتابون کی فہرست علیحدہ لکھنا اور علماء کا تذکرہ زمانہ مقدم وموخر معلوم ہونے کیلیے جدا لکھنا بیکار تطویل
ترک کرکے مترجم نے یہی مختصر اختیار کیا کہ کتابون کا حال خود انکے مصنفون کے ذیل مین آجاوے لہذا علماء
رحمہم اللہ تعالےٰ کے ذکر مین دونون فائدے حاصل ہین اور تیسرا فضلی فائدہ یہ کہ صالحین کے تذکرہ سے
رحمت الٰہی عزوجل نازل ہوتی ہے ۔ واضح ہو کہ اجتہاد جسکے موصوف کو مجتہد کہتے ہین اس سے استنباط درحقیقت
حکم الٰہی عزوجل حاصل کرنا اسطرح کہ جو احکام الٰہی منصوص وظاہر ہین انھین سے مخفی حکم معلوم کرلینا تاکہ افعال
ہمیشہ عبودیت کے پابند رہین اور ایسی راہ پر ہون جو کج راہ شیطانی سے جدا اور مستقیم ہے اور اسکی مختصر
توضیح یہ ہے کہ ملک آخرت یہان بالکل اس نگاہ سے جو سر کی آنکھون مین ہے پوشیدہ ہے اور وہ
ایسا ملک ہے کہ جسکی کیفیت ان حواسون مین نہین آتی اگرچہ بعض عقول خوب جانتے ہین اور ان کو
کچھ بھی مشکل نہین مثلاً یہ امر دشوار ہوگیا کہ کوئی آدمی کسی وقت ایسے حال مین ہو کہ اسکا دماغ حرکت
نہ کرے حالانکہ اس زمانہ کے ایسے لوگ جو ہر محسوس فن مین ہمتیل گنے جاتے ہین اسکو محال جانتے ہین
پھر بھی عوام لوگ باوجود محسوس ہونے کے اس سے متعجب ہین اور ملک آخرت مین حرکت فکری نہین
ہے پھر کس دماغ سے دریافت کرسکتے ہین اور رہا نور عقل وہ بغیر فضل الٰہی عزوجل کے حاصل نہین
ہوتا ۔ لہذا اس سے محروم ہو کر حواس کو عقل سمجھتے ہین پھر حواس سے دنیاوی چیزین جب نہین جانتے
تو آخرت سے کیونکر آگاہ ہون چنانچہ عصا سے موسےٰ علیہ السّلام مین جو امر ذاتی تھا جسکا ظہور بمعجزہ
ہوتا کہ وہ اژدہا بن جاتا اسکو ہرگز نہین ادراک کرسکتے تھے اسیطرح ہر چیز محسوس مین حکمت
بالغہ الٰہی موجود ہے اور غیر محسوس کا ذکر جدا رہا پس جب آدم علیہ السّلام اس دنیا مین آئے

اور بیان کی چیزون سے انتفاع کی ضروری اجازت ہوئی اور آدمیون مین خواہش نفس ہر طرح کے انتفاع کی
طرف راغب کرنے والی موجود ہے حالانکہ ہر چیز کے عجائب آثار سے ایسے اثر کو متمیز کرنا مشکل ہوا
جو راہ آخرت و مرضی الٰہی سے برگشتہ و خلاف نہو تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایک راہ مقرر
فرمائی جسپر مستقیم ہو کر مضرت سے امان ہے اور میری مراد مضرت سے یہ ہے کہ دنیاوی حیات و حاجات کے
باوجود راہ آخرت سے موڑ کر غضب الٰہی مین لائے ورنہ بہت چیزین ایسی طرح اپنا اثر دکھلاتی ہین
کہ ظاہر مین آدمی اُنکو اپنی خواہش مین بہت پسند کرتا ہے لیکن ملک آخرت سے نادان ہو کر تمیز نہین کر سکتا
حالانکہ اسکی پسند نادانی ہے جو اسکو سخت مضر ہے پس اس راہ کو اپنے انبیاء و رسل صلوات اللہ تعالےٰ
علیہم اجمعین کی وساطت سے خلق کو تعلیم فرمایا اور اس خاص طریقہ مین نہایت بلیغ حکمت ہے جسکا بیان
بیان گنجائش نہین رکھتا چنانچہ آخر عہد مین خاتم المرسلین سیدنا و مولانا محمد صلوات اللہ تعالےٰ علیہ و علےٰ آلہ
و اصحابہ اجمعین کی بعثت عامہ سے جو آپ کا خاصہ ہے تمام سب مخلوق پر متعین کر دیا جسکا اصلی نتیجہ یہی ہے کہ اس
فناگاہ سے نکلکر اصلی قرارگاہ آخرت مین ایسی نعمتون و اوصاف کے ساتھ متمکن ہون جو اُنکے خیالات و اوہام
سے باہر ہین اور علم اسکا علم قلبی ہے اور اسیواسطے اس امت کے فقہاء و علماء جو ریاضی فلسفہ وغیرہ مین
کامل ماہر تھے قطعاً متفق ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی فرد افضل
نہین ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ وے سب رضی اللہ عنہم ان فنون رسمی سے ماہر نہ تھے بلکہ علم الآخرۃ مین البتہ
کامل و مکمل تھے اور یہ علم اسیطرح حاصل ہوتا ہے کہ ظاہری شریعت پر عامل رہے یعنے دنیاوی زندگانی
مین افعال و اعمال کو اسی طریقہ پر رکھے جو وحی رسالت سے تعلیم ہوا اور ایسے آثار کی طرف قدم نہ بڑھائے
جو اسکو مضر ہین اور انکے علاوہ جو خاصہ بندگی و اطاعت ہے اسمین قائم رہے پس اہل ایمان نے اس طریقہ کو
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے حاصل کیا اور وہی طبقہ تابعین رضی اللہ عنہم کا ہے اور انھین
دو طبقہ کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہتر ہونے کی خبر فرمائی ہے پھر اُنکے بعد جو طبقہ آیا اُسمین
اختلاط نیک و بد شروع ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ نفس کی خواہش طرح طرح کی اور افعال کے طریقے عجیب عجیب
پیدا ہوتے ہین تو ضرور ہوا کہ حکمت بالغہ الٰہیہ مین جب بحکم قولہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ تمام دین پورا ہو چکا
ہے ضرور قرآن پاک و حدیث شریف مین سب موجود ہوا اور بیشک ہے لیکن ظہور اسکا بنور عقل ممکن ہے حالانکہ
نور عقل پر خواہش نفس کا غبار چھایا جیسا کہ حدیث صحیح مین متاخر زمانے کے لیے آیا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ بندے
ایسے کر دیے جو ہر زمانہ مین ہر طرح کے افعال کو نور عقل سے صراط المستقیم کے احاطہ سے باہر نہونے دینے کے لیے
منضبط کر دیتے تاکہ اُنکے لیے پابندان حواس کو قاعدہ بتلا دیا کہ جس سے مدد پاوین کیونکہ قاعدہ کو حواس سے مناسبت ہے
اور اگلی امتون مین بعض عہد مین کثرت سے انبیاء ہوتے چنانچہ ہر فرقہ و شہر مین و ہر قوم مین ایک نبی جداگانہ ہوتا
جو خفی وحی سے اُنکو اُنکے فعل جدید کا حکم بتلاتا اور اس امت مین یہ مقصود اسی امت کے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ سے

حاصل ہوا اور ہمین دو فائدے ظاہر ہین اوّل یہ کہ حکم وحی مختلف نہین ہو سکتا تو ضرور ہوا کہ پابندی مین سختی تھی اور اس امت پر اللہ تعالےٰ نے رحمت فرمائی کہ ہر مجتہد کو مصیب قرار دیا پس پابندی فعل سے ثواب ویسا ہی حاصل ہوا اور متعین قید کی سختی جاتی رہی - دوم آنکہ مجتہد امتی کو اس درجہ سے ثواب عظیم ملا اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی ظاہر ہوئی اور نہین سے اس روایت کے معنی سمجھو کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - یعنے میری امت کے عالم لوگ جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء اور اس مقام پر بہت علوم ہین جنکو بضرورت اختصار کیا جاتا ہے پس اجتہاد یہی رہا کہ آیات واحادیث کو دیکھکر اُس سے حکم دریافت کر لینا ضرور ہوا کہ مجتہد وہ شخص ہو جو اللہ تعالیٰ کا مطیع ورحمت کیا ہوا بندہ وعقل نورانی والا شیکو کا رہو جو ضرور آخرت ہی کی طرف مائل ہوگا اور یہی سب مجتہدون کا اجمالی حال ہے اور بعد حضرات تابعین کے بھی بہت مجتہد پیدا ہوئے ہین اور حضرات سلف رضی اللہ عنہم اگرچہ سب کامل و اعلےٰ رتبہ اجتہاد والے تھے لیکن انھون نے قواعد اصول نہین بنائے بلکہ احادیث کو محفوظ رکھا اور نہین لکھا اسی لیے پچھلے مجتہدون کی طرف زیادہ اجتماع ہوا اور انھین کی نسبت سے لوگ حنفی وشافعی مشہور ہوگئے اور ہرگز یہ مراد نہین ہے کہ ہمکو خاصۃ انھین سے غرض ہے بلکہ اتنی بات ہے کہ ضرور ہمارے افعال کو مکلف کیا گیا ہے اور وہ ان نورانی عقول کے قواعد منضبطہ سے بآسانی وبالاعتماد معلوم ہو جاتے ہین ورنہ تمایز خیر از شر مشکل ہوگا اور علم آخرت سے اس طرف مشغول ہوکر مخمصہ مین پڑنا مشقت لاطائل ہے اور چونکہ مقصود تعبد وثواب ہے وہ اجتہاد مجتہد قبول ہونے سے حاصل ہے لہذا علم الآخرۃ کیلیے فارغ ہونے کی غرض سے اپنے افعال کے پابند کرنے کو یہ آسان قبولیت ہے اور اصل مقصود علم الآخرۃ ہے پس غیر مقلد ہونا نورانی عقل والے یعنے مجتہد سے بلاخلاف مسلم ہے فلیتامل فیہ - پھر شرائط اجتہاد وغیرہ اپنے باب مین مذکور ہوچکے یہان انھین مجتہدون کا تذکرہ مقصود ہے اور چونکہ یہ کتاب فقط اجتہاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق ہے لہذا جملہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالےٰ مین سے فقط امام وانکے اتباع رحمہم اللہ تعالیٰ کا تذکرہ مخصوص ہوا اور چونکہ ولادت باسعادت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کی سنہ ہجری کی پہلی صدی مین ہوئی لہذا اسی صدی سے شروع کیا جاتا ہے - اور واضح ہو کہ دیگر تذکرات وتراجم سے مترجم انھین اوصاف علماء کو اختیار کریگا جو واقعی فضائل ہین اور مانند جدال وغیرہ کے جو حقیقت مین فضل نہین ہے ترک کریگا اور اسیطرح جو بطریق مبالغہ یا تعصب یا رجم بالغیب کوئی مدح ہوگی بخوف الٰہی عزوجل اسکو بھی ترک کریگا اور جو فضیلت اسکے نزدیک ثابت ہوگی وہ لکھنا عین عدل ہے - ومن اللہ تعالیٰ عزوجل التوفیق والعصمۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم

المائۃ الاولی - اس صدی مین حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ تعالےٰ بھی دنیا مین موجود تھے ولیکن تذکرہ مین فقط ائمہ حنفیہ کا بالخصوص بیان منظور ہے جیسا کہ معلوم ہوچکا لہذا اسلاف کبار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے فضائل مثل اسد الغابۃ وغیرہ سے استفادہ کرنا چاہیے اس مختصر مین ائمہ حنفیہ کا حال سُنو

الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ - آپ کے حق مین ایک جماعت نے غلو کیا تو یہانتک کہا کہ انھین کے اجتہاد پر

حضرت امام مہدی علیہ السلام آخر زمانہ میں جب پیدا ہوکر امام ہونگے عمل کرینگے حتےٰ کہ عیسےٰ علیہ السلام بھی جب نازل ہونگے ولیکن اسکو بعض محشین در المختار نے رد کیا ہے اور بیشک ایسا غلو معصیت ہے کیونکہ غیب کی خبر بدون وحی کے کیونکر مقطوع ہوگی اور علم غیب کا مدعی ہونا بڑی معصیت ہے اور بعض نے آپ کی شان میں الفاظ حقارت استعمال کیے اور یہ بھی بہ نیت تنقیص معصیت ہے۔ لہذا مترجم ایسے افراط و تفریط سے نظر بفضل الٰہی تعالےٰ گریز کرکے جو اسکے نزدیک آپ کے حالات و اوصاف سے صحیح و ابواب فضائل میں درست ثابت ہوتے ہیں لکھتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس اجتہادی طریقہ کے جو حنفیہ کہلاتا ہے امام ہیں اور یہ انکی کنیت ہے اور نام آپ کا نعمان بن ثابت ہے اور اس سے اوپر نسبت میں اختلافی دو قول ہیں۔ اول نعمان بن ثابت ابن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن نوشیروان کسرےٰ یعنے بادشاہ فارس ہذا ہو الذی ارتضاہ القاری رحمہ اللہ فی رسالتہ فی رد القفال اور خیرات الحسان ابن حجر المکی میں ہے کہ اکثر علماء اسی پر ہیں کہ امام کا دادا اہل فارس سے تھا۔ قول دوم ثابت بن زوطی بن ماہ۔ اسی طرف صاحب تہذیب و صاحب التقریب کا میلان ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ زوطی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبہ تھا بعض نے قول اول کی ترجیح میں کہا کہ خطیب بغدادی نے اپنی اسناد کے ساتھ اسمٰعیل بن حماد بن الامام سے موکد بحلف روایت کی کہ ہم اہل فارس سے آزاد ہیں ہم پر کبھی رقیت نہیں طاری ہوئی اور اسی روایت میں ہے کہ ثابت رحمہ اللہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے حضور میں لائے گئے جنکے لیے آپ نے مع اولاد برکت کی دعا فرمائی۔ وقد نوقش فیہ من حیث الاسناد فاللہ اعلم اور بعض نے ہر دو قول میں توفیق دینے کی کوشش کی اسطرح کہ قول اول بہ نسبت آبا و اجداد صحیح ہے اور وے سب احرار فارس سے ہیں اور قول دوم بہ نسبت جد فاسد یعنے نانا کے ہے اور کہا کہ کسی عورت میں رقیت ہونا کچھ عیب نہیں ہے ورنہ جو عیب کا قائل ہوگا اُسنے گویا ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم میں عیب لگایا تو مردود ہوگا اور گویا حضرت اسمٰعیل بن ہاجر علیہ السلام میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر اور نبی صدیق ہیں عیب لگایا تو کافر ہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ دونوں میں کوئی قول ہو عیب ہر طرح ممنوع ہے بلکہ بڑی معصیت اعاذنا اللہ تعالےٰ منہ۔ امام رحمہ اللہ تعالےٰ بقول راجح سنہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور اسوقت سے پیچھے تک کوفہ و بصرہ وغیرہ میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت زندہ موجود تھی۔ صغر سنی میں امام کے والد نے انتقال فرمایا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی والدہ سے نکاح ثانی کیا چنانچہ اس دُرِّ یتیم نے حضرت امام کی گود میں پرورش پانیکا فضل حاصل کیا اور بچپن ہی میں ذکی ہونہار بیدار تھے کہتے ہیں کہ امام شعبی تابعی رحمہ اللہ کی رہبری سے آبائی پیشہ تجارت سے چندے منہ موڑ کر علم میں مشغول ہوے اور چار ہزار مشائخ تابعین و کبار اتباع سے تفقہ کرکے فقیہ کامل ہوے حتےٰ کہ بعضے اساتذہ و مشائخ نے آخر میں انکے اجتہاد پر عمل کیا جیسے وکیع بن الجراح و عاصم بن ابی النجود احد القراء المعروفین۔ امامؒ میانہ قد

مائل بدرازی گندم گون خوش تقریر شیرین بیان معین اہل بیان کریم الخلق خوبصورت نیک سیرت تھے۔
قال المترجم وقد قالوا انہ تابعی امام مجتہد حافظ ثقۃ ورع زاہد تقی کثیر الخشوع والتضرع دائم الصمت۔
علاوہ علماء حنفیہ کے شافعیہ میں سے خاتم الحفاظ ابو الفضل ابن حجر عسقلانی وجلال الدین السیوطی وابن حجر المکی وغیرہم نے امام کے فضائل میں منفرد رسالے لکھے وقیل لیس للعسقلانی فیہ تالیف منفرد واللہ اعلم۔
واضح ہو کہ امام کے تابعی ہونے میں اختلاف ہے بعض نے نفی کی اور بعض نے اثبات کیا اور یہی راجح ہے وقد قیل وہو الصواب۔ نفی کرنے والے بعضے کہتے ہیں کہ کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں ہوتی ہے اور بعضے بر تقدیر تسلیم کہتے ہیں کہ تابعی ہونے کے لیے صحابی سے روایت وسماع بھی شرط ہے اور یہ پایا نہیں گیا۔ اور اہل اثبات اپنے ثبوت میں منجملہ دلائل کے ذکر کرتے ہیں کہ حافظ دارقطنی نے فرمایا کہ ابو حنیفہ رح نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے ملاقات نہیں پائی۔ سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیکن اُنکو فقط آنکھ سے دیکھا اور اُنسے کچھ نہیں سُنا۔ کما فی خاتمۃ مجمع البحار للفتنی رحمہ اللہ تعالے اور تاریخ ابن خلکان میں بھی تاریخ خطیب بغدادیؒ سے حضرت انسؓ کو دیکھنا مذکور ہے۔ کما ذکر ذلک فی مرآۃ الجنان للیافعی ورجال القراء للجزری وغیرہما ویقال نص علیہ ابن الجوزی والنووی والذہبی والولی العراقی وابن حجر العسقلانی والسیوطی کما نص علیہ الحافظ الخطیب والدارقطنی رحمہم اللہ تعالے قلت وکفاک بہم قدوۃ فاستقم اور ابن حجر مکی نے کہا کہ ذہبی کا یہ قول کہ ابو حنیفہ رح نے صغر سنی میں انس بن مالک کو دیکھا یہی صحیح وتحقیق ہے کما فی الشامی عن الخیرات۔ اور قسطلانی رح نے شرح الصحیح کے باب من لم یر الوضوء الخ کے تحت میں لکھا کہ ابن ابی اوفی کا نام عبداللہ ہے جو کوفہ کے صحابہؓ میں سے سب سے پیچھے ۸۷ھ ہجری میں فوت ہوئے اور اُنکے نابینا ہو جانے کے بعد ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اُنکو دیکھا۔ ابن حجر مکی نے لکھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے چار کو ابو حنیفہ نے دیکھا اور بعض نے کم وبعض نے زیادہ کہا اور چار صحابہ حضرت انس بن مالکؓ وعبداللہ بن ابی اوفی وسہل بن سعدؓ وابو الطفیل رضی اللہ عنہم ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ کسی صحابی کو نہیں دیکھا مگر زمانہ پایا ہے لیکن صحیح وہی قول اول ہے۔ اقول حضرت انسؓ کے دیکھنے پر ائمۂ علماء مذکورین متفق ہیں پس ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تابعی ہونے کیلیے اسیقدر کافی ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جملہ اقوال اجتہادی نصوص قطعیہ ہو جاویں جیسا کہ بعض نادانوں نے زعم کیا اور کیونکر ہوگا کہ جن اکابر کے تابعی صاحب روایت وسماعت وکثرت ملازمت پر اتفاق ہے اُنپر یہ اجماع نہیں ہے بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایسا اجماع نہیں ہے اور یہ امر واضح ہے اس سے منکر نہوگا مگر مجادل تبیع ہواد ہوس جو جناب الٰہی میں خلوص نیت وطلب آخرت نہیں رکھتا اور اپنی رائے ناقص سے دین الٰہی عز وجل میں فتنہ ورخنہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ تابعی ہونے کیلیے روایت یا سماعت شرط ہے تو یہ قول مرجوح وغیر مختار ہے۔ قال الشیخ ابن حجر فی نخبۃ الفکر وہو اے التابعی من لقی الصحابی۔ تابعی وہ ہے جسنے صحابی سے ملاقات پائی ہو قال ہذا ہو المختار۔ یعنے یہی

مختار ہے اور قاریؒ نے شرح الشرح مین کہا کہ عراقی نے فرمایا کہ اسی پر اکثر علمار کا عمل ہے اور بیان کیا کہ یہی ظاہر حدیث یعنی قولہ طوبےٰ لمن رآنی ولمن رأے من رآنی[لہ] کے موافق ہے کیونکہ حدیث مین سوائے دیکھنے کے سماعت و روایت کچھ بھی شرط نہین ہے قلت اصطلاح مذکور اگر غیر مرجوح بلکہ مختار تسلیم کیجاوے تو اصطلاح حادث ہے اس سے عموم حدیث کی تخصیص مسلم نہین ہی خصوصاً جبکہ دیدار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اہل الحق کے نزدیک خاصۂ نعمت بے بدل ہے اور کفار کے دیکھنے اور فضیلت سے محروم ہونیکا خیال نکرنا چاہیے جبکہ اللہ تعالےٰ نے انکی بینائی کی نفی فرمائی بقولہ تعالیٰ تراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون۔ اسیواسطے امت قاطبۃً متفق ہے کہ ادنے اصحابی کے مرتبے کو کبھی اعلےٰ درجہ کا ولی نہین پہونچ سکتا بلکہ حدیث صحیح کے مضمون سے معائنہ کرو کہ زمین و آسمان بھر سونا خیرات کرنے کو کسی صحابی کے آدھے مُد جو کے برابر نہین فرمایا پس کسی قسم کی مساوات محال ہے فاستقم۔ اور اگر کہا جائے کہ اصطلاح مذکور بنظر مقصود فن روایت ہے پس جسنے صحابی سے نہین سُنا وہ روایت نہین کر سکتا تو رواۃ الدین مین شمار نہوگا تو اسکو تسلیم کرنے مین مضائقہ نہین ہی ولیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ عموم حدیث سے جو فضیلت ثابت ہوئی وہ بھی منتفی ہو غایت آنکہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث سے جو معنے ثابت ہوے اُنکے موافق تابعی ہین اور لوگون کے اصطلاحی معنے پر تابعی نہین ہین اور یہ کچھ مضر نہین ہے کیونکہ اصلی مقصود اتنا ہے کہ حدیث سے جو فضل تابعی ہے وہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حاصل ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اور عینی رحمہ اللہ نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے روایات بھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے ذکر فرمائین اور علی القاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مین نے مسند الامام کی شرح مین اسکو ثابت کر دیا اور شاید یہ معنی برین قول کہ بلوغ از شروط روایت نہین ہے علے ما ذکر فے الاصول ولیکن مرجع اُسکا اسناد صحیح کیطرف ثبوت کیلیے بتمام شرائط معتبرہ ضرور ہوگا وما قیل ان الحدیث لعلہ ثبت عند الاعلے باسناد صحیح بدلیل انہ استدل بہ علے الحکم و انضعف عند الاسفل تخصیص باسنادہ براو نازل فلیس بشئے لانہ لا یفید القطع ومجرد الاحتمال لا یکفے وقد استدل محمد رحمہ اللہ فی موطاہ باٰثار فی اسانیدہا من ہو مجروح وتکلم فیہ علے انہ للمبتدع ان یقول قد ثبت عند شیخی ما یثبت ہذا الاعتقاد ولولاہ لما قال بذلک و بالجملۃ فہذا یفضی الے کثیر الفساد فی الدین فلیتامل فیہ وقد ذکر لی ان شیخنا المحقق البارع الہمام الزاہد الورع الصدوق الامین السید الدہلوی سلمہ اللہ تعالےٰ ینفی تابعیۃ الامام ولکنی لم اسمع منہ شیئاً فی ذلک ولا اعترض علے کلامہ لاعراضی عن مجادلات اصحاب الزمان لما رأیت طباعہم تمیل الے ما تہوی انفسہم وتعرض عن الآخرۃ فرأیت الخمول اوسے من الشمول فلو کان کما ذکر لی لم یدخل علی من ذلک شئے فان ارضا انہماک احد لیس من شان المؤمن فکیف بالشیخ الصالح البارع اذا المجزوم عندی ہو الثبوت فالقول بخلافہ من جملۃ النفاق واما وجہ الکلام ہہنا فغیر مصروف الیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پھر بعض نے امام کے حافظ فقہ ہونے مین بھی وہم کیا۔ اور منشاء وہم ظاہراً انکا یہ زعم ہے کہ امام رحمہ اللہ حدیث مین قلیل البضاعۃ تھے بنابر آنکہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہے کہ امام کو فقط سترہ حدیثین پہونچین اور یہ زعم کہ انسے روایت

[لہ] خوشخبری ہو ایسے شخص کو جسنے مجھے دیکھا اور خوشخبری ہو ایسے شخص کو جسنے ایسے شخص کو دیکھا کہ جسنے مجھے دیکھا ۱۲ م

حدیث جاری نہین ہوئی اور یہ کہ بعض اہل حدیث نے انپر طعن کیا۔ فمنہم من زعم انہ کان سیٔ الحفظ ومنہم من زعم انہ کان لیسوغ الروایۃ بالمعنے وتفوہ بان بضاعتہ فے العربیۃ کانت مزجاۃ وغیر ذلک من الترہات ولیکن انمین سے کوئی صحیح وتحقیق نہین ہے چنانچہ ابن خلدون نے خود قلیل الحدیث کا قول متعصبین مبغضین کے نام سے منسوب کرکے لکھا اور رد کردیا لقولہ ولاسبیل الے ہذا المعتقد نے کبار الائمۃ لان الشریعۃ انما تؤخذ من الکتاب والسنۃ۔ یعنے بزرگ اماموں کے حق مین ایسے اعتقاد کی کوئی راہ نہین ہے کیونکہ شریعت تو کتاب الٰہی سبحانہ وسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے لیجاتی ہے۔ حاصل یہ کہ کوئی قرآن وحدیث سے خوب آگاہ نہو جیسے اجتہاد مین مشروط ہے وہ مجتہد کیونکر ہوگا حالانکہ امام رحمہ اللہ مجتہد مقدم وسلم ہین پھر یہ قول محض واہی ہے قال ویدل علے انہ کبار المجتہدین فے علم الحدیث اعتماد مذہبہ بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ فیما بینہم یعنے امام رحمہ اللہ کے بزرگ مجتہدین حدیث مین سے ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ان لوگون نے امام کے اجتہاد پر اعتماد کیا اور انکے درمیان معتبر رہا خواہ بطریق رد یا قبول۔ مترجم کہتا ہے کہ امام کے فقیہ مجتہد ہونیکا انکار باوجودیکہ انکے ہمعصر اہل اجتہاد کے شہادات مثبت موجود ہین محض جدال ومکابرہ ہے اور حق سے چشم پوشی نہین بلکہ روگردانی ہے اور بعد تسلیم کے حافظ الحدیث وآثار ہونے سے انکار گمراہی ہے یا جہالت ونادانی حالانکہ حافظ الطحاوی رحمہ اللہ کا اقرار ہے اور دیکھتے جاتے ہین کہ حافظ ذہبی وابن حجر وغیرہما امام رحمہ اللہ کی چار ہزار مشائخ کی شہادت دیتے ہین وحافظ مزی وذہبی وابن حجر وغیرہم نے امام کو طبقہ حفاظ محدثین مین شمار کیا ہے اور شافعی رح نے ہر فقیہ کو عیال ابی حنیفہ رح مین داخل کیا فکان الجہل عن معنے الفقہ اعمہ الطاعن اوالتعصب اعماہ۔ اور ذہبی رح کے تذکرۃ الحفاظ مین ہے کہ ابو حنیفہ رح سے وکیع بن الجراح ویزید بن ہارون وسعد بن الصلت وابو عاصم وعبد الرزاق وعبید اللہ بن موسے وبشیر بن کثیر رحمہم اللہ نے روایت کی ہے مین کہتا ہون کہ یہ اکابر اعلے درجہ کے ثقات ہین جنسے صحیحین وغیرہ مین باصل اعتماد روایات ہین وقال الذہبی رح اور ابن معین رح نے ابوحنیفہ رح کے حق مین فرمایا کہ لاباس بہ ولم یکن متہما۔ بعض الافاضل رحمہم اللہ نے لکھا کہ ابن حجر وغیرہ نے تصریح کردی کہ ابن معین رحمہ اللہ کا یہ قول بمنزلہ لفظ توثیق ہے۔ علی بن المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ ثقہ لاباس بہ تھے قال وکان شعبۃ رح حسن الرأے فیہ۔ یعنے شعبہ رحمہ اللہ امیر المومنین فی الحدیث علی ما فی جامع الترمذی رح امام ابو حنیفہ کے حق مین اچھا اعتقاد رکھتے تھے وقال ایضًا ابو حنیفہ رح سے سفیان ثوری وابن المبارک وحماد بن زید وہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون نے روایت کی ہے۔ مین کہتا ہون کہ یہ سب بھی اکابر ثقات وائمہ حدیث سے ہین اور بعضے مقبول مجتہد وذکر فی المغنی بعض ہؤلاء رحمہم اللہ تعالےٰ وقد ذکر غیر واحد ان امام الجرح والتعدیل الشیخ یحیےٰ بن معین رحمہ اللہ قد وثقہ غیر مرۃ۔ اور مکی رح نے ابن عبد البر مالکی رح سے نقل کیا کہ جن لوگون نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی اور انکی توثیق کی وہ ایسے آدمیون سے بہت زائد ہین جنہون نے انپر طعن کیا۔ ویقال ان الخطیب ضعفہ وہذا لیس بشئ وقد ذکرت ذلک للشیخ البارع الہمام الزاہد الورع

الصدوق الامین السید الدہلوی فغضب وقال ما للخطیب وتضعیف الامام ہو اذا احق بتضعیف نفسہ - وتلک لطیفۃ حفظتہا منہ رضی اللہ عنہ - ثم رایت البدر العینی رحمہ اللہ قد سبقہ الیہا رحمہ اللہ تعالےٰ - اور جب تجھے معلوم ہو چکا کہ ائمہ حفاظ متقنین مذکورین رحمہم اللہ تعالےٰ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت و توثیق کی تو کیا اب بھی حق پسند متدین متقی کے کان یہ سُنینگے کہ امام سئ الحفظ تھے یا مجتہد مسلم مگر قلیل العربیۃ تھے والعجب کہ اصول و فروع مین تبحر و دقت نظر و وسعت فکر و بدایع اسلوب و لطائف معانی جو دوسرے دنکو اُنکے طفیل مین حاصل ہوتا ہے کیونکر آنکھین بند کر کے بلا دلیل بلکہ مناقض صریح کسی زبان مدعی کا دعوے تسلیم کر لینگے - ہان شاید یقین کرین کہ مدعی خوف الٰہی سے عاری و نفس کا تابع کامل ہی اگرچہ اپنے کو علما مین شمار رکہے ولکن لم ینتفع بعلمہ ولیس ہذا من علم الآخرۃ فی شئ لا قلیلا ولا کثیرا - رہا قلت روایت کا وہم تو یہ اسیقدر سے دور ہو سکتا تھا کہ باوجود تقدم و فضل حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے روایات حدیث انسے بہت کم ہین اور عجب کہ واہم کو ابو حنیفہؒ کیطرف بدگمانی کرنیکا ثمرہ ملا اور یہ نہین کہ فضیلت و قبول الٰہی عز وجل جو عین مقصود ہی کثرت روایت وغیرہ کا نتیجہ نہین ہوتا ورنہ خلفاء راشدین مہدیین رضی اللہ عنہم و عن الصحابہ کلہم اجمعین کو تقدم نہوتا وقد اشار الیہ الامام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ ان لیس العلم بکثرۃ الروایۃ ولکنہ نور یضعہ اللہ تعالیٰ فی القلب - بھلا کوئی عالم بلکہ مومن گمان کریگا کہ ادنیٰ صحابی جو روایات مجموعہ مین سے شاید بہت کم جانتے تھے اس زمانہ کے متکلم و محدث و مفسر و فقیہ و اصولی و جدلی وغیرہ طومار سے کم تھے ہرگز نہین کیونکہ مومن سفیہ نہین ہوتا - یہان مجھے ایک مسئلہ یاد آیا کہ کسی نے اپنی جورو کی طلاق پر قسم کھائی اگر فلان مومن مرد سفیہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ طلاق واقع نہوگی کیونکہ مومن سفیہ نہین ہوتا مترجم کہتا ہی کہ یہ عمدہ استنباط ہی از قولہ تعالےٰ ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ الآیہ - فان المعنی لا احد یرغب عنہا الا السفیہ فمن لم یرغب عنہا وہو المومن لیس بسفیہ فلا یقع الطلاق - اور واضح ہو کہ فلان مومن کو بصفت موصوف بیان کرنے مین یہ فائدہ ہے کہ مومن ہونا نفس مسئلہ مین مقبول ہی ورنہ کسی مسلمان کا نام لینا اگرچہ بظاہر شرع مین مضر نہو لیکن فی الواقع مخالجہ ہے کیونکہ بسا اوقات آدمی اپنے حق مین ایمان کا جزم کرتا ہے و لیکن کثرت غلبہ نفس و ہوا سے اُسکو نفاق کا تمیز نہین ہوتا او لا تری کثیرا من المبتدعۃ کیف یتعوہ بانہ مومن ولیس معہ من الایمان الا الاسم بلکہ مومن ہی نفاق سے خائف ہوتا ہی اور مطمئن منافق ہے کما روی عن الحسن البصری رحمہ اللہ باسناد صحیح - اور بخاریؒ نے ایک جماعت سلف سے یہ خوف بروایت حسنؒ تعلیقا ذکر کیا اور باوجود اس فضل و کمال کے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے جنکو آنحضرت صلعم نے منافقین بتلا دئے تھے قسم لی کہ مین تو انہین سے نہین ہون جسے کہ انھون نے تسکین کر دی - فلم یعرف المومن من المنافق الا من عرفہ اللہ تعالےٰ وہم الصحابۃ رضی اللہ عنہم نحو قولہ تعالیٰ اولئک ہم المومنون حقا وقولہ اولئک ہم الصادقون وقولہ واولئک ہم المفلحون وقولہ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الی قولہ انہ بہم رؤف رحیم اسیواسطے قولہ فما راہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن الحدیث مین حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے مومنون کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے تفسیر فرمائی ہے اسواسطے کہ وہی بالقطع

مومنین ہین تو انکے اجماع پر مومنین کا اجماع ہونا صادق ہے ہیین سے ظاہر ہوا کہ بعضے نادان جو اکثر اختراعات
پر دس بیس ہزار یا کم و بیش مسلمانون کا اتفاق کرنا مومنون کا اجماع حجت قرار دیکر بہتر تصور کرتے ہین خطا بلکہ
خطا در خطا ہے کیونکہ ان لوگون مین سے کسی کے حق مین قطعی حکم مومن ہونے کا نہین ہو سکتا جبتک کہ ایمان
پر اسکا خاتمہ نہو اور یہ بھی معلوم نہین ہو سکتا اور ہو بھی تو پھر اجماع مقصود نہین ہے و ہذا السانح لعلہ لا تجد من غیرنا
واللہ تعالے اعلم وعلمہ اتم اس مقام کو اللہ تعالے پر تقوے و دیانت کے ساتھ غور کرکے استقامت کے طریقہ
سے محفوظ کر لینا چاہیے و ایاک والجدال فانہ دار عضال فاستغفر اللہ تعالے لی ولک انہ ہو الغفور الرحیم
مسئلہ اجتہادیہ امام مذکورہ بالا سے ظاہر ہوا کہ قرآن مجید مین سے فقط آیات احکام جاننا جو مجتہد کے لیے
مشروط ہے مترجم کے نزدیک ناقص شرطی دکذا فی جانب الحدیث ایضاً اگرچہ مخالف اکثر علماء ہو بلکہ تیسیر تخریج کے
تبحر و تحفظ معانی تمام کلام الٰہی سبحانہ تعالے کا عتماد اور اکثر از جانب سنن مع امثال وغیرہ بسبب تعذر رجیع کے ضرورت
یا یہ مراد ہو کہ معانی آیات احکام و احادیث بالحاق معانی مقصودہ از قصص و امثال وغیرہ ہو مثلاً قولہ تعالے اذا
قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا الآیہ یعلم بان المعنے اذا اردتم القیام حین کنتم غیر معذورین عن استعمال الماء ولا فاقدین القدرۃ
علیہ ولا طاہرین عن ہذا الحدث فیتحقق بذالک من العذر ما ذکر فی التیمم ومما اذا وجد ماء الغصب والماء المشکوک علے
اجتہاد وماء لو توضأ بہ عطش ومما ذکر فی حدیث عمر رضی اللہ عنہ عند مسلم من جمعہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوات من
غیر تجدید الوضوء لکل واحد ومن مسح الخف مقام الغسل ومما اذا کان جنبا والماء یکفی لاحدہما ومما اذا نسی الماء فی رحلہ
ومما اذا اخذ الاب ماءہ وغیر ذالک مما فیہ تطویل ہہنا بلا طائل لکونہ مستطرداً فلیتامل ــ اور یہ جو کہا گیا کہ امام رحمہ اللہ
روایت بالمعنی کو حدیث کہتے تھے گویا اعتراض مع اعتذار ہے یعنے قلت روایت کا یہ سبب ہوا کہ امام حدیث کو
بالمعنی روایت کرنا جائز جانتے تھے ۔ فان قلت ہذا لا یختص بابی حنیفۃ فان عامۃ الروایات انما ہی بالمعنے کما فی علل
الترمذی من قولہم انما ہو المعنے ارید بہ انہ لم یتیسر لنا حفظ الفاظ الحدیث کما ہی من اللفظ و ترکیب بل ربما وقع فیہا تغیر
یسیر او کثیر ولذالک یقال للروایۃ المتحدۃ مع الاخرے نحوہ او بمعناہ والحافظ المتقن اعتمادہ علے احدہما ازید من الاخر
لکون اتقان روایتہا اتقن من الاخری وذلک الامر تجدہ فی الصحاح اظہر منہا فی روایات البخاری حیث اورد الروایۃ الواحدۃ
بالفاظ ربما یختلف بہا الاحکام او یستنبط من احدہما ما لا یستنبط من الاخرے فیجعل کانہما روایتین والذی ظن بابی حنیفۃ من تجویزہ
الروایۃ بالمعنے انما ارید بہا الحکم المستفاد منہا بضرب من الاجتہاد فلو صح ذلک منہ لا شک فی عدم القبول لانہ مع قطع النظر عن
الاختلاط بتعیین معنے الحدیث فیما ادی الیہ اجتہاد ذلک المجتہد مع کونہ محتملا للخطاء اذ لا خلاف فی ان لا یقطع باصابۃ المجتہد
بالکلیۃ وفیہ من المفاسد ما لا یخفے علے الفطن المتامل فان قیل قد ثبت عن السلف تجویزہم ان من السنۃ کذا و ہذا
نوع من الروایۃ بالمعنے علے المعنے الذی جعل منکراً یقال بل اخبار بفعل شوہد من النبی صلے اللہ علیہ وسلم من غیر
مدخل للاجتہاد فیہ ۔ لیکن یہ ادعا بھی باطل ہے کیونکہ ایک فقیہ مجتہد کی طرف ایسے نادان قول سے بدگمانی کیجائیگی
جسکے مفاسد کسی ادنے آدمی پر مخفی نہون اور کیسے ایسے تغیر کو آنحضرت صلعم کا فرمودہ کہنے سے آپ کیطرف

غیر فرمودہ کا نسبت کرنے والا انھون کا جسکے بارہ مین وعید شدید ہے اور خبر متواتر ہے پھر کیونکر ثقات ائمہ متفق علیہم
ایسے شخص کو اپنا مستند سمجھکر اُس سے روایت کرینگے پس قائل نے فقط امام ابو حنیفہؒ کی طرف نہین بلکہ اُنسے
روایت کنندہ ثقات علماء پر بھی عیب لگایا بلکہ اقرب یہ قول ہے جو ابن خلدون وغیرہ نے لکھا یعنے امام رحمہ اللہ
روایت مین اور آنحضرت صلعم کیطرف کلام کی نسبت کرنے مین کمال احتیاط و ادب مرعی رکھتے اور غالباً یہ
روا نہین رکھتے تھے کہ معنی روایت کو آپ کیطرف منسوب کیا جاوے بلکہ وہی کلام بالفاظہ محفوظ ہونا چاہیے اور
مانند اسکے شروط مین پوری رعایت کرتے لہذا من بعد حسب الائمہ رواۃ نے آسانی کردی تو انکی روایات مین تکثیر
ہوگئی۔ فان قلت ما بالہ یقول فی القضاء بالبینۃ کالثابت عیاناً و ہہنا لا یقول بہ یقال فی القضاء اجراء حکم کما امر
بہ الشرع ولا تعلق لہ بالقطع و عدمہ للعلم بالواقع حتے انہ لیس للقاضی ان یعتقد بانہ فی نفس الامر علے ما شہدوا بہ الا تری
الی بطلان حکم القضاء بدلیل ما فی الحدیث ان یکون بعضکم الحن بحجتہ کما فی الصحاح واما ہہنا فالمقصود القطع بانہ فی نفس
الامر و ذلک بالتواتر او الشہرۃ ولذلک قیل خبر الواحد لیس فی القطعیۃ کالآیۃ وحاشاہم ان یریدوا بذلک ان لیس الحدیث
کما ہو فی حق اللزوم والتعبد کالآیۃ حتے لو قطع بانہ حدیث کان کالآیۃ فی ذلک بل انما معنی ہذا القول عدم القطع بہ کالقطع
بمعنے یتعلق بالاسناد فان قیل فیما یقول بوجوب قراءۃ الفاتحۃ بتمامہا اذ لا دلیل علیہ الا ما جاء من الحدیث وہو علے غیر
شروطہ یقال ان المجیء علے غیر شروطہ لا یستلزم عدم القبول مطلقاً بل انما یستلزم ضرباً من ثبوت ہو دون ثبوت
المتواتر فلذلک اوجب العمل فیما یوجب ذلک فرق بین الفرض والواجب ہذا مما استحسنہ بعض شراح المنہاج۔ علاوہ
اسکے قلت روایت کو فضل و کمال ذاتی سے تعلق نہین کیونکہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے مرویات بہت قلیل
ہین بہ نسبت دوسرون کے رضی اللہ عنہم اجمعین باوجودیکہ انکے تقدم و فضل پر اجماع ہے۔ وہذا جلی لمن لہ خلوص نظر
الی المقصود من حصول رضوان اللہ تعالے فی جملۃ الاعمال والافعال وان کان للجدال فیہ کثیر مجال وان خفی لمن تحیر بتسویلات
النفس فی تیہ الضلال اعاذنا اللہ تعالے مع المومنین من الخسر فی الحال والمآل۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی
رحمہ اللہ نے عقد الجید مین لکھا کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنے زمانہ مین سب سے اعلم تھے حتے کہ شافعی نے فرمایا کہ فقہ مین
سب لوگ ابو حنیفہؒ کے عیال ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ فقہ مسائل عملی یعنے اجتہادی احکام جنکا برتاؤ جوارح و مشاعر
ظاہرہ سے متعلق ہے شعبہ فقہ القلب ہے پس جسقدر اصل محکم ہوگا اسیقدر فرع اتم ہے اور اصل علم تقوی القلب کا اتم ہے
پس یہ لفظ وجیز امام شافعی کیطرف سے شہادت قوی و کامل ہے اور سمجھدار اسکی بابت کچھ قدر جانیگا ومن اللہ تعالے
عز وجل التوفیق اور امامؒ کے فقیہ و عالم علوم الآخرۃ و طہارۃ و تقوے و خصائل حمیدہ و اخلاق پسندیدہ اور اعراض از دنیا
و رجوع باخرت وغیرہ فضائل کیطرف خطیب وغیرہم نے باسناد اور کچھ تاریخ اعتماد پر تعلیقاً بہت سے اکابر و علماء سے نقل
فرمائے ہین انھین مین سے ہین شداد بن حکیم و مکی بن ابراہیم یعنے ثلاثیات بخاریؒ کے ایک راوی ثقہ حیث قال البخاری حدثنا
المکی بن ابراہیم حدثنا یزید بن ابی عبید عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ۔ اور ابن جریج و عبد اللہ بن المبارک و
سفیان الثوری و عبد اللہ بن داؤد و احمد بن حنبل و خلف بن ایوب و ابراہیم بن عکرمہ مخزومی و شقیق بلخی و ابو بکر بن عیاش و

ابوداؤد صاحب السنن وامام شافعی ووکیع بن الجراح ومعمر بن راشد احد اصحاب الزہری ویحییٰ بن معین والذہبی فی کتابہ فی مناقب ابی حنیفہؒ والخطیب عن یحییٰ بن معین عن یحییٰ بن سعید القطان ویزید بن ہارون وامام مالک رحمہم اللہ تعالےٰ اور خطیب نے روایت کی کہ ابن عیینہؒ نے کہا کہ میری آنکھوں نے ابو حنیفہؒ کے مثل نہین دیکھا اور عبداللہ بن المبارک نے کہا کہ ابو حنیفہؒ علم وخیر کے کوہ تھے اور وکیعؒ نے کہا کہ ابو حنیفہؒ بڑے امین اور رضاے الٰہی کو سب پر مقدم رکھنے والے اور راہ خدا مین ہر سختی کے متحمل اگرچہ انپر تلوارین پڑین ومکی بن ابراہیم سے روایت کی کہ مین نے علمار کوفہ مین سے کسی کو ابو حنیفہ سے زیادہ پرہیزگار نہین دیکھا۔ شعرانیؒ نے میزان کبرے مین لکھا کہ امام ابو حنیفہؒ کے کثرت علم وورع ودقت مدارک واستنباط پر اگلون وپچھلون نے اجماع کیا ہی اور ابراہیم بن عکرمہ نے کہا کہ مین نے اپنی عمر مین امام ابو حنیفہؒ سے بڑھا ہوا کوئی علم وزہد وعبادت وتقوے مین نہین دیکھا۔ مترجم کہتا ہے کہ روایات مین اسقدر کثرت ہے کہ لوگون نے مفرد رسائل لکھے ہین اور بعضے مانند مؤلف ذہبیؒ وسیوطیؒ کے زیادہ مبسوط ومعتبر ہین اور امام سیوطی وایک جماعت نے زعم کیا کہ حدیث صحیح مسلم لو کان الدین عند الثریا لنالہ رجال من ہؤلاء وفی روایۃ من ابناء فارس وفی روایۃ رجل مکان رجال۔ اسمین بروایت رجل بصیغہ واحد امام ابو حنیفہؒ اور بروایت رجال مع اصحاب کے محمل صحیح ہین اور بعضون نے سب ائمہ حدیث محمل رکھا وہو الاقرب۔ اور جنھون نے امام ابو حنیفہ وانکے اصحاب کو خارج کر کے دیگر ائمہ کو محمل ٹھہرایا انکا قول تعصب سے بھرا ہوا قابل التفات نہین ہی واللہ تعالےٰ اعلم۔ واضح ہو کہ امام ابو حنیفہؒ کے فضائل مین زیادہ کلام کی ضرورت نہین جبکہ بقول شعرانیؒ اگلے پچھلے متفق ہین ولیکن افسوس ایسے لوگون پر ہے جو اپنے آپ کو امام کا مقلد خیال کرتے ہین حالانکہ سواے زبانی گفتگو کے اپنے مقدم وامام کی صفت وخصلت کا تتبع نہین رکھتے پس اصلی مقدم وقطعی پیشوا آنحضرت صلعم کی سنن ضائع کر نہین زیادہ گم ہو گئے اگرچہ اپنے آپ کو عالم سمجھین کیونکہ تقوے وعلم کا محل قلب ہے نہ زبان ہان زبانی علم اسی دنیا مین کار آمد ہے۔ ونعوذ باللہ من علم لا ینفع وبقول امام غزالیؒ کے علم الآخرۃ ان بیوع واجارات وسلم وحیض ونفاس پر نہین ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات پر رجوع کرنیسے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہی والجدال سید الضلال ہان طہارت ظاہرہ کیلیے وحرام وشبہات سے تحفظ وحدود الٰہی پر قائم رہنے کیلیے ان علوم کا جاننا ضروری ہی اور اصل اقتدار وتقلید جس سے رضاے الٰہی عز وجل حاصل ہو وہی ہی جسطرح مقتدی وامام نے اسمین سرگرمی ظاہر کی اور اگر نعوذ باللہ تعالےٰ رضاے الٰہی عز وجل نہو بلکہ اسکا خشم ہو تو ابو حنیفہؒ کیونکر راضی ہو سکتے ہین اور کیا فائدہ اللہم وفقنا ایانا وجمیع المسلمین للایمان ولما ترضی بہ عنا ربنا ویکون لنا نجاۃ بالآخرۃ وانت مولانا ارحم الراحمین آمین۔ پھر جن لوگون نے امام ابو حنیفہؒ کے حق مین کلام کیا وہ سب غیر مقبول اقوال ہین اور بہتیرے قول تو بدیہی البطلان ہین جیسے مرجیہ ہونا وغیر ذلک اور بہت پسندیدہ ہی قول تاج السبکی رحمہ اللہ کہ اگلے امامون کے ساتھ ادب کا طریقہ مرعی رکھنا چاہیے اور انمین باہم ایک نے دوسرے کو جو کچھ کہا اگرچہ بظاہر طعن معلوم ہو جیسے معاملہ ابو حنیفہ وسفیان ثوری رحمہما اللہ تعالےٰ ومالک وابن ابی ذئب یا نسائی واحمد بن صالح یا امام احمد و

حارث محاسبی وغیرہم تا زمانہ عزالدین بن عبدالسلام وتقی الدین بن الصلاح تو مجھکو ان معاملات پر غور نہین
چاہیے مگر جبکہ دلیل واضح سے تنبیہ کیجاوے اور ان اقوال سے قطعی پرہیز چاہیے کیونکہ بیشتر فہم سے باہر ہین
جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملہ مین سکوت کے سوائے چارہ نہین دیکھتے ہین کیونکہ حق تعالے عالم الغیب
عزوجل نے بقولہ اولئک ہم الصادقون اور قولہ رضی اللہ عنہم وماننداسکے آیات بینات سے انکی تحسین فرمائی ہی
مترجم کہتا ہی کہ ابن حجرؒ نے ابن عبدالبرؒ سے یہی نقل کیا کہ بعض اصحاب حدیث کے حق مین معیوب رکھا کہ انھون نے
امام ابوحنیفہؒ پر مذمت کا افراط کیا فقط اس بات سے کہ قیاس کو حدیث پر مقدم کیا ہی حالانکہ ابوحنیفہؒ نے سوائے
تاویل کے بعض اخبار احاد مین کسی حدیث کو رد نہین کیا اور ایسا فعل ابراہیم نخعیؒ واصحاب ابن مسعود وغیرہم سے ثابت
ہے۔ پھر لکھا کہ علماے امت مین کوئی نہین جو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرکے رد کرے کیونکہ
اس سے فاسق غیر عادل ہونا اسپر لازم ہو جائیگا کہان یہ کہ امام بنایا جاے اور قیاس پر تو فقہاے امصار کا عمل چلا
آتا ہے۔ مسند خوارزمی سے عینی وغیرہ مین یہ قطعہ حضرت عبداللہ بن المبارک کیطرف نسبت کرکے لکھا ہی ؎

حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ ۞ فالقوم اعداء لہ وخصوم ۞ کضرائر الحسناء قلن لوجہہا ۞ حسدا وبغضا انہ لذمیم ۞

وفی الکلام اشارات تفطن النفوس بہا عن برودۃ جہدہا فیما لیس لہا بلاغ الیہ الا بتوفیق من اللہ عزوجل ولکل مقام
فی الوصول الی حضرت الرضوان یحسدہ من دونہ او فی درجۃ اخری من الصفات وہذا لیس بحسد یعاب علیہ
کیف وقد علمت جوازہ فی العلم من قولہ علیہ السلام لا حسد الا فی اثنین ولیس العلم الا سبیل الحصول فی ہذا غایۃ المقصود
منہ فلیتفکر وایاک ان تظن بہم سوء بل محض النصح فی الوصول الی مقامہ حیث لا یشارکہ فیہ غیرہ کالتشخص فی المحسوسات
مع اتحاد النوع بل الصنف وقد ذکر ابن کثیر رحمہ اللہ فی التفسیر روایۃ عن عبداللہ بن المبارکؒ قطعۃ املاہا الی من
یبلغہا الی فضیل بن عیاضؒ محرضا لہ الی الجہاد فی الطرسوس ولہا ؎ یا عابد الحرمین لو ابصرتنا ۞ لعلمت انک فی العبادۃ
تلعب ۞ مع ان الناس اطالوا الکلام فی مدح فضیلؒ فلیتامل۔ اور مسند خوارزمی مین اتباع قیاس کے طعن کو
اچھی تفصیل سے دفع کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ وانکے اصحاب پر اصحاب الراے کا الزام باطل ہے
بلکہ برعکس ہے کیونکہ نہایت اتباع حدیث سے ضعیف الاسناد حدیث تک قیاس پر مقدم رکھتے ہین اور قول شارح
منہاج البیضاوی نے بھی اسیطرح ذکر کیا ہے ثم قال الخوارزمی اور ہمارے بیان کی تصدیق ان وجوہ سے
ظاہر ہے۔ اول یہ کہ امام ابوحنیفہؒ احادیث مرسلہ کو حجت رکھتے ہین۔ قلت ووافقہ رحمہ اللہ فی ذلک الامام
احمد ومالک رحمہما اللہ تعالے والمشہور عن الامام الشافعیؒ عدم قبول المراسیل مطلقا الا مراسیل ابی العالیۃ و
مالک والاما اجتمع علیہ علی اختلاف بین الشافعیۃ واللہ اعلم۔ ولذلک قال بنقض الوضوء بالقہقہۃ علی خلاف القیاس
لحدیث الاعمی مع انہ مرسل ومتعنت الشافعیۃ فی المسئلۃ علی القیاس ولم یحتجوا بالمرسل مع انہ من جیاد المراسیل عند
ابی داود رحمہ اللہ تعالے۔ ثم قال ور وجہ دوم یہ کہ قیاس چار قسم ہے ایک موثر جو اصل وفرع مین باشتراک معنے
موثر ہو مثلا حرمت لواطت بر قیاس وطی فی الحیض بعلت اذی اگرچہ حرمت لواطت خود منصوص ہی اور جیسے حرمت بعض

مسکرات غیر منصوصہ بر خمر بعلت موثرہ سکر وغیر ذالک من الجلی والخفی۔ اور قسم دوم قیاس مناسب باشتراک معنے مناسب درمیان اصل و فرع۔ اور سوم قیاس شبہ باشتراک مشابہت احکام ظاہرہ درمیان اصل و فرع اور چہارم قیاس مطرد باطراد معنے میان اصل و فرع پس امام شافعیؒ کے نزدیک جملہ اقسام مذکورہ قیاس مع استصحاب وغیرہ حجت ہین مگر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قیاس موثر تو بالاتفاق حجت ہے اور قیاس طرد مین اصحاب حنفیہ مختلف ہین اور باقی اقسام قیاس بالاتفاق باطل ہین حجت نہین ہین پھر کیونکر کہا جاتا ہے کہ حادیث کے سوا رائے پر عامل ہین گویا کہنے والے کو معنی اجتہاد اور قیاس سے غفلت ہے اور خالی احادیث سرسری روایت کرنا اور سمجھ لینا معلوم ہے۔ اور وجہ سوم یہ کہ باوجود حجت قیاس کے جب حدیث ضعیف سے معارض ہو تو حدیث ہی کو لیکر قیاس ترک کرتے ہین چنانچہ حدیث ابن مسعود رضہ دربارہ وضو از نبیذ تمر کو باوجود ضعف کے لے لیا اور اسی مورد پر مخصوص رکھا اور دیگر اشربہ مین قیاس پر عمل کیا حالانکہ اشتراک موثر موجود ہے چنانچہ دیگر ائمہ نے قیاس ہی پر عمل کیا ہے۔ میزان شعرانیؒ مین ہے کہ جسنے یہ طعن کیا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قیاس کو احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مقدم کرتے ہین یہ ایسے شخص سے صادر ہوا جو ابو حنیفہؒ سے تعصب کرتا اور دلیری سے بغیر پرہیزگاری کے انکی طرف باتین لگاتا ہے اور اس سے غافل ہے جو اللہ تعالے عز وجل نے فرمایا۔ ان السمع والبصر والفواد الآیہ اور فرمایا۔ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہل یکب الناس فی النار علی وجوہہم الا حصائد السنتہم۔ اور ابو جعفر شیرامازیؒ نے بسند متصل روایت کیا کہ ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ واللہ اس شخص نے ہمپر جھوٹ باندھا جسنے کہا کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہین حالانکہ بعد نص کے قیاس بیفائدہ ہے اور روایت ہے کہ ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو ہمکو پہونچ جاوے وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہے میرے مان باپ آپ پر قربان ہون اور ہمکو اس سے مخالفت کی مجال نہین ہے اور جو صحابہ سے آوے ہمارے سر آنکھوں پر اور جو تابعین سے پہونچے اسمین ہم غور کرینگے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ہم پہلے قرآن مجید پر عمل کرتے ہین یعنے احادیث رسول اللہ صلعم سے اسکے معنی خوب سمجھکر اسپر عمل کرتے ہین پھر جب کتاب مجید مین نہین پاتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ڈھونڈھتے ہین پھر جب نہ پاوین تو حضرات خلفاے راشدین یعنے حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے قضایا پر پھر بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قضایا پر الے آخر ما قال رحمہ اللہ تعالی

قال المترجم یہی علم ماخوذ ہے حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے جو معروف ہے اور سیوطیؒ و ایک جماعت علماء نے تفصیل کی ہے کہ امام کا ایسا ہی قول جیسا مذکور ہوا صحیح ثابت ہوا ہے اور بیشک بحث اجتہاد و ادراک معانی ایک فہم ربانی ہے جو محض فضل الٰہی عز وجل ہے اور۔ قد صح فی حدیث علی رضی اللہ عنہ قولہ فہم یعطی لہ فی القرآن اور علماء جانتے ہین کہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تحتہ یا مظہر معانی قرآن پاک ہین انمین مغایرت اتنی ہی خیال کرو جتنی اجمال و تفصیل مین سمجھتے ہو بس بسا اوقات معنی ظاہر مین کچھ سمجھتا ہے اور آیات و اخبار کے فیض علم اور حکم اشارات کے نور سے معنی حق حاصل کر لیتا ہے۔ اور فتوحات مکیہ مین ابن العربیؒ نے بسند متصل

امامؒ سے روایت کیا کہ فرماتے تھے کہ لوگو تم دین الٰہی عز وجل مین اپنی رائے کی بات سے پرہیز کرو اور ہمیشہ ایسی بات کو لازم کیے رہو جو رسول اللہ صلعم کی سنت کے تابع ہو اور جو اس سے باہر ہو وہ گمراہی ہے اور کہتے تھے کہ جو کوئی میری دلیل کو نہ پہچانے اسکو میرے قول پر فتوے دینا حرام ہے اور فرماتے تھے کہ اپنے اوپر سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کے آثار لازم کر لو اور لوگون کی رائے سے بچو اگرچہ وے اپنی رائے کو کیسے ہی آراستہ کرین کیونکہ حق بات طلب پر ظاہر ہو جاتی ہے اور تم تو صراط المستقیم پر ہو اور فرماتے تھے کہ تم بدعت اور بتکلف نئی بات نکالنے سے بچو اور وہی رستی مضبوط پکڑے رہو جو سلف رضی اللہ عنہم مین تھی اور ایک مرتبہ علم کلام کے سوال مین فرمایا کہ بدعت ہے تم آثار سلف و انکے طریقہ کو اپنے اوپر لازم رکھو اور ایک مرتبہ سماع حدیث مین فرمایا کہ اسکا سننا بھی عبادت ہے اور فرمایا کہ لوگ ہمیشہ بہتری مین رہینگے جبتک انمین کوئی حدیث طلب کرنیوالا رہیگا اور جب وے علم کو بغیر حدیث کے طلب کرینگے تو تباہ ہونگے۔ عقود الجواہر المنیفہ مین ہے کہ امامؒ نے فرمایا کہ لوگونکی رائے سے مجھے ضعیف الاسناد حدیث زیادہ محبوب ہے واضح ہو کہ ان روایات و اقوال سے مع امام کے معروف مذہب کے طریقہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ بعض لوگون کے مطاعن انکے حق مین صحیح نہین ہین اور آئمہ نقد کے بغلبہ نفس و تعصب یہان جدال کرنا لایعنے بلکہ معصیت ہے اور زیادہ موہم اور منشاء جدال چند اقوال ہین اول وہ جو خطیب نے ذکر کیے ہین اور درحقیقت انکے ثبوت ہی مین کلام ہے تو اسنے ایک بزرگ عالم مجتہد صاحب فضائل کے حق مین انکو مستند ایک منکر فعل یعنے طعن کا جو افعال نفاق و شیوۂ منافقین سے ہے قرار دینا محل تعجب ہے حالانکہ بر تقدیر ثبوت کے وہی تاویلات جو دیگر ائمہ و ثقات کیطرف سے دفع مطاعن مین معروف ہین بلکہ عامۂ ثقات رواۃ سے دور کرنے مین مشہور ہین یہان بھی ضروری تھین علاوہ برین خطیبؒ کی طرف سے انکو طعن سمجھنا بھی غیر ضروری ہے چنانچہ ابن حجرؒ نے کہا کہ خطیبؒ کی غرض ان اقوال کے جمع کرنے مین فقط یہی ظاہر ہے کہ ایک مرد کے حق مین کہنے والونکی جو کچھ باتین روایت کیجاتی ہین انکو بمقابلہ ان اقوال فضائل کے جو اسکے حق مین ذکر کیے گئے ہین جمع کر دے اور طریقہ مستمرہ اصحاب سنن کے موافق ان اقوال کے اسناد سے کلام نہین کیا اور اسکا یہ منشا نہین ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی منزلت گھٹا دے اور یہ بات اسکے تصنیع سے ظاہر ہے کہ اسنے فضائل بدلائل نقل کیے اور پھر قادحین کے اقوال باسناد ضعیفہ و مجہولہ روایت کر دیے اور ظاہر ہے کہ مجروح و مجہول شخص کی اسناد سے جو روایت ہے وہ کسی عام مسلمان کے حق مین روا نہین رکھ سکتا تو امام ابو حنیفہؒ کے حق مین کیونکر مسلم ہو گی اور اگر ارادہ قدح ہی مسلم کر لیا جاوے تو بعینہ فتح القدیر کا جواب کافی ہے جبکہ نظر تعقب سے غافل نہ ہوے اور اگر کہا جاوے کہ خطیب ہی پر اعتماد نہین بلکہ نسائی صاحب سنن نے لکھا کہ ابو حنیفہؒ حدیث مین قوی نہین ہین۔ تو ایسی جرح مبہم کہ جسکا کچھ پتا نہین لگتا ہے کیونکر خلاف ظاہر و باہر مسلم ہو گی بلکہ ادنےٰ یہ ہے کہ اسکے یہ معنے لگائے جاوین کہ قولہ لیس بالقوی یعنی یا تو بہت زیادہ قوی نہ تھے کہ بہت باتین کرتے ہون۔ کیونکہ تحدیث بمعنے مصطلح مین کوئی وجہ جرح کی بیان نہین ہوئی پھر اگر کہا جاوے کہ کیون نہین چنانچہ امام نسائیؒ نے ضعفاء مین لکھا کہ نعمان بن ثابت کوئی مرجیہ تھے لوگ انکی

حدیث و رائے سے ساکت ہوئے۔ تو جواب یہ ہے کہ رائے کا غلغلہ اپنے معنے کے خلاف اُسوقت کے کانون مین بھر گیا
جس سے یہ شور ہوا حالانکہ بالاتفاق قیاس اصل معمول و معتمد علیہ ہے تو ظاہر ہے کہ مدار اسکا محض اختلاف لفظی پر ہے
لہذا بدون ظہور کسی جرح کے جو حدیث کے اصول مین مبین ہے جب بیان خالی رائے سے طعنہ ہے تو وہ بعد ظہور حال کے
رفع ہوئی اور یہی گویا وجہ سکوت از حدیث تھی کما یدل علیہ تقدیم الرأے فی قولہ سکتوا عن رائہ و حدیثہ۔ اسیوجہ سے جن
بزرگون پر حقیقت حال کا انکشاف ہوگیا اُنھون نے اہل طعن کی زبان رد کی اور خود ثنا و صفت بیان کی اور انسے
حدیث روایت کی چنانچہ خود امام بخاری رح نے چند ثقات متقنین کا اُنسے روایت کرنا بیان کیا اور کہا کہ روی عنہ عباد
بن العوام و ابن المبارک و ہشیم و وکیع و مسلم بن خالد و ابو معاویۃ المقری آخرہ۔ اور یہ لوگ خود حدیث مین امام ہین پھر
انکی روایت کے بعد کیونکر انکار کا محل صحیح رہیگا اور اگر یہ وہم ہو کہ انکے واسطہ سے کس نے روایت کیا ہے تو لامحالہ
قولہ سکتوا عن حدیثہ مستمر رہا تو جواب یہ ہے کہ جن لوگون پر حال مشتبہ رہا اور قیاس کو رائے وغیرہ منکرات مین داخل سمجھتے
رہے اُنھون نے باسناد غیر اسکو قبول کیا لہذا اہل القیاس کا اجتناب کچھ امام کو مضر نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے عز و جل
و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی پر انسے روایت و قبول کو فرض نہین فرمایا اسیوجہ سے روایت نہ کرنیوالے
بھی گنہگار نہین ہین جبکہ انکی طرف موافق شیوۂ ایمان کے نیک گمان ہو اور مجتہد نے اگر دوسرے مجتہد سے خلاف مین
انکار کیا تو عوام کی یہ حالت مساوی نہین آیا نہین دیکھتے کہ احکام مختلف ہین چنانچہ مجتہد کو ایک دوسرے کی تقلید روا
نہین ہے حتے کہ اہل نظر تک اتفاق روا نہین رکھا گیا تو ضرور ہے کہ مجتہد کی رائے اجتہادی جسطرف مودی ہوئی
اُسکے نزدیک دوسرے مجتہد کی رائے خلاف صواب ہے ورنہ کیا یہ جائز جانتے ہو کہ مجتہد دوسرے کی رائے صواب سے
جان بوجھکر مخالفت کرتا ہو اور ایسی حالت مین اسکی رائے اجتہادی سے دوسرے کی خطا پر ہم یقین نہین کر سکتے
کیونکہ عوام کی راہ تقلید ہے ولیکن تقلید اسکو مستلزم نہین کہ عمل کرنے و ثواب لینے کے لیے ایک حکم فرع الٰہی
اپنے طریقہ سے حاصل کرے تو ضرور دوسرے مفتی فقیہ کو خاطی بھی کہے کما زعمہ شرذمۃ من المتاخرین بلکہ
مجتہد کو بھی ضرور نہین کہ دوسرے مجتہد کو خطا پر یقین کرے کیونکہ اپنے آپ کو صواب پر غالب گمان کرتا ہے نہ یقین
پھر غیر کو خطا پر یقین کیونکر کریگا۔ اسیواسطے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و ائمہ تابعین رح مین باوجود اختلاف طریقہ
عمل کے باہم اتحاد و خلوص مین کسی طرح کا اختلاف نہ تھا اور یہی ائمہ مجتہدین و صلحاء امت کا طریقہ چلا آیا ہے ہان بغیر
اسباب بزرگی کے اعجاب المرء برایہ ہمیشہ منکر ہے جیسے کوئی لایعنی دعوے اجتہاد مین سرگرم ہو یا تقلید شخص کو کل احوال
و مسائل مین اپنے اوپر فرض کرلے بلکہ اس زمانہ مین تو ہر شخص دوسرے سے ادنی خلاف مین بغض کرتا ہے اور سراسر
اپنا متقلد بنانا چاہتا ہے اور اسکا نام بغض للہ رکھا ہے حالانکہ شیوۂ سلف سے خود منحرف ہے اور عوام کو ایسے امور کی
تکلیف دیتا ہے کہ جو انکی سمجھ سے باہر اور انکے حق مین باعث ضلالت ہے اور وہ خود بھی اس معصیت مین ہر ایک کا
مساہم بنا ہے و نعوذ باللہ تعالے من الضلال اور علامہ محدث شیخ محمد طاہر فتنی نے مغنی و خاتمہ مجمع البحار مین لکھا کہ ابو حنیفہ رح
عالم۔ عابد و رع تقی امام علوم شرع تھے اور بعضی باتین جیسے قرآن کو مخلوق کہنا اور معتزلہ کیطرح بندون کو قادر کہنا

یا مرجیہ وغیرہ ہونا ایسی باتین جو انکی طرف منسوب کیگئی ہین بیشک امامؒ ان باتون سے پاک ہین اور یہ بالکل صریح ظاہر ہے
اور اسیطرح ابن الاثیرؒ نے جامع الاصول مین اور صاحب مشکوٰۃ نے اسمار الرجال مین اسکو مصرح لکھا ہی۔ یہانتک
اہل علم کے رسائل وغیرہ سے استنباط کرکے جو کچھ مختصر لکھا گیا درحقیقت وافی ثبوت اس امر کا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے
حق مین بیشک یہی کہنا چاہیے جو محققین علمار نے مجتمع یا متفرق بیان کیا کہ تابعی مجتہد امام زاہد عابد متورع دمتقی صاحب
فضائل جلیلہ تھے اور چونکہ نفوس اسوقت اعتدال سے خارج ہین لہذا ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ صحابہ رضی اللہ
عنہم اجمعین واجلہ تابعین رحمہم اللہ تعالےٰ سے کم رتبہ ہین جیسے معاصرین ومتاخرین سے بڑھے ہوے ہون واللہ تعالیٰ اعلم
المائۃ الثانیۃ دوسری صدی کے فقہار حنفیہ۔ ابراہیم الصائغ بن میمون المروزی۔ فقیہ محدث صدوق تھے روی عن ابراہیم
ابی حنیفۃ وعطار وعنہ حسان بن ابراہیم وغیرہ واخرج حنہ البخاری تعلیقا وابوداؤد والنسائی مسنداً۔ زرگری مع ڈھالنے
کا پیشہ اختیار کیا تھا اور صاحب افضل الجہاد تھے کہ ابومسلم خراسانی کو مکرر سہ کرر منکرات شرعیہ سے بسختی منع فرمایا
آخر اسنے سنہ ۱۳۱ہجری مین شہر مرو مین آپ کو شہید کیا مروزی منسوب بمرو بخلاف قیاس ہے اسرائیل بن یونس اسرائیل
بن ابی اسحٰق کوفی فقیہ محدث ثقہ ہین مولد سنہ ۱۰۰ ہجری شہر کوفہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ سے فقہ وحدیث
حاصل کی اور آپ سے وکیع وابن مہدی نے روایت کی اور یہی کافی ہے کہ شیخین امام بخاری ومسلم نے آپ سے
تخریج کی آپ سنہ ۱۶۰ ہجری مین فوت ہوے اسد بن عمرو بن عامر بجلی از اولاد جریر بن عبداللہ البجلی صحابی رضی اللہ اسد
عنہ امام ابو حنیفہ کے متقدمین اصحاب عشرہ مین سے طویل الصحبۃ فقیہ محدث ثقہ ہین بعد ابو یوسفؒ کے خلیفہ رشید کے
داماد اور قاضی واسط وبغداد ہوے امام احمد ویحییٰ بن معین نے توثیق کی اور امام احمد ومحمد بن بکار واحمد بن
منیع نے آپ سے حدیث روایت کی اور وفات سنہ ۱۸۸ھ یا ۱۹۰ھ مین ہوئی حمزہ بن حبیب زیات کوفی۔ ابو عمارہ حمزہ
یکے از قرار سبعہ مشہورین سنہ ۸۰ھ مین پیدا ہوے۔ محدث صدوق زاہد پرہیزگار تھے امام ابو حنیفہ سے بہت سی روایتین
رکھتے تھے امام مسلم نے آپ سے تخریج کی اور سنہ ۱۵۶ھ یا کم مین وفات پائی۔ حماد بن ابی حنیفہ زاہد عابد پرہیزگار محدث حماد
فقیہ تھے۔ ابن عدی نے کہا کہ حافظہ اچھا نہ تھا۔ بعد قاسم بن معن کے کوفہ کے قاضی ہوے اور سنہ ۱۷۶ھ مین انتقال
فرمایا۔ حفص بن غیاث بن طلق النخعی ابو عمر الکوفی۔ فقیہ محدث ثقہ زاہد متقی منجملہ ان اصحاب امامؒ کے جنکے حق حفص
مین فرمایا کہ انتم مسار قلبی وجلار حزنی۔ اخذ الحدیث من الثوری وہشام بن عروۃ وعاصم وغیر واحد وروی عنہ احمد و
یحییٰ بن معین والقطان وغیر واحد واخرج عنہ اصحاب الصحاح وتغیر فی آخر عمرہ اور سنہ ۱۹۴ھ مین وفات پائی۔ حکم بن حکم بن عبداللہ
عبداللہ بن سلمۃ البلخی ابو مطیع۔ علامہ کبیر ہین فقہ اکبر امام اعظمؒ سے روایت کی اور کہتے تھے کہ میرے نزدیک رکوع
وسجدہ مین تین بار تسبیح کہنا فرض ہے اور عبداللہ بن مبارک آپکے علم ودیانت کیوجہ سے تعظیم کرتے تھے وکان
محدثا روی من الامام وابن عون ومالک وغیرہم وروی عنہ احمد بن منیع وخلاد بن اسلم وجبلوہ فی الحدیث لینا سنہ ۱۹۹ھ
مین وفات پائی۔ حکایت ہے کہ خلیفہ نے والی بلخ کے نام جو خط بھیجا اسمین اپنے ولیعہد کی نسبت لکھا کہ۔ آتیناہ الحکم
صبیا۔ جب آپنے سُنا تو امیر بلخ کے پاس جاکر کئی بار فرمایا کہ تم لوگ دنیاوی رغبت مین کفر تک پہونچگئے امیر بلخ نے

آبدیدہ ہوکر سبب پوچھا تو آپ نے منبر پر چڑھکر مجمع مین اپنی داڑھی پکڑکر رو رو کر فرمایا کہ یہ خطاب الٰہی عزوجل
بحق یحییٰ پیغمبر علیہ السلام ہے جو کوئی کسی اور کو یہ کلمہ کہے وہ کافر ہے تمام لوگ رونے لگے اور جو آدمی یہ خط
لائے تھے بھاگ گئے رحمہ اللہ تعالےٰ **حفص** بن عبدالرحمن البلخی معروف نیشاپوری۔ محدث فقیہ ثقہ تھے نسائی نے (حفص)
آپ سے روایت کی ہے پہلے بغداد کے قاضی ہوے پھر چھوڑکر عبادت مین مشغول ہوے اور ۱۹۹ھ مین وفات پائی
کہتے ہین کہ جب عبداللہ بن المبارک نیشاپور مین تشریف لاتے تو ضرور آپ سے ملاقات کرتے تھے **حماد** بن دلیل (حماد)
قاضی مدائن۔ یہ ان اصحاب امام مین سے تھے جنکے حق مین فرمایا کہ یہ لوگ قضا کی صلاحیت رکھتے ہین کنیت ابوزید ہے اور
شروطی کے لفظ سے معروف ہین جب کوئی شیخ فضیل سے مسئلہ پوچھتا تو کہتے کہ ابوزید سے پوچھلو۔ ابوداؤد نے سنن مین
آپ سے تخریج کی ہے۔ **خالد** بن سلیمان امام اہل بلخ اور اصحاب فتوے ۱۹۹ھ مین چوراسی برس کے ہوکر وفات (خالد)
پائی۔ **داؤد** بن نصیر الطائی ابوسلیمان محدث ثقہ فقیہ زاہد معروف نہایت پرہیزگار تھے بیس برس امام ابوحنیفہ کی صحبت (داؤد)
مین رہے۔ وثقہ ابن معین وغیرہ وروی عنہ ابن عیینۃ واخرج عنہ النسائی۔ آپ کے حکایات معروف ہین ۱۶۰ھ یا ۱۶۵ھ مین
وفات پائی۔ کہتے ہین کہ آپنے اپنے باپ سے کچھ دینار میراث پائے انکو کسب حلال جانکر ایک ایک دانگ روز خرچ کرتے
اور گوشہ اختیار کیا تھا اور دعا کی کہ انکے ختم پر میری وفات ہو چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور امام ابو یوسف کو بسبب اختیار
عہدۂ قضا کے محبوب رکھتے اور امام محمد کیطرف متوجہ ہوتے تھے اور صاحبین کو جب کسی مسئلہ مین اشکال ہوتا تو دونون
صاحب انکے پاس جاتے تھے۔ آپ اولیا کے زمرہ مین معدود ہین۔ **زفر** بن ہذیل بن قیس العنبری ۱۱۰ھ مین پیدا (زفر)
ہوے۔ ابوحنیفہ اپنے اصحاب مین آپ کی تکریم کرتے تھے اور آپکے خطبۂ نکاح مین امام نے فرمایا کہ ہذا زفر امام من
ائمۃ المسلمین الخ۔ زفر اور داؤد طائی مین برادرانہ اتحاد تھا پس داؤد نے عبادت بخلوت اختیار کرلی اور زفر نے خلوت
وجلوت دونون کو جمع کیا۔ شداد نے اسد بن عمرو سے پوچھا کہ ابو یوسف اور زفر مین کون افقہ ہے فرمایا کہ زفر
اورع ہین شداد نے کہا کہ مین فقہ مین پوچھتا ہون فرمایا کہ پوری فقہ یہی تقوے ہی جس سے بڑی بزرگی ہوتی ہے
روایت ہے کہ عہدۂ قضا سے انکار کرنے مین دو مرتبہ انکا مکان ڈھایا گیا مگر قبول نہ کیا۔ زفر فقیہ محدث ہین ابونعیم
نے کہا کہ ثقہ مامون ہین ۱۵۸ھ مین بصرے مین وفات پائی۔ **زہیر** بن معاویہ بن خدیج کوفی ۱۰۰ھ مین پیدا ہوے (زہیر)
اصحاب امام مین محدث ثقہ فقیہ تھے وثقہ یحییٰ بن معین وغیرہ۔ سمع عن الاعمش ومن فی طبقتہ وروی عنہ یحییٰ بن القطان
واخرج عنہ اصحاب الصحاح ۱۷۳ھ یا ایک سال بعد مین وفات پائی۔ **سفیان** بن عیینہ۔ محدث ثقہ حافظ فقیہ (سفیان)
امام حجت ہین ۱۰۷ھ مین پیدا ہوے کہتے تھے کہ مجھے پہلے امام ابوحنیفہ نے محدث بنایا ہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے
آپسے بکثرت تخریج کی ہے امام شافعی نے فرمایا کہ اگر امام مالک و سفیان بن عیینہ نہوتے تو حجاز سے علم جاتا رہتا
یکم رجب ۱۹۸ھ مکہ معظمہ مین وفات پائی اور حجون کے پاس مدفون ہوے۔ **شریک** بن عبداللہ کوفی اصحاب (شریک)
امام مین داخل ہین امام آپ کو کثیر العقل کہتے تھے۔ تقریب مین ہے کہ پہلے شہر واسط کے قاضی تھے پھر کوفہ کے
مقرر ہوے۔ عالم زاہد عابد عادل صدوق اور اہل ہوا و بدعت پر سخت گیری کرنیوالے تھے آخر عمر مین حافظہ متغیر ہوگیا

سنہ ...ھ مین وفات پائی امام مسلم وابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے آپسے تخریج کی ہے۔ (شقیق) **شقیق بن ابراہیم بلخی**۔ ابو حنیفہ و عباد بن کثیر و اسرائیل سے روایت کی اور ابو یوسف سے کتاب الصلوٰۃ پڑھی اور مدت تک ابراہیم بن ادہم کی صحبت مین رہے فقیہ زاہد عابد معروف و مشہور ہین انکا قول ہے کہ رضاے الٰہی چار چیز مین ہے روزی مین امن و کام مین اخلاص اور شیطانی رسوم سے عداوت اور موت سے موافقت۔ سنہ ۱۹۴ھ مین شہید ہوے متوکل کامل تھے اور زمرۂ اولیاء اللہ تعالیٰ مین انکی کرامات و افعال و ارشادات معروف ہین۔ (شعیب) **شعیب بن اسحٰق بن عبد الرحمن القرشی الدمشقی**۔ ابو حنیفہ کے اصحاب مین سے محدث ثقہ فقیہ جید تھے انکو مرجیہ کی تہمت دیگئی ہے امام بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے آپسے تخریج کی اور دوسری صدی کے سنہ ۱۸۸ھ یا ۱۸۹ھ مین فوت ہوے۔

(عمرو) **عمرو بن میمون بن بحر بن سعد بن رماح بلخی**۔ محدث ثقہ فقیہ صاحب علم و فہم و صلاح تھے بغداد مین آکر امام ابو حنیفہ کی صحبت مین داخل ہو کر فقہ حاصل کی مدت تک نیکی کے ساتھ قاضی رہے آخر عمر مین نابینا ہو کر ۱۷۱ھ مین وفات پائی۔ امام ترمذی نے آپسے تخریج کی ہے۔ (عافیت) **عافیت بن یزید بن قیس الاودی**۔ اصحاب ابو حنیفہ مین با اکرام فقیہ محدث ثقہ تھے۔ اعمش و ہشام بن عروہ سے حدیث بھی سنی اور نسائی نے آپسے تخریج کی ہے سنہ ۱۸۰ھ مین وفات پائی۔ (عبد الکریم) **عبد الکریم بن محمد جرجانی**۔ فقیہ محدث مقبول تھے امام ابو حنیفہ سے راوی ہین اور ترمذی نے آپسے تخریج کی ہے اور حدود سنہ ۱۸۰ھ مین وفات پائی۔ (عبد اللہ بن مبارک) **عبد اللہ بن المبارک بن الواضح الحنظلی المروزی** سنہ ۱۱۸ھ مین پیدا ہوے ابتدا مین لہو و لعب مین مصروف تھے ایک روز باغ مین بڑا شراب کا جلسہ جمع کیا صبح ہوتے اپنے سرہانے درخت کے ایک پرندے سے خواب مین سنا کہ یہ آیت پڑھتا ہے۔ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ وما نزل من الحق اُسیوقت سے تائب ہو کر عابد ہوگئے اور سفر کر کے امام ابو حنیفہ کی صحبت مین آئے اور دیگر ائمہ کبار و اعلام اخیار سے بھی حدیث وغیرہ کی سماعت کی اور بستان المحدثین مین تفصیل احوال مرقوم ہے اور اول حدیث از کتاب نقل فرمائی بقولہ حدثنا یونس عن الزہری عن السائب بن یزید ان شریکا الحضرمی ذکر عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذاک رجل لا یتوسد القرآن۔ امام نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم مین آپکا ترجمہ ذکر کیا اور فقہ و علم و زہد و جہاد وغیرہ فضائل نقل کر کے لکھا کہ اجتمعت فیہ خصال الخیر کلہا۔ یعنے عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ مین خیر کے جملہ خصائل جمع کر دیے گئے تھے اور نقل کیا کہ ائمہ اعلام مین سے جتنے فضائل اُنکے بیان ہوے ہین اور کسی کے مذکور نہین ہین اور روایت ہے کہ امام مالک سوائے ابن المبارک کے اور کسی کے واسطے جگہ نہین چھوڑتے تھے اور یہ امر گویا مجمع علیہ ہے کہ جامع فضائل و فواضل تھے اور جہاد سے واپس ہوتے وقت موضع ہیت مین ماہ رمضان سنہ ۱۸۱ھ مین مسکینون کی طرح وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ نقل ہے کہ وفات کے وقت اس حالت سے بستر خاک پر جان دیتے ہوے دیکھکر آپکا غلام نصر نام جو معتبر روات حدیث سے ہے رونے لگا آپنے پوچھا تو کہا کہ مجھے آپکی تکلیف کی حالت اسوقت رولاتی ہے آپنے کہا کہ مت رو کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ پروردگار تو نگرون کیطرح زندہ رہون اور مسکینون کے ساتھ میری وفات ہو سو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ادا کرتا ہون کہ ایسا ہی ہوا۔ مروزی نسبت بمرو بعض نے کہا کہ

ع مترجم کہتا ہے کہ انہین الفاظ سے مجھے وقت تحریر یاد ہے اگرچہ کچھ سہو ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور رجوع کتاب بستان اسوقت میسر نہوا ۱۲

خلاف قیاس ہے اور بعض نے اسکی توجیہ خلاف میں کہا کہ مروی کپڑا معروف منسوب بجانب مروگانون جو واقع عراق
قریب بکوفہ ہے اور یہ مرو واقع خراسان سے ہے فاحفظہ مترجم کہتا ہے کہ اس تذکرہ سے استفادہ بطریق اعتبار اس اصل کی
تصدیق کرتا ہے جو حدیث صحیح معروف فی باب القدرت صریح مستفاد ہے کہ قبولیت ازلی کو کوئی فعل منافی مضر نہیں کیونکہ
آخر وہی لطف ازلی دستگیر ہو کر منزلت عالیہ میں لیجاتا ہے اور طرد ازلی کو کوئی طاعت وعبادت موافق مفید نہیں
کہ آخر انجام خراب ہو جاتا ہے جیسے قصہ بلعم باعورا معروف ہے اللھم انی اعوذ بک من الطرد وسوء الخاتمۃ۔ آمین برحمتک یا ارحم
الراحمین۔ عیسیٰ بن یونس کوفی محدث ثقہ فقیہ جید تھے حدیث کو اعمش و مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا اور فقہ کو ابو حنیفہ رح کے عیسیٰ
اصحاب سے حاصل کیا۔ خلیفہ مامون نے آپ کو تکریم حدیث کے دس ہزار دینار بطور ہدیہ بھیجے آپنے واپس کر دیئے اُسنے گمان کیا کہ
کم سمجھکر پھیرے تو دوچند کر دیے۔ الغرض آپنے پھیر اور فرمایا کہ یہ خاک بمقابلہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائق
قبول نہیں ہے۔ پینتالیس جہاد و پینتالیس حج ادا کیے۔ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے آپسے تخریج کی ہے اور سال وفات ۱۸۷ھ ہے
رحمہ اللہ تعالیٰ۔ علی بن مسہر القرشی الکوفی۔ از اصحاب ابو حنیفہ رح جامع فقہ و حدیث تھے ثقہ صاحب روایت و درایت ہیں اصحاب علی
صحاح ستہ نے آپسے تخریج کی کہتے ہیں کہ امام سفیان الثوری رح نے انھیں کے واسطہ سے فقہ ابو حنیفہ رح کو اخذ کیا ہے۔ عبد اللہ بن ادریس بن عبداللہ
یزید بن عبد الرحمن الکوفی۔ فقیہ عابد محدث ثقہ جید تھے ابو حنیفہ رح سے ہر چیز میں روایت کی و اعمش و ابن سعید وغیرہم سے بھی راوی
ہیں اور آپسے امام مالک و ابن المبارک وغیرہم نے روایت کی اور اصحاب صحاح ستہ نے آپسے تخریج کی ہے اور ۱۹۲ھ میں وفات
پائی۔ علی بن ظبیان الکوفی۔ قاضی القضاۃ فقیہ محدث عارف باورع تھے حسن خلق سے ہمیشہ بوریے پر اجلاس کرتے۔ ابن ماجہ علی
نے آپسے تخریج کی وفات ۱۹۲ھ میں ہوئی۔ عمرو بن الدار۔ امام ناصح فقیہ جید محدث مقبول تھے۔ امام ابو حنیفہ رح سے فقہ حاصل کی عمرو
اور امام نے بھی اُنسے حدیث روایت کی ہے۔ فضیل بن عیاض بن مسعود التمیمی۔ عالم ربانی عارف یزدانی زاہد عابد ثقہ محدث فضیل
فقیہ صاحب کرامات تھے ابتدا میں رہزنی کرتے تھے ایک وعظ سے متاثر ہو کر توبہ کی اور کوفہ میں آکر امام ابو حنیفہ رح کی خدمت سے فقہ و
حدیث کو لیا اور متعدد ائمہ سے سماعت کی امام شافعی و ابن مہدی وغیرہم نے آپسے روایت کی اور اصحاب صحاح ستہ نے آپسے
تخریج کی ہے اور اولیاء کے تذکرہ میں آپکے حالات و کرامات مبسوط لکھے ہیں اور ابن کثیر نے ابن عساکر کی تخریج سے ذکر کیا کہ عبد اللہ
بن المبارک رح نے طرسوس میں جہاد کو جاتے ہوئے ایک شخص کو جو حرم محترم جاتا تھا چند اشعار لکھوا لئے کہ فضیل رح کو یہ خط دیدینا اس نے
مکہ معظمہ پہونچکر آپکو دیا اوله یا عابد الحرمین لو ابصرتنا + لعلمت انک فی العبادۃ تلعب + فضیل دیکھکر رو دئے اور کہا کہ میرے
بھائی نے سچ نصیحت فرمائی ہے پھر اُس شخص کو ایک حدیث املا فرمائی اپنی اسناد سے ابو ہریرہ رض سے مرفوع کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلعم سے ایسی عبادت پوچھی جو جہاد کی برابری کرے آپنے پوچھا کہ تو ہمیشہ رات و دن بلا درنگ نماز میں قیام کر سکتا
ہے اور ہمیشہ روزہ رکھ سکتا ہے اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو مجھ سے نہ ہو سکیگا فرمایا کہ قسم ہے کہ اگر تو اسکو بھی کرتا تب بھی
جہاد کے یکروزہ ثواب کو نہ پہونچتا و قد اورد الحدیث فی التفسیر مترجما۔ بالجملہ غایت شہرت سے آپکے ذکر فضائل کی حاجت
نہیں ہے رحمہم اللہ تعالیٰ۔ قاسم بن معن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ عنہ۔ ابو حنیفہ رح کے ان اصحاب قاسم
میں سے تھے جنکو فرماتے کہ انتم مسار قلبی و جلاء حزنی۔ فقیہ محدث بلیغ العربیۃ زاہد سخی با مروت تھے ابو حاتم نے کہا کہ ثقہ صدوق

(لیث) مکثر الروایۃ ہیں۔ فی الصحاح عنہ کثیر شئ ۱۷۵ھ میں وفات پائی۔ **لیث** بن سعد بن عبدالرحمن رحمہ اللہ تعالےٰ تاریخ
ابن خلکان میں ہے کہ میں نے بعض مجامیع میں لکھا دیکھا کہ حنفی المذہب تھے ۹۴ھ میں پیدا ہوئے فقیہ محدث ثقہ صدوق
جید صاحب ثروت و مقدرت تھے سال میں پانچہزار دینار کی آمدنی تھی مگر کثرت ایثار و سخاوت سے کبھی زکوٰۃ واجب
نہوتی تھی۔ صحاح میں آپسے روایات موجود ہیں اور ائمہ اخبار نے آپسے روایت کی و کرامات کا تذکرہ طول ہے
(مسعر) ۱۷۵ھ میں وفات پائی۔ **مسعر** بن کدام کوفی طبقہ کبار اتباع میں سے ہیں۔ نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا کہ آپ
سفیان بن عیینہ و سفیان الثوری کے اُستاد ہیں آپ کی جلالت قدر و حفظ و اتقان متفق علیہ ہے اصحاب صحاح ستہ نے
(مندل) آپسے تخریج کی۔ آپنے امام ابوحنیفہ و عطا و قتادہ سے روایت کی ۱۵۵ھ میں وفات پائی۔ **مندل** بن علی کوفی
اصحاب امام ابوحنیفہ میں فقیہ محدث صدوق تھے ابوداؤد و ابن ماجہ نے آپسے تخریج کی ہے ۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور
(محمد) ۱۶۸ھ میں وفات پائی۔ **محمد** بن الحسن بن الفرقد الشیبانی امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب میں آپ فقہ و حدیث و لغت میں
امام ہیں حدیث کو ابوحنیفہ و ابویوسف و مسعر و ثوری و مالک اور ابن دینار و اوزاعی وغیرہم سے سُنا اور آپسے امام شافعی
و ابوعبید القاسم بن سلام اور ابوحفص کبیر احمد بن حفص و معلی بن منصور و ابوسلیمان جوزجانی و موسیٰ بن نصیر رازی و اسمٰعیل و
علی بن مسلم و محمد بن سماعہ و ابراہیم بن رستم و ہشام بن عبیداللہ و عیسےٰ بن ابان و محمد بن مقاتل و شداد بن حکیم وغیرہم نے سُنا
ابوعبیدؒ نے لکھا کہ میں نے آپسے زیادہ ماہر قرآن آنکھی نہیں دیکھا اور عربیۃ نحو و حساب میں ماہر تھے **مترجم** کہتا ہے
کہ فتاوئے کتاب الشروط میں امام محمدؒ کا قول لغت میں حجت قرار دیا ہے شامی نے کہا کہ مثل ابوعبید و اصمعی و خلیل و کسائی کے امام
ہیں لغت میں آپکی تقلید واجب ہے چنانچہ ابوعبید نے باوجود جلالت قدر کے آپکے قول سے حجت پکڑی جیسے ابوالعباسؒ نے اور
ثعلب نے سیبویہ کے ہمسر قرار دیا اور انکا قول حجت مانا۔ امام محمدؒ کے فضائل جامع علوم اور کثیر التصانیف و ذکی و بیدار ہونا وغیرہ
عموماً مشہور و معروف ہیں اور امام شافعی و احمد رحمہما اللہ تعالےٰ نے انکی تصانیف سے استفادہ کا اقرار کیا اور اہل تذکرہ نے
اُنکے فضائل میں تطویل کی ہے اور وہ جو بعض تاریخوں سے دیکھکر بعضے فضلا نے انکا اور امام ابویوسفؒ کا معاملتی قصہ نقل کیا
محض لغو و مہمل ہے جیسے عموماً مورخین کے رطب و یابس جمع کرنیکا دستور ہوتا ہے ولیکن عجب اس سے نقل کر دینا اُن بعض
کا بطریق اثبات ہے غفر اللہ تعالیٰ لنا ولہ وہو الغفور الرحیم۔ امام محمدؒ نے ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ علاوہ نوادر معلی و ابن سماعہ
و ہشام وغیرہ کے آپ کی خاص مشہور تصانیف میں سے۔ مبسوط۔ زیادات۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔
نوادر۔ نوازل۔ رقیات۔ ہارونیات۔ کیسانیات۔ جرجانیات۔ کتاب الآثار۔ موطا ہیں سرخسیؒ نے لکھا کہ سیر کبیر آخر تصنیفات
(معروف) سے ہے اور مبسوط سب سے اول ہے اسواسطے اسکو اصل کہتے ہیں اور اصول اُنکے جملہ کتب ہیں۔ **معروف** کرخی ائمہ اولیاء اللہ تعالیٰ
میں سے معروف ہیں قطب الوقت مستجاب الدعوات تھے باپ آپ کا فیروز نام نصرانی تھا اُسکی کوشش سے راہب
نصرانی و قسیس نے ہر چند شرک تثلیث میں کوشش کی آپ جواب میں توحید ہی کہتے رہے آخر اسی حال میں بھاگ کر حضرت
امام السید المعروف علی بن موسیٰ رضا علیہ و علےٰ آبائہ الصلوات والسلام کے پاس آکر مسلمان ہوگئے چند روز بعد جب
گھر واپس ہوئے تو والدین نے پوچھا کہ آخر تو نے کس دین کو اختیار کرنا چاہا فرمایا کہ میں نے دین حق پایا یعنے محمد رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کا دین حاصل کیا والدین بھی یہ سنکر مسلمان ہوگئے پھر آپ داؤد طائی شاگرد امام ابو حنیفہؒ کی صحبت
مین علوم ظاہر و باطن سے کامل ہوے۔ شامی مین ہے کہ آپ سے سری سقطیؒ نے علوم ظاہری سے مرتبۂ احسان و قبول
تک حاصل کیا اور ؁۲۰۰ھ مین آپنے وفات پائی۔

نوح

نوح بن ابی مریم ابو عصمہ مروزی۔ فقہ کو امام ابو حنیفہ و ابن ابی لیلیٰ سے
حاصل کیا اور حدیث کو حجاج بن ارطاۃ و زہری وغیرہ سے اور تفسیر کو کلبیؒ سے اور مغازی کو ابن اسحاق سے حاصل کیا اسی لیے
جامع مشہور ہوے۔ شیخ ابو حاتم نے کہا کہ سوائے صدق کے سب مین جامع ہین۔ اہل حدیث و نقاد الرجال کے نزدیک
آپ غیر مقبول بلکہ وضاع مین سے ہین اور ؁۱۷۳ھ مین وفات پائی۔

نوح

نوح بن دراج کوفی۔ فقہ مین شاگرد امام ابو حنیفہؒ ہین
اور نیز زفر و ابن شبرمہ و ابن ابی لیلیٰ سے بھی حاصل کی اور حدیث کو زفر و اعمش و سعید بن منصور سے روایت کرتے ہین لیکن
ابن معین رحمہ اللہ نے کذاب لکھا ہے باینہمہ ابن ماجہ نے آپ سے اور نوح بن ابی مریم سے تفسیر مین تخریج کی ہے ؁۱۸۲ھ
مین وفات پائی۔

وکیع

وکیع بن الجراح بن ملیح بن عدی کوفی۔ فقہ و حدیث کے امام حافظ ثقہ زاہد عابد اکابر تبع تابعین مین سے
شیخ شافعی و احمد وغیرہم ہین۔ اصحاب حنفیہ کی کتابون مین آپ کا فقہ حاصل کرنا امام ابو حنیفہؒ سے مذکور ہے ظاہر اس سے کم نہین
کہ آپنے فی الجملہ ضرور امام سے فقاہت کا طریقہ حاصل کیا واللہ اعلم۔ اور حدیث بھی امام سے روایت کی اور ثابت ہوا کہ امام
ابو حنیفہؒ کے قول پر فتوے دیتے تھے اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ مین نے وکیع سے کوئی افضل نہین دیکھا۔ اصحاب صحاح ستہ نے
بواسطہ ابن المبارک و ایک جماعت ائمہ ثقات نے آپ سے تخریج کی ہے و قد اطالوا فی فضائلہ۔ توفی ؁۱۹۷ھ رحمہ اللہ تعالےٰ
رحمۃ واسعۃ۔

یعقوب امام ابو یوسفؒ

یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عتبہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کنیت ابو یوسف تھی ؁۱۱۳ھ مین
پیدا ہوے۔ فقہ پہلے ابن ابی لیلیٰ سے پھر امام ابو حنیفہؒ سے حاصل کی اور اصحاب امام مین مقدم ہوے اور قاضی القضاۃ و فقیہ العلماء
وغیرہ خطاب سے ملقب ہوے حدیث کو امام اور ایک جماعت ائمہ ثقات مثل سلیمان تیمی و ہشام بن عروہ وغیرہم سے سُنا
اور مشہور ہے کہ آپ سے امام محمد و امام احمد و بشر بن الولید و یحییٰ بن معین و احمد بن منیع وغیرہم نے روایت کیا اور احمد بن حنبل
و یحییٰ بن معین و علی بن المدینی نے روایت حدیث مین آپ کے بارہ مین اختلاف نہین کیا اور کتاب العشر و الخراج تصنیف
مشہور ہے اور امالی و نوادر وغیرہ معروف ہین علمار نے انکے بارہ مین بہت تطویل کی اور بعضون نے سخت سست لکھا
والعلم عند اللہ عز وجل ؁۱۸۲ھ مین وفات پائی۔

یحییٰ

یحییٰ بن سعید القطان امام حدیث ثقہ متقن باہیبت بالاتفاق ائمہ
مین سے ممتاز ہین ؁۱۲۰ھ مین پیدا ہوے اور ؁۱۹۸ھ مین وفات پائی اور مروی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے قول پر فتوے دیتے
تھے۔

یوسف بن یعقوب

یوسف بن یعقوب یعنے امام ابو یوسفؒ کے فرزند فقیہ محدث قاضی جہت غربی بغداد تھے ؁۱۹۲ھ مین وفات پائی
رحمہ اللہ تعالےٰ۔

یوسف

یوسف بن خالد السمتی۔ مولی بنی لیث جو بسبب نیک چال چلن کے سمتی یعنے حسن السمت مشہور ہوے
امام ابو حنیفہ کے اصحاب مین سے فقیہ محدث صاحب بصیرت تھے ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی ولیکن تقریب مین متروک
لکھا ہے اور طحاویؒ نے مزنی سے روایت کی کہ یوسف بن خالد اہل اخیار مین سے ہین قلت لعلہ ہذا القول لابی حاتم فی
بعضہم کان من خیار عباد اللہ ولکنہ کان یکذب یعنی ربما لا یتبین ما القی الیہ فیصیر متکلما بالکذب فافہم۔

یحییٰ بن زکریا

یحییٰ بن زکریا بن
ابی زائدہ کوفی ابو سعید کنیت تھی۔ چالیس اصحاب ابو حنیفہ جنھون نے کتب مین تدوین کی انمین سے آپ عشرۂ مقدمہ مین سے

تھے جامع فقہ وحدیث ہیں اور حدیث میں حافظ ثقہ متقن متورع ہیں۔ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا کہ علی بن المدینی نے کہا کہ کوفہ میں بعد امام ثوری کے آپ سے زیادہ کوئی اثبت نہ تھا اور نسائی نے آپ کو ثقہ حجت لکھا ہے و لہ فضائل جمۃ فی تاریخ الخطیب وغیرہ مات ۲۰۳ھ اور صحاح میں آپ سے تخریج موجود ہے رحمہ اللہ تعالےٰ

المائۃ الثالثۃ حسن بن زیاد کوفی۔ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں بیدار مغز دانشمند فقیہ تھے۔ سنت نبوی کے بڑے محب و متبع تھے چنانچہ بحکم حدیث البسوھم مما تلبسون۔ اپنے مملوک کو اپنے مثل کپڑا پہناتے تھے۔ امام ابوحنیفہ سے کثیر الروایۃ ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو فتوے دیا پھر جانا کہ مجھ سے خطا ہوئی تو منادی کرائی کہ میں نے فلان روز فلان مسئلہ کے جواب میں خطا کی ہے جسنے پوچھا تھا وہ آکر صحیح کرے۔ باوجود فضائل جم کے محدثین کے نزدیک ضعیف و متروک الحدیث ہیں اور ظاہر السبب نقصان حافظہ کے ہوگا کیونکہ جب قاضی مقرر ہوئے تو اجلاس پر اپنا علم سب بھول جاتے یہانتک کہ اپنے اصحاب سے پوچھکر حکم کرتے پھر دوسرے وقت سب علم میں حافظ ہوتے لہذا قضا سے استعفا دیا کماذکرہ السمعانی رح اخذ عنہ محمد بن سماعۃ و محمد بن شجاع و علی الرازی و عمرو بن مہیر والخصاف۔ وفات آپ کی ۲۰۴ھ میں ہوئی من توالیفہ المجرد والامالی۔ حسن بن ابی مالک فقیہ ثقہ تھے امام ابویوسف سے فقہ لی اور انسے محمد بن شجاع نے اور ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ موسیٰ بن سلیمان جوزجانی۔ ابوسلیمان کنیت ہے فقیہ متبحر المذہب۔ محدث حافظ اور معلی بن منصور کے مشارک ہیں اور امام محمد سے فقہ پائی اور امالی کو لکھا اور حدیث کو امام ابویوسف و ابن المبارک سے بھی سنا اور کتب اصول امام محمد کو لکھا و انکی سیر صغیر و نوادر معروف ہیں ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔ جہان فتاوے میں نسخہ ابی سلیمان مذکور ہے انھین سے مراد ہے یعنے اصول کتب میں آپ کے لکھے ہوئے میں یہ لفظ ہے۔ زہد و عبادت کیوجہ سے عہدۂ قضا سے انکار کیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ زید بن ہارون الواسطی ابوخالد الامام فقیہ محدث ثقۃ سمع عن الائمۃ کابی حنیفۃ والثوری روی عنہ ابن معین و ابن المدینی ۲۰۶ھ میں وفات پائی

عصام بن یوسف بلخی ابوعصمہ برادر ابراہیم بن یوسف فقیہ محدث ہیں ابوحاتم نے ثقات میں لکھا اور روایت میں چوک جاتے تھے امام ابویوسف سے فقہ حاصل کی ولیکن نماز میں رفع الیدین کیا کرتے تھے ۲۱۰ھ میں وفات پائی۔ حسین بن حفص فقیہ جید و محدثین کے طبقہ کبار عاشرہ میں سے صدوق تھے مسلم و ابن ماجہ نے آپ سے روایت کی۔ فقہ ابویوسف سے حاصل کی اور اصفہان کے قاضی ہیں اسی لیے فقہ حنفی وہان جاری ہوئی سخی زاہد تھے ۲۱۲ھ میں انتقال فرمایا۔ ابراہیم بن رستم مروزی فقیہ محدث ثقہ تھے سمع الحدیث عن اسد بن عمرو و ابی عصمۃ و مالک و الثوری و سعید و حماد بن سلمۃ و حدث عنہ احمد بن حنبل و زہیر بن حرب۔ اور فقہ کو امام محمد سے حاصل کیا اور جم غفیر نے انسے حاصل کی اور قضا کے قبول سے انکار کیا حج سے واپسی میں نیشاپور میں ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔ معلی بن منصور الرازی فقیہ از ثقات حفاظ حدیث ہیں فقہ میں امام ابویوسف و امام محمد کے اصحاب کبار میں سے ہیں اور حدیث کو مالک و لیث و حماد اور ابن عیینہ سے سماعت کیا اور انسے ابن المدینی و ابن ابی شیبہ نے و امام بخاری نے غیر جامع میں و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا۔ صاحب تقوی تدین اور متبع سنت تھے ۲۱۱ھ میں انتقال فرمایا۔ امام ثانی و ربانی کے کتب امالی و نوادر آپ سے مروی ہیں۔ ضحاک بن مخلد بن مسلم البصری۔ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ معتمد تھے ابوعاصم کنیت و نبیل سے معروف تھے اصحاب صحاح ستہ نے انسے تخریج کی ۲۱۲ھ میں

حسن
حسن
موسیٰ
عصام
حسین
ابراہیم
معلی
ضحاک

فوت ہوئے۔ ثلاثیات بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ الامام فقیہ عابد زاہد صالح متدین امام وقت (اسمٰعیل)
تھے ابو سعید بردعی سے آپنے فقہ پڑھی اور اُنھوں نے اپنے والد حماد و حسن بن زیاد سے پڑھی اور حدیث عمر بن ذر اور
مالک بن مغول و ابن ابی ذئب و قاسم بن معن وغیرہم سے سنی اور اُنسے سہل بن عثمان و عبد المومن بن علی نے سماعت کی
اور ۲۱۲ھ میں جوان انتقال کیا جامع فقہ و رد قدریہ و مرجیہ میں تو الیف ہیں۔ بشر بن ابی الازہر نیشاپوری کوفہ کے مشہور (بشر)
فقہا میں سے ثقہ محدث ہیں فقہ امام ابو یوسف سے اور حدیث ابن المبارک و ابن عیینہ و شریک سے سنی و اُنسے علی بن المدینی و محمد
بن یحییٰ ذہلی نے روایت کی ۲۱۳ھ میں فوت ہوئے امام ابو یوسف سے فقہ کی روایات اُنسے مروی ہیں۔ خلف بن ایوب بلخی۔ (خلف)
امام محمد و زفر کے اصحاب میں سے فقیہ محدث عابد زاہد صالح تھے فقہ امام ابو یوسف سے اور حدیث اسرائیل و اسد بن عمرو اور معمر سے سنی
اور اُنسے امام احمد و ابو کریب وغیرہم نے روایت کی و فی جامع الترمذی حدثنا خصلتان لا تجتمعان فی منافق حسن سمت و فقہ فی الدین
مدت تک ابراہیم بن ادہم کی صحبت میں رہے اور طریق زہد حاصل کیا انکے مسائل میں سے ہے کہ میں ایسے شخص کی گواہی قبول نہ کرونگا
جو مسجد میں فقیر کو سوال پر خیرات دے۔ ایک دفعہ سخت بیمار ہوئے تو اصحاب سے کہتے کہ مجھکو نماز کیلئے پکڑ کر کھڑا کرو اور تکبیر کے وقت تک
مدد دیکر چھوڑ دینا پس باقی نماز تندرستوں کیطرح ادا کر لیتے جب سلام پھیرتے تو شدت ضعف سے گر پڑتے۔ لوگون نے سبب
پوچھا تو فرمایا کہ مرض فرمان الٰہی کی برابری نہیں کر سکتا۔ اور ایسے ہی حکایات بہت لطیف بکثرت مروی ہیں عارف باللہ تعالیٰ
صالح تھے جنکے طفیل میں دوسرونکی نجات ظاہر ہوتی ہے ۲۰۵ھ میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ فتاوے میں آپسے اپنے استاد
اسد سے مسائل مروی ہیں۔ محمد بن عبد اللہ بن المثنی بن عبد اللہ بن انس بن مالک الانصاری صحابی رضی اللہ عنہ و اکثر (محمد)
کہا جاتا ہے محمد بن المثنی جیسے احمد بن محمد بن حنبل کو احمد بن حنبل کہتے ہیں۔ امام زفر کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ جید تھے
ائمہ صحاح ستہ نے آپسے بکثرت روایت کی و امام احمد و ابن المدینی نے بھی۔ عسکر بغداد و بصرے کے قاضی رہکر ۲۱۵ھ میں
وفات پائی۔ ابراہیم بن الجراح الکوفی فقیہ محدث تھے فقہ و حدیث کو امام ابو یوسف سے اخذ کیا اور امالی کو لکھا اور ۲۱۷ھ میں (ابراہیم)
انتقال فرمایا۔ علی بن سعید بن شہاب الرقی امام احمد کے طبقہ میں سے فقیہ محدث ثقہ مستقیم الحدیث حنفی المذہب تھے امام محمد (علی)
سے جامع صغیر و کبیر روایت کی اور حدیث کو امام محمد و امام شافعی و ابن المبارک و مالک وغیرہم ائمہ سے سنا اور اُنسے اسحاق
بن منصور و یحییٰ بن معین و یونس بن عبد الاعلیٰ و محمد بن اسحٰق وغیرہم ثقات کثیر نے روایت کیا و اخرج عنہ الترمذی و النسائی
اور ۲۱۷ھ میں انتقال فرمایا۔ احمد بن حفص المعروف بابی حفص الکبیر البخاری۔ فقہ و حدیث میں تلمیذ امام محمد اور صالح زاہد معروف (احمد)
فقیہ ہیں۔ تذکرات میں لکھا ہے کہ آپکے زمانہ میں امام بخاری صاحب صحیح آئے اور فتوے دینے لگے آپنے اُنکو منع کیا کہ تم لائق
فتوے نہیں ہو مگر اُنھوں نے نہ مانا ایک روز لوگوں نے دریافت کیا کہ دو لڑکوں نے ایک گائے کا دودھ پیا تو کیا حکم
ہے امام بخاری نے جواب دیا کہ اُنمیں حرمت رضاعت متحقق ہو گئی۔ فقہا نے یہ حال دیکھکر ہجوم کر کے اُنکو بخارا سے نکالدیا
فاضل لکھنوی مرحوم نے اپنے رسالہ تراجم میں یہ قصہ لکھکر کہا کہ ہمارے اصحاب کی کتابوں میں یونہی مذکور ہے لیکن امام بخاری کی
دقت نظر و متانت استنباط و جودت فکر سے مجھے یہ قصہ بعید معلوم ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ بیشبہہ یہ قصہ جعلی ہے کسی نے
الحاق کیا ہے ورنہ بخاری بہت دقیق الاستنباط ہیں کہاں انکے صریح دقائق و واضح اجتہادات اور کہاں یہ بالکل جہالت کا

قصہ جو سخت تعجب کا باعث ہے اور ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے امام بخاری کی وسعت نظر و فکر کمال اشتہار سے مستغنی از بیان
ہے اگر کوئی مستور الحال آدمی ہوتا تو شاید اشتباہ ہو جاتا مگر واضع نے فضیحت ہونے کو یہاں تعصب سے کور ہو کر یہ قصہ
شداد — وضع کیا کذا ینبغی الاعتقاد بشان الائمۃ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔ **شداد بن حکیم البلخی**۔ امام زفر کے اصحاب
میں سے فقیہ محدث و احمد بن ابی عمران شیخ الطحاوی کے استاد تھے۔ ابو عاصم ضحاک بن مخلدؒ نے بعد وفات امام
ابو حنیفہؒ کے انکی صحبت اختیار کی پہلے آپنے قضاے بلخ سے انکار کیا پھر ایک مدت بعد خود چاہی تو لوگوں نے ملامت کی
فرمایا کہ پہلے میرے سوا اور لوگ صالح تھے اب خوفناک ہوں کہ شاید مجھ سے مواخذہ کیا جائے۔ خلف بن ایوب سے روایت ہے
کہ ایک مرتبہ آپ کی جورو نے باندی کے ہاتھ آپکے پاس طعام سحری بھیجا اسکو وہاں دیر ہوئی تو جورو نے باندی کو
متہم کیا آپنے فرمایا کہ جانے دو مگر اسنے ہٹ کی اسنے اثناے گفتگو میں کہا کہ کیا تو علم غیب جانتی ہے کیونکہ تہمت
بُری ہے اُسنے کہا کہ ہاں جانتی ہوں آپنے امام محمدؒ کو صورت حال سے آگاہ کر کے حکم مانگا امامؒ نے لکھا کہ نکاح کی تجدید
کرلو اور وجہ یہ تھی کہ عورت مرتدہ کے حکم میں ہو گئی لہذا بعد توبہ کے اس سے دوبارہ نکاح کی ضرورت ہوئی سنہ ۲۱۳ھ میں وفات
عیسیٰ — پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **عیسیٰ بن ابان بن صدقہ** قاضی ابو موسیٰؒ۔ حافظ الحدیث فقیہ جید تھے فقہ امام محمد سے اور حدیث
اسمٰعیل بن جعفر و ہاشم بن بشیر و یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ امام محمد وغیرہم سے حاصل کی اور مکثر الحدیث تھے۔ ابن سماعہ کی
روایت میں ہے کہ ابتدا میں امام محمدؒ کی مجلس سے نفرت کرتے اور کہتے کہ ہم حافظ الاحادیث ہو کر ایسی مجلس میں نہیں جاتے
جہاں حدیث سے مخالفت ہو ایک دن باصرار ہمنے لیجا کر بٹھایا امام محمدؒ نے فرمایا کہ بھتیجے تمنے کس بات میں ہماری مخالفت دیکھی عیسیٰ
نے پچیس مقامات میں حدیث سے اعتراض کیا۔ امام محمد بیٹھ گئے اور ہر ایک کا جواب بدلائل شرعیہ و اصول حدیث کے مع شواہد وغیرہ
اچھی شرح و بسط سے دیا کہ انکو پوری تسکین ہو گئی تو پھر امام محمدؒ کی صحبت ضروری سمجھکر چھ مہینے تک اُنسے فقہ کو اخذ کیا۔ اور
نعیم — نوادر کو روایت کرتے ہیں سنہ ۲۲۱ھ میں انتقال فرمایا۔ کتاب الحجج آپ کی تصنیف سے ہے۔ **نعیم بن حماد بن معاویہ** مروزی محدث
صدوق فقیہ عارف فرائض ہیں۔ حدیث میں اکثر چوک جاتے ہیں۔ ابن عدی نے ان احادیث کو جمع کر کے کہا کہ انکے سوا
باقی احادیث آپ کی روایت سے مستقیم ہیں۔ ابن معین و بخاری کے شیخ ہیں اور امام ابو حنیفہؒ سے وتر فرض ہونے کو انہیں نے روایت
کیا۔ مصر میں تھے جب قرآن مخلوق ہونے کا قول وہاں بدعت نکلا اور آپنے اسپر کفر کا فتوے دیا تو وہاں سے نکالے گئے اور
فرخ — آخر قید میں سنہ ۲۲۸ھ میں وفات پائی۔ **فرخ** مولی امام ابو یوسف۔ فقیہ جید و محدث ثقہ ہیں جماعت ائمہ حدیث مثل شیخین
و امام احمد کے آپ کی توثیق کی اور حدیث لی ہے۔ طحاوی نے بواسطہ شیخ احمد بن ابی عمران کے انسے روایت کی کہ امام ابو یوسف
جب کسی کی ملاقات سے کراہت کرتے تو تکیہ پر سر رکھکر کہتے کہ کہدو کہ ابھی تکیہ پر سر رکھا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ ابھی سوئے ہیں لہذا
اسمٰعیل — واپس جاتا فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی سنہ ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔ **اسمٰعیل بن ابی سعید الجرجانی**۔ امام محمد کے اصحاب میں فقیہ
محدث ہیں۔ حدیث کو یحییٰ القطانؒ و ابن عیینہؒ سے بھی سُنا۔ ومن عجائب تو الیفہ فی الفقہ البیان اورد فیہ اجوبۃ مسائل عن محمد
علی بن جعد — ثم اعترض علیہا۔ وفات سنہ ۲۳۰ھ میں ہوئی۔ **علی بن الجعد بن عبید الجوہری البغدادی**۔ امام ابو یوسف کے اصحاب میں
حافظ الحدیث ثقہ متقن تھے حدیث کو طبقہ جریر بن عثمان و شعبہ و مالکؒ وغیرہم سے سُنا۔ آپسے امام بخاری و ابو داؤد و ابن معین

وغیرہم نے روایت کیا اور حدیث کو کمال حفظ سے ایک ہی لفظ پر ہمیشہ روایت کرتے - ابو حاتم نے کہا کہ مین نے ایسا
کوئی نہین دیکھا محاملی نے کہا کہ وہ جہمیہ سے متہم ہین عبدوس ؒ نے کہا کہ یہ غلط مشہور ہو گیا بلکہ آپ کا بیٹا قاضی
بغداد البتہ قول جہم بن صفوان کا قائل تھا - سنہ ۱۶۰ھ مین پیدا ہوے سنہ ۲۳۲ھ مین انتقال کیا - نصر بن زیاد نیشاپوری نصر
فقیہ محدث امر بالمعروف ونہی عن المنکر مین ثابت قدم تھے فقہ امام محمد سے اور حدیث ابن المبارک سے لی اور سنہ ۲۳۲ھ
مین انتقال فرمایا - محمد بن سماعہ بن عبداللہ کوفی - فقیہ محدث حافظ صدوق تھے فقہ صاحبین سے اور حدیث بھی محمد
اور لیث بن سعد سے بھی حاصل کی - اخذ عنہ احمد بن ابی عمران ابو علی الرازی وعبداللہ بن جعفر وغیرہم سنہ ۲۳۳ھ
مین فوت ہوے - نوادر ابن سماعہ از صاحبین و ادب القاضی ومحاضر وسجلات معروف ہین - حاتم بن اسمٰعیل الاصم بلخی حاتم
اولیاء کبار مین معدود اور صاحب مقامات ہین فقہ وطریقت کو شقیق بلخی سے لیا - آپکا قول ہے کہ بغیر فقہ کے عبادت
کرنیوالا جیسے چکی چلانے کا گدھا - امام احمد نے اُنسے پوچھا کہ آدمیون سے کیونکر خلاصی ہو فرمایا کہ یا تو اُنکو کچھ قرض دیکر
پھر نہ مانگے یا اُنکے حقوق ادا کرے اپنے حقوق نہ چاہے یا اُنکے مکروہات کو فقط نفس سے اُٹھاوے اور خود رنج نہ پہونچاوے
اور صحیح یہ ہے کہ حاتم اصم مشہور ہو گئے درحقیقت بہرے نہ تھے سنہ ۲۳۷ھ مین وفات پائی - بشر بن الولید بن خالد کندی - بشر
امام ابو یوسف کے اصحاب مین سے فقیہ محدث ثقہ متدین صالح عابد تھے امام ابو یوسف سے امالی کو روایت کیا اور حدیث کو
دیگر ائمہ سے بھی مانند مالک و حماد بن زید رحمہم اللہ کے سنا اور آپ سے ابو داؤد و ابو یعلیٰ و ابو نعیم وغیرہم نے روایت کی و قال
الدارقطنی ہو ثقہ بعد کبرسنی کے سنہ ۲۳۸ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ - داؤد بن رشید خوارزمی - امام محمد و حفص بن داؤد
غیاث کے اصحاب مین سے فقیہ محدث ثقہ تھے یحییٰ بن معین ؒ نے توثیق کی اور امام مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ و نسائی نے آپ سے
روایت کی اور امام بخاری نے بھی سنہ ۲۳۹ھ مین وفات پائی - نوادر مین آپ کی کتاب بنام نوادر داؤد بن رشید مشہور ہے اور فتاوے مین
اسی سے حوالہ ہے - ابراہیم بن یوسف بن میمون بن قدامہ بلخی اپنے وقت کے شیخ اکمل محدث ثقہ فقیہ تھے - ابو حنیفہ کے اصحاب ابراہیم
مین آنکو بہت توقیر حاصل تھی مدت تک امام ابو یوسف کی صحبت مین رہے - حدیث کو سفیان بن عیینہ و وکیع و اسمٰعیل بن علیہ و
حماد بن زید سے سنا ہے اور امام مالک سے صرف حدیث مالک عن نافع عن ابن عمرؓ کل مسکر خمر وکل مسکر حرام - سبب یہ ہوا کہ مجلس مین
قتیبہ بن سعید موجود تھے جنھون نے امام مالک سے کہا کہ یہ شخص ارجاء ظاہر کرتا ہے یعنے مرجیہ ہے امام مالک نے مجلس سے اُٹھا دیا
جس سے یہی ایک حدیث سماعت کرنے پائے - حدیث کو فقہ کے بعد حاصل کیا اور امام ابو یوسف سے روایت کرتے تھے
کہ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ کسی کو ہمارے قول پر فتوے دینا نہین جائز ہے جبتک یہ نہ جانے کہ ہم نے کہان سے لیا ہے
یعنے دلیل از شرع نہ جانے - روایت ہے کہ ہر روز بعد نماز فجر سے بلخ کے گرد پھرتے جو قبر شکستہ دیکھتے اسکو ہاتھ سے درست
کردیتے اور رستون کو صاف کرتے اور ظہر کو ویرانہ مین مسجد تھی وہان جاکر اذان دیتے اور فقہا و زہاد و عباد جمع ہوکر
آپکے پیچھے نماز پڑھتے - ایک دفعہ امیر بلخ نے فقہا سے کہا کہ مین آپکے شیخ سے چند باتین دریافت کرنا چاہتا
ہون مگر میرے پاس نہین آتے - اُنھون نے کہا کہ کسی کے پاس نہین جاتے - کہا کہ مین جاؤن کہنے لگے کہ مگر وے
بات نہ کرینگے ہان ویرانہ والی مسجد مین بعد نماز کے تو کہنا کہ رحمک اللہ تو شاید تیری طرف متوجہ ہونگے اُسنے یہی کیا

پھر جوابات حاصل کرنے کے بعد کہا کہ مین بلخ کا حاکم ہون اگر کوئی خدمت ضروری ہو تو بجا لاؤن آپ بلا تامل فرماوین۔ آپ یہ سنکر رونے لگے اور فرمایا کہ میرا خون پانی ہوگیا کہ مین نے تیرے ایک سپاہی کو دیکھا جسنے کبوتر پر اپنا باز چھوڑا جسکے صدمہ چنگل سے وہ کبوتر زمین پر لوٹتا تھا مگر وہ سپاہی کچھ رحم نہین کرتا تھا۔ امیر نے تمام قلمرو مین حکم جاری کیا کہ ہرگز کوئی شخص شکاری جانور نہ پلے۔ امام نسائی نے آپ کی توثیق ظاہر کی اور آپ سے روایت کی ہے وفات سنہ۲۱۳ھ مین ہوئی **یحییٰ بن اکثم مروزی**۔ فقیہ محدث صدوق تھے آخر فرائض مین آپ سے حکایت لطیف اس فتاوے مین مذکور ہے حدیث امام محمد وابن المبارک و سفیان وغیرہم سے سُنی اور آپ سے ترمذی نے اور غیر جامع مین بخاری نے روایت کی۔ خطیب نے کہا کہ بدعت سے سلیم و سنت پر مستقیم تھے سنہ۲۴۲ھ مین انتقال فرمایا۔ **ہلال بن یحییٰ بن مسلم**۔ فقیہ محدث تھے۔ امام ابو یوسف و زفر سے فقہ اور ابو عوانہ وغیرہ سے حدیث سُنی اور آپ سے شیخ بکار بن قتیبہ نے روایت کی سنہ۲۴۵ھ مین وفات پائی۔ ایک کتاب شروط مین اور دوسری احکام مین آپ سے معروف ہین۔ **خالد بن یوسف بن خالد السمتی**۔ فقیہ محدث ہین۔ ابو حاتم نے کہا کہ جو احادیث اپنے والد کے سوائے اورون سے روایت کین معتبر ہین سنہ۲۴۹ھ مین وفات پائی۔ **ایوب بن حسن نیشاپوری** فقیہ مستجاب الدعوات شاگرد امام محمد ہین سنہ۲۵۱ھ مین فوت ہوے۔ **اسحاق بن بہلول**۔ فقیہ حافظ محدث شاگرد حسن بن زیاد وغیرہ فقہ مین و شاگرد اپنے باپ کے و ابن عیینۃ و وکیع وغیرہم کی حدیث مین ہین سنہ۲۵۲ھ مین فوت ہوے متعدد فقہ مین تالیف کیے۔ **احمد بن عمر بن مہیر خصاف** کنیت ابو بکر ہے فقیہ اجل محدث زاہد ورع تھے۔ فقہ اپنے باپ و حسن بن زیاد سے پڑھی اور حدیث اپنے باپ و عاصم و ابو داؤد طیالسی و مسدد بن مسرہد بن مسرہل و ابن المدینی و فضل بن دکین وغیرہم سے سُنی۔ نعلین و موزہ دوزی کی کمائی سے بسر کرتے تھے سنہ۲۶۱ھ مین وفات پائی۔ تصنیفات مین سے کتاب الخراج و کتاب الحیل و کتاب الوصایا و کتاب الشروط صغیر و کبیر اور کتاب المناسک و کتاب الرضاع و کتاب المحاضر والسجلات کتاب ادب القاضی۔ کتاب النفقات۔ احکام العصیر و ذرع الکعبۃ۔ کتاب الوقف و کتاب اقرار الورثہ۔ کتاب الفقر و کتاب المسجد و بقر ہین اس فتاوے مین کثرت سے آپ کی تصانیف سے حوالہ ہے۔ **ابراہیم بن ادہم البلخی**۔ فقیہ محدث صدوق زاہد معروف از اولیاء اللہ عز و جل صاحب کرامات مشہورہ مین بادشاہی ترک کرکے زاہد ہوے مدت تک ابو حنیفہ سے علم حاصل کیا پھر فضیل بن عیاض رحمہ سے خرقہ ارادت پہنا اور تقریب مین ہے کہ ثقہ صدوق زاہد معروف اور سنہ۱۶۲ھ مین فوت ہوے۔ **محمد بن احمد بن حفص**۔ معروف بہ ابو حفص صغیر فقہ مین اپنے والد ابو حفص کبیر کے شاگرد اور طلب حدیث مین امام بخاری کے رفیق تھے سنہ۲۶۴ھ مین فوت ہوے۔ **محمد بن شجاع الثلجی** بالثاء المثلثۃ والجیم لانہ ینسب الی الثلج وقیل لانہ من ولد ثلج بن عمرو بن مالک۔ فقہ مین شاگرد حسن بن مالک و حسن بن زیاد ہین اور حدیث مین یحییٰ بن آدم و ابو اسامۃ و وکیع وغیرہم ائمہ سے ہین علم کے دریا تھے اہل حدیث نے مشبہہ کی تہمت کے سبب ترک کیا اور کہا گیا کہ مشبہہ کی تائید مین احادیث وضع کرتے تھے۔ اور جواب دیا گیا کہ اُنھون نے مشبہہ کے رد مین کتاب لکھی پھر کیونکر یہ تہمت درست ہو سکتی ہے سنہ۲۶۶ھ مین وفات پائی تصانیف مین سے کتاب تصحیح الآثار۔ نوادر کتاب المضاربۃ۔ المناسک الکبیر۔ الرد علی المشبہۃ ہین۔ اس فتاوے مین بعض مشائخ بلخ سے ہے کہ اسکے اساتذہ بڑے

بڑے ہین وہ کوئی بات بے اصل معتمد نہین کہتا ہے واللہ اعلم ۔ **نصیر بن یحییٰ البلخی** ۔ تلمیذ ابو سلیمان الجوزجانی ۲۶۸ھ مین فوت ہوے ۔ فتاوے مین حوالہ ہے ۔ **محمد بن الیمان سمرقندی** ۔ از طبقۂ ابی منصور ماتریدی متوفی ۳۳۳ھ ولہ معالم الدین وغیرہ ۔ **بکار بن قتیبہ قاضی مصری** ۔ فقہ از یحییٰ بن ہلال رازی وامام زفر ۔ حدیث از ابو داؤد طیالسی وا قرانہ وروی عنہ ابو عوانہ وابن خزیمہ فی صحیحہما والطحاوی المتوفی ۲۷۰ھ از تصانیف کتاب الشروط وکتاب المحاضر والسجلات اور کتاب الوثائق والعہود ۔ **محمد بن سلمہ البلخی** ۔ فقیہ کامل ہین شداد بن حکیم وجوزجانی سے اور بغداد مین محمد شجاع البلخی سے فقہ پڑھی اور اُنسے ابو بکر اسکاف نے حاصل کی اور ۲۷۸ھ مین وفات پائی ۔ حکایت ہے کہ ابو نصر محمد بن سلام کو قبل وفات کے وصیت کی کہ اپنی زبان اہل القبلہ کے حق مین روکو ۔ بادشاہون وامیرونکے دروازہ پر مت جاؤ ۔ دنیا مت چاہو ورنہ اپنے خالق عز وجل و آخرت کو نہ پاؤگے اور اگر آخرت چاہو تو اللہ تعالےٰ راضی ہوگا اور دنیا بھی ملجائیگی ۔ آپکے استنباطات سے فتاوے مین حوالہ ہے ۔ **محمد بن زہیر خراسانی** ۔ مرجع فتاوے ونوازل تھے ۲۸۰ھ مین فوت ہوے ۔ **سلیمان بن شعیب** از اصحاب امام محمدؒ فقیہ ہین نوادر کو لکھا اور اُنسے طحاوی نے روایت کی ۲۷۲ھ مین فوت ہوے ۔ **احمد بن ابی عمران** شیخ الطحاوی فقیہ محدث ہین فقہ از ابن سماعہ وبشر بن الولید ۔ اور حدیث از علی بن عاصم وسعید بن سلیمان وعلی بن الجعد ومحمد بن المثنی ۔ ابن یونس نے تاریخ مین توثیق کی ۲۸۰ھ مین فوت ہوے ۔ **احمد بن محمد عیسیٰ برتی** ۔ فقیہ محدث ہین فقہ از ابو سلیمان ویحییٰ بن اکثم ۔ اور حدیث عن جمع من الائمہ خطیب نے کہا کہ ثقہ حجت تھے ۲۸۰ھ مین فوت ہوے ۔ **محمد بن احمد بن موسےٰ** فقیہ محدث مرضی ہین ۲۹۰ھ مین فوت ہوے ۔ **عبد الحمید بن عبد العزیز** قاضی القضاۃ بغدادی فقیہ ثقہ متقی ہین فقہ از عیسیٰ بن ابان وغیرہم سے پڑھی اور آپ سے طحاوی وابو الطاہر وباس وغیرہ نے لیا ۲۹۲ھ مین فوت ہوے ومن توالیفہ المحاضر والسجلات وادب القاضی فی الفرائض ۔ **محمد بن مقاتل الرازی** ۔ اصحاب امام محمد مین سے فقیہ محدث تھے حدیث طبقہ وکیع سے سُنی وقیل ضعیف فی الحدیث ۔ **موسیٰ بن نصر رازی** از اصحاب محمدؒ کنیت ابو سہل تھی آپ سے ابو سعید بردعی وابو علی دقاق نے فقہ حاصل کی ۔ **ہشام بن عبد اللہ رازی** ۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ ومحمدؒ کے فقہ مین اور امام مالک کے حدیث مین شاگرد ہین ابن حبان نے کہا کہ ثقہ ہین ابو حاتم نے کہا کہ صدوق ہین ولہ کتاب النوادر وغیرہ ۔ **علی الرازی** عالم عارف زاہد ورع ہین شاگرد حسن بن زیاد ہین کتاب الصلوٰۃ مشہور تصنیف ہے ۔ ہدایہ مین انکو متقدمین مین گنا حالانکہ بعضے متاخرین کو صحابہ ترجیح مین شمار کیا گیا ہے فاضل لکھنوی مرحوم نے لکھا کہ لوگون کی فضیلت زمانہ پر موقوف نہین بلکہ بسبب قوت واجتہاد کے اسیواسطے شمس الدین احمد بن کمال پاشا اور ابو السعود عمادی باوجود کثرت تاخر کے اصحاب ترجیح سے ہین ۔ قلت قد شرحت ما ہو الحق عندی فی بحث الاجتہاد فتدبر فیہ ۔ **ابو علی الدقاق** فقیہ زاہد معروف ہین تفقہ علے موسیٰ بن نصر الرازی واخذ عنہ ابو سعید البردعی ولہ کتاب الحیض ۔ **احمد بن اسحق جوزجانی** ابو بکر تلمیذ ابو سلیمان الجوزجانی فقیہ معتبر ہین کتاب الفرق والتمیز وکتاب التوبہ تالیف کی ہین ۔ **المائۃ الرابعۃ** ۔ صدی چہارم ۔ **محمد بن سلام البلخی** ابو نصر ۔ فقیہ معاصر ابو حفص کبیر ہین ۳۰۵ھ مین فوت ہوے اس فتاوے مین آپکا ذکر جا بجا آیا ہے ۔ **محمد بن خزیمہ** ۔ از مشائخ بلخ صاحب اختیارات فی المذہب ہین ۳۱۱ھ مین فوت ہوے ۔ **احمد بن الحسین ابو سعید بردعی** ۔ فقیہ معروف ہین تفقہ علے اسمٰعیل بن حماد وابی علی الدقاق

واخذ عنہ ابو الحسن الکرخی و الدباس و الطبری ۳۳۰ھ مین شہید ہوے۔ **مکحول نسفی** تلمیذ ابی سلیمان متوفی ۳۱۸ھ انکی کتاب لؤلؤیات و کتاب الشعاع ہے اسمین امام ابو حنیفہ سے یہ روایت درج ہے کہ جسنے نماز مین رفع الیدین کیا اسکی نماز فاسد ہے۔ فاضل لکھنوی مرحوم نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ کیونکر ایسے فعل سے نماز فاسد ہوگی جو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور زعم کیا کہ امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین کچھ ثابت نہین ہوتا غیر ازینکہ انکا مذہب عدم الرفع ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے متعصب مجتہد اس دلیل سے کہتے ہین کہ یہ عمل کثیر ہے اور بحکم اسکنوا فی الصلوٰۃ نماز مین سکون کا حکم ہے اور مجھے خوف ہے کہ شاید کسی رکن رکوع وغیرہ کو کثیر نہ بتلادین۔ ولہذا یقول الفاضل اللکھنوی سلے اللہ المشتکی من صنیع ہولاء۔ اور **مترجم** کہتا ہے کہ اللہم اہدہم ووفقہم العمل للآخرۃ ولا تجعل ہم الدنیا ہوناً علیہم ولا تجعلنا من تلعت فیہم ویجعل الرجس علے الذین لا یعقلون۔ فیا اہل الاسلام اتقوا اللہ عزوجل وکونوا عباد اللہ اخواناً۔ **احمد بن محمد بن** علامۃ الطحاوی۔ فقیہ معتمد محدث ثقہ حبید ہین اور کثرت اشتہار سے حاجت تطویل نہین ہے سمع الحدیث عن والد محمد بن سلامہ و یونس بن عبد الاعلی و بحر بن نصر وغیرہم وروی عنہ الطبرانی وابو بکر المقری وغیرہم اور آپسے ابو بکر محمد بن منصور دامغانی نے فقہ حاصل کی۔ وفات آپ کی ۳۲۱ھ مین ہوئی آپکی تصانیف کثیرہ مفیدہ معروفہ ہین جیسے معانی الآثار۔ مشکل الآثار۔ احکام القرآن۔ مختصر الطحاوی۔ شرح جامع کبیر و صغیر۔ کتاب الشروط۔ کتاب السجلات والوصایا والفرائض۔ تاریخ کبیر۔ مناقب ابی حنیفہ۔ نوادر و اختلاف الروایات وغیرہا۔ **اسحاق بن** ابراہیم شاشی۔ شیخ عالم ثقہ ہین جامع کبیر امام محمد کو زید بن اسامہ عن ابی سلیمان سے روایت کیا ۳۲۵ھ مین فوت ہوے **احمد بن عبد الرحمن** سرخکتی کنیت ابو حامد تھی محمد بن یزید سے کتب حفص بن عبد الرحمن کو روایت کیا اور ۳۳۰ھ مین فوت ہوے۔ **محمد بن احمد** ابو بکر الاسکاف بلخی۔ فقیہ جلیل ہین محمد بن سلمہ سے پڑھا اور انسے فقیہ ابو جعفر نے پڑھا ۳۳۳ھ مین فوت ہوے تینتیس سال سے وفات تک صائم الصوم تھے فتاوے مین اکثر حوالہ ہے۔ **احمد بن عباس** ابو نصر سمرقندی فقیہ جید ہین ابو بکر احمد بن اسحق تلمیذ ابو سلیمان سے فقہ پڑھی اور انسے جماعت کثیر نے استفادہ کیا آخر کفار حرب کے ہاتھون شہید ہوے **محمد بن محمد بن محمود** ابو منصور ماتریدی۔ مشائخ معروف مین سے معتمد صاحب زہد و کرامات ہین تصحیح عقائد ورد اہل الاہوا و البدعہ مین تصانیف معروف ہین و فقہ مین بھی ماخذ الشرائع ہے ۳۳۳ھ مین با وضو رفوت ہوے۔ **محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ** المعروف بحاکم الشہید فقیہ محدث حافظ الحدیث ہین اور ابو عبد اللہ حاکم صاحب مستدرک آپسے مستفید ہین کتاب منتقی و کافی و مختصر حاکم آپسے معروف ہین کافی مین اصول کتب امام محمد سے چن لیا اور مکررات کو حذف کر دیا اور یہ درحقیقت بہت مشکل کام ہے اور شاید مجموع معانی آگئے ہون واللہ اعلم ۳۳۴ھ مین بر طبق آپ کی دعا کے اہل بغاوت نے آپکو شہید کر دیا۔ **احمد بن عصمہ** صفار بلخی ابو القاسم الصفار شاگرد نصیر بن یحیٰی تلمیذ ابن سماعہ و استاد ابو حامد احمد بن حسین مروزی ۳۳۶ھ مین فوت ہوے۔ **احمد بن سہل** ابو حامد السمرقندی متوفی ۳۴۰ھ شاگرد محمد بن الفضل السمرقندی **عبید اللہ بن الحسین** بن دلال ابو الحسن الکرخی۔ فقیہ امام ثقہ عابد زاہد متورع کثیر الصوم والصلوٰۃ المتولد ۲۶۰ھ شاگرد ابو سعید بردعی استاد ابو بکر الجصاص و ابو علی الشاشی و ابو القاسم التنوخی و ابو عبد اللہ الدامغانی و ابو الحسن القدوری وغیرہم مین حدیث مین شاگرد اسمٰعیل بن اسحق و محمد بن عبد اللہ الحضرمی و استاد ابن شاہین وغیرہ ہین ۳۴۰ھ مین وفات پائی۔

مختصر کرخی و شرح جامع صغیر وکبیر وغیرہ معروف ہیں۔ عبداللہ بن محمد بن یعقوب سبذمونی معروف باستاد فقیہ کثیر الحدیث
ہیں فقہ کو ابو حفص صغیر اور حدیث کو موسے بن ہارون و مشائخ بلخ سے سُنا اور آپ سے ابن مندہ نے بکثرت روایت کی قلیل
ضعیف فی الحدیث اور ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ احمد بن محمد بن عبد الرحمٰن ابو عمرو الطبری۔ شاگرد ابو سعید بردعی ہیں ۳۴۰ھ
میں فوت ہوئے قاری نے کہا کہ طبقہ طحاوی میں شمار ہیں شروح جامع صغیر و کبیر آپ سے تالیف ہیں۔ اسحاق بن محمد بن اسمٰعیل
الحکیم السمرقندی صاحب علم و حکمت الٰہیہ ہیں سمعانی نے کہا کہ بڑے نیکوکار مشہور تھے فقہ و کلام میں شاگرد ابو منصور ماتریدی
اور تصوف میں مرید ابو بکر الوراق ہیں ۳۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ علی بن محمد بن داؤد تنوخی اصحاب کرخی میں عارف
فنون عدیدہ تھے ۳۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن محمد بن حامد طواویسی۔ فقیہ زاہد ثقہ عابد پرہیزگار کنیت ابو بکر تھی۔
شاگرد محمد بن نصر مروزی و محمد بن الفضل بلخی ہیں ۳۴۴ھ میں فوت ہوئے قنیہ میں حوالہ ہے۔ احمد بن محمد ابو علی الشاشی
یعنے تاشقندی۔ شاگرد ابو الحسن الکرخی ہیں ابو جعفر ہندوانی کے معاصر ہیں خدمت تدریس کو شیخ سے قبول کیا جبکہ
ابو بکر الدامغانی فتوے پر مامور ہوئے ۳۴۴ھ میں فوت ہوئے ابراہیم بن الحسین ابو اسحاق العزرمی۔ فقیہ محدث ثقہ
ہیں ابو سعید عبد الرحمٰن بن الحسن وغیرہ محدثین سے سماعت کی اور حاکم نے مستدرک میں اُنسے روایت کی۔ ۳۴۷ھ
میں انتقال فرمایا۔ علی بن الطحاوی رح باپ کے نظیر فقیہ محدث ہیں۔ ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی صاحب سنن
وغیرہ سے حدیث کی سماعت و روایت کی ہے ۳۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن محمد نیشاپوری معروف بقاضی الحرمین
فقیہ کامل تھے ۳۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ شاگرد ابو الطاہر الدباس و کرخی ہیں مدت تک حرمین کے قاضی رہے۔
محمد بن الحسن المعروف بابن الفقیہ شاگرد شیخ کرخی وغیرہ ہیں دین و علم و عمل و اجتہاد و ورع و عبادت میں معروف
ہیں ۳۵۸ھ میں وفات پائی۔ حسن بن علی بن الطحاوی عالم فقیہ تھے ۳۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن سہل
ابو عبد اللہ التاجر۔ امام کبیر ہیں شاگرد ابو العباس احمد بن ہارون متوفی ۳۶۰ھ ہیں۔ محمد بن جعفر بن طرخان استرآبادی
مثل اپنے والد کے فقیہ محدث ثقہ ہیں متوفی ۳۶۰ھ۔ محمد بن احمد بن عباس عیاضی فقیہ سمرقندی تلمیذ ابو سلمہ وغیرہ
متوفی ۳۶۰ھ۔ محمد بن ابراہیم الضریر المیدانی عارف مذہب ہمعصر شیخ عیاضی ہیں ۳۶۳ھ میں فوت ہوئے۔
محمد بن عبد اللہ البلخی ابو جعفر ہندوانی۔ شیخ جلیل القدر فقیہ معروف ہیں۔ شاگرد ابو بکر الاعمش تلمیذ ابو بکر الاسکاف
وغیرہ و استاد فقیہ ابو اللیث وغیرہ ۳۶۲ھ میں فوت ہوئے قنیہ میں آپ پر بہت حوالہ ہے۔ حسن السیرفی النحوی۔
علاوہ نحو کے صاحب فنون متعددہ و صاحب فضائل زہد و تقوی و خشوع و عفت و حسن خلق وغیرہ ہیں۔ افتی حسابین
علی مذہب ابی حنیفۃ و تولی قضاء بغداد نحو امن اربعین اور اپنے ہاتھ کی مزدوری (یعنی کتابت) سے کھاتے تھے اور قراءۃ قرآن
و تذکرہ زہد و ذکر آخرت پر بے اختیار رو دیتے تھے اور دیر تک غمگین رہتے تھے احادیث کثرت سے روایت کیں آخر
۳۶۵ھ میں وفات پائی۔ احمد بن علی بن الحسین ابو بکر الجصاص الرازی۔ امام عصر فقیہ محدث زاہد عفیف تھے۔ فقہ
ابو سہل الزجاج شاگرد کرخی سے اور حدیث ابو حاتم رازی و عثمان دارمی و ابن قانع وغیرہم سے حاصل کی۔ اور
اُنسے محمد بن یحییٰ جرجانی و محمد بن احمد زعفرانی و ابن مسلمہ و محمد بن احمد نسفی وغیرہ فقہا نے بغداد میں فقہ اور ابو علی د

حاکم نے حدیث روایت کی۔ من تو الیفہ شرح مختصر الکرخی و الطحاوی و الجامع و کتاب احکام القرآن و ادب القضا و اصول الفقہ
وغیرہا قیل ہو من اصحاب التخریج و الصواب انہ من المجتہدین فی المسائل سنہ ۳۷۰ھ مین فوت ہوئے۔ **محمد بن الفضل بن**
جعفر ابو بکر البخاری۔ امام کبیر معتمد فی الروایۃ کثیر الفتاوے۔ اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے۔ تلمیذ استاد سبذمونی و
استاذ قاضی ابو علی النسفی و اسمٰعیل الزاہد وغیرہم دنی فضلہ حکایات۔ سنہ ۳۸۱ھ یا ۳۷۱ھ مین فوت ہوئے۔ **نصر بن**
محمد بن احمد ابو اللیث السمرقندی فقیہ محدث زاہد متورع تھے کتب امام محمد وغیرہ حفظ تھین۔ شاگرد فقیہ ابو جعفر ہندوانی
ہین۔ من تو الیفہ تفسیر ضخیم و نوادر الفقہ و النوازل و خزانۃ الفقہ و تنبیہ الغافلین۔ **احمد بن حسن بن علی ابو حامد المعروف**
بابن الطبری حافظ الحدیث عالم مفسر زاہد متورع شاگرد ابو الحسن الکرخی و ابو القاسم الصفار ہین اور حدیث مین تلمیذ احمد بن
حصیر المروزی و احمد بن عبد الرحمٰن المرغزی ہین خطیب نے کہا کہ مجتہدین علماء مین سے آپکے مثل حافظ متقن حاوی
ماثورات نہین دیکھا گیا۔ ماہ صفر سنہ ۳۷۷ھ مین فوت ہوئے تاریخ بدیع تالیف معروف ہے۔ **احمد بن مکحول النسفی۔** فقیہ
محدث عارف مذہب معروف ہین فقہ اپنے باپ سے اور حدیث ابو سہل ہارون بن احمد اسفرائینی اور احمد بن خملان المقری
سے حاصل کی مولد سنہ ۳۳۲ھ اور سال وفات سنہ ۳۹۹ھ ہے۔ **محمد بن محمد بن سہل بن ابراہیم بن سہل** نیشاپوری ابو نصر فقیہ معروف
ہین امام الحرمین نے انکے لیے مجلس تدریس مقرر کردی تھی اسی پر مدت العمر قائم رہے اور سنہ ۳۸۹ھ مین فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ
عبد الکریم بن محمد بن موسےٰ بخاری۔ شاگرد استاد سبذمونی فتاوے مین سے ہین سنہ ۳۹۰ھ مین فوت ہوئے۔ **احمد بن عمرو بن**
موسےٰ بخاری معروف بکنیت ابو نصر العراقی۔ فقیہ محدث ہین حدیث کو ابو نعیم عبد الملک بن محمد بن عدی سے سنا و روایت کیا اور
سنہ ۳۹۰ھ مین بخارا مین فوت ہوئے۔ **عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسےٰ بزدوی۔** فخر الاسلام علی بزدوی کے دادا ہین شاگرد امام
ابو منصور ماتریدی اور سنہ ۳۹۰ھ مین فوت ہوئے۔ **محمد بن احمد بن محمد المعروف بزعفرانی۔** فقیہ ثقہ تھے شاگرد شیخ ابو بکر الرازی
ہین اس فتاوے مین زعفرانی کے نام سے حوالہ ہے اور ہدایہ مین بھی آپکا ذکر ہے بعض نے کہا کہ زعفران قریہ واقع بغداد کیطرف اور
بعض نے کہا کہ زعفران فروشی کیطرف نسبت ہے۔ سنہ ۳۹۵ھ مین فوت ہوئے۔ **حسن بن داود سمرقندی۔** ابو علی شاگرد ابو سہل
الزجاج تلمیذ کرخی ہین سنہ ۳۹۵ھ مین فوت ہوئے۔ **محمد بن یحییٰ بن مہدی جرجانی۔** فقیہ معتمد ہین ہدایہ مین آپ کو اصحاب التخریج مین
شمار کیا کنیت ابو عبد اللہ ہے شاگرد ابو بکر الرازی و استاذ ابو الحسن القدوری و احمد بن محمد ناطفی ہین سنہ ۳۹۸ھ مین فوت ہوئے
یوسف بن محمد جرجانی۔ فقیہ جلیل مفتی وقائع و نوازل ہین شاگرد ابو الحسن الکرخی کے اس فتاوے مین آپ کی معروف تالیف بنام
خزانۃ الاکمل سے حوالہ ہے اور یہ کتاب چھ مجلد مین جامع اصول فتاوے ہے اور اسی مین لکھا ہے کہ میری یہ کتاب خزانۃ الاکمل
اصحاب حنفیہ کی بڑی کتابون کو مانند کافی مؤلفہ حاکم شہید و جامع امام ربانی و زیادات و مجرد و منتقی و مختصر کرخی و شرح طحاوی
و عیون المسائل وغیرہ کو حاوی ہے سنہ ۳۹۸ھ مین فوت ہوئے۔ **حسین بن علی البصری۔** ابو عبد اللہ فقہاء متکلمین مین سے
بحث و مناظرہ کے وسواس مین مبتلا ہو کر آخر معتزلی کے داغ سے موسوم ہوئے اور سنہ ۳۶۹ھ مین فوت ہوئے۔ **محمد بن**
محمد بن سفیان الدباس ابو الطاہر۔ شیرۂ انگور فروخت کرتے تھے لہٰذا دباس کہلاتے ہین اور دبس دوشاب انگور کو کہتے
ہین شاگرد ابو حازم القاضی تلمیذ عیسےٰ بن ابان ہین اپنے زمانہ کے فقیہ حنفی صحیح الاعتقاد عارف روایات مذہب اور

اہلسنت سے ہیں امام محمد کے جامع صغیر کو مرتب کیا۔ اس فتاوے میں ابوطاہر دباس کے نام سے جہان حوالہ ہے آپ ہی مراد ہیں وقد ذکرہ عنہ صاحب الاشباہ عنہ القواعد فی ضبط الفروع۔ سعید بن محمد بردعی ابوسعید۔ از اصحاب امام طحاوی محدث فقیہ تھے مسائل میں آپ سے حوالہ مذکور ہے۔ نصر بن احمد عیاضی مرجع علماء و فضلاء و مفتی وقائع و فواول ہین شاگرد اپنے باپ کے جو تلمیذ ابوبکر جوزجانی ہین و استاد ایک جم غفیر کے ہین۔ علی بن سعید رستغفنی سمرقندی۔ شاگرد امام ماتریدی ہین کہتے تھے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور آپکے اُستاد کہتے کہ مجتہد کو جب حکم صواب حاصل نہوا تو وہ اجتہاد مین خطا کر گیا۔ اقول دونون استاذ و شاگرد مین ظاہر لفظی اختلاف ہے کیونکہ دو مجتہدون مین جب ایک کا اجتہاد دوسرے کے متضاد واقع ہوا تو درحقیقت ایک ہی صحیح ہوگا اور ضرور دوسرا خطا ہوا اور اس سے شیخ رستغفنی منکر نہ ہونگے اور جب مجتہد نے موافق حکم شرع کے اپنی کوشش کو پورا صرف کیا تو جو کچھ اُسپر واجب تھا اُسنے ادا کیا پس اسکا طریقہ صواب ہے جسپر اللہ تعز عزوجل نے ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے پس اس معنی مین مجتہد اگر حکم مین چوک گیا تب بھی راہ صواب سے نہین چوکا یعنے ثواب کا مستحق ہوا اور اس سے امام ماتریدی بھی منکر نہ ہونگے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک حکم تو ایک ہی ہے لیکن مجتہد ہر ایک مصیب ہے اگرچہ اُسنے حکم حق کو نہ پایا ہو پس وہ طلب کرنے مین راہ صواب پر ہے۔ اقول حاکم شرع کے حق مین حدیث مین صواب مین بھی تفاوت آیا ہے چنانچہ اگر حکم مین صواب کو پاسے تو دو قیراط اور اگر چوک جائے تو ایک قیراط ہے اور ظاہر مجتہد کے حق مین بھی ایسا ہی حکم ہوگا فاللہ تعالے اعلم بالصواب والیہ مرجع الکل۔ احمد بن محمد بن منصور دامغانی۔ فقیہ محدث معروف زاہد ہین شاگرد امام طحاوی و کرخی و ابوسعید بردعی ہین۔ کتاب مین جہان دامغانی مذکور ہے آپ ہی مراد ہین۔ ابوسہل الزجاجی فقیہ جید شاگرد کرخی و مولف کتاب ریاض ہین شیشہ گری کا پیشہ کرتے تھے۔ عقبہ بن خیثمہ بن محمد نیشاپوری۔ قاضی ابوالہیثم بہاے ہوز و یاے تحتیہ و ثاے مثلثہ بروزن دیلم فقیہ مفتی ہین شاگرد قاضی الحرمین احمد بن محمد نیشاپوری تلمیذ قاضی ابوطاہر دباس شاگرد قاضی ابوخازم عبدالحمید رحمہم اللہ تعالے۔ جہان کتاب مین اسطرح آیا ہے کہ قاضی ابوالہیثم نے تینون قاضیون یا قضاۃ ثلثہ سے ذکر کیا جیسا کہ کتاب القضا مین آیا ہے تو مراد انکے اساتذہ موصوفین ہین واللہ تعالے اعلم۔ عبدالرحمن بن محمد الکاتب شاگرد ابوبکر محمد بن الفضل تلمیذ استاذ سبذمونی ہین۔ حافظ اصول مذہب ماہر وقائع و نوازل مفتی فقیہ ہین اور کثرت تبحر سے حاکم کا لقب ہے اور اکثر معتبرات مین نام عبدالرحمن مذکور ہے اور بعض کتابون مین ابوعبدالرحمن کنیت اور محمد نام مذکور ہے چنانچہ اس فتاوے مین بھی حاکم ابوعبدالرحمن آیا ہے اور بعض نسخ مین عبدالرحمن ہے واللہ اعلم۔ ابوحفص سفکردری۔ فقیہ زاہد معروف ہین علامہ زندویسی نے آپ سے فقہ حاصل کی۔ عبداللہ بن الفضل خیزاخیزی۔ فقیہ معروف شاگرد ابوبکر محمد بن الفضل ہین اور بعض نے نام عبدالرحمن بن الفضل ذکر کیا ولیکن سمعانی و سغناقی و قاری نے عبداللہ پر اعتماد کیا۔ ابوجعفر بن عبداللہ استروشنی قصبۂ استروشنہ نواح سمرقند کے ہین استروشنہ مین اول سین مہملہ و دوم منقوطہ ہے شاگرد ابوبکر محمد بن الفضل و

سعید
نصر
علی
احمد
ابوسہل
عتبہ
عبدالرحمن
عبداللہ
ابوجعفر

ابوبکر الجصاص ہین ۔ فصول استروشنیہ آپ کی تالیف سے کتاب مین بہت حوالہ ہے اور آپ سے قاضی عبید اللہ
ابوزید دبوسی بدال مہملہ و باے موحدہ و سین مہملہ صاحب الاسرار نے تفقہ کیا ۔ یحییٰ بن علی بن عبداللہ
بخاری زندویسی فقیہ زاہد متورع ہین شاگرد ابوحفص سفکردری و محمد بن ابراہیم میدانی و عبداللہ بن
الفضل خیزاخیزی ہین ۔ اس کتاب مین زندویسی کے لفظ سے اکثر حوالہ ہے زندویس کی نسبت سے
معروف ہے اور لفظ بزا منقوطہ و نون و دال مہملہ و واو و یاے تحتیہ و سین مہملہ ہے اور نظم زندویسی سے
مراد آپ کی یہی معروف تالیف ہے اور منجملہ مشہور تالیف کے کتاب روضۃ العلما ہے ۔ محمد بن اسحاق بخاری
کلاباذی ۔ شاگرد شیخ محمد بن الفضل ہین فقیہ معروف مولف کتاب تعرف ۔ حسن بن احمد بن مالک زعفرانی ۔
فقیہ معروف ثقہ کنیت ابوعبداللہ ہے آپ نے جامع صغیر کو مبوب و مرتب کیا اور زیادات کو بھی اور در
احکام قربانی مین ایک کتاب تالیف کی اور اضاحی زعفرانی سے اس فتاوے مین یہی مراد ہے ۔ اسمٰعیل
بن حسن بن علی ابومحمد فقیہ زاہد معروف شاگرد محمد بن الفضل المتوفی ۴۰۲؁ھ ۔ محمد بن موسے خوارزمی ابوبکر
جامع مسند الامام فقیہ محدث ہین قاری نے ابن الاثیر کی مختصر غریب الحدیث سے نقل کیا کہ پانچوین صدی کے
اول مین جو لوگ مجددین امت مین شمار ہین انھین سے آپ بھی ہین ۔ کسی کی طرف سے صلہ قبول نہ کرتے
تھے اور خطیب نے کہا کہ ہم سے ابوبکر برقانی نے آپ سے حدیث روایت کی اور اکثر آپ کو نیکی سے یاد
کیا کرتے تھے اور کہتے کہ آپ نے اکثر فرمایا ہے کہ ہمارا دین بوڑھی عورتون کا دین ہے اور اسمین ہم سے
کلام کرنا روا نہین ہے اقول یعنے توحید الٰہی عزوجل معرفت حق سبحانہ تعالےٰ ہے اور یہ نعل بھی بخلق الٰہی ہے
تو کسی شخص کو معرفت پیدا کرنے کی قدرت نہین لہذا بواسطہ نبوت و رسالت جو ہدایت ہوئی وہ عین صواب ہے
محمد بن عبدالجبار بن احمد سمعانی تمیمی مروزی صاحب انساب سمعانی فاضل متورع محدث ثقہ ہین اور آپ حنفی المذہب
تھے پھر آپ کے بیٹے نے شافعی مذہب اختیار کیا اسلیے اولاد شافعی المذہب ہوئی ۔ اقول یعنے اولاد مین جو درجہ تمیز
نہین رکھتے تھے وہ سہل الحصول طریقہ والد پر ہے اور دادا کا طریقہ بعید و اسکی تعلیم دشوار سمجھے اور یہ غرض نہین
ہے کہ باپ کا طریقہ لے لینا کوئی اچھی رسم ہے اور جو درجہ تمیز پر تھے انکو اسی جانب ترجیح نظر آئی جیسے اور علماء
شافعیہ گذرے ہین کیونکہ ان اجتہادی اعمال سے حصول مقصود ثواب ہے تو جبتک بنظر اتباع سنت ہو ہر مجتہد کے
اجتہاد مین حقتعالےٰ ثواب عطا فرماتا ہے جیسا کہ اس امت کے فضائل مین معروف ہے ۔ پھر یہان ایک مسئلہ انتقال
مذہب کا پیش آویگا ۔ جسکے جواب مین علماے وقت نے عجیب تعصبات سے عام شکل عوام پر ڈالدی خواہ اسوجہ سے کہ علوم کو
سمجھ سے بڑھکر معاملہ کیا یا اسوجہ سے کہ ؎ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند ؛ اور ابن الہمام نے اسکو رد کردیا بدلیل
ان احادیث کے جنمین اختیاری چند احکام مین سے آسان ڈھونڈھنا آیا ہے ۔ پھر واضح ہو کہ فتاوے کے باب التعزیر
مین نقل کیا کہ اگر کوئی حنفی منتقل ہو کر شافعی ہو جاوے تو اسکو تعزیری سزا دیجاوے برخلاف اسکے اگر شافعی
حنفی ہو جاوے اور یہ تعصب سے خالی نہین ہے ۔ محمد بن احمد بن محمود نسفی ۔ فقیہ عارف زاہد ورع عفیف قانع ہین

احمد — شاگرد ابوبکر الرازی ہین۔ احمد بن محمد بن عمر معروف با بن سلمہ فقیہ معتمد مرجع اہل علم وفضل ہین۔ فقہ کو ابوبکر جصاص سے اور حدیث کو اپنے باپ سے سُنا۔ دن مین روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے اور ۳۷۰ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ
محمد — محمد بن احمد کماری۔ فقیہ عارف محدث عدل ہین شاگرد ابوبکر الرازی ہین اور حدیث مین تلمیذ بکر بن احمد اور آپ سے آپکے بیٹے اسمٰعیل قاضی واسطے نے اخذ کیا اور ۳۸۱ھ مین فوت ہوے۔ ابراہیم — ابراہیم بن اسلم شکابی۔ فقیہ محدث ہین فقہ مین شاگرد شیخ محمد بن الفضل اور حدیث مین ابو محمد بن عبداللہ المزنی ہین۔ حکایت کرتے ہین کہ جب ہم فارغ التحصیل ہوے تو اندنون فقیہ ابوجعفر رحمہ اللہ بلخ سے آئے تھے ہمکو امام محمد بن الفضل نے انکے پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم اُنسے مشکل مسائل کا تذکرہ کرنا تاکہ تم سے مانوس ہون اور وحدت اختیار کرنے سے جو وحشت اُنکو ہے وہ رفع ہوجاوے ۳۲۳ھ مین فوت ہوے۔ قال المترجم انسان کی کمال فقہ پہلے اپنے نفس کی تہذیب ومجاہدہ وریاضت اور خلوت وتنہائی سے تکمیل ہے اور بعد ترقی کے پھر عالم کثرت مین فضیلت وثواب ہے اور علماے آخرت کا یہی داب بیان کیا گیا ہے اور یہ حکایت اسکے واسطے لطیف اشارہ ہے فافہم واللہ تعالےٰ اعلم۔ مسعود — مسعود بن محمد بن موسےٰ خوارزمی ابوالقاسم رحمہ اللہ فقیہ معتمد ہین والد ماجد انکے شاگرد شیخ جصاص ہین اُنسے فقہ پڑھی اور ۴۲۳ھ ہجری مین فوت ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون
حسین — حسین بن خضر بن محمد بن یوسف نسفی۔ کنیت ابوعلی ہے اور جہان اس فتاوے مین ابوعلی نسفی آیا ہے یہی مراد ہین۔ فقیہ محدث ثقہ ہین بخارا مین ابوبکر محمد بن الفضل اور ابوعمرو محمد بن محمد بن صابر اور ابوسعید بن خلیل بن احمد سجزی سے اور بغداد مین عبداللہ بن عبدالرحمٰن الزہری وعلی بن عمر بن محمد سے اور کوفہ مین محمد بن عبداللہ بن الحسین الہروی سے اور مکہ معظمہ مین احمد بن ابراہیم سے اور ہمدان مین احمد بن علی بن دلال سے اور ری مین جعفر بن عبداللہ بن یعقوب رازی سے اور مرو مین محمد بن عمر ومروزی سے اور ایسے طبقہ کے فقہا ومحدثین سے علم حاصل کیا اور آپ سے ایک جم غفیر نے فقہ وحدیث کو حاصل کیا۔ ۲۳ شعبان ۴۲۴ھ مین فوت ہوے۔ احمد بن محمد بن احمد بن جعفر القدوری ابوالحسن کنیت تھی ۳۶۲ھ مین پیدا ہوے۔ چوتھے طبقہ کے فقہا مین سے معروف ومستند ہین سمعانی نے کہا کہ فقیہ محدث صدوق ہین۔ عراق مین ریاست مذہب حنفیہ آپ پر منتہی ہوئی۔ حدیث وفقہ آپنے ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ جرجانی شاگرد امام جصاص سے پڑھی اور آپ سے خطیب بغدادی اور قاضی القضاۃ دامغانی رحمہم اللہ نے روایت کی۔ توالیف وتصانیف بہت ہین از انجملہ قدوری متن معروف ہے۔ شرح مختصر کرخی تجرید وتقریب وغیرہ ہین ۴۲۸ھ مین فوت ہوے۔ قال المترجم اسی سال مین رئیس الفلاسفہ ابوعلی بن سینا یعنے حسن بن عبداللہ بن سینا مصنف شفا واشارات وغیرہ جو شاگرد احمد بن عبداللہ زاہد اور اسمٰعیل زاہد وغیرہ سے ہے انتقال کیا اسیوجہ سے بعض نے اس فلسفی فاضل کو حنفیہ مین سے معدود کیا مگر درحقیقت اکثر اولیا رکو اس شخص کے دین مین کلام ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اسحٰق — اسحٰق بن ابراہیم بن مخلد بن جعفر بن محمد المتوفی ۴۲۳ھ فقیہ محدث

وفی: قدوری
شرح مختصر کرخی
تجرید
تقریب

صدوق ہین۔ خطیب نے لکھا کہ مین نے کچھ علم آپ سے لکھا ہے آپکے والد بھی جو سنہ ۴۳۱ھ مین فوت ہوئے فقیہ محدث صدوق ہین ولیکن فقہ مین محمد بن جریر الطبری رہ کے مذہب پر تھے۔ عبید اللہ بن عمر بن عیسے۔ قاضی ابوزید الدبوسی۔ المتوفی سنہ ۴۳۰ھ فقیہ معروف ہین تالیفات مین سے کتاب الاسرار۔ تقویم الادلہ۔ امد الاقصی وغیرہ معروف ہین۔ اس فتاوے مین حوالہ آیا ہے۔ معتمد بن محمد بن مکحول نسفی المتوفی سنہ ۳۱۸ھ۔ فقیہ محدث ہین راوی از جد خود وہارون بن احمد استرآبادی ولہ من الغرائب ما ذکر فی بعض المواضع من الغایۃ۔ ہیثم بن ابی الہیثم القاضی۔ فقیہ محدث شاگرد اپنے باپ کے المتوفی سنہ ۴۳۰ھ ہین۔ جعفر بن محمد نسفی شہر نسف یعنی نخشب مین پیدا ہوئے فقیہ محدث صدوق ہین۔ شاگرد ابو علی نسفی وزاہد بن احمد سرخسی وہارون بن احمد استرآبادی وابو محمد رازی ومحمد بن احمد غنجار وابو الہیثم محمد وغیرہم ہین۔ بیشتر تالیف حدیث مین ہے۔ صاعد بن محمد بن احمد نیشاپوری۔ فقیہ محدث صدوق ہین صاعد نیشاپوری سے آپ ہی مراد ہین شاگرد قاضی ابو الہیثم وجماعہ محدثین المتوفی سنہ ۴۳۲ھ ہجری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ محمد بن منصور بن مخلص نوقدی شاگرد فقیہ ابو جعفر ہندوانی ومحدث محمد بن الحسین یزدی رح ہین مدت تک سمرقند کے مفتی رہے سنہ ۴۳۳ھ مین وہین فوت ہوئے۔ حسین بن علی بن محمد بن جعفر ضیمری۔ فقیہ محدث صدوق شاگرد فقیہ ابو نصر محمد بن سہل بن ابراہیم وابو بکر محمد خوارزمی ومحدث ابو الحسن دارقطنی ومحمد بن احمد جرجانی ہین وقد روی عنہ الخطیب رحمہ اللہ۔ محمد بن احمد بن محمود بن محمد مایمرغی نسفی فقیہ محدث ہین حدیث کو حجاز مین سنا اور مقری محمد بن منصور امام مدینہ سے روایت کی اور آپ سے نجم الدین عمر بن محمد نسفی نے روایت کی جنکا نام نجم الدین نسفی اس فتاوے مین بہت آیا ہے۔ محمد بن احمد بن محمد سمنانی۔ شیخ فقیہ محدث صدوق ہین حنفی المذہب اشعری الاعتقاد ہین حدیث کو نصر بن احمد بن خلیل وابو الحسن علی بن عمر دارقطنی وعبید اللہ بن محمد رازی وغیرہم سے سنا اور آپ سے خطیب بغدادی نے سنا ولکھا ہے سنہ ۴۴۴ھ مین فوت ہوئے۔ احمد بن محمد بن عمر و ناطفی۔ عراق کے فقہائے کبار مین سے صاحب فتاوے فقیہ محدث ہین اور اس فتاوے مین جہان ناطفی رہ کے اجناس کا حوالہ ہے آپکے تالیفات اجناس وفروق وواقعات وغیرہ سے اجناس مراد ہے اور ناطف حلوائے معروف ہے چونکہ اسکو بناکر فروخت کرتے اسی لیے ناطفی مشہور ہین نقہ مین عبد اللہ جرجانی کے وحدیث مین ابو حفص بن شاہین وغیرہ محدثین کے شاگرد ہین۔ عبید اللہ بن حسین ناصحی فقیہ ثقہ جید ہین شاگرد قاضی ابو الہیثم وغیرہ اور خود بعہد سلطان محمود سبکتگین قاضی بخارا تھے اور سنہ ۴۴۷ھ مین فوت ہوئے۔ محمد اسمعیل محدث لاہوری بخارا کے سادات عظام مین سے امام علوم دین تھے سلطان مسعود غزنوی کے وقت مین لاہور مین آکر ساکن ہوئے سب سے پہلے آپ ہی نے علماء مین سے لاہور کو اپنے قدم سے مشرف کیا اور آپ سے ہزارون اہل کفر نے شرف اسلام پایا سنہ ۴۴۸ھ مین انتقال فرمایا۔ عبد العزیز بن احمد بن نصر بن صالح بخاری شمس الائمہ حلوائی۔ بعض نے کہا کہ منسوب بحلوا ہین اور بعض نے کہا منسوب بہ قصبہ حلوان۔ فقیہ معتمد محدث ثقہ جید معروف ومشہور ہین۔ حدیث شریف کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ فقہ مین

شاگرد شیخ ابوعلی نسفی۔ اور حدیث مین تلمیذ شیخ ابوشعیب صالح بن محمد بن صالح اور ابوسہل احمد بن محمد انماطی و ابواسحٰق رازی وغیرہم جماعت محدثین ہین اور شرح معانی الآثار طحاوی کو محمد بن عمر بن عمران سے روایت کیا اور آپ ہی سے شمس الائمہ بکر زرنجری و اُنکے والد و شمس الائمہ سرخسی و محمد بن الحسین و اُنکے دو فرزند شیخ الاسلام علی بزدوی و صدر الاسلام ابوالیسر محمد بن محمد اور قاضی جمال الدین احمد بن عبدالرحمن ابوالنصر وغیرہم سے تفقہ کیا اور حافظ الحدیث عبدالعزیز بن محمد نخشبی نے اپنے معجم مین آپ کو اپنے شیوخ مین شمار کیا اور لکھا کہ مین نے آپ سے امالی کو سُنا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس فتاوے مین آپ سے اور آپ کے معروفین شاگردون سے بہت کچھ مذکور ہے اور مترجم کے نزدیک اصوب یہ ہے کہ آپ بارہا فقہا تلامذہ کو حلوا کھلاتے اور اُنسے درخواست کرتے کہ دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ مجھے فرزند صالح سعید عطا فرماوے۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا پس آپ حلوائی معروف ہوگئے۔ آپ کی تالیفات مین سے مبسوط و نوادر وغیرہ معروف ہین۔ سنہ ۴۵۶ھ مین قصبہ کش واقع بخارا مین فوت اور محلہ کلاباد بخارا مین مدفون ہوے۔ عبدالواحد بن علی بن برہان الدین عکبری۔ فقیہ نحوی متکلم لغوی مورخ ادیب تھے ابوالقاسم کنیت تھی۔ حنبلی سے حنفی ہوگئے۔ قدوری رح کے شاگرد ہین اور حدیث ابن بطہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ سے سماعت کی۔ عادت کریمہ یہ تھی کہ کمربندکی ازار نہین پہنتے تھے اور سر کو چادر سے نہ ڈھکتے بسنہ ۴۵۶ھ مین انتقال فرمایا۔ منسوب بجانب عکبر جو دجلہ پر بغداد سے دس فرسخ مشرق ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اسی قصبہ سے ابوالبقا عبداللہ بن حسین عکبری محدث نحوی ادیب حنبلی مؤلف اعراب القرآن ہین جو قریب سنہ ۶۱۶ھ مین فوت ہوے رحمہم اللہ تعالےٰ۔ عبدالعزیز بن محمد نسفی حافظ حدیث ثقہ فقیہ جلیل ہین۔ سلفی نے کہا کہ مین نے موتمن ساجی رح سے آپ کا مرتبہ پوچھا فرمایا کہ مثل ابوبکر الخطیب و محمد بن علی الصوری کے حفاظ حدیث مین سے ہین۔ ابن مندہ نے کہا کہ حفظ و اتقان مین یگانہ تھے اور مین نے ایسا دقیق الخط سریع الکتابۃ و القراءۃ نہین دیکھا۔ مدت تک حافظ جعفر المستغفری سے علم حاصل کیا اور بغداد مین محمد بن محمد بن علان سے بھی استفادہ پایا اور سنہ ۴۵۶ھ مین نسف مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ اسمٰعیل بن احمد بن اسحاق بن شیث رحمہ اللہ تعالےٰ ابوالقاسم الصفار۔ چنانچہ اسی کنیت سے کتاب مین بہت حوالہ ہے۔ فقیہ محدث معروف ہین زاہد ورع متقی صادق تھے امر حق مین کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈرتے۔ بارہا خاقان کو ملامت فرمائی۔ آخر اُس نے آپ کو سنہ ۴۶۱ھ مین شہید کردیا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ مترجم کہتا ہے کہ صحیح حدیث پاک مین ہے کہ جہاد مین افضل جہاد وہ کلمۂ حق ہے جو سلطان جائر کو کہا جاوے۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابوالقاسم الصفار رحمہ اللہ کو یہ افضل جہاد حاصل ہوا انشاء اللہ تعالےٰ پس عمدہ شہید ہوے۔ علی بن حسین السغدی۔ رکن الاسلام چنانچہ اسی لقب و نام سے کتاب مین بہت حوالہ ہے فقہ مین شاگرد شمس الائمہ سرخسی ہین اور شرح سیر الکبیر سرخسی کو اُن سے روایت کیا۔ حدیث ایک جماعت محدثین سے پڑھی و قائع و

نوادر مین مفتی جید ہین۔ شرح جامع کبیر وغیرہ آپ سے یادگار ہین۔ ایام تحصیل مین بہت تنگی سے بسر کرتے تھے اور دولت علم کو دولت فانیہ دنیاویہ پر مقدم کرتے چنانچہ آپ کا قصہ زہد عبرت کا مطولات مین اس امر کا نمونہ ہے کہ علماء آخرت ایسے ہی مردان حق عزوجل ہوتے ہین علی مخدوم جلابی غزنوی از سادات حسنی اولیا مین معروف ہین جامع علم ظاہر و باطن عابد زاہد متقی صاحب کرامات ہین صحاب ابوالقاسم گورگانی و ابوسعید ابوالخیر و ابوالقاسم قشیری محدث وغیرہم ہین لاہور مین آکر رہے ہے سفینۃ الاولیا وغیرہ کتابون مین آپکے مبسوط حالات مندرج ہین۔ اور آپ کی تالیفات مین سے کشف المحجوب بہت متداول ہے اسی کتاب مین آپنے لکھا کہ ایک دفعہ مین ملک شام مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے سوتا تھا خواب مین دیکھا کہ مین مکہ معظمہ مین موجود ہون ناگاہ حضرت سید عالم سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لائے تو مین دیکھتا ہون کہ آپ ایک پیر مرد کو بچون کی طرح گود مین لیے ہوے ہین مین نے ادب سے سلام کیا اور آپکے مبارک قدمون کو چوم لیا اور دل مین خیال کرتا ہون کہ یہ پیر مرد کون ایسا خوش قسمت ہے کہ جسپر آپ ایسے لطف کو مبذول فرما رہے ہین آپنے فوراً مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ یہ ابوحنیفہ مومنین اہل سنت کا امام ہے انتہی کلامہ مترجما۔ سنہ ۴۶۵ھ مین انتقال فرمایا اور لاہور مین اپنی خانقاہ مین مدفون ہوے۔ جلاب محلہ غزنی کا نام ہے۔ احمد بن محمد سمنانی۔ مثل باپ کے اشعری الاعتقاد اور حنفی المذہب تھے فقہ و حدیث مین اپنے والد ماجد کے شاگرد ہین فقیہ محدث معتمد ہین خطیب بغدادی نے آپ سے بھی حدیث کو لکھا ہے۔ قاضی ابوعبداللہ دامغانی کے داماد ہین سنہ ۴۶۶ھ مین انتقال فرمایا۔ کہتے ہین کہ عقیدہ اشعریہ مین بہت غلو فرماتے تھے اقول میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ شیخ موصوف کو آیات بینات و احادیث کریمہ مین عقلی اوہام دوڑانا بہت گران تھا اور تاویلات سے روکتے اور جو مسائل متعلق بصفات مقدسہ حضرت حق سبحانہ تعالے ہین انمین فکر تسبیح و تنزیہ کے سوائے فکر اور اک سے منع فرماتے اور جیسے قدرت اللہ مقدسہ کو اسباب سے منوط تصور کرنے سے روکتے تھے لہذا ارباب مانہ نے انکے احوال کو ایسی عبارت سے تعبیر کیا اور یہ درحقیقت عدم توجہ و توفیق پر مقصود شیخ ہے وقد کان الشیخ فقیہا محدثا ثقۃ صدوقا حسن الاخلاق رحمہ اللہ تعالے واللہ اعلم بالصواب علی بن عبداللہ خطیبی۔ فقیہ زاہد عابد قائم اللیل رقیق القلب موثق و کامل تھے اور جحفہ قریب مدینہ منورہ مین سنہ [illegible]ھ مین فوت ہوے۔ آپ کے واسطے قصص فضائل مطولات مین مذکور ہین اسمعیل بن محمد کماری قاضی ابوعلی الواسطی۔ فقیہ محدث المتوفی سنہ [illegible]ھ ہین اسعد بن محمد کرابیسی نیشاپوری جمال الاسلام ابوالمظفر۔ فقیہ ادیب عالم فروع و اصول ہین سنہ [illegible]ھ مین فوت ہوے۔ شاگرد علاؤ الدین تلمیذ سید الاشرف رحمہ اللہ ہین فروق کرابیسی آپ کی تالیف معروف ہے اس فتاوے مین حوالہ ہے۔ احمد بن محمد ابونصر الفقیہ معروف باقطع فقیہ محاسب شاگرد ابوالحسن القدوری ہین تاتاریون سے جہاد مین آپ کا ہاتھ کٹ گیا تھا

اس سے اقطع کہلائے سنہ ۴۷۴ھ میں فوت ہوئے آپ کی شرح قدوری کا نام شرح القدوری الاقطع اس
عبدالعزیز کتاب میں حوالہ ہے۔ عبدالعزیز بن عبدالرزاق مرغینانی المتوفی سنہ ۴۷۷ھ جامع فروع و اصول ہیں اور
آپ کے چھ بیٹے سب مفتی تھے چنانچہ ایک گھر سے سات مفتی نکلتے تھے مگر منجملہ فرزندان موصوفین کے شیخ
محمد بن علی ابوالحسن علی بن عبدالعزیز مرغینانی اور شمس الائمہ محمود بن عبدالعزیز اوزجندی معروف ہیں۔ محمد بن علی بن محمد
بن الحسین قاضی القضاۃ - ابوعبداللہ الدامغانی - فقیہ معتمد محدث جید ہیں۔ فقہ حسن بن علی صمیری سے اور حدیث
اپنے استاد صمیری و محمد بن علی صوری وغیرہ سے پڑھی اور آپ سے سمعانی کے مشائخ عبدالوہاب بن مبارک
انماطی و حسین بن حسن مقدسی وغیرہم نے روایت کی۔ عقیلی نے لکھا کہ مشائخ میں آپ مانند پہاڑ کے مستحکم و
بلند تھے۔ تدریس میں مثل شیخ ابواسحاق شیرازی کے لطائف و ظرائف وارد ہوتے کہ نزہت خاطر
اہل مجلس ہوتی اور حشمت و مہابت و حسن و تعلی میں امام ابویوسف سے مشابہت دیجاتی تھی سنہ ۴۷۸ھ میں
اسمٰعیل بن محمد فوت ہوئے۔ اسمٰعیل بن محمد حجاجی فقیہ ثقہ حسن الطریقہ تھے سنہ ۴۷۹ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن منصور
احمد ابوالنصر اسبیجابی - المتوفی سنہ ۴۸۰ھ آپ کی شرح مختصر الطحاوی سے اس فتاوے میں بہت حوالہ ہے بعد وفات
سید ابوشجاع کے آپ ہی مرجع انام ہوئے۔ فقہ اپنے ملک کے علما یعنے اسبیجاب واقع سرحد تاتار سے حاصل کی پھر
محمد بن اسحٰق وہاں سے سمرقند میں آکر بحسن اخلاق مفتی و مرجع رہے۔ محمد بن اسحٰق بن ابراہیم ابوالحسن الباقرحی از خاندان
قضاء و فقہ و حدیث ہیں علم حدیث کو ابوالحسین احمد بن محمد واعظ و ابوعلی حسن بن احمد بن شاذان وغیرہم سے
حاصل کیا اور سنہ ۴۸۴ھ میں فوت ہوئے اور آپکے والد ماجد اسحٰق بن ابراہیم المتوفی سنہ ۴۲۹ھ فقیہ فاضل
عبدالکریم محدث صدوق ہیں جن سے خطیب نے احادیث لکھی ہیں عبدالکریم بن ابی حنیفہ اندقی۔ فقیہ زاہد متورع محدث
ہیں فقہ کو ابومحمد بن احمد حلوائی و ابوالطاہر وغیرہ سے پڑھا اور حدیث بھی انھیں سے پڑھی اور آپ سے
علی بن محمد عثمان بن علی البیکندی نے روایت کی ہے سنہ ۴۸۲ھ میں فوت ہوئے۔ علی بن محمد بن الحسین فخر الاسلام
ابوالحسن البزدوی سنہ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے فقیہ ماہر اصول و فروع مرجع انام مفتی حنفیہ تھے حفظ مذہب میں
ضرب المثل ہیں۔ تصانیف مفیدہ بہت یادگار ہیں جیسے اصول میں متن معتمد معروف باصول فخر الاسلام
بزدوی - و شرح مبسوط گیارہ مجلدات میں و شرح جامعین صغیر و کبیر و تفسیر قرآن و غناء الفقہاء و امالی وغیرہ
تالیفات اصول و فروع و تفسیر و حدیث میں ہیں۔ حکایت ہے کہ آپ کے زمانہ میں ایک عالم شافعی المذہب
ہر ایک سے مناظرہ کرتا اور غالب آتا تھا حتے کہ علماء و فضلاء نے جمع ہو کر آپ سے کہا کہ آپ اس عالم سے
مناظرہ فرماویں ورنہ ہم سب شافعی ہوجاوینگے۔ آپنے فرمایا کہ میں مرد گوشہ نشین ہوں مجھے مناظرہ سے
کچھ کام نہیں ہے آخر انکے اصرار سے اس عالم کے پاس گئے۔ اُسنے مناقب شافعی رحمہ اللہ کو بیان کرنا
شروع کیا اور زیادہ زور دیا کہ ہمارے امام نے تین مہینے میں کلام شریف حفظ کر لیا تھا۔ آپنے ایسی باتوں
سے معلوم کیا کہ مرد مجادل ہے اور حقائق فضائل سے خود واقف نہیں ہے فرمایا کہ قرآن مجید تو دین ایمان

اور خود اسکو ایک امیر کے بیان کا دو سالہ دفتر حساب و کتاب ایک بار سنکر حفظ سُنا دیا جس سے وہ سخت شرمندہ ہوا آپ سنہ ۴۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ اقول انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس حکایت میں اہل الفکر کے لیے علماء آخرت اور علماے دنیا کے افتراق کے واسطے تنبیہ لطیف ہے فلیتفکر۔ احمد بن محمد بن صاعد بن محمد استوائی شیخ الاسلام ابو منصور قاضی القضاۃ فقیہ محدث شاگرد صاعد بن محمد یعنے جد خود و محدث ابو سعید صیرفی رح وغیرہم اور آپ سے شیخ زاہر و وجیہ و عبد الخالق وغیرہم نے روایت کی سنہ ۴۸۴ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن الحسین بن محمد بن الحسن البخاری المعروف بخواہرزادہ شیخ الاسلام ابو بکر فقیہ فاضل متبحر ہیں اس فتاوے میں آپ سے بہت کچھ منقول ہے اور اکثر مقام میں امام خواہرزادہ پر اکتفا کیا گیا جس سے آپ ہی مراد ہیں اگرچہ دیگر علما بھی اس لقب سے معروف ہیں۔ فارسی میں اسکے معنے بہن کا بیٹا۔ چونکہ آپ قاضی ابو ثابت محمد بن احمد بخاری کی ہمشیرہ کے فرزند ہیں اُس وقت میں آپ کو تکریم یا الفت سے باین لقب امتیاز دیا گیا جو مشہور ہو گیا۔ حدیث آپ نے شیخ ابو نصر احمد بن علی حازمی اور حاکم ابو عمر محمد بن عبد العزیز قنطری و ابو سعید بن احمد اصفہانی و ابو الفضل منصور بن عبد الرحیم وغیرہم سے سماعت کی اور بخارا میں متعدد مجالس میں حدیث کو املا کیا اور آپ سے عثمان بن علی بیکندی و عمر بن محمد نسفی نے روایت کی۔ محدث سمعانی شافعی رح نے کہا کہ آپ سے ہمکو فقط شیخ عثمان بن علی بیکندی کے واسطہ سے حدیث پہونچی ہے۔ تصانیف آپ کی معروف ہیں از انجملہ مختصر و تجنیس و مبسوط خواہرزادہ ہے کتاب میں بہت حوالہ ہے سنہ ۴۸۳ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن عبد اللہ ناصحی نیشاپوری قاضی القضاۃ ابو الحسن فقیہ محدث ادیب عارف المذہب تھے شاگرد جد خود عبد اللہ ناصحی تلمیذ قاضی ابو الہیثم عن قاضی الحرمین عن القاضی ابی الطاہر الدباس عن القاضی ابی حازم رحمہم اللہ تعالیٰ اور حدیث کو شیخ ابو سعید صیرفی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ الخ حدیث سے سُنا اور بغداد و خراسان وغیرہ میں اُسکو روایت کیا چنانچہ محمد بن عبید ابو احمد دقاق و عبد الوہاب وغیرہم نے آپ سے روایت کی اور عہد سلطان الپ ارسلان میں نیشاپور کے قاضی رہے۔ اکثر شیخ ابو المعالی بن ابو محمد جوینی شافعی سے مسائل میں کلام کرتے اور شیخ موصوف نے جودت طبع کی تعریف فرمائی ہے سنہ ۴۸۴ھ میں بعد سعادت حج سے خراسان میں انتقال فرمایا۔ علی بن الحسین بن علی نیشاپوری ابو الحسن مؤلف تفسیر نیشاپوری۔ فقیہ مفسر ہیں لباس میں سنت طریقہ بہت ملحوظ تھا۔ علم کو حسین بن علی صیمری سے حاصل کیا۔ نیشاپور میں ہونچکر زاہد ہو کر سلاطین سے ملاقات ترک کر دی۔ ایکروز ملک شاہ سلجوقی نے کہا کہ آپ نے ہمارے پاس کیون آنا ترک فرمایا تو کہا کہ اسلیے کہ تو عالمون کی زیارت سے بہتر بادشاہ ہو اور میں بادشاہون کی زیارت سے بدتر عالم نہ ہوں۔ سنہ ۴۶۱ھ میں انتقال فرمایا۔ محمد بن عبد الحمید سمرقندی علاء الدین ابو حامد رحمہ اللہ فقیہ شاگرد شیخ اشرف علوی ہیں ابتدا میں مناظرات کیا کرتے تھے آخر میں ترک کر کے زاہد عابد ہو گئے آپ سے اصول فقہ میں بذل النظر و اعتقاد میں ہدایہ وغیرہ معروف ہیں۔ مؤلف فروق کرابیسی شیخ ابو المظفر جمال الاسلام سعد کرابیسی و شیخ الاسلام

محمد بن احمد

نظام الدین عمر بن صاحب الہدایہ آپکے شاگرد ہین [illegible]ھ مین فوت ہوے - محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی
شمس الائمہ ابوبکر امام علامہ فقیہ محقق معروف ہین اس فتاوے مین آپسے بہت کچھ منقول ہے - ابن کمال پاشا
رومی نے آپ کو طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ابتدا مین اپنے والد کے ساتھ بغداد مین بقصد تجارت
وارد ہوے وہان شیخ شمس الائمہ حلوائی سے بیانتک علوم حاصل کیے کہ برہان الائمہ عبد العزیز بن عمر
بن مازہ و شمس الائمہ محمود بن عبد العزیز اوزجندی اور رکن الدین مسعود اور عثمان بن علی بیکندی آپکے
شاگرد ہین - فضل وکمال مین اوصاف سے مستغنی ہین اور عالم آخرت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بادشاہ کو کلمۂ
حق کہا جس سے وہ رعونت مین بھرا ناخوش ہوا اور آپ کو ایک کنوئین مین قید کیا چنانچہ اس کنوئین کے
منھ پر شاگرد آپسے استفادہ حاصل کرتے اور اسی حال مین آپنے تلامذہ کو مبسوط اپنی زبانی مشرح لکھوائی
اقول ظاہرا یہ حاکم کی کافی کی شرح ہے اور اسی حال مین شرح کتاب العبادات و شرح کتاب الاقرار اپنے
نورانی علم سے لکھوائی ہے چنانچہ اُسکے آخر مین لکھا ہے کہ ہذا آخر شرح کتاب العبادات باوضح المعانی و
اوجز العبارات املاء المحبوس فی محبس الاشرار اور ایک کتاب اصول فقہ و شرح سیر الکبیر املا فرمائی اور جب
کتاب الشروط تک پہونچے تو آپ کو قید سے رہائی ہوئی اور آپ فرغانہ کیطرف چلے گئے وہان امیر حسن نے
بتکریم آپ کو اپنے مکان مین اُتارا اور شاگرد بھی وہان پہونچے تو آپنے شرح مذکور کو کامل کرا دیا - علاوہ انکے
مختصر الطحاوی و کتب امام محمد کی بھی شروح لکھین - آپنے [illegible] ہجری کے دسوین عشرہ مین انتقال فرمایا
رحمہ اللہ تعالے رحمۃ واسعۃ - روایت ہے کہ جب ظالم نے آپ کو قید کرکے اوزجند کی طرف روانہ کیا تو جہان
راستہ مین نماز کا وقت آتا تھا خود بخود آپکے بند کھل جاتے اور آپ تیمم یا وضو سے اذان کہکر تکبیر کے ساتھ نماز
پڑھتے اور سپاہی دیکھتے کہ ایک جماعت سبز پوش آپ کے پیچھے مقتدی ہین جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو
سپاہیون سے فرماتے کہ آؤ میرے ہاتھ باندھو - سپاہی متحیر ہوکر عرض کرتے کہ اے خواجہ ہم حضور سے ایسی
گستاخی اب کیونکر کرسکتے ہین فرماتے کہ مین حکم الٰہی عز وجل کا مامور بندہ ہون جہانتک ممکن ہے اُسکا حکم بجا لایا
کہ قیامت کو مبتلا نہون اور تم لوگ اس ظالم کے تابعدار ہو جہانتک کرسکو کرو تاکہ اُسکے ظلم سے بچو - نقل ہے کہ جب
اوزجند مین پہونچے تو ایک مسجد مین اذان سنکر داخل ہوے - امام نے اقامت کے بعد آستین مین ہاتھ اندر کیے ہوے
تکبیر کہی آپنے انکار کیا تو اُسنے کہا کہ تکبیر مین کچھ خلل ہے فرمایا کہ اندر ہاتھ رکھکر تکبیر کہنا عورتون کی سنت ہے پس
مردون کی سنت کا اقتدار چاہتا ہون کہ آستین سے ہاتھ نکالکر تکبیر کہتے ہین لوگون نے پہچان لیا کہ امام سرخسی ہین -
رحمہ اللہ تعالے رحمۃ واسعۃ تامۃ کاملۃ بفضلہ سبحانہ تعالے - احمد بن عبد الرحمن قاضی جمال الدین ابو النصر ریغدموی
شاگرد والد خود و قاضی ابو زید دبوسی و احمد بن عبد اللہ خیزاخیزی ہین واخذ عنہ ابنہ محمد بن احمد و حفدہ حامد بن محمد
و توفی [illegible]ھ - محمد بن محمد بن الحسین بزدوی - صدر الاسلام ابو الیسر جامع اصول و فروع صاحب تالیفات ہین
شاگرد اسمعیل بن عبد الصادق عن عبد الکریم عن ابی منصور الماتریدی عن ابی الجوزجانی و استاد نجم الدین نسفی و

علاؤالدین محمد بن احمد سمرقندی مؤلف تحفۃ الفقہا سنہ ۵۳۹ھ مین فوت ہوے رحمہ اللہ تعالے۔ محمد بن عبد الحمید بن
عبدالرحیم معروف بہ خواہر زادہ فقیہ محدث ہین مرو مین اسوقت حنفیہ مین آپ سے زیادہ کوئی حدیث دانکی کتابت
مین متوغل نہ تھا۔ سنہ ۴۹۳ھ مین فوت ہوے۔ یحیی بن عبداللہ ناصحی۔ قاضی القضاۃ ابو صالح فقیہ قلیجہ
عارف مذہب شاگرد پدر خود المتوفی سنہ ۴۹۵ھ رحمہ اللہ تعالے۔ علی بن محمد سمنانی۔ فقیہ ابو القاسم
تلمیذ قاضی القضاۃ محمد بن علی دامغانی کبیر واصول وکلام مین شاگرد محمد بن احمد بن الولید رحمہم اللہ تعالے
المتوفی سنہ ۴۹۹ھ یا ۵۰۳ یا ۵۰۷ ہین۔ ولہ روضۃ القضاۃ فی ادب القضاۃ و فی الفقہ والتاریخ۔ احمد بن علی
ترمذی شیخ ابوبکر الوراق۔ فقیہ صاحب بصیرت و ماہر علوم صفات قلب ہین چنانچہ حج کی منزل سے
یہ کہکر واپس ہوے کہ ایک منزل مین مجھ سے سات سو گناہ کبیرہ سرزد ہوے آپ کی تالیف شرح
مختصر الطحاوی معروف ہے اور کتاب مین ذکر ہوا ہے۔ وراق وہ شخص جو قرآن مجید واحادیث وغیرہ کی
کتابت بہت کرتا ہو ظاہرا کتابون کے لکھنے مین مشہور ہون۔ محمد بن جعفر بن محمد بن معتز بن محمد بن مستغفر نسفی
فقیہ محدث ہین۔ عبدالعزیز بن محمد نخشبی یعنے نسفی سنے معجم شیوخ مین آپ کا ذکر کیا اور لکھا کہ آپنے
شیخ یعقوب بن اسحاق اسلامی وعبدالملک بن مروان بن ابراہیم وغیرہ سے حدیث حاصل کی۔
محمد بن احمد بن حمزۃ سمرقندی از سادات حسنی معروف بسید ابو شجاع فقیہ معتمد ہین رکن الاسلام علی
السغدی وحسن ماتریدی کے ہمعصر ہین جس فتوے پر اس زمانہ مین ان تینون کے دستخط ہوتے وہ بہت
معتمد ہوتا تھا۔ اس فتاوے مین آپ سے صریح اقوال بنام معروف منقول ہین۔ ہبۃ اللہ بن احمد بن یحیے
بعلبکی فقیہ عالم شاگرد قاضی ابو جعفر محمد بن احمد عراقی۔ ولہ کتاب فی اختلافات الامام وصاحبیہ رحمہم اللہ تعالے
میمون بن محمد بن محمد مکحولی نسفی۔ ابو المعین فقیہ معروف ہین جنسے علاء الدین ابوبکر محمد سمرقندی مولف تحفۃ الفقہا
نے فقہ حاصل کی آپ کی تالیفات مین سے تبصرہ وتمہید قواعد التوحید ومناہج وشرح جامع کبیر وغیرہ ہین۔
علی بن بندار یزدی قاضی القضاۃ شاگرد قاضی ابو جعفر تلمیذ جصاص رازی ہین جامع صغیر کی شرح لکھی
جس سے تہذیب شرح جامع صغیر والے نے بہت کچھ نقل کیا اور وہ آپ کا پوتا ہے۔ علی بن محمد واسطی
فقیہ معروف تلمیذ ابو عبداللہ بصری شاگرد کرخی ہین واستاد حسین بن علی صیمری رحمہ اللہ۔ اسحق بن شیث
امام صفار اسی لقب سے کتاب مین جابجا حوالہ ہے۔ فقیہ ثقہ ہین برتنون کی تجارت سے صفار کہلاتے تھے حدیث کو
نصر بن احمد بن اسمٰعیل کیسانی سے سماعت وروایت کیا۔ اسمٰعیل بن عبد الصادق فقیہ معتمد ہین شاگرد
عبدالکریم بن موسے بزدوی جد فخر الاسلام استاد ابو الیسر صدر الاسلام جنکا اوپر ذکر ہو چکا۔ احمد
بن اسحاق الصفار شیخ ابو نصر ہمان ابو نصر الصفار مذکور ہے آپ ہی مراد ہین بخارا سے ہجرت کر کے
مکہ معظمہ مین رہے اور وہان آپ سے علم شائع ہوا۔ حافظ حدیث وفقہ ہین۔ حاکم نے تاریخ نیشاپور مین لکھا
کہ آپ حج کے ارادے سے ہماری طرف آئے اور حدیث کو ہر علم مین سے تلاش کیا اور مکہ معظمہ مین

محمد
ساکن رہے۔ اور طائف میں فوت ہوئے۔ محمد بن علی بن الفضل زر بخری۔ شاگرد شیخ شمس الائمہ حلوائی ہیں
جنکے حق میں استاد رحمۃ نے بسبب خدمت والدہ کے اُستاد کی زیارت نہ کرنے کے بددعا فرمائی کہ درس
میں رونق نہ ہو چنانچہ سوائے آپ کے بیٹے بکر کے۔ بخری کے کسی نے آپ سے علم نہیں پایا۔ ور بخر معرب
محمد بن محمد
زر بگر قصبۂ بخارا ہے۔ محمد بن محمد بن احمد بن یوسف عشرت الرویبار خوارزمی۔ امام فقہ و حدیث و ادب ہیں
عطاء
استاد برہان کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ رحمہم اللہ تعالے۔ شیخ عطا ر بن حمزہ۔ سغدی شمس الاسلام
یا شمس الائمہ امام فروع و اصول عارف مذہب ہیں کتاب میں حوالہ آیا ہے مفتی معروف استاد شیخ نجم الدین نسفی ہیں
ابراہیم
چھٹی صدی کے فقہاء و علماء۔ ابراہیم بن محمد بن اسحاق دہستانی۔ مضافات ماژندران کے رہنے والے تھے
شاگرد دھندلی تلمیذ صیمری سے فقہ حاصل کی اور آپ سے عبد الملک بن ابراہیم ہمدانی مؤلف طبقات حنفیہ و
علی
شافعیہ نے پڑھا۔ [illegible]ھ میں فوت ہوئے۔ علی بن عبد العزیز بن عبد الرزاق۔ امام ظہیر الدین
مرغینانی ساکن مرغینان ہیں۔ بعض نے لکھا کہ صاحب خلاصہ کے نانا ہیں اور بعض نے کہا کہ ماموں
ہیں۔ شاگرد والد خود عبد العزیز و برہان کبیر عبد العزیز و سید ابو شجاع وغیرہم۔ آپ سے آپ کے بیٹے
فتاویٰ ظہیریہ
حسن بن علی و احمد بن عبد الرشید والد صاحب خلاصہ وغیرہ نے فقہ حاصل کی اور [illegible]ھ میں فوت
ہوئے۔ کتاب میں آپ سے حوالہ آیا ہے اور بعض مورخین نے لکھا کہ فتاوے ظہیریہ آپ ہی کی تصنیف ہے
محمد بن محمد
اور صحیح یہ ہے کہ فتاوے ظہیریہ کے مؤلف شیخ ظہیر الدین محمد بن احمد بن عمر بخاری ہیں۔ محمد بن محمد
بن ایوب قطوانی مضافات سمرقند کے ہیں۔ شیخ جلیل واعظ مفسر ہیں [illegible]ھ میں نماز جمعہ سے
عثمان
واپسی میں گھوڑے سے گر کر فوت ہوئے۔ عثمان فضلی بن ابراہیم بن محمد از اولاد ابو بکر محمد بن
الفضل ہیں عالم صالح فقیہ محدث ہیں حدیث میں اکثار کیا [illegible]ھ میں فوت ہوئے۔ فتاوے فضلی
سے آپ ہی کا اشارہ ہے اور بعض نے زعم کیا کہ امام ابو بکر محمد بن الفضل کے فتاوے ہیں۔ والاصوب
محمد بن الحسین
ہو الاول۔ محمد بن الحسین ارسابندی فخر الدین ابو بکر ملقب بفخر القضاۃ فقیہ محدث حسن الاخلاق
متواضع تھے۔ فقہ و حدیث میں شاگرد علاء الدین مروزی ہیں۔ سمعانی رحمہ نے کہا کہ شہر مرو میں عبد الرحمٰن
بن محمد کرمانی نے آپ سے حدیث کی روایت فرمائی ہے کیونکہ میری صغر سنی میں آپ نے [illegible]ھ
میں وفات پائی۔ آپ کی تالیف میں تقویم الادلہ مختصر لطیف ہے۔ بکر بن محمد بن علی زرنجری۔ شاگرد
شمس الائمہ حلوائی در فقہ و حدیث اور نیز حدیث کو ابو سہل احمد بن علی ابیوردی و حافظ ابو حفص عمر
بن منصور و یوسف بن منصور و ابراہیم بن علی طبری و حافظ احمد بن محمد بخلی و میمون بن علی و محمد بن
عبد العزیز قنطری وغیرہم محدثین سے روایت کی۔ بالجملہ فقہ و حدیث میں حافظ متقن ضرب المثل
ملقب بہ شمس الائمہ و ابو حنیفۃ الاصغر ہوئے۔ وقائع و نوازل میں معتمد مفتی تھے۔ علم حساب تواریخ
سے بھی ماہر تھے بلخ میں ابو جعفر احمد بن محمد بن احمد نے اور نسف میں محمد بن یعقوب کاشانی اور سمرقند میں

محمد بن علی اور بخارا میں عبد الحلیم بن محمد نے آپ سے روایت حدیث کی۔ سنہ ۵۱۰ھ میں فوت ہوئے۔
محمد بن طاہر بن عبد الرحمٰن سغدی سمرقندی۔ فقیہ جید شاگرد صدر الاسلام ابو الیسر ہیں۔ المتوفی سنہ ۵۱۵ھ
رحمہ اللہ تعالےٰ خلف بن احمد ابو القاسم شاگرد عبد العزیز بلخی فقہاے عراق میں سے ہیں سنہ ۵۱۰ھ
میں فوت ہوئے۔ احمد بن محمد بن الفضل خیزاخیزی۔ فقیہ ابو النصر امام جامع بخارا شاگرد والد خود شیخ
محمد بن الفضل تلمیذ سبذموتی کذا قیل و روی عنہ محمد بن ابو النصر و توفی سنہ ۵۱۵ھ۔ محمد بن احمد بن عبد الرحمٰن
ریغذموتی۔ المتوفی سنہ ۵۱۵ھ فقیہ محدث متدین متورع صاحب سکون و وقار ہیں۔ فقہ و حدیث میں اپنے
والد و جد امجد و سلمان بن ابراہیم بن احمد سرخسی کے شاگرد ہیں۔ محمد بن عبد اللہ بن فاعل مجد الائمہ
سرخکتی۔ مرجع علماء صاحب طریقہ حسنہ تھے شاگرد علماء سمرقند و بخارا اور حدیث میں تلمیذ ابو المعالی محمد
بن محمد بن زید ہیں اور آپ سے ایک جماعت کثیر نے روایت کی اور ضیاء الدین محمود بن ذیحی نے فقہ پڑھی
سنہ ۵۱۸ھ میں فوت ہوئے۔ مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کاشانی۔ ابو المعالی رکن الدین
فقیہ محدث بے نظیر ہیں۔ فقہ میں شاگرد شمس الائمہ سرخسی اور حدیث میں شاگرد ابو القاسم عبید اللہ بن
عمر خطیب کاشانی و ابو النصر محمد بن الحسین کشانی ہیں۔ آپ سے امام صدر شہید حسام الدین نے روایت کی۔
سنہ ۵۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ مختصر مسعودی آپ کی تالیف معروف ہے۔ عبد الملک بن ابراہیم فقیہ
شاگرد ابراہیم بن محمد وستانی۔ متوفی سنہ ۵۲۲ھ۔ حسین بن محمد بن خسرو بلخی۔ حافظ حدیث جامع علوم شرعیہ
مولف مسند ابی حنیفہ مع تخریج متوفی سنہ ۵۲۲ھ۔ عبد العزیز بن عثمان از اولاد محمد بن الفضل معروف بہ فضلی
فقیہ جید عارف مذہب قاضی بخارا جنکی حسن سیرت معاملہ قضا میں معروف ہے۔ متوفی سنہ ۵۳۳ھ۔ عبد العزیز
بن عثمان نسفی۔ فقیہ محدث شاگرد برہان الدین کبیر ہیں صاحب تالیفات حسنہ متوفی سنہ ۵۳۳ھ۔ محمد بن ہبۃ اللہ حلبی قاضی حلب فقیہ زاہد
متوفی سنہ ۵۳۳ھ۔ ابراہیم بن احمد بن اسحٰق بن شیث المعروف بزاہد صفار۔ رکن الاسلام ابو اسحٰق فقیہ متورع زاہد ہیں۔ آپکے آبا و اجداد
فاضل علماء حنفیہ میں سے گذرے ہیں۔ آپ امام وقت عالم عامل ہیں راہ حق میں کسیکی ملامت سے خوف نہ کرتے تھے۔ آپ کو
سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی نے لاکر شہر مرو میں بسایا۔ آپ نے فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور
آثار الطحاوی کو سنا اور سیر کبیر کو ابو حفص سے سنا اور حدیث اپنے والد ماجد اور عمر بن منصور اور عبد الملک
بن عبد الرحمٰن وغیرہم سے سُنی اور صفر یعنے کانسہ کے برتن بیچنے سے صفار کہلاتے تھے۔ کتاب تخلیص الزہد
و کتاب السنہ والجماعت وغیرہ تصنیف فرمائیں۔ حسن بن منصور قاضیخان وغیرہ آپکے شاگرد ہیں سنہ ۵۳۴ھ
میں بخارا میں فوت ہوئے۔ اور حماد بن ابراہیم الصفار آپکے بیٹے عالم محدث جید ہیں باپ کے علاوہ اسمٰعیل
بن احمد بن الحسین البیہقی وغیرہم سے حدیث پڑھی اور سمعانی رحمہ اللہ نے لکھا کہ میری بخارا میں آپ سے
ملاقات ہوئی مگر کچھ سماعت نہیں کی ہے۔ علی بن محمد بن اسمٰعیل بن علی بن احمد سمرقندی اسبیجابی۔
سنہ ۴۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اس فتاوے میں آپ سے بہت نقل ہوا ہے۔ فقیہ عالم معرفت و حفظ مذہب میں

امام وقت ہین - علی بن ابی بکر صاحب ہدایہ وغیرہ سنے آپ سے فقہ پڑھی - مختصر طحاوی ومبسوط وغیرہ کے شروح آپ سے معروف ہین ۵۳۵ھ مین فوت ہوے - محمد بن محمد بن الحسین - منہاج شریعہ امام وقت ہین صاحب ہدایہ نے کہا کہ مین نے کثرت علم وفضل وبرکت مین آپ کا مثل نہین دیکھا ۵۳۵ھ مین فوت ہوے - عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ - ابو محمد حسام الدین صدر الشہید فتاوے مین صدر الشہید و حسام الدین والصدر الحسام وغیرہ سے آپ کا ذکر خیر ہے - فقیہ محدث امام معتمد ہین شاگرد برہان کبیر عبد العزیز یعنے والد خود اور باہیبت وتمکین تھے صاحب محیط وصاحب ہدایہ وغیرہ نے آپ سے علم پڑھا - تالیفات کثیرہ رکھتے ہین از انجملہ فتاوے کبرے وصغرے وشرح ادب القاضی للخصاف شرح جامع صغیر - واقعات وشرح منتقی وغیرہ ۵۳۶ھ مین ایک کافر کے ہاتھ سے شہید ہوے - عبد المجید تلیسی ہردی - شاگرد فخر الاسلام بزدوی وغیرہ وقاضی بلاد روم المتوفی ۵۳۶ھ - عبد الغافر فقیہ محدث جید مولف کتاب مجمع الغرائب فی غریب الحدیث المتوفی ۵۳۷ھ - عمر بن محمد بن احمد بن اسمعیل نسفی معروف بمفتی الثقلین - یعنے مشہور ہے کہ آپ سے جن وانس دونون فتوے لیتے تھے - ابو حفص کنیت ونجم الدین لقب تھا - اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے - فقیہ محدث جید - نحوی ادیب لغوی حافظ ہین شاگرد صدر الاسلام ابو الیسر وغیرہ وایک جماعت کثیر جنکو خود ایک جلد مین جمع کیا ہے اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد نسفی ابو اللیث احمد بن عمر نے پڑھا اور صاحب ہدایہ وابو بکر احمد بلخی معروف بہ ظہیر نے آپ سے بعض آپ کی تصانیف کو پڑھا اور عمر بن محمد عقیلی نے آپ سے روایت کی - تصانیف کثیرہ رکھتے ہین از انجملہ التیسیر - النجاح فی شرح اصحاح شرح بخاری شریف جسکے خطبہ مین اپنی اسناد کو مصنف تک پچاس طرق سے بیان کیا ہے - منظومۃ الفقہ - المواقفیہ طلبۃ الطلبہ شرح الفاظ کتب حنفیہ - نظم جامع صغیر وغیرہ ۵۳۷ھ مین فوت ہوے اور متن معروف کنز الدقائق آپ کی تصنیف نہین بلکہ حافظ الدین نسفی رحمہ اللہ کی ہے - واضح ہو کہ اہل عرب جب کسی سے ملاقات کرنا نہین چاہتے تو کہدیتے ہین انصرف یعنے پھر جا اور واپس جا اور اصطلاح نحو مین منصرف وہ لفظ جسپر کسرہ وتنوین بقبول اعرابی منع ہو اور غیر منصرف وہ کہ جسپر کسرہ وتنوین نہ آوے لیکن جب وہ نکرہ کر دیا جاوے تو منصرف ہوجاتا ہے اور اسکو منکر کہتے ہین اور محاورہ مین جس شخص کی شناخت ومعرفت سے انکار کیا جاوے وہ منکر ہے اب ایک لطیفہ سنیئے کہ ہمارے شیخ نجم الدین رحمہ اللہ جب مکہ معظمہ پہونچے تو وہان علامہ زمخشری مجاور گوشہ نشین تھے اُنسے ملاقات کو گئے اور دروازہ بجایا اُنھون نے پوچھا کون ہے کہا کہ عمر - جواب دیا کہ انصرف یعنے مین نہین ملونگا تم لوٹ جاؤ - شیخ نے اسکو نحوی لطیفہ مین ملایا کہ عمر منجملہ ان الفاظ کے ہے کہ جو غیر منصرف ہوتے ہین اور زمخشری کے جواب مین کہا کہ یا شیخ عمر منصرف نہین ہوتا ہے علامہ نے فوراً جواب دیا کہ اذا نکر صرف - جب منکر کیا جاوے تو منصرف ہوجاتا ہے یعنے جب اسکی شناخت سے مالک مکان انکار کرے تو واپس ہوجاوے اور لطیفہ یہ کہ لفظ عمر جبتک معرفہ ہو غیر منصرف ہے اور اگر کسی نکرہ چیز کا نام رکھا جاوے تو منصرف ہوجائیگا - فافہم

محمود بن عمر زمخشری ابوالقاسم ملقب بفخر خوارزم اور بسبب مجاورت مکہ کے ملقب بجار اللہ۔ مرد معتزلی لغوی ادیب نحوی بلیغ ہین تفسیر کشاف دقائق واساس وربیع ومفصل ومقامات وغیرہ تصانیف کثیرہ رکھتے ہین اعتقاد مین معتزلی اور فروع مین حنفی تھے۔ تفسیر مین نحو وبلاغت وبیان کے سوائے علم تفسیر سے غافل ہین اس سبب سے کہ کلام الٰہی سبحانہ کے معانی بزبان پاک حضرت رسالت صلعم وصحابہ وتابعین حاصل ہوے اور علامہ کو بسبب بیماری اعتزال کے حدیث مین غفلت سے اکثر موضوع احادیث سے استدلال کیا اور سور تعبیر دعن باکابر سے کام لیا اسی لیے بعض ائمہ علمار نے اس کتاب پر نظر کرنا حرام لکھا مترجم کہتا ہے کہ بیشک بعض مقامات مین آنحضرت صلعم وصحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم پر بھی طعن نکلتا ہے اگرچہ مولف کا مقصود نہو ولیکن مرویات تابعین وصحابہؓ مین سے بہت کچھ لکھتا ہے اگرچہ اُنکی تحقیق نہین جانتا اور صحیح و ضعیف وموضوع مین فرق نہین کرسکتا اسیواسطے بہت خوفناک چیز ہوگئی اور میرے نزدیک جن لوگون نے اسکو مرویات سے غافل کہا تو شاید یہی غفلت مراد ہوگی ورنہ کثرت سے اقوال کو معلق لایا ہے اور ایسی غفلت بغیر معرفت علم حدیث وآثار کے اور بغیر طریقہ سنت کے ممکن الزوال نہین ہے چنانچہ بیضاوی رحمہ اللہ نے بھی جابجا اُسی کی تبعیت مین غلطی اُٹھائی ہے چنانچہ مرد متدین عارف بصیر غیر متعصب کو دونون تفاسیر اور تفسیر محدث محقق حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ دیکھنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے اور صاحب سراج المنیر نے جابجا نقل موضوعات پر طعن کیا ہے۔

علی — علی بن عراق بن محمد خوارزمی ابوالحسن فقیہ معروف مولف تفسیر خوارزمی متوفی ۵۳۹ھ۔

عبدالرشید — عبدالرشید بن ابی حنیفہ بن عبدالرزاق ولوالجی۔ ابوالفتح ۴۶۷ھ شہر ولوالج واقع بدخشان مین پیدا ہوے اور شیخ ابوبکر القزاز وعلی بن حسن برہان بلخی سے فقہ پڑھی اور ۵۴۰ھ مین فوت ہوے فقیہ محقق معتمد مولف فتاوے ولوالجیہ ہین۔ کتاب مین اس فتاوے سے بہت کچھ منقول ہے۔

محمد — محمد بن یوسف بن احمد قنطری نیشاپوری۔ شاگرد ابوالفضل کرمانی فقیہ المتوفی ۵۴۰ھ۔

احمد — احمد بن صدر الاسلام بزدوی ابوالمعالی صدر الائمہ فقیہ مفتی المتوفی ۵۴۲ھ۔ نزدہ قلعہ نسف سے ہے۔

طاہر — طاہر بن احمد بن عبدالرشید بن الحسین بخاری۔ فقیہ مجتہد فی المسائل بقول ابن کمال پاشا علامہ فرید شاگرد اپنے والد واپنے ماموں ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی وحماد بن صفار وقاضی خان کے ہین ۵۴۲ھ مین فوت ہوے۔ خلاصۃ الفتاوے و خزانۃ الواقعات ونصاب معروف ومشہور ہین۔ اس فتاوے مین آپ کی تصانیف سے بہت حوالہ ہے مطلق واقعات سے یہی کتاب مراد ہے بخلاف واقعات ناطفی وواقعات حسامیہ کے۔

حسن — حسن بن علی بن عبدالعزیز مرغینانی۔ ظہیر الدین کبیر فرغانہ کے قصبہ مرغینان کے رہنے والے تھے۔ فقیہ محدث معروف ومشہور ہین شاگرد برہان الدین کبیر وشمس الائمہ اوزجندی وزکی الدین خطیب مسعود بن حسن کاشانی تلمیذ سرخسی۔ واستاد طاہر صاحب خلاصہ وظہیر الدین محمد بن احمد صاحب فتاوے ظہیریہ وقاضی خان اوزجندی وغیرہم المتوفی ۵۴۲ھ رحمہم اللہ تعالےٰ۔ آپ کے اقوال غنیہ کا بہت حوالہ مذکور ہے۔

عبدالرحمٰن — عبدالرحمٰن بن محمد کرمانی۔ ابوالفضل

رکن الدین ورکن الاسلام شاگرد فخر القضاۃ محمد بن حسین ارسابندی واستاذ عبدالغفور بن لقمان کردری و
محمد بن یوسف سمرقندی و عمر بن عبدالکریم بخاری وغیرہم۔ مؤلف تجرید مع شرح مسمّے بایضاح و شرح جامع کبیر
و فتاوے واشارات وغیرہ۔ المتوفے سنہ ۵۴۲ھ۔ شیخ عبدالغفور بن لقمان نے استاد کے تجرید کی شرح
بسیط مسمّے بالمفید والمزید لکھی ہے جس سے حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔ محمد بن محمد بن محمد شیخ رضی الدین سرخسی محمد
معروف بہ امام سرخسی تلمیذ صدر الشہید رحمہ اللہ مؤلف محیط دس مجلد و محیط چار مجلد و محیط دو مجلد اور ہر سہ کا
مجموعہ محیط رضوی و محیط سرخسی کہلاتا ہے جس سے اس فتاوے میں بہت حوالہ ہے المتوفی سنہ ۵۴۴ھ ہجری۔
محمد بن عبدالرحمٰن بخاری علاء الدین زاہد استاذ صاحب ہدایہ و عمر بن محمد عقیلی و شاگرد احمد بن عبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن
ریغذمونی المتوفے سنہ ۵۴۶ھ۔ علی بن حسن بن محمد بلخی ابوالحسن برہان بلخی شاگرد برہان الدین کبیر عبدالعزیز علی
واستاد عبدالرشید ولوالجی و محمد بن یوسف عقیلی و برادرانش وغیرہم المتوفے سنہ ۵۴۸ھ۔ احمد بن عمر بن احمد احمد
نسفی ابوالليث مجد النسفی شاگرد والد خود محدث جید و آپ سے سمعانی نے صرف ملاقات پائی سنہ ۵۵۱ھ میں
مکہ رجح کے راستہ میں قطاع الطریق کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عثمان بن علی بن محمد بیکندی بخاری۔ عثمان
ابوعمرو فقیہ محدث متورع عابد زاہد شاگرد امام ابوبکر محمد بن ابی سہل سرخسی و استاذ صاحب ہدایہ
وغیرہم سنہ ۵۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ بیکند قریب بخارا کے ایسا شہر تھا جس میں ہزار مکان فقط فقرا کے تھے
سمعانی نے کہا کہ میں نے اسکے آثار خود دیکھے ہیں یعنے بعد ویران ہو جانے کے یہ نشان ظاہر تھے۔
محمد بن مسعود بن الحسین کاشانی۔ شیخ ابوالفتح فقیہ متبحر ہیں شاگرد اپنے والد مسعود مؤلف مختصر مسعودی و محمد
ابوالقاسم علی بن احمد کلاباذی وغیرہ۔ عہدۂ قضا پر جید نہیں تھے۔ سنہ ۵۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ صاعد صاعد
بن محمد بن عبدالرحمٰن بخاری اصفہانی ابوالعلاء ابن الرامسندی فقیہ محدث شاگرد علی بن عبداللہ خطیبی
المتوفے سنہ ۵۵۲ھ۔ احمد بن علی بن عبدالعزیز بلخی۔ ابوبکر ظہیر بلخی۔ شاگرد نجم الدین نسفی و مرغینانی و احمد
اسبیجابی وغیرہم مؤلف شرح جامع صغیر المتوفے سنہ ۵۵۳ھ۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری عبدالرحمٰن
خرقی شاگرد جمال الدین ابوالنصر ریغذمونی المتوفے سنہ ۵۵۳ھ۔ ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ عقیلی ہبۃ اللہ
فقیہ فاضل اور مؤلف تاریخ حلب کمال الدین عمر بن احمد کے دادا ہیں المتوفے سنہ ۵۵۳ھ۔ محمد بن محمد
ابی بکر صابونی بزدوی۔ ابوالطاہر شاگرد ابراہیم الصفار و احمد بن عبدالرحمٰن و ابوالیسر بزدوی اور بخارا
میں آپ سے سمعانی شافعی نے حدیث لکھی المتوفے سنہ ۵۵۳ھ۔ محمد بن نصر بن منصور مدینی شاگرد محمد بن نصر
صدر الاسلام بزدوی و فخر الاسلام بزدوی اور سمعانی نے کہا کہ میں نے آپ سے ابوالعباس
مستغفری کے دلائل النبوۃ کو سنا ہے۔ المتوفے سنہ ۵۵۵ھ۔ محمد بن یوسف حسینی ابوالقاسم محمد بن یوسف
ناصر الدین سمرقندی امام جلیل القدر مفسر محدث فقیہ واعظ مجتہد تھے مؤلف کتاب نافع۔ وفتاوے کتاب نافع
ملتقط و خلاصۃ المفتی وغیرہ جنسے اس فتاوے میں حوالہ بھی ہے المتوفے سنہ ۵۵۶ھ۔ حسن بن فخر الاسلام حسن

علی

بزدوی۔ شاگرد عم خود شیخ صدر الاسلام بزدوی المتوفی ۵۵۲ھ۔ **علی بن مسعود بن الحسین کشانی**۔ فقہ اپنے چچا مسعود بن الحسین مولف مختصر مسعودی و برہان الائمہ کبیر و محمد بن الحسین ارسابندی سے حاصل کی

عبد الغفور

ابو اعظم الحقانی و قد سمع منہ السمعانی رح المتوفی ۵۶۲ھ۔ **عبد الغفور بن لقمان کردری**۔ ابو المفاخر شرف القضاۃ تاج الدین شمس الائمہ منسوب بشہر کردر واقع خوارزم عابد زاہد شاگرد ابو الفضل عبد الرحمٰن بن محمد کرمانی و مولف مفید و مزید و متن اصول الفقہ و شرح جامع صغیر و کبیر شرح زیادات از اسناد خود کتاب حیرۃ الفقہاء و کتاب کلمات کفریہ۔ المتوفی ۵۶۲ھ۔ اس فتاوے مین بعض تصانیف سے قلیل حوالہ ہے

محمد بن صدر شہید

محمد بن صدر الشہید حسام الدین۔ شاگرد فقہ و حدیث مین اپنے والد کے ہین بغداد مین اپنے والد سے حدیث روایت بھی فرمائی اور ۵۶۳ھ مین فوت ہوے۔

جعفر

جعفر بن عبد اللہ بن ابی جعفر قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ دامغانی۔ دامغان واقع خراسان کے فقیہ محدث مشہور ہین فتاوے مین آپ سے نقل ہے ۵۶۸ھ مین فوت ہوے۔

محمد بن محمود

محمد بن محمود فخر الدین سجستانی۔ فقیہ حمید المتوفی ۵۸۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر المعروف بہ امام زادہ جوغی۔ واعظ صوفی مفتی بخارا۔ شاگرد حمید الائمہ سرخکتی و شمس الائمہ بکر زرنجری و رضی الدین نیشاپوری وغیرہم و تصوف مین مرید خواجہ یوسف ہمدانی کے۔ آپ سے برہان الاسلام زرنوجی و عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی و شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری نے فقہ پڑھی۔ سمعانی نے بخارا مین آپ سے روایت لکھی مولف شرعۃ الاسلام فقہ مین و آداب الصوفیہ تصوف مین معروف ہین۔ مصنف جواہر مضیہ نے لکھا کہ مین نے شرعۃ الاسلام کو دیکھا نہایت مفید کتاب ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ مین بھی پائی جاتی ہے اگر وہی ہو لیکن شک نہین کہ موجودہ نسخہ مین بہت سے احادیث موضوعہ واہیہ منکرہ داخل ہین لہذا سمعانی رح کی شاگردی سے گمان قوی ہے کہ یہ وہ شرعہ نہین ہے یا اسمین تحریف و تغیر کی گئی ہے واللہ اعلم۔

محمد بن ابی القاسم

محمد بن ابی القاسم خوارزمی ابن المشائخ بقالی رحمہ اللہ فقیہ محدث حسن الاعتقاد کریم النفس ہین مورخ نے لکھا کہ شاگرد علامہ جار اللہ زمخشری ہین انھین سے علوم پڑھے اور حدیث بھی اُنسے سُنی اور دیگر محدثین سے حاصل کی ۵۶۲ھ مین فوت ہوے۔ مورخ نے علوم کثیرہ کا عالم ہونا بیان کیا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ حدیث مین استاد زمخشری خود محض بے اعتبار ہین تو شاگردی بھی حرف گیری سے خالی نہین بلکہ مورخین کی توسیع تحریر مبالغہ پر محمول ہو کر ساقط ہو جاتی ہے حالانکہ اسلام کے علوم نہایت تاکید سے ہدایت کرتے ہین کہ یقینی سچ کہو اور وہ بھی تھوڑا ورنہ دراز تقریر کو قطعی نہ کرو۔ بالجملہ زبان عربی و نحو وغیرہ کے ماہر تھے اور علوم فقہیہ مین بھی تالیفات رکھتے ہین اور منجملہ تالیفات کے ایک فتاوے جمع التفاریق۔ اذکار الصلوٰۃ تنبیہ علی اعجاز القرآن وغیرہ معروف ہین۔ اس فتاوے مین بقالی سے حوالہ منقول ہے اور مورخ نے کہا اسطرح دال وغیرہ بیچنے سے بقال کہلائے۔ مترجم کہتا ہے کہ مجھے یہ تحریر مورخ کی رسالے معلوم ہوتی ہے جسمین سہو ہوا کیونکہ ایسے شخص کو قامی پوستے تھے البتہ ہندوستان مین یہ رواج ہے اور وہان اسمین تامل ہے

ہان ترکاری فروشی سے نسبت ہوسکتی ہے واللہ اعلم۔ عالی بن ابراہیم ناصرالدین ابوعلی غزنوی اصولی ونقیہ مفسر مولف مشارع مع شرح منابع در فقہ وغیرہ المتوفی سنہ ۵۸۲ھ۔ احمد بن محمد بن عمر ابوالنصر زاہدالدین عتابی ساکن عتاب محلہ بخارا عالم زاہد متبحر معروف۔ مولف بسیط شرح زیادات عتابی و فتاوے عتابیہ جنسے اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے و شروح جامع صغیر و کبیر وغیرہ المتوفی سنہ ۵۸۶ھ ہجری۔ عمادالدین بن شمس الائمہ بکر زرنجری۔ شاگرد والد خود و استاد جمال الدین عبیداللہ بن ابراہیم محبوبی و شمس الائمہ بکر بن عبدالستار کردری وغیرہ المتوفی سنہ ۵۸۷ھ۔ ابوبکر بن مسعود بن احمد کاشانی۔ ملک العلماء علاءالدین شاگرد علاءالدین محمد سمرقندی مؤلف تحفۃ الفقہاء و میمون مکحولی و مجدالائمہ سرخکتی و استاد پسر خود محمود بن ابی بکر و احمد بن محمود مولف مقدمہ غزنویہ ہین۔ آپ کی تصانیف مین سے بدائع شرح تحفۃ الفقہاء و سلطان المبین فی اصول الدین بہت عمدہ ہین ۵۸۷ھ مین فوت ہوئے۔ احمد بن محمود بن ابوبکر صابونی فقیہ فاضل ہین۔ صابون بناتے تھے آپنے اصول مین ہدایہ وکفایہ اور کلام مین بھی ہدایہ و مختصر ہدایہ تالیف کین۔ شمس الائمہ کردری آپکے شاگرد ہین ۵۸۰ھ مین فوت ہوئے۔ عبدالکریم بن یوسف بن محمد ساکن دینار واقع استرآباد ابوالنصر علاءالدین دنیاری حاوی فروع و اصول مولف فتاوے دیناری۔ المتوفی ۵۹۰ھ۔ ابن النجار نے کہا کہ مین نے آپ کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہین پائی۔ مطہر بن الحسین بن سعد قاضی القضاۃ جمال الدین یزدی خاندان علماء و فضلا مین سے جلیل القدر ہین جامع صغیر زعفرانی کی شرح تہذیب نام لکھی اور مشکل الآثار طحاوی اور نوادر ابواللیث کو ملخص و مختصر کیا۔ ایک فتاوے اور شرح مختصر القدوری لکھی۔ رکن الدین محمد بن عبدالرشید کرمانی مولف جواہر الفتاوے آپکے شاگرد ہین سیوطیؒ نے حسن المحاضرہ مین لکھا کہ آپکے ماتحت بارہ مدارس تھے جنمین بارہ سو طلبا پڑھتے تھے سنہ ۵۹۱ھ مین فوت ہوئے۔ حسن بن منصور بن محمود اوزجندی فخرالدین قاضیخان۔ امام مشہور معروف مجتہد فی المسائل شاگرد محمود بن عبدالعزیز اپنے دادا اور ظہیرالدین مرغینانی و ابواسحق بن ابراہیم صفاری ہیں و استاد جمال الدین محمود حصیری و شمس الائمہ کردری و نجم الائمہ وغیرہ ہین تالیفات مین سے فتاوے قاضی خان و شرح زیادات و جامع صغیر و ادب القضاء وغیرہ معروف ہین۔ قاسم بن قطلوبغا نے کہا کہ قاضیخان نے جس مسئلہ کی تصحیح کی وہ اور وں پر مقدم ہوگی کہ وہ فقیہ النفس ہین سنہ ۵۹۲ھ مین فوت ہوئے۔ یوسف بن حسین بن عبداللہ بدر ابخشی شاگرد برہان بلخی ۵۹۳ھ مین دمشق مین فوت ہوئے۔ احمد بن محمد بن محمود غزنوی شاگرد محمد بن علی علوی حسنی و صاحب بدائع تلمیذ صاحب تحفۃ الفقہاء وغیرہ مؤلف روضہ و مقدمہ غزنویہ وغیرہ المتوفی سنہ ۵۹۳ھ۔ علی بن ابی بکر مرغینانی برہان الدین ابوالحسن صدیقی المتوفی سنہ ۵۹۳ھ۔ فقیہ فاضل جید زاہد عابد پرہیزگار ہین آپکے فضل کا قاضیخان وغیرہ نے اقرار کیا۔ شاگرد مفتی الثقلین نجم الدین نسفی و صدر شہید حسام الدین و صدر شہید تاج الدین و ضیاءالدین بیدنجی و عثمان بیکندی و قوام الدین احمد بن عبدالرشید والد صاحب

علی بن ابراہیم
احمد بن محمد
شرح زیادات عتابی
فتاوے عتابیہ
علاءالدین
ابوبکر
تحفۃ الفقہاء
احمد صابونی
عبدالکریم
دیناری
مطہر
جواہر الفتاوے
سیوطی
حسن بن منصور
قاضیخان
فتاوے قاضیخان
یوسف
احمد بن محمود
مقدمہ غزنویہ
علی بن ابی بکر مرغینانی
صاحب ہدایہ
593H.

خلاصۃ الفتاوے و بہاء الدین علی اسبیجابی وغیرہم - مولف کتاب معرفت متداول ہدایہ وکفایہ و منتقی و تجنیس و
مزید و مختارات النوازل وغیرہ جسمین سے ہدایہ بہت معروف و متداول ہے آپکے شاگرد جم غفیر شل آپ کی
اولاد و شیخ الاسلام جلال الدین محمد و نظام الدین عمر اور پوتے شیخ الاسلام عماد الدین بن ابی بکر اور مثل
شمس الائمہ کردری و جلال الدین محمود استروشنی و برہان الاسلام زرنوجی وغیرہم - آپکے نصائح مین سے
یہ مضمون محفوظ ہے کہ فرمایا جو شخص عالم ہوکر شرع الٰہی مین ہتک کرے وہ بڑا فتنہ ہے اور جو شخص جاہل ہوکر عام
عابد بنے وہ اس سے بڑھکر فتنہ ہے پس مومن دیندار کیلیے دنیا مین یہ دو بڑے فتنہ ہین قال المترجم تجاوز اللہ
عن سیاتہ وغفرلہ والدیہ اولادہ ہر عالم کو اپنی ذات پر خوف ہے کہ شاید ان دونون سے ایک کا مصداق نہ ہو الہذا
مترجم بھی اہل الحق سے مستدعی ہے کہ اسکے لیے خالصًا لوجہ اللہ تعالٰے دعا فرماوین کہ اسکا خاتمہ بخیر ہو آمین
یا ارحم الراحمین - شیخ موصوف یعنے صاحب ہدایہ رحمہ اللہ تعالٰے سے روایت ہے کہ سبق کو چہارشنبہ کے
روز شروع کرانے کا انتظار کرتے اور یہ حدیث روایت کرتے کہ مامن شئے بدی یوم الاربعاء الاتم یعنے جو چیز
روز چہارشنبہ کو شروع کیجاوے وہ پوری ہی ہوجاتی ہے مترجم کہتا ہے کہ فاضل لکھنوی[1] مرحوم مغفور نے کتب
حدیث مین سے بھی اسکا نشان پایا ہے چنانچہ فاضل مرحوم کے فوائد بہیہ مین دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے - اور
شیخ موصوف فرماتے کہ امام ابوحنیفہ رح بھی کیا کرتے تھے - قال المترجم بعض روایات مین روز چہارشنبہ کی نسبت
نحس مستمر مروی ہوا ہے اور دیگر روایات سے اسکی تفسیر ظاہر ہوئی کہ کافرون و منافقون و مشرکون کے حق مین ہمیشہ
کیلیے بعد ہلاک قوم ہود کے یہ استمرار ہوا لہذا جو شخص مومن ہو ضرور انشاء اللہ تعالٰے اُسکے حق مین یہ روز
مبارک ہوگا اسیواسطے اقوام ہندوستان بسبب عدم ایمان کے اس روز مبارک کے اپنے اوپر منحوس
ہونیکے معتقد ہین فلیتنبہ واللہ اعلم - عمر بن عبد الکریم بخاری بدر الدین فقیہ شاگرد ابوالفضل کرمانی و استاد
شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری المتوفی سنہ ۵۹۶ھ - عمر بن محمد بن عمر شرف الدین ابوحفص عقیلی از اولاد
عقیل بن ابی طالب یعنے العین شاگرد صدر شہید و جمال الدین رشید مولی و استاد شمس الائمہ کردری وغیرہ المتوفی
۵۷۶ھ - محمد بن عمر بن عبد اللہ نیشاپوری شیخ ابوبکر رشید الدین امام فقیہ معتمد مولف فتاوے رشید الدین جس
سے اس کتاب مین بہت حوالہ ہے اور شرح تکملہ وغیرہ معروف و مشہور ہین ۵۹۸ھ مین فوت ہوے -
احمد بن محمد خطیب خوارزم موفق الدین شاگرد نجم الدین نسفی و جار اللہ زمخشری و استاد ناصر الدین مولف
لغت مغرب وقد ذکرہ السیوطی فی البغیہ و توفی سنہ ۵۶۸ھ - حسن بن خطیر ابوعلی نعمانی فقیہ محدث مفسر وغیرہ
کہتے تھے کہ مین نے مذہب امام ابوحنیفہ رح کو نقل کیا اور اپنے اجتہاد کے موافق اُسکی تائید و تشئید کی ہے حمیدی کی
جمع بین الصحیحین کی شرح تمام لکھی اور ایک کتاب خلاف صحابہ و تابعین و فقہاء مین تصنیف فرمائی ۵۹۸ھ
مین وفات پائی - علی بن احمد مکی حسام الدین رازی مفتی بمذہب حنفیہ مولف شرح قدوری بنام
خلاصۃ الدلائل و تنقیح المسائل - اسی کو صاحب جواہر مضیہ نے حفظ کیا اور اُسکی احادیث کی بسیط تخریج لکھی

[1] یعنی مولوی عبد الحی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

سنہ ۵۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ مسعود بن شجاع بن محمد شیخ برہان الدین فقیہ شاگرد برہان الدین بلخی۔ واستاد محمد بن یوسف
ابہنیں و داؤد بن ارسلان وغیرہ المتوفی سنہ ۵۹۹ھ۔ محمد بن یوسف بن علی غزنوی بغدادی۔ محدث جلیل مستند
شاگرد فقہ میں عبد الغفور بن لقمان کردری کے اور حدیث میں ابو الفضل بن ناصر وغیرہ کے واستاد رشید عطار و شیخ
منذری باجازت المتوفی سنہ ۶۰۱ھ۔ محمد بن عراق قزوینی معروف بہ طاؤسی شاگرد رضی الدین نیشاپوری
واستاد جم غفیر المتوفی سنہ ۶۰۰ھ۔ احمد بن محمد بن نوح غزنوی جمال الدین فقیہ فاضل استاد حسن بن علی نحوی
ومؤلف فتاوےٰ حاوی قدسی اور چونکہ شہر قدس میں اسکو جمع کیا اسلیئے حاوی قدسی نام رکھا المتوفی سنہ ۶۰۰ھ
حسین بن علی عماد الدین ابو القاسم لامشی محدث فقیہ ثقہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں کسی کی ملامت سے
خوف نہ کرتے شاگرد شمس الائمہ حلوائی اور حدیث میں ابو بکر محمد بن الحسن بن منصور نسفی مؤلف واقعات و فتاوے
احمد بن موسےٰ کشی شاگرد نجم الدین نسفی ومؤلف مجموع النوازل جنمیں شیخ ابو اللیث سمرقندی و ابو بکر محمد
بن الفضل اور ابو حفص کبیر وغیرہم کے فتاوے جمع کر دیئے۔ زیاد بن الیاس فرغانی استاد صاحب ہدایہ وغیرہ
حسن بن نصر بن ابراہیم الحاکم الکشنی۔ شاگرد مسعود بن الحسین صاحب مختصر مسعودی اور خود مرتبہ حاکم تک پہنچے
احمد بن عبد الرشید بخاری۔ فقیہ نبیہ معروف مؤلف شرح جامع صغیر استاد صاحب ہدایہ و پسر خود مؤلف خلاصہ
رضی الدین نیشاپوری مؤلف طریقۂ رضویہ واستاد رکن الدین امام زادہ محمد بن ابو بکر و فضل کرمانی و طاؤسی
وغیرہم۔ حماد بن ابراہیم الصفاری قوام الدین بخاری عالم فقیہ فاضل واستاد برہان الاسلام زرنوجی و افتخار الدین
صاحب خلاصہ وغیرہ۔ محمود بن عبد العزیز اوزجندی شمس الائمہ شاگرد امام سرخسی۔ محمد بن ابی بکر معروف
بہ حمیر الوبری خوارزمی اس فتاوے میں آپکے معروف نام سے حوالہ آیا ہے شاگرد ابو بکر محمد بن علی زرنجری و مؤلف
کتاب الاضاحی وغیرہ۔ چونکہ وبر یعنے اونٹ کے بالوں کا کام کرتے لہذا وبری کہلاتے تھے۔ عبد الکریم بن محمد
مدینی رکن الائمہ صباغی اور کبھی اس فتاوے میں فقط رکن صباغی پر اقتصار ہوا ہے شاگرد صدر الاسلام ابو الیسر
بزدوی و استاد نجم الدین مختار زاہدی مؤلف قنیہ وغیرہ اور مؤلف شرح قدوری وغیرہ۔ عمر بن محمد بن عبد اللہ
بسطامی۔ شیخ ابو شجاع بلخی فقیہ حافظ محدث جید مفسر جامع استاد صاحب ہدایہ اور خود بڑے مشائخ سے
اجازت حاصل رکھتے تھے اسیواسطے فتاوے میں بعض مقام پر آپ کی نسبت یعنے مشائخ معروفین سے
کہا کہ وہ بڑا شخص ہے اور اسکے مشائخ بڑے بڑے عالی ہیں سمعانی شافعی نے آپ سے مرو اور بلخ و ہرات و
بخارا و سمرقند میں حدیث سنی کما ذکرہ بنفسہ فی کتاب الانساب۔ اشرف بن ابو الرضا محمد بن السید ابو شجاع بغدادی
استاد عبد المجید بن اسمعیل قاضی بلاد روم و علاء الدین محمد سمرقندی وغیرہم۔ عبد العزیز بن عمر بن مازہ ابو محمد
برہان الدین کبیر و برہان الائمہ و الصدر الماضی و الصدر الکبیر ان القاب سے ظاہر ہے کہ بڑے فقیہ جید امام تھے شاگرد
امام سرخسی شہید حلوانی و استاد صدر سعید تاج الدین و صدر شہید حسام الدین یعنے دونوں فرزند رشید آپکے اور استاد
ظہیر الدین کبیر شیخ علی بن عبد العزیز مرغینانی۔ برہان الاسلام زرنوجی نے اپنے شیخ صاحب ہدایہ سے نقل کیا کہ شیخ

مسعود
محمد بن یوسف
محمد بن عراق
احمد بن محمد
مؤلف حاوی قدسی
حسین بن علی
مؤلف مجموع النوازل
احمد بن موسےٰ
زیاد
حسن بن نصر
احمد
رضی الدین
حماد
محمود
حمیر الوبری
رکن صباغی
ابو شجاع بلخی
سید ابو شجاع بغدادی
عبد العزیز برہان کبیر

عبدالعزیز نے اس خیال سے کہ اکثر طالب علم درسے سبق کو میرے پاس آتے ہین انکو تمام وقت سبق پڑھاتے اور
اپنے دونون صاحبزادون صدر سعید و صدر شہید کو سب سے پیچھے دوپہر کو پڑھاتے جسکی برکت سے دونون اپنے
وقت مین اکثر فقہا پر فوقیت لیگئے - نجم الائمہ بخاری - مفتی بخارا و خوارزم بلا مدافع تھے ہمعصر برہان کبیر و — نجم الائمہ
علاء حمامی و بدر طاہر اور استاد فخر الدین بدیع وغیرہ - محمد بن احمد سمرقندی علاء الدین ابوبکر شاگرد میمون مکحولی و — محمد بن احمد
ابوالیسر بزدوی و استاد ابوبکر بن مسعود صاحب بدائع و ضیاء الدین محمود بن الحسین استاد صاحب ہدایہ کے ہین مولف
کتاب تحفۃ الفقہا جسپر صاحب بدائع کی شرح ہے - محمد بن الحسین بن ناصر بندنیجی ضیاء الدین شاگرد علاء الدین — محمد بن الحسین
ابی بکر سمرقندی - و سمع صحیح مسلم من محمد بن الفضل النیشاپوری سمع من عبدالغافر الفارسی عن الجلودی عن الامام
مسلم کذا ذکرہ صاحب التذکرہ واللہ اعلم آپسے صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی اور تمام مسموعات کی اجازت
حاصل کی - و کان ذلک سنہ ۵۴۵ھ - حامد بن محمد ریغذمونی جلال الدین ابوالنصر مولف محاضر و شروط شاگرد اپنے — حامد
باپ و دادا کے ہین - محمد بن الحسن بن محمد کاشانی ابو عبداللہ برہان الدین حافظ الحدیث شاگرد نجم الدین — محمد بن الحسن
نسفی و استاد اشرف بن نجیب ابوالفضل کاشانی و شمس الائمہ محمد بن عبدالکریم ترکستانی معروف بہ برہان الائمہ
رحمہم اللہ تعالے - محمد بن صدر سعید بن صدر کبیر برہان الائمہ - مجتہد فی المسئلہ تھے شاگرد والد خود تاج الدین — محمد بن صدر سعید
صدر سعید و عم خود صدر شہید و استاد فرزند خود طاہر بن محمود ہین - مولف محیط برہانی و ذخیرہ و تجرید و شرح — محیط برہانی
جامع صغیر و شرح ادب القاضی للخصاف و واقعات وغیرہ ازین جملہ اس فتاوے مین محیط و ذخیرہ و تجرید سے بہت حوالہ ہے — ذخیرہ و تجرید
علی بن عبداللہ بن عمران فخر المشائخ عمرانی شاگرد علامہ زمخشری ہین - محمد بن عبداللہ صاعدی معروف بقاضی — علی
ساعدیہ شاگرد فخر الدین ابی نجار ساتیدی اور سید ابوشجاع علوی سمرقندی وغیرہ ہین اور انھین سے حدیث — محمد
روایت کی چنانچہ سمعانی نے آپسے روایت کی ہے و کان حسن الاخلاق کثیر العبادۃ محدثا جیدا فقیہا - محمد بن احمد — محمد بن احمد
بن ابی سعد مولف فتاوے المنضر المتوفے سنہ [illegible]ھ - محمود بن عبداللہ بزدوی - شیخ الاسلام علاء الدین شاگرد — محمود
عبدالعزیز بن عثمان نسفی شاگرد برہان کبیر وغیرہ مولف کتاب عیون متوفے سنہ [illegible]ھ - محمود بن احمد ابوالمحامد — محمود بن احمد
عماد الدین استاد شمس الائمہ کردری مولف کتاب خلاصۃ الحقائق جسکی نسبت قاسم بن قطلوبغا نے کہا کہ زمانہ نے
اس کتاب کی مثل نہین دیکھی - عبدالرحمن بن شجاع البغدادی - شاگرد والد خود شیخ شجاع ہین المتوفی سنہ [illegible]ھ — عبدالرحمن
ناصر بن عبدالسید ابوالمکارم عراقی خوارزمی - معتزلی حنفی خلیفہ زمخشری مولف مغرب وغیرہ - عبدالمطلب — ناصر
بن الفضل افتخار الدین حدیث کی روایت عمر بسطامی دمشقی اور سعد سمعانی وغیرہ سے رکھتے ہین رئیس حنفیہ تھے — عبدالمطلب
سنہ ۶۱۶ھ مین فوت ہوے - محمد بن یوسف بن الحسین معروف بناصح الاسبیجابی شاگرد والد خود یوسف بدر اسبیجابی
شاگرد علاء سمرقندی - فقیہ معروف قاضی عسکر ہین انہی اشعار وسے الا کل من لا یقتدی بایمۃ ؛ فقسمتہ ضیزی عن
الحق خارجۃ ؛ فخذہم عبیداللہ عروۃ قاسم ؛ سعید ابوبکر سلیمان خارجۃ ؛ ان اشعار مین فقہا سبعہ مدینہ کو جو تابعین
تھے جمع کر دیا ہے - عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور عروہ بیٹے ابن الزبیر اور قاسم بن محمد بن الصدیق

وسعید بن المسیب وابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام وسلیمان بن یسار اور خارجہ بن زید بن ثابت
رضی اللہ عنہم اجمعین - محمد بن محمد بن محمد عمیدی سمرقندی - رکن الاسلام ابوحامد شاگرد رضی الدین نیشاپوری محمد بن محمد
در علم خلاف - ابن خلکان نے کہا کہ رضی الدین سے علم خلاف کو چار رکن نے حاصل کیا ایک رکن حمیدی
دوم رکن الدین طاؤسی سوم رکن الدین امام زادہ اور چہارم کا نام یاد نہیں رہا ہے - عمیدی سے مستفیدین بہت ہیں
جنمیں سے ایک نظام الدین احمد بن جمال الدین ابوالمفاخر محمود بن احمد بن عبید السید بخاری حنفی معروف بحصیری ہیں
اور واضح ہو کہ ابن خلکان کو عمیدی کی نسبت معلوم نہوئی اور شیخ سمعانی نے بھی نہیں ذکر کیا اور ظاہر استاد عمید علامہ
معانی و بیان کیطرف منسوب ہوا واللہ اعلم - سعید بن سلیمان کندی مؤلف ارجوزۃ الحدیث مسمیٰ شمس الدین نسل لعار سعید
جسکو قاہرہ میں روایت کیا المتوفی سنہ ۶۹۸ھ - قاسم بن الحسین صدر الافاضل خوارزمی - ابو محمد مجد الدین فصیح بلیغ شاگرد قاسم
برہان الدین ناصر مؤلف مغرب - ومن تالیفاتہ التجمیر شرح التفصیل و التوضیح شرح المقامات و شرح المحصل فی البیان
وغیرہا - عمر بن زید بن بدر موصلی زین الدین فقیہ محدث مؤلف کتاب مغنی در حدیث وقد شاع فی حیاتہ وقری عمر
علیہ رحمہ اللہ تعالٰے - محمد بن احمد بن عمر بخاری ظہیر الدین شاگرد شیخ حسن بن علی ظہیر الدین مرغینانی وغیرہم - محمد
اس فتاوے میں استاد کو بنام ظہیر الدین مرغینانی یا حسن بن علی مرغینانی بیان کیا گیا ہے اور شاگرد کی کتاب ظہیر الدین یا حسن بن علی مرغینانی
فتاوے ظہیریہ یا فوائد ظہیریہ سے حوالہ ہے المتوفے سنہ ۶۱۹ھ - بدیع بن منصور قرینی - فخر الدین مفسر فقیہ بدیع
شاگرد نجم الائمہ بخاری و مؤلف غنیۃ الفقہاء و استاد مختار بن محمود زاہدی صاحب قنیہ وغیرہ - امام سیوطی سیوطی
رحمہ اللہ کے شاگرد شمس الدین محمد بن علی مالکی نے آپ کو مفسرین میں بیان کیا اور کہا کہ سنہ ۹۴۲ھ میں سیوط اس
میں مقیم تھے وہیں فوت ہوے - عیسٰے بن ملک عادل سیف الدین ابوبکر علامہ فنون فقہ و حدیث و بلاغت وغیرہ عیسٰے
جو آٹھ برس مصر میں بادشاہ رہے شاگرد جمال الدین محمود حصیری وقد سمع مسند احمد وروی عنہ - اپنے وقت میں
علماء کی بڑی قدر کرتے اسلیے بڑا مجمع ہو گیا اور مانند سلطان عالمگیر اورنگ زیب کے آپ کے وقت میں بھی
بہت کتابیں بحسن ترتیب جمع ہوئیں جیسے لغت جامع کبیر مجموعہ صحاح و جمہرہ ابن درید وغیرہ و ترتیب مسند احمد
بابواب فقہ و السہم المصیب فی الرد علی الخطیب وغیر ذلک اور خود جامع کبیر امام محمد کی شرح ضخیم لکھی علاوہ کتب عروض
وغیرہ کے المتوفے سنہ ۶۲۴ھ - یوسف بن محمد خوارزمی ابو یعقوب سراج الدین سکاکی - ماہر بلاغت و جامع یوسف
فنون عجیبہ و طلسمات وغیرہ معروف فاضل ہے - محمد بن عثمان بن محمد علیاباذی سمرقندی - حسام الدین عالم محمد
فاضل شاگرد محمد بن محمود استروشنی ہیں و استاد شیخ عبدالرحیم بن عماد الدین صاحب فصول عمادیہ ہیں آپنے
فتاوے کامل اور تفسیر مطلع المعانی وغیرہ تصنیف کیں - عبیداللہ بن ابراہیم جمال محبوبی شاگرد امام زادہ عبید اللہ
محمد بن ابی بکر و شمس الائمہ عمر بن بکر زرنجری و قاضی خان اوزجندی وغیرہ و استاد پسر خود احمد یعنے والد تاج الشریعۃ
مؤلف وقایہ و حافظ الدین کبیر بخاری و حمید الدین ضریر و بہاء الدین اسبیجابی و ابوبکر احمد بن علی ظہیر بلخی وغیرہم
المتوفے سنہ ۶۳۰ھ - محمد بن محمود بن الحسین استروشنی - مجد الدین صاحب فصول استروشنیہ وغیرہ شاگرد صاحب ہدایہ محمد بن محمود

وسید ناصر الدین شہید سمرقندی و ظہیر الدین بخاری صاحب فتاوے ظہیریہ وغیرہ المتوفی سنہ ۶۳۲ھ ہجری۔
خواجہ معین الدین چشتی قطب وقت عارف معرفت ہیں خلیفہ و مرید شیخ عثمان ہارونی ہیں و معاصر شیخ
نجم الدین کبرے و شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہم و شیخ حضرت قطب بختیار کاکی اوشی و شیخ فرید
شکر گنج و نظام اولیاء و خواجہ نصیر چراغ دہلی و مولانا فخر الدین رحمہم اللہ تعالے المتوفی سنہ ۶۳۳ھ۔ یوسف بن احمد
نجم الدین خاصی۔ شاگرد صدر شہید و مؤلف فتاوے وغیرہ۔ محمود بن احمد حصیری جمال الدین شاگرد
امام قاضی خان و رفقہ و مؤید طوسی غیرہ در حدیث المتوفی سنہ ۶۳۶ھ در دمشق۔ محمد بن عبد الستار شمس الائمہ کردری شاگرد
امام زادہ مؤلف شرعۃ الاسلام و عمر زرنجری و قوام الدین سفار۔ بدر الدین درسکی و شرف الدین عقیلی و نور الدین صابونی
ہیں اور آپ کے اہل اساتذہ میں سے امام قاضیخان و صاحب ہدایہ ہیں۔ آپ سے آپ کے خواہر زادہ محمد بن محمود بن عبد الکریم و
حمید الدین ضریر و حافظ الدین کبیر بخاری وغیرہم نے پڑھا۔ آپ نے امام غزالی کی کتاب منخول کی رد میں رسالہ لکھا
و حنیفہ کردری آپ ہی کی تالیف ہے۔ حسام الدین محمد اخسیکثی مؤلف مختصر حسامی جس کی امیر کاتب اتقانی و عبد العزیز
بخاری وغیرہ نے شروح لکھیں آپ سے محمد بن محمد بخاری وغیرہ نے فقہ پڑھی۔ محمد بن محمود زرنجانی خوارزمی فقیہ
مرجع الانام علاء الدین المتوفی سنہ ۶۴۴ھ۔ حسن بن محمد صغانی۔ یعنی چغانی جو لاہور میں پیدا ہوئے اور غزنین میں
پرورش پائی اور بغداد میں رہے محدث فقیہ لغوی صدوق امام ہیں۔ دمیاطی نے کہا کہ شیخ صالح صدوق اور فقہ و
حدیث میں امام ہیں بالجملہ غایت شہرت سے محتاج تطویل نہیں اور مشارق الانوار جو ہندوستان میں بہت معروف
ہے آپ ہی کی تالیفات میں سے ہے۔ محمد بن احمد بن عباد بن ملک داؤد خلاطی۔ امام فقیہ محدث حمید ہیں شاگرد
جمال الدین حصیری وغیرہ مؤلف تلخیص جامع کبیر و تعلیق صحیح مسلم وغیرہ اور آپ سے قاضی القضاۃ احمد سروجی نے
فقہ پڑھی۔ کبیر ترکی ناصری نجم الدین فقیہ عارف بصیر شاگرد عبد الرحمن بن شجاع و مؤلف حاوی در فقہ و
غیر ذلک۔ المتوفی سنہ ۶۵۲ھ۔ محمد بن محمود خوارزمی خطیب شاگرد نجم الدین طاہر بن محمد وغیرہم۔ محمد بن احمد
سراج الدین فقیہ امام حافظ شاگرد شمس الائمہ کردری و استاد مختار زاہدی صاحب قنیہ وغیرہ۔ احمد بن محمد شرف الدین
عقیلی شاگرد جد خود شرف الدین عمر و مؤلف شرح جامع صغیر وغیرہ۔ مختار بن محمود زاہدی ابو الرجا نجم الدین
معتزلی حنفی۔ مؤلف مجتبیٰ شرح قدوری و قنیۃ المنیہ یعنی بدیع قرینی کے منیہ پر زیادات کر کے قنیہ نام رکھا
حاوی زاہدی وغیرہ۔ چونکہ بلا تحقیق روایات لکھنے سے ان کتابوں کا اعتبار ساقط ہو چکا لہذا علماء نے
تصریح کر دی کہ جب تک تائید حاصل نہ ہو زاہدی کی روایات معتبر نہیں ہیں و قد فصلناہ فی موضعہ۔
علی بن سنجر بغدادی ابن الساعاتی شاگرد ظہیر الدین محمد بن عمر بخاری و استاد مظفر الدین احمد صاحب
مجمع البحرین وغیرہ۔ مؤلف شرح جامع کبیر وغیرہ۔ علی بن محمد نجم العلماء حمید الدین الضریر۔ فقیہ معروف
مستند شاگرد شمس الائمہ کردری و استاد حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی صاحب کنز الدقائق وغیرہ و مؤلف
شروح جامع کبیر و نافع وغیرہ۔ محمد بن سلیمان بن ابی الحسن القدسی معروف بابن النقیب۔ فقیہ زاہد عالم مفسر جامع

فنون مختلفہ و مؤلف تفسیر ضخیم جس سے بڑی تفسیر امام سغزانی نے نہین دیکھی جسمین پچاس تفاسیر کو جمع کیا اور
حقائق و معارف و اعراب و لغت وغیرہ کو بھی شامل کیا اور اسکا نام تحریر و تحبیر باقوال ائمۃ التفسیر رکھا۔
محمود بن محمد لولوی بخاری فقیہ محدث مفسر شاگرد برہان الاسلام نورفوجی وغیرہم مولف حقائق المنظومہ محمود
وغیرہ شہید ۶۷۱ھ۔ ہبۃ اللہ بن احمد طرازی شاگرد جلال الدین عمر خبازی و مولف شرح جامع کبیر ہبۃ اللہ
و شرح عقیدہ الطحاوی وغیرہا۔ عبید اللہ بن محمد بن مودود موصلی ابو الفضل مجد الدین شاگرد شیخ جمال الدین عبید اللہ
حصیری حافظ فتاوے، و واقعات مفتی ماہر اصول و فروع و مولف مختار و شرح آن اختیار جس سے اس کتاب مین بعض
حوالہ ہے اور وہ فقہا مین ایسے مستند و معتمد تھے کہ متون مین شامل کیگئی ہے المتوفے ۶۸۳ھ ہجری
محمد بن محمد ابو الفضل برہان نسفی فقیہ مفسر محدث مولف عقائد نسفی جسکی شروح تفتازانی وغیرہ نے کی ہین معروف محمد بن محمد
ہین المتوفی ۶۸۷ھ۔ برہان الدین محمود بن ابی الخیر فقیہ عالم محدث ہین مشارق الانوار کو حفظ برہان الدین
تھا اور سلطان غیاث الدین بلبن کے وقت مین ہندوستان کے علماء مین مقتدی تھے۔ نقل کرتے ہین کہ
چھ سات برس کی عمر مین ایک مرتبہ راہ مین مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کی سواری آئی
اور ہجوم مین اپنے باپ سے جدا ہوگیا جب قریب پہونچا تو مین نے مولانا کو سلام کیا۔ مولانا نے دیکھکر فرمایا کہ
اللہ تعالےٰ مجھے الہام فرماتا ہے کہ یہ لڑکا ایسا عالم ہوگا کہ اپنے زمانہ مین فرد ہوگا پھر روانہ ہوکر تامل سے
فرمایا کہ الہام الٰہی تعالےٰ نے مجھ سے کہلاتا ہے کہ ایسا عالم ہوگا کہ بادشاہ جسکے دروازے آوینگے۔
آپ کا قول ہے مجھ سے ایک گناہ کبیرہ یعنی چنگ سننے کا مواخذہ ہوگا۔ ۶۸۶ھ ہجری مین فوت ہوئے
احمد بن علی بن تغلب بعلبکی مظفر الدین امام زاہد حافظ فروع و اصول و ثقہ تھے۔ شاگرد تاج الدین علی احمد
بن سنجر تلمیذ صاحب فتاوے ظہیریہ وغیرہ ہین اور مولف کتاب مجمع البحرین جو متون کے مرتبہ مین ہے۔
آپسے رکن الدین سمرقندی و ناصر الدین نے مجمع پڑھی ہے۔ محمد بن عبد الرشید بن نصر بن محمد کرمانی محمد
ابو بکر رکن الدین امام جلیل فقیہ محدث ہین۔ مولف جواہر الفتاوے و حیرۃ الفقہاء وغیرہ جس سے اس
کتاب مین حوالہ ہے اور ابو الفضل کرمانی کے فتاوے کو غرر المعانی مین جمع کیا۔ محمد بن عبد الکریم ترکستانی محمد
خوارزمی شمس الدین برہان الائمہ امام فقیہ متبحر ہین آپسے مختار زاہدی مولف قنیہ نے پڑھا۔ اشرف بن نجیب اشرف
اشرف الدین شاگرد شمس الائمہ کردری وغیرہ۔ محمد بن محمد مایمرغی فخر الدین شاگرد شمس الائمہ و استاد شیخ محمد
عبد العزیز بخاری وغیرہ۔ محمد جلال الدین ابو الفتح ابن صاحب ہدایہ رئیس مذہب حنفیہ اپنے وقت مین جلال الدین
تھے۔ عمر نظام الدین شیخ الاسلام ابن صاحب ہدایہ مثل اپنے بھائی کے ہین مؤلف جواہر الفقہ و فوائد وغیرہ عمر
محمد بن عبد العزیز بن محمد بن صدر الشہید معروف بصدر جہان بخاری۔ لوگون مین معظم و مکرم تھے۔ محمد
محمود ترجمانی مکی۔ شرف الائمہ مکی برہان الدین امام وقت اور معاصر احمد بن اسمعیل تمرتاشی و محمود محمود
تاجری ہین۔ عماد الدین بن صاحب ہدایہ مانند اپنے دونون بھائیون کے ہین مولف ادب القاضی عماد الدین

اور آپ کے بیٹے ابو الفتح عبد الرحیم نے فصول عمادیہ آپ ہی کے نام پر لکھی ہے۔ احمد بن عبید اللہ محبوبی ملقب بصدر الشریعہ اکبر اور شمس الدین معروف امام مؤلف تنقیح العقول فی الفروق۔ نظام الدین شاشی فقیہ شاشی معروف ہیں۔ ابو القاسم تنوخی امام فقیہ محدث شاگرد حمید الدین ضریر و استاد وجیہ الدین دہلوی و سراج الدین دہلوی و شمس الدین خطیب وغیرہ ہیں۔ میمون بن محمد ابو المعین مکحولی۔ استاد علاء الدین ابو بکر سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء و مؤلف مناہج و قواعد التوحید و شرح جامع کبیر وغیرہ۔ عبید الرحیم بن عماد الدین بن صاحب ہدایہ ابو الفتح زین الدین مؤلف فصول عمادیہ جس سے اس کتاب میں بہت حوالہ ہے اور علماء نے اس کتاب کو مقبول رکھا ہے۔ ابو العباس قونوی احمد بن مسعود۔ فقیہ معروف مؤلف شرح عقیدہ طحاوی و تقریر شرح جامع کبیر وغیرہ۔ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی۔ امام فقیہ مفسر شاگرد شمس الائمہ کردری وغیرہ ہیں۔ اور زیادات کو شیخ احمد بن محمد عتابی سے پڑھا اور آپ کی تالیفات متداول ہیں سے کنز الدقائق اور وافی مع شرح کافی اور منار مع شرح کشف الاسرار اور مصفی شرح منظومہ نسفیہ اور مستصفی شرح النافع۔ مدارک التنزیل تفسیر۔ وغیر ذلک اور حکایت ہے کہ تاج الشریعہ نے جب سنا کہ آپ شرح ہدایہ لکھنا چاہتے ہیں تو منع فرمایا یعنے حقیر کام ہے چنانچہ آپنے وافی وغیرہ کو مستقل تصنیف کیا اور بعض اہل علم نے زعم کیا کہ تاج الشریعہ کے منع کرنیکے یہ معنی تھے کہ اس کتاب کی شرح آپ کی لیاقت نہیں ہے ولیکن یہ زعم محض ناقص ہے اور مترجم کے نزدیک باطل وہم ہے ورنہ کتب متداولہ مع تفسیر کے اجازت دینا اور شرح ہدایہ سے ممانعت بے معنی ہوگا نافہم واللہ اعلم۔ قاضی القضاۃ ابو العباس احمد بن ابراہیم سروجی۔ شارح ہدایہ تا کتاب الایمان و مناسک وغیرہ۔ حسن بن علی بن حجاج سغناقی حسام الدین شاگرد حافظ الدین کبیر وغیرہ ہیں۔ مولف نہایہ شرح جس سے فتاوے میں حوالہ ہے۔ آپسے قوام الدین محمد بن محمد کاکی مولف معراج الدرایہ نے پڑھا اور سید جلال الدین کرلانی مولف کفایہ نے پڑھا۔ اسمعیل بن عثمان قرشی دمشقی رشید الدین ابن المعلم امام وقت فقیہ مفسر محدث و جامع فنون نہایت متقی زاہد ہیں شاگرد جمال حصیری و شیخ محدث سخاوی اور شیخ ابن زبیدی محدث و استاد ابن حبیب وغیرہ اور آپ کی وفات سے ایک مہینہ بعد آپ کے بیٹے یوسف بن اسمعیل فقیہ محدث نے انتقال فرمایا۔ داؤد بن مروان ملطی۔ نجم الدین فقیہ اصولی استاد جم غفیر المتوفی فی [illegible]ھ۔ سراج الدین عمر بن محمود معروف بابن السراج شاگرد والد خود وغیرہ۔ علاء الدین عبد العزیز بن احمد بخاری شاگرد حافظ الدین کبیر بخاری وغیرہ و استاد قوام الدین کاکی وغیرہ و مولف کشف الاسرار شرح اصول بزدوی و تحقیق شرح حسامی وغیرہ جو متداول ہیں۔ یوسف بن عمر بن یوسف صوفی شیخ کبیر عالم نحریر ہیں۔ آپسے فضل اللہ صاحب فتاوے صوفیہ نے علم حاصل کیا۔ آپ کی تالیفات میں سے جامع المضمرات شرح قدوری معروف و مشہور ہے۔ عثمان بن علی بن محجن زیلعی۔ ابو محمد فخر الدین فقیہ نحوی فرضی قاہرہ میں امام استاد محقق تھے تالیفات میں سے شرح جامع کبیر وغیرہ سب سے زیادہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق متداول معتبر معروف ہے اقول اس فتاوے میں تبیین سے بہت حوالہ ہے۔ عبید اللہ

صدر الشریعۃ اصغر بن مسعود بن تاج الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ اکبر محبوبی - علامہ اصولی فقیہ معروف ہیں وقایہ کی
شرح آپکی متداول داخل درس ہے و تنقیح و توضیح بھی اور مختصر الوقایہ و مقدمات اربعہ و کتاب الشروط و کتاب
المحاضر وغیرہ منفرد و مقبول تالیفات ہیں - **شمس الدین** **شمس الدین یحییٰ** اودی یعنے فیض آباد کے قریب اودھ کے
رہنے والے محدث فاضل مشہور تھے اور شیخ نصیر چراغ دہلوی نے آپ کی مدح میں یہ شعر کہا ہے سالت العلم
من احیاک حقا ۔ فقال العلم شمس الدین یحییٰ - احیا بمعنے زندہ کرنا یعنے میں نے علم سے پوچھا کہ تجھے کس نے
جیسا چاہیے احیا کیا ہے تو علم نے فرمایا کہ میرے سچے محیی شیخ شمس الدین یحییٰ ہیں - حضرت نظام الاولیا رحمہ
اللہ کے مرید ہیں - اور زمانہ سلطان غیاث الدین تغلق کا تھا - شاگرد مولانا ظہیر الدین بھکری وغیرہم رحمہم اللہ
تعالےٰ - نقل ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا کے ایام طالب علمی میں آپنے چند سوالات پوچھے جنکے جواب میں
عرض کیا کہ میں ابھی اسی مقام تک پہونچا ہوں اور یہ مشکلات مجھیر بھی رہی ہیں حل نہیں ہوئیں تو شیخ نظام نے
آپ کو بٹھلا کر سب مشکلات مشرح حل کر دیے جس سے آپ کو شیخ رحمہ اللہ کی طرف بہت اعتقاد راسخ ہو گیا
قال المترجم بقول حضرت سعدی علیہ الرحمہ کے کہ بے علم نتوان خدا را شناخت - تمام اولیا سابقین عالم
علامہ گذرے ہیں اور اسی رتبہ سے بفضل الٰہی بہت عروج بلند پایا وقد قال اللہ تعالےٰ انما یخشی اللہ من
عبادہ العلماء الآیہ بالیقین بغیر علم کے جاہل ولی نہیں ہوتا - اور عوام نے جو دھوکا اٹھایا کہ جاہل صوفیہ کو
علم باطن حاصل ہے محض گمراہی ہے ان لوگوں نے اپنی سمجھ پر اعتماد کیا اور بزرگوں کی راہ چھوڑ دی ورنہ
جلال الدین ایسا نہ کہتے اللہ تعالےٰ عز و جل اپنے فضل سے ہم جاہلوں کو ہدایت فرمائے آمین - **جلال الدین** عبد اللہ
بن فخر الدین احمد معروف بابن النصیح عراقی کوفی جامع علوم اور حدیث کے نہایت طالب صادق تھے - حافظ
قوام الدین ذہبی و جزری سے حدیث سنی اور کامل فائق ہوئے - **قوام الدین** محمد بن محمد کاکی شاگرد علاء الدین عبد العزیز
بخاری و حسام الدین سغناقی وغیرہم ہیں - معراج الدرایہ شرح ہدایہ و عیون المذاہب جامع اقوال ائمہ
ابراہیم اربعہ تالیفات معروف ہیں - ابراہیم بن علی طرسوسی نجم الدین قاضی القضاۃ فقیہ اصولی مولف فتاوے
امیر کاتب العمید طرسوسیہ و انفع الوسائل وغیرہ - **امیر کاتب العمید** بن امیر عمر و اتقانی قوام الدین لطف اللہ - شاگرد احمد بن
اسعد خریفغنی تلمیذ حمید الدین ضریر وغیرہ متعصب حنفی تھے شرح ہدایہ مسمے بہ غایۃ البیان تصنیف کی نقل ہے
کہ دمشق میں امیر نائب السلطنت حنفی کو رفع الیدین کرتے دیکھکر فتوے دیا کہ نماز باطل ہو گئی یہ مذہب
امام ابو حنیفہ قاضی تقی الدین سبکی شافعی رحمہ نے سنکر اس قول کی تردید کی پہر امیر کاتب نے رفع الیدین کے
ابطال میں رسالہ تصنیف کیا اور مدار اسکا مکحول نسفی کی روایت پر ہوا - فاضل لکھنوی رحمہ اللہ مولف التراجم نے
بعد اس نقل کے قول ببطلان پر تشنیع کی اور جزم کیا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ایسی کوئی روایت نہیں ہے اور
لکھا کہ بطلان کا قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جس مسئلہ میں کہ روایات صحیحہ بکثرت موجود ہیں - اقول لقد صدق فیہ
قال سبقہ بہ الشیخ محمود بن احمد قونوی جلال الدین الفقیہ قاضی دمشق المتوفے ۷۷۱ھ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

(علاء الدین) علاء الدین مغلطائی بن قلیج ترکی - امام علم حدیث و فقہ و کثیر الحفظ ہیں منجملہ تالیفات کثیرہ کے تلویح شرح الصحیح
(عمر) یعنی صحیح بخاری کی شرح اور شرح ابن ماجہ معروف ہیں۔ عمر بن اسحق بن احمد ہندی غزنوی ابو حفص سراج الدین
امام وقت فقیہ علامہ محقق شاگرد امام زاہد شیخ وجیہ الدین دہلوی و شیخ شمس الدین خطیب دہلوی و ملک العلماء سراج الدین
ثقفی دہلوی و شیخ رکن الدین بدایونی جو اعز تلامذہ ابو القاسم تنوخی شاگرد حمید الدین ضریر ہیں۔ پھر مصر میں
جاکر قاضی القضاۃ ہوئے تو شیخ شرح ہدایہ ناتمام۔ شرح زیادات و شرح جامعین صغیر و کبیر۔ شرح المختار
کتاب التصوف۔ شرح جمع الجوامع وغیرہ معروف ہیں وفات بقول کفوی سنہ ۷۷۳ھ میں اور بقول علامہ
(حمید الدین) سیوطی و صاحب کشف الظنون سنہ ۷۷۳ھ میں ہوئی۔ شیخ حمید الدین دہلوی جنکی مدح ابن کمال پاشا نے
(احمد) لکھی ہے شارح ہدایہ الشرح نفیس۔ احمد بن ابراہیم مرغینانی ابو العباس شہاب الدین مولف منبع شرح
(عبد اللہ) مجمع البحرین در فقہ و شرح مغنی در اصول فقہ۔ عبد اللہ بن محمد قرشی محی الدین جامع علوم تھے۔ فقیہ محدث ہیں
(محمد) تخریج احادیث ہدایہ وغیرہ معروف ہیں۔ محمد بن محمد بن محمود بابرتی امام علامہ فقیہ محدث جامع فنون ہیں
فقہ میں شاگرد قوام الدین کاکی وغیرہ اور استاد سید محقق شریف علی جرجانی وغیرہ منجملہ تالیفات کثیرہ کے
(محمد بن یوسف) عنایہ شرح ہدایہ ہے اس فتاوے میں بہت حوالہ ہے۔ محمد بن یوسف بن الیاس قونوی شمس الدین محدث
فقیہ جامع۔ ابن حبیب نے کہا کہ اپنے وقت کے امام علم و عمل و زہد و تقوے و علامہ وقت تھے۔ شرح مجمع البحرین
(علاء الدین) اور درر البحار وغیرہ معروف تالیفات ہیں۔ علاء الدین علی سیرامی استاد سراج الدین قاری ہدایہ جو استاد
ابن الہمام ہیں۔ سید یوسف شاگرد مولانا جلال الدین رومی اور مولف یوسفی شرح لب الالباب بیضاوی وغیرہ
مدفون دہلی۔ قاضی عبد المقتدر استاد قاضی شہاب دولت آبادی مدفون دہلی حضرت تھمی آپ کا شعر ہے۔
(مسعود) ؎ خوش دریک مسئلہ دین سلے نفتے ؛ بہتر است از الف نعمت باریافتہ مسعود بن عمر العلامہ تفتازانی علامہ
(ابو بکر) معروف و مشہور ہیں اور تلویح آپ ہی کی تصنیف ہے۔ ابو بکر بن علی بن محمد حدادی مصری۔ عالم عامل محدث
مفسر فقیہ زاہد صاحب کرامات تھے ہر روز پندرہ سبق پڑھاتے۔ صاحب تالیفات کثیرہ ہیں از انجملہ
کشف التنزیل تفسیر میں ہے اور جوہرۃ النیرہ شرح قدوری چار جلد اور سراج الوہاج شرح قدوری آٹھ
(علاء الدین) جلد فقہ میں ہیں اس فتاوے میں حوالہ مذکور ہے اور بحث افتاء میں کچھ ذکر موجود ہے۔ علاء الدین الاسود
(جلال الدین) مشہور بخواجہ قرہ مولف عنایہ شرح وقایہ المتوفی سنہ ۸۰۰ھ۔ سید جلال الدین کرلانی خوارزمی مرجع خاص و عام
شاگرد حسام سغناقی مولف نہایہ و عبد العزیز بخاری مولف کشف بزدوی اور استاد ناصر الدین والد حافظ الدین بزازی
مولف فتاوے بزازیہ و سعد عذبوس مولف جواہر الفقہ وغیرہم۔ تالیفات میں سے کفایہ شرح ہدایہ متداول و معروف ہے
(ناصر الدین) ناصر الدین محمد بن شہاب شاگرد سید جلال کرلانی مولف کفایہ و استاد پسر خود حافظ الدین المتوفی سنہ ۸۲۷ھ صاحب
(فضل اللہ) فتاوے بزازیہ وغیرہ۔ فضل اللہ بن محمد بن ایوب ماہو۔ فقیہ اصولی صاحب طریقت و حقیقت شاگرد یوسف بن
عمر صوفی مولف جامع المضمرات شرح قدوری۔ و مرید خاص شیخ رکن الدین بن بہاء الدین زکریا ملتانی۔

ومولف فتاوے صوفیہ - ابن کمال نے کہا کہ یہ فتاوے کتب غیر معتبرہ مین سے ہے اگر اصول سے مطابقت معلوم نہو
محمود — تو خالی اُسکی روایت پر اعتماد نہین ہوسکتا ہے - محمود بن احمد بن عبیداللہ تاج الشریعۃ امام معروف مؤلف
وقایۃ الروایہ جسکو اپنے پوتے صدر الشریعۃ اصغر کے حفظ کیلیے ہدایہ سے منتخب کیا اور فتاوے وواقعات وشرح
طاہر — ہدایہ وغیرہ تالیف کین - طاہر بن اسلام خوارزمی سعد غدیوش - شاگرد جلال کرلانی وغیرہ مؤلف کتاب لطیف
محمد بن محمد — جواہر الفقہ وغیرہ - محمد بن محمد بن شہاب بزازی فقیہ اصولی امام وقت جامع علوم مختلفہ ہین مولف فتاوے بزازیہ
عمر بن علی — وغیرہ - المتوفی سنہ ۸۲۷ھ - عمر بن علی قاری الہدایہ سراج الدین - ہدایہ پڑھلانے مین معروف وقاری ہدایہ
محمود بن احمد — تھے - استاد شیخ ابن الہمام وغیرہ ومولف فتاوے قاری ہدایہ وفیہا شئی - محمود بن احمد بن موسے قاضی القضاۃ
عینی - منسوب بجانب عینتاب فقیہ محدث جامع فنون ذکی الطبع قوی الحفظ سریع الکتابت ہین شاگرد فقہ مین جمال یوسف
ملطی وعلاء سیرامی اور حدیث مین زین عراقی وشیخ تقی الدین وغیرہم - منجملہ تالیفات کے بنایہ معروف
بعینی شرح ہدایہ ورمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق معروف بہ عینی شرح الکنز وغیرہ سے اس فتاوے مین زیادہ
حوالہ ہے ومنہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری وشرح معانی الآثار وشرح المجمع وغیرہا - المتوفی سنہ ۸۵۵ھ -
محمد — محمد بن عبدالواحد شیخ کمال الدین بن الہمام فقیہ محقق معروف امام وقت محدث اصولی شاگرد قاری الہدایہ وغیرہ
فقہ واصول مین اور تلمیذ ابوزرعہ عراقی وجمال حنبلی وشمس شامی وغیرہ حدیث مین ہین - فتح القدیر شرح ہدایہ آپکی
تالیفات مین سے متداول ہے جس سے اس فتاوے مین حوالہ ہے کہتے ہین کہ رتبہ ترجیح تک ظاہر مین اور ابدال وقت
تک باطن مین تھے ولیکن مترجم کے نزدیک یہ کلام کسیقدر سہولت سے ہے اور یون کہنا چاہیے کہ علامہ عارف عامل منجملہ
محمد بن فرامرز — اہل اللہ تعالے تھے واللہ اعلم بالصواب - محمد بن فرامرز مشہور بمولے خسرو - عالم علوم وفلاسفہ شاگرد برہان الدین
ہروی شاگرد تفتازانی قاضی قسطنطنیہ معروف ہین مؤلف غرر الاحکام مع شرح درر الحکام جو بنام غرر فی الدرر
عبداللطیف — معروف ہے - اور حاشیہ تلویح وغیرہ - المتوفی سنہ ۸۸۵ھ - عبداللطیف بن عبدالعزیز معروف بابن الملک
چونکہ آپکے اجداد مین سے کسی کا نام فرشتہ تھا اسلیے ابن الملک کے نام سے مشہور ہوے - فقیہ مشہور اور حافظ متون
حدیث بکثرت اور ماہر اکثر علوم تھے - تالیفات اکثر مفید ومتداول ہین جیسے حدیث مین مشارق الانوار شرح المشارق
واصول مین شرح المنار اور فقہ مین مجمع البحرین کی شرح جس سے اس فتاوے مین بہت نقل ہے اور شرح وقایہ
فخر الدین — اور رسالہ علم تصوف وغیرہ - فخر الدین عجم شاگرد سید شریف جرجانی مؤلف مشتمل الاحکام صاحب کشف الظنون
الیاس — نے مولی برکلی کا قول نقل کیا کہ یہ کتاب منجملہ کتب اہمیہ غیر معتبرہ کے متداول ہورہی ہے - الیاس بن ابراہیم
ماہر علوم وفنون تیز طبع سریع الکتابۃ رقیق الفاظ تھے فقہ اکبر کی شرح معروف ہے سلطان مراد خان کے عہد مین
ابراہیم — بروسا کے مدرس رہے - اور وہین فوت ہوے - ابراہیم بن محمد حلبی - امام محدث فقیہ مدقق ہین - مؤلف
محمد — ملتقی الابحر وغنیۃ المستملی یعنے کبیری ومختصر معروف بصغیری وغیرہ معروف ہین - محمد بن محمد عرب زادہ
محمد بن محمد — رومی - فحول علماء مین سے محقق ومدقق مدرس قسطنطنیہ مؤلف شرح وقایہ وعنایہ شرح ہدایہ وغیرہ ہین - محمد بن محمد

بن مصطفےٰ عمادی معروف بہ ابو السعود مفسر ماہر بلاغت و فنون ادبیہ و محقق علوم نقلیہ عقلیہ فقیہ محدث مفسر ہین شاگرد
مؤید زادہ تلمیذ جلال دوانی ہین تفسیر ارشاد العقل السلیم معروف بہ تفسیر ابو السعود آپ کی مشہور تالیف سے ہے
صاحب کشف الظنون نے لکھا کہ بعد بیضاوی کے یہی تفسیر حسن اعتبار و اعتماد سے ہے بیضاوی سے بڑھکر رتبہ
اشتہار کو پہونچے اور خطیب المفسرین کا خطاب دیا گیا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ عبد العلی بن محمد بن حسین برجندی عبد العلی
جامع اصناف علوم فقیہ محدث زاہد شاگرد ملا اصفہانی و ملا منصور و معین الدین کاشی و کمال الدین شیخ حسین و
کمال الدین مسعود شروانی و سیف الدین احمد تفتازانی وغیرہم۔ مؤلف شرح مختصر الوقایہ معروف بہ برجندی
اور اس شرح برجندی سے بھی اس فتاوے مین بعض مواضع مین حوالہ مذکور ہے اور غالبا وہ تائیدی قول
یا ظاہر شق ہے اور یہ تخریج یا ترجیح نہین بلکہ نقل پر اعتماد ہے اور میرے نزدیک اسکے منقولات اصولی طور پر
باعتماد حدیث باوقر ہین اگرچہ اکثر متاخرین ماوراء النہر کے مختارات سے خلاف ہوا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اکثر
اساتذہ ماوراء النہر کی توجہ احادیث کی جانب کمتر رہگئی تھی بوجہ ایک اصل کلی پر اعتماد کر لینے کے کہ جملہ مسائل
ہمارے مذہب کے مستخرج از اصول کتاب و سنت ہین لہذا ہمکو مکرر نظر کی حاجت نہین اور اسوجہ سے
ایک خلل عظیم یون واقع ہوا کہ جزئیات منصوصہ مخالف قیاس جسکے دیگر وجوہ بر وفق قیاس رکھے گئے
ہین جیسے نقض الوضوء بالقہقہہ اور ایسے مسئلہ مین بعض روایت متوافق قیاس بھی اصحاب مین سے کسی امام سے
مروی ہوے تو ان مشائخ نے اسی روایت کو ترجیح دیکر اصل مذہب قرار دیا حالانکہ عند التحقیق اصل مذہب
وہی قول ہے جو خلاف قیاس بوجہ ورود نص ہے لہذا ایسے محققین متاخرین مثل شیخ ابن الہمام و ابن کمال
پاشا و قاسم بن قطلوبغا وغیرہم اور انکے متبعین مانند برجندی وغیرہ کے اقوال و تحقیقات قابل نظر و اعتبار
ہین اور انکی مخالفت میرے نزدیک اُنسے کچھ متقدم مشائخ بخارا و بلخ وغیرہ مرجح ہے اگرچہ بالکلیہ نہو کیونکہ
علامہ قاری و شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم نے افادہ فرمایا ہے کہ ان اساتذہ رحمہم اللہ تعالےٰ کا
توغل فن حدیث مین کمتر ظاہر ہوتا ہے اور یہ لوگ اگرچہ مقلدین ہین لیکن یہ قول ولوالجی و ابن قطلوبغا
وغیرہم کے جسکو نظر کی اہلیت ہو اور اُسنے اپنے آپ کو بندۂ ہوا و ہوس بناکر صرف سقدر لاابالی طریقہ پر اکتفا
کیا کہ اقوال متخالفہ مروی مین سے کسی قول پر عمل کرے تو اُسنے اجماع مومنین و مسلمین سلف و خلف سے
مخالفت کی کیونکہ جس مقلد کو اہلیت نظر بھی نہین ہے اُسپر تو یہ لازم ہے کہ کسی اہل نظر سے پوچھے جو کچھ وہ بتلاوے
اُسی پر خواہ مخواہ عمل کرنا پڑیگا اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو مین کہتا ہون کہ شرح برجندی کو بھی ایسی کتابو نمین
داخل کیا گیا ہے جنپر کچھ اعتبار بدون موافقت اصول و کتاب معتمد کے نہین ہوسکتا ہے ولیکن مترجم کے نزدیک حد سے
تجاوز ہے ظاہر اقائل نے اس کتاب کو اچھی نظر سے مطالعہ نہین کیا ہے یا اسکو کتاب و سنت سے حظ وافی نہ تھا
ورنہ وہ کبھی اسکو مثل جامع الرموز وغیرہ کے قرار نہ دیتا اور میرے نزدیک یہ شرح محققانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
محمد بن عبد اللہ بن احمد خطیب تمرتاشی۔ امام بے نظیر فقیہ قوی الحافظہ کثیر الاطلاع وحید فرید تھے شاگرد تمرتاشی محمد بن عبد اللہ

شمس الدین محمد شافعی غزی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اور سبب ۹۵۱ھ میں قاہر گئے تو وہاں مؤلف بحر الرائق شرح
کنز الدقائق شیخ زین بن نجیم مصری اور امین الدین بن عبد العال و علی بن حنائی وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور
امام مفتی معروف ہوئے شمس الدین لقب تھا تالیفات نہایت لطیف مستند ہیں جیسے تنویر الابصار فقہ میں بسبب
تدقیق کے بہت معروف ہے و معین المفتی و مواہب الرحمن و فتاویٰ تمرتاشی و شرح زاد الفقیر و رسالہ در بیست قرات
خلف الامام و رسالہ تصوف مع الشرح وغیرہ ہیں۔ تنویر الابصار متن لطیف کی شرح خود فرمائی اسکا منح الغفار
اور اسپر شیخ الاسلام خیر الدین رملی کا حاشیہ ہے اور بہت مشہور شرح علامہ حصکفی کی در المختار نام ہے۔ واضح ہو کہ
تنویر یا اسکی شرح سے فتویٰ دینا نہیں چاہیے جیسا کہ باب فتاویٰ میں بیان کیا گیا ہے اور اسکی یہ وجہ نہیں ہے کہ
کتاب غیر معتمد ہے بلکہ یہ وجہ ہے کہ نہایت تنگی عبارت و بلحاظ قیود صریح و ضمنی وغیرہ سے مفتی سے اکثر غلطی واقع
ہونیکا احتمال قوی ہے کیونکہ فقہیہ مسائل میں قیود سب معتبر ہوتے ہیں جیسا کہ مذہب تحقیق ہے اور بحث افتا میں
فی الجملہ ذکر ہوا ہے لہذا افتا کیلیے واضح سلیس فتاوے مثل اس فتاوے عالمگیریہ کے ہونا چاہیے چنانچہ جو
شخص دونوں فتاوے پر غور نظر سے مطالعہ رکھے اسکو خود ظاہر ہو جائیگا کہ تنگ عبارت در المختار سے سمجھنے
عمر میں بیشتر غلط واقع ہوتا ہے اور یہی حال اشباہ و النظائر وغیرہ کا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ شیخ عمر بن
ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن نجیم مصری سراج الدین فقیہ محقق کامل الاطلاع شاگرد اپنے برادر معظم شیخ زین بن ابراہیم
مصری مؤلف بحر الرائق ہیں ولیکن تحقیق حق کے طور پر اپنے استاد کی شرح بحر الرائق پر جابجا اپنی شرح نہر الفائق
زین العابدین میں تخطیہ کیا ہے۔ اس فتاوے میں بحر الرائق و نہر الفائق دونوں سے بہت حوالہ مذکور ہے۔ شیخ زین العابدین
بن ابراہیم مصری۔ استاد شیخ عمر موصوف و برادر معظم۔ علامہ محقق مدقق شاگرد شیخ شرف الدین بلقینی و شہاب الدین
و امین الدین بن عبد العال و ابو الفیض سلمی وغیرہم و استاد شیخ تمرتاشی مؤلف تنویر الابصار و برادر خود شیخ عمر
بن نجیم مؤلف نہر الفائق وغیرہم۔ تالیفات میں سے بحر الرائق و اشباہ و نظائر وغیرہ معروف ہیں ولیکن فتاوے
خیر الدین ابن نجیم معتبرات میں سے نہیں ہے کما ذکر فی الافتاء۔ خیر الدین بن احمد رملی فاروقی مفسر محدث فقیہ
صوفی شیخ الحنفیہ ہیں شاگرد سراج الدین صاحب فتاوے سراجیہ وغیرہ۔ مؤلف فتاوے سائرہ و فتاوے
محمد خیریہ وغیرہ علامہ محقق معروف ہیں ایک جماعت نے آپ سے استفادہ کیا اور مدح میں طول دیا ہے۔ محمد بن
علی بن محمد حصکفی منسوب بحصن کیفا فقیہ نحوی معروف مؤلف در المختار شرح تنویر الابصار و شرح ملتقی الابحر
ابراہیم وغیرہ المتوفی ۱۰۸۸ھ۔ ابراہیم بن حسین معروف بہ بیری زادہ مفتی مکہ معظمہ شیخ حنفیہ فاضل محقق شارح
عنایت اللہ اشباہ و النظائر وغیرہ۔ عنایت اللہ محمد لاہوری ابو المعارف عالم عارف محقق ہیں تالیفات میں سے
شیخ نظام ملتقط الحقائق شرح کنز الدقائق معروف ہے۔ شیخ نظام رئیس علماء جنھوں نے فتاوے عالمگیریہ کو جمع کیا ہے
خاتمہ واضح ہو کہ اس فتاوے کو عموماً کتابوں میں اکثر نام مطلقاً بدون کسی قید تعریفی کے ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ
اس نام میں بحسب وضع متعدد یا بحسب معنی نوعی یا جنسی اشتراک ہوتا ہے لہذا تنبیہ کی جاتی ہے۔

(رسول اللہ) ذکر اسماء و القاب اکابر سب سے پہلے تبرک کیلیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع کرتا ہون کہ
جہان کتابونمین یہ پاک لقب مذکور ہے مراد اس سے اللہ تعالے کے پاس رسولونمین سے خالص حضرت
سیدنا مولانا سید الاولین والآخرین خیر الخلائق کلہم اجمعین محمد مصطفے احمد مجتبے بن عبد اللہ رسول اللہ ہین
(صحابہ) صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وعلے جمیع الانبیاء والمرسلین اجمعین صحابہ وہ پاک مومنین جنہون نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ پر واقعی ایمان لائے اور وے سب افضل الامۃ ہین انمین سے
(خلفاء) خلفاء راشدین جہان فقہ مین مذکور ہے حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم ہین
(عشرہ) عشرہ مبشرہ ان چارون خلفاء راشدین کے ساتھ سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و عبد الرحمن بن عوف و زبیر
(ابن عباس) بن العوام و طلحہ بن عبید اللہ و ابو عبیدہ بن الجراح ہین۔ ابن عباس سے حضرت عباس کی اولاد مین سے فقط
عبد اللہ بن عباس مقصود ہوتے ہین۔ فضل بن عباس وغیرہ کوئی مراد نہین جیسے ابن مسعود سے فقط عبد اللہ
(عبادلہ) بن مسعود اور ابن عمر سے عبد اللہ بن عمر و ابن زبیر سے عبد اللہ بن الزبیر مقصود ہین۔ فقہاء انھین کو عبادلہ
(تابعین) کہتے ہین اور محدثین بجاے ابن الزبیر کے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو لیتے ہین۔ تابعین وے مومنین
جنھون نے صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کم سے کم ایک کو دیکھا ہو اور غالباً اسی کو ذکر کرتے ہین جنسے کچھ
(سلف خلف) دین کی بات روایت کی ہو۔ سلف صالحین خصوص صحابہ رضی اللہ عنہم اور عموماً صحابہ و تابعین و خلف
فقط تابعین رضی اللہ عنہم۔ بعض نے کہا کہ تیسری صدی شروع تک والے سلف ہین و الاول اصوب واللہ اعلم۔
(تبع تابعین) تابعین کے دیکھنے والے تبع تابعین ہین جیسے اکثر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالے۔ ان علماء مین متقدمین و
(سلف و خلف) متاخرین کہنا اصل ہے اور بعضے مجازاً سلف و خلف یہان بھی بولتے ہین جیسے درحقیقت سلف صحابہ رض ہین
(صدر اول) اور خلف تابعین ہین مگر کبھی سلف سب کو کہتے ہین اور شرح لغارہ ابن حجر المکی مین ہے کہ صدر اول کا لفظ فقط
سلف صالحین ہی پر بولا جاتا ہے اور وے تینون قرن والے بزرگ ہین۔ فقہاء حنفیہ مین امام سے مراد ابو حنیفہ رح
(امام محمد) اور کبھی امام اعظم وغیرہ بولتے ہین۔ محمد و امام محمد یعنے محمد بن الحسن الشیبانی شاگرد ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی
(حسن) حسن یعنے حسن بن زیاد اور حدیث مین حسن البصری جیسے ابن ابی لیلے فقہ مین محمد بن عبد الرحمن بن
(صاحبین) سیار الکوفی اور حدیث مین انکے باپ مراد ہین۔ صاحب المذہب یعنے ابو حنیفہ رح۔ صاحبین یعنے
امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالے۔ باوجودیکہ امام کے شاگرد بہت ہین اسوجہ سے کہ امام ابو یوسف نے
اول فقہ امام کو تالیف سے اور خصوص قاضی القضاۃ ہونے سے پھیلایا اور امام محمد کی تصانیف نہایت
کثرت سے ہوئین پس گویا یہی صاحبین ہوے کیونکہ فقہاء کو انھین سے روایات مذہب بہت ملین تو لفظ
(ائمہ ثلثہ) صاحبین پر اقتصار ہوا اور کسیقدر زفر و حسن سے بھی لہذا انکا ہر جگہ نام لکھدینا آسان ہوا۔ ائمہ ثلثہ رح یعنے
امام مع صاحبین رح اور مترجم نے کہین ائمہ ثلثہ لکھا اور کہین کہا کہ ہمارے تینون امامون کے نزدیک
اور زفر رحمہ اللہ تعالے کا قول اگرچہ اعتباراً ذکر کرتے ہین مگر اسطرح کہ ائمہ ثلثہ و زفر رح کے نزدیک اور

انکو ملاکر ائمۂ اربعہ نہین کہتے بلکہ ائمۂ اربعہ جہان آئے وہان امام ابوحنیفہ وامام مالک وامام شافعی وامام احمد رحمہم اللہ ائمۂ اربعہ
مراد ہونگے - **شیخین** فقہاء حنفیہ مین ابوحنیفہ وابویوسف ہین اور حدیث مین امام بخاری ومسلم ہین اور صحابہ مین شیخین
ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہین - **طرفین** اعنی ابوحنیفہ ومحمد ہین - **قولہم عندہم جمیعا** یعنے بالاجماع ان طرفین
سب کے نزدیک مراد اس سے ائمہ ثلٰثہ رح کا اتفاق ہے - **امام ثانی وامام قاضی** یعنے ابویوسف رح امام ثانی
اور **امام ربانی** محمد ہین - خصاف وجصاص وقدوری وماتریدی وغیرہ متراجم مین مذکور ہوے اور انمین امام ربانی
التباس بہت کم ہے ہان **کرخی** سے ابوالحسن مراد ہین اور حضرت معروف کرخی جو انسے مقدم ہین مراد کرخی
نہین ہوتے اور واضح ہو کہ فقہاء عراق کے نام کے ساتھ وصفی طولانی لقب نہین ہوتے ہین بلکہ پیشہ وغیرہ
جو رواج مین اوسکے ہین اُنسے معروف ہین بخلاف علماء ماوراء النہر وغیرہ کے کہ یہان لوگون نے اُنکے القاب
لکھے ہین جیسے **شمس الائمہ** اور یہ چند فقہاء کا لقب ہے مثل شمس الائمہ حلوائی وشمس الائمہ زرنجری وشمس الائمہ شمس الائمہ
کردری وشمس الائمہ اوزجندی ولیکن جہان خالی **شمس الائمہ** مذکور ہے وہان مراد شمس الائمہ سرخسی ہین یا قیود کے
ساتھ حلوائی وغیرہ کی طرف نسبت بھی مذکور ہوتی ہے اور **شیخ الاسلام** اکثر مراد خواہرزادہ ہین اور **فضلی** شیخ الاسلام
جہان مطلق مذکور ہے مراد شیخ امام جلیل ابوبکر محمد بن الفضل الکماری البخاری ہین - **ذکر کتب** جہان **اصل** مذکور ہے فضلی
یعنے جیسے کسی حکم کی نسبت آیا کہ ایسا ہی اصل مین مذکور ہے تو اس سے امام محمد رح کی مبسوط مراد ہے کیونکہ اسکو سب سے مقدم اصل
تصنیف فرمایا تھا پھر جامع صغیر کو پھر جامع کبیر پھر زیادات پھر سیر صغیر پھر سیر کبیر کذا فی غایۃ البیان وغیرہ اس امام محمد: مبسوط
مبسوط کو ایک جماعت متاخرین نے شرح کیا از انجملہ شیخ الاسلام معروف بہ خواہرزادہ ہین اُنکی شرح کو مبسوط
کبیر کہتے ہین وشرح شمس الائمہ حلوائی وغیرہ اور یہ شروح اگرچہ در حقیقت شروح ہین لیکن شارح نے اپنے
کلام کو امام محمد رحمہ اللہ کے کلام سے مختلط ذکر کیا لہٰذا کبھی **مبسوط شمس الائمہ حلوائی یا مبسوط شیخ الاسلام**
خواہرزادہ بولا جاتا ہے بلکہ اس فتاوے مین اکثر اسی کے مانند الفاظ سے حوالہ مذکور ہے لہٰذا اس امر کو یاد رکھنا چاہیے تاکہ
تشویش نہو اور یہی حال شروح جامع صغیر مین ہے کہ کتاب اصل محمد رح کی تصنیف اور شارحین نے شرح مین اپنا کلام
غیر متمیز خلط کیا لہٰذا **جامع صغیر قاضیخان یا جامع صغیر فخر الاسلام** بزدوی کہتے ہین حالانکہ مراد یہی ہے کہ
شرح جامع صغیر قاضیخان وغیرہ اور اس فتاوے مین مترجم نے کہین شرح کا لفظ بڑھا دیا اور کہین اسی طور سے
چھوڑ دیا ہے ولیکن واضح رہے کہ **مبسوط شمس الائمہ سرخسی** سے اطلاق کے وقت شرح مبسوط نہین مراد ہے بلکہ مبسوط سرخسی
حاکم شہید المتوفی ٣٣٤ھ کی تالیف کافی کی شرح مراد ہے یعنے کافی مؤلفہ حاکم کی شرح سرخسی کو مبسوط سرخسی بولتے
ہین اور فتاوے مین اس سے حوالہ جابجا مذکور ہے یہ تو مبسوط کا مذکور ہوا جسکو اصل بولتے ہین اور جہان روایت
اصول بلفظ جمع مذکور ہے اُس سے امام محمد رح کی چھ کتابین سب مراد ہین جنکا ذکر ابھی ہو چکا کذا فی رد المحتار اور
تحالیق الانوار مین ہے کہ بعض نے سیر صغیر کو انمین نہین لیا ہے اور طحطاوی نے کہا کہ بعض نے سیر کبیر کو بھی نہین
لیا - عنایہ مین ہے کہ اصول صرف چار ہین دو جامع وزیادات ومبسوط ہین اور یہی نتائج الافکار مین بھی مذکور ہے یا بجملہ

جس حکم کی نسبت لکھا گیا کہ اصول کی روایت ہے یا اصول مین یون ہی آیا ہے اس سے مراد بظاہر قول دمختار ہر شش کتب ہین اور بقول عنایہ و نتائج الافکار صرف چار ہین پس بقول اول جو حکم سیر مین ہو وہ بھی ظاہر الروایۃ و ظاہر المذہب ہے اور بقول دوم نہین ہے بلکہ وہ غیر ظاہر الروایۃ ہے جیسا کہ نتائج الافکار مین تصریح کر دی ہے اور خاتم علمار فرنگی محل رحمۃ اللہ تعالےٰ نے مفتاح السعادۃ سے نقل کیا کہ انہم یعبرون عن المبسوط والزیادات والجامعین بروایۃ الاصول دون المبسوط والجامع الصغیر والسیر الکبیر بظاہر الروایۃ و مشہور الروایۃ انتہیٰ شاید کاتب کا سہو ہے کیونکہ سیر صغیر اسمین سے بالکل ساقط ہے اور مبسوط دجامع صغیر کو مکرر لایا ہے اور شک نہین کہ مبسوط اصل اتفاقی ہے پھر اگر یہ مراد ہو کہ اسکی روایت کو ظاہر الروایۃ و روایۃ اصلی دونون کہتے ہین تو اتوسط سے تصنیف کیطرف ترقی ایسے مقاصد مین مہمل ہے پھر سیر کبیر سے صغیر مقدم و مشہور تر ہے اور مبسوط سب سے زائد با وجودیکہ اسکو غیر مشہور الروایۃ مین لیا ہے فلیتامل فیہ اور شاید توفیق اسطرح معقول ہے کہ روایۃ الاصول و ظاہر الروایۃ و ظاہر المذہب اس مجموعہ کے نشان کے واسطے چھ کتابین سب ہین غیر از ینکہ روایۃ الاصول نہین سے فقط چار سے مخصوص ہے اور مشہور الروایۃ باقیون سے جیسا کہ قول دوم ہے ولیکن ظاہر الروایۃ مثل روایۃ الاصول ہونا الیق ہے اگرچہ لفظ اصطلاحی قرار دیکر کسی معنے مین مضائقہ نہین ہے واللہ تعالےٰ اعلم اور عنقریب اسمین کلام آویگا انشاء اللہ تعالےٰ - محیط جس سے اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے کہین مطلق مذکور ہے اور کہین محیط السرخسی مذکور ہے پس محیط سے جہان مطلق مذکور ہے محیط برہانی مؤلفہ امام برہان الدین مراد ہے اور ذخیرہ بھی انھین کی تالیف سے ہے اور محیط السرخسی سے امام رضی الدین سرخسی کی محیط مراد ہے - اور تراجم مین طبقات و جلیہ سے چند محیط کا حال ذکر کیا مگر انکا نشان ظاہر نہین ہوتا ہے - ان محیطات مین سے عمدہ ترتیب محیط سرخسی کی ہے کہ ہر اصل فقہی اول پھر روایات اصول پھر نوادر پھر فتاوے کو ذکر کیا ہے

محیط

محیط سرخسی

تتمہ - حاکم شہید محمد بن محمد المتوفے ۳۳۴ھ ہین اور حاکم فقہ مین وہ ہے کہ جملہ فرعیات یا اصول فقہی محفوظ رکھتا ہو اور اصول الفقہ سے ماہر ہو اور بعض نے اسکی مقدار بیان کی ہے اور حدیث کی اصطلاح مین بھی حاکم کی تعریف مین اختلاف اسیطرح مذکور ہے کما فی تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی للشیخ السیوطی رح ولیکن مترجم کے نزدیک فقہ مین جملہ فروع کے حفظ سے مقید کرنا اس جہت سے مشکل ہے کہ نوازل و وقائع تا قیامت باقی ہین اللہم الا ان یراد بہ ما یروی فیہ حکم من المجتہد - بخلاف حدیث کے کہ وہان انضباط ظاہر ہے اور اسی اصطلاح پر صاحب مستدرک کو حاکم کہتے ہین - الصدر الشہید یعنے حسام الدین رح و مترجم نے اسی اعتماد پر کہین کہین نام چھوڑ دیا ہے صرف اسی لقب پر اقتصار کیا ہے - صدر الشریعۃ اکبر احمد بن جمال الدین المحبوبی - صدر الشریعۃ اصغر عبید اللہ بن مسعود صاحب نقایہ و شرح وقایہ - تاج الشریعۃ محمود بن احمد صدر الشریعۃ اکبر مؤلف وقایہ - ابو المکارم شارح وقایہ - ابن عابدین رح نے کہا کہ مرد مجہول ہے یعنے اسکے حال و علم و کمال سے تاریخی تذکرہ نہین ملتا ہے۔

صدر شہید

صدر شریعۃ

تاج شریعۃ

ابو المکارم

الباب ۔ ذکر طبقات فقہاء و طبقات مسائل و ذکر کتب معتبرہ و غیر معتبرہ وغیرہ فقہاء کا ذکر اس باب سے مقدم
کرنا طریقہ تفہیم کے مناسب نظر آیا کیونکہ عوام کو جب اُنکے مختصر حالات و زمانہ سے و انکے رتبہ و تصنیفات سے
آگاہی حاصل ہے تو اُنکی تقسیم طبقات کی راہ سے اور اُنکے اجتہادی مسائل کی تقسیم زیادہ سمجھ سے قریب
ہوگئی اور پوری بحث دیکھنے پر یہ امر زیادہ واضح ہوگا انشاء اللہ تعالے ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے نے حضرت
آدم علیہ السلام کو جب اس دار فانی مین نازل فرمایا تو اولاد آدم کے واسطے احکام عبودیت ظاہری و
باطنی فرض کیے اور باطنی سے میری مراد وہ احکام ہین جو قلب سے متعلق ہین جیسے تصدیق آخرت و حشر
وغیرہ و خلوص نیت و حسن طویت و غیر ذلک اور چونکہ یہ عقل جو شہوات وغیرہ سے گوندھی ہے اس راہ مین
مستقل نہین لہذا حق سبحانہ تعالے نے بر وفق رحمت کاملہ اپنے بندون کو عدم معرفت مین معذور فرمایا اس حد
تک کہ اپنا خاص بندہ مقبول رسول مبعوث فرمائے چنانچہ اسکے واسطے سے جو احکام و اخبار نازل فرمائے
وہ امور واقعیہ کی سچی خبرین ہین اور انمین بدگمانی کرنا سوائے کج فہمی صریح کے جو کسی خواہش پسند آدمی کو کسی
خواہش نفسانی کیوجہ سے عارض ہو کچھ اختلاف مقصود نہین بخلاف ایسے لوگونکے جو امور آلٰہیہ و موجودات مین عقل
کو مستقل سمجھکر گفتگو کرتے ہین کہ خود بدیہی ظاہر ہے کہ ایک دوسرے سے مخالف رائے ظاہر کرتا ہے تو لامحالہ
ایک کا جھوٹا ہونا ضرور تسلیم کرنا چاہیے مثلاً حکمت فلسفہ کو یقینی کہتے ہین حالانکہ افلاطون کے نزدیک جسم ہیولی
و صورت سے مرکب نہین بلکہ بسیط ہے اور ارسطو کے نزدیک ہیولی جوہر جزو ہے تو لامحالہ ایک کا قول غلط ہے
حالانکہ پہلے اُسکو عقلمند مان لیا گیا تھا پس صریح ظاہر ہے کہ عقل یہان کسی یقین کو مفید نہین خصوص جبکہ خود
عقلمند ایک وقت کچھ رائے مضبوط سمجھتا ہے اور دوسرے وقت اُسکے خلاف پر جزم کرتا ہے اور اسمین کسی منصف
کو شک نہوگا پھر ان عقلمندون کے ماننے والے زیادہ احمق ہین اسلیے کہ یہ خود مقر ہین کہ ہمارے نزدیک فلان شخص
سب سے زیادہ عقیل ہے یعنی خود ہم مین ایسی عقل نہین جو اُسکی برابری کرین تو پھر ان بیوقوفونکے اُسکو عقیل جاننے
و نہ جاننے کا بھی کچھ اعتبار نہین ہے بخلاف اخبار و احکام رسالت کے کہ جسقدر انبیاء و رسل علیہم السلام اللہ
تعالے عز و جل نے مبعوث فرمائے سب ایک ہی کلمہ پر متفق ہوئے یعنی اللہ تعالے جل جلالہ کے سوائے کوئی
معبود نہین اور تمہارے لیے آخرت برحق ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے دس پشت تک برابر یہی توحید چلی آئی
جہانتک حضرت خالق عز و جل نے مقدر فرمایا پھر توحید مین شرک پھیلنا شروع ہوا اور برابر اللہ تعالے کے
رسولون نے اہل عقل و ماننے والون کو راہ آلٰہی سبحانہ تعالے بتلائی جس سے وے مقصود کو پہونچے یہانتک کہ
خاتمہ و قرب قیامت پر اللہ تعالے نے سب سے افضل و اکرم حضرت مولانا و نبینا رسول اللہ عز و جل محمد صلے
اللہ علیہ و علے آلہ و اصحابہ و سلم جمیع الانبیاء و المرسلین اجمعین کو مبعوث فرمایا اور بندونکو اپنا دین حق
تعلیم فرمایا اور آپکی وزارت و صحابیت کیلیے بحکم کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون
عن المنکر الآیہ نہایت عمدہ بندے منتخب و مقدر فرمائے چنانچہ جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا اور ظاہر باطن

خالص توحید پر گناہ سے ایک [1] روز بچا ہو اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات سے واقف ہو وہ صاف بلند
آواز سے اُنکے افضل الامۃ ہونے کا اقرار دل سے کریگا اور درحقیقت افضل الرسول کے اصحاب کا بھی افضل
ہونا لازم ہے جنھوں نے ایسی تعلیم حاصل کی کہ مصداق رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ہوے اور راہ الٰہی مین کوشش
و اجتہاد کا حق ادا کیا کہ انسے پیچھے انکے اصحاب یعنے تابعین مصداق قولہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم
الذین یلونہم ہوے اور قولہ لمن راٰے من راٰنی الحدیث سے بشارت عظیم پائی - پس صدق ایمان و امانت و
صلاح ظاہر و باطن انھین محبوب تھی انکے بعد جو زمانہ آیا اُسمین تصدیق و اخلاص کو تنزل ہونا شروع ہوا و الاصل
فی صحیح مسلم من قولہ الامانۃ تنزلت فی جذر قلوب الرجال الحدیث لیکن بعضے اسی طریقہ سلف صالحین و صدر اول
پر قائم رہے اور لوگون کی ہدایت کی اور غایت شفقت سے اُنکو عذاب الٰہی کی طرف جانے سے روکا اور
کمال کوشش اُنکی صلاح قلب پر تھی اور چونکہ صلاح باطن کے ساتھ صلاح ظاہر منوط ہے لہذا حرام و شبہات
و معاصی جوارح وغیرہ سے بچنے کیلیے افعال محمود و مشروع کی تلقین فرمائی اور ممنوع سے منع فرمایا پس
اُنھون نے بھی صدق ایمان کی علامت خوب ظاہر کی اور چونکہ یہ امر منصوص ظاہر ہے کہ ہر زمانہ متاخر مین نور
ایمان کی قلت اور فساد کی کثرت ہوگی لما فی الصحیح من قول انس رضی اللہ عنہ الذی سمعہ من نبینا صلے اللہ علیہ وسلم
اور ظاہر نصوص سے ہر زمانہ کے وقائع جو ایک طرز پر نہین ہوتے پچھلون سے نہین نکل سکتے لہذا اُنکے لیے ایک
قاعدہ بنایا جس سے نور ایمان کی کمی کا جبر نقصان فی الجملہ ہو جاسکے اور اپنے اعمال ظاہری و قلبی کے واسطے حکم
الٰہی سبحانہ تعالے معلوم کر سکین اور جہانتک ممکن ہو خود نظائر و احکام و وقائع کو استخراج کر دیا اور اُنکے
بعد اُنکے اصحاب نے بھی اتباع کیا و لیکن فضل اول کو ہے و لہذا قال الشافعی رحمہ اللہ من اراد التبحر فی الفقہ
فہو عیال لابی حنیفۃ رحمہ اللہ پھر چونکہ فروع اعمال بغرض حصول ثواب و نفس کو پابند شرع رکھنے کے ہین
حالانکہ ایمان قطعی منصوص ہے تو فروع مین رحمت الٰہیہ وسعت تامہ کو مقتضی ہوئی اور ہر مجتہد کی راے
اجتہادی پر اعطاء ثواب کا وعدہ فرمایا بدین معنے ہر مجتہد مثاب اجر ہے اگرچہ تناقض حالت مین در
باطن ایک ہی مصیب ہوگا لیکن اصلی غرض ثواب ہے اس لحاظ سے ہر ایک مصیب ہے اسیواسطے اختلاف
امت عین رحمت ہوا لہذا طرق اجتہاد کی راہ سے اُنمین تمائز ظاہر ہوا اور سب کے سب اس راہ سے
حق پر ہین کہ ہر ایک کو ان اعمالون پر ثواب ہے اور معلوم ہو چکا کہ ان اعمال سے یہی غرض ہے کہ ثواب
و صفائی قلب سے عین الیقین و قرب رب العالمین کی بزرگی حاصل کی جاوے اور یہ ملگیا کیونکہ اجتہاد
مین قصور نہین ہوا اسیواسطے جو کوئی اجتہاد کے بھی لائق نہو اسکا فعل ہوا و ہوس پر مبنی ہو جاویگا اور وہ
گمراہ ہوگا لہذا عوام کو حکم ہے کہ اہل تقوے و اجتہاد سے راہ پوچھین پس جب فقیہ بزرگ متقی پسندیدہ
امام مجتہد ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مثلاً پوچھا گیا تو وہ ایک سے دوسرے کو ملتا چلا آیا اور اہل لیاقت و صلاحیت نے

[1] قولہ ایک روز بینے پر پرہیز بہت کٹھن ہے کہ ایک دن رات تک اپنی ظاہر و باطن کو محفوظ رکھے تو اس مشقت کی قدر جانے ۱۲

اُنسے طریقہ اجتہاد بھی سیکھا کہ جو بات اسوقت نہین واقع ہوئی اُسکا حکم خود اسی طریقے سے نکال سکین پھر جہانتک یہ صلاحیت بہ مشیت الٰہی تعالےٰ قائم رہی کہ اس طریقہ مین جد و اجتہاد کرین تب تک اُنھون نے ایسا کیا آخر یہ بھی لیاقت و امانت مرتفع ہوئی اور رشذ وذ پر مرجع ہوا تو ان لوگون نے اپنی کوتاہی پر یقین کیا کیونکہ آدمی اپنے نفس کو خود خوب جانتا ہے لہٰذا اسی طریقہ کو لازم پکڑا اسی جہت سے بوجہ پابندی طریقہ اجتہاد کے حنفیہ و شافعیہ وغیرہ فرق ہو گئے اور ورحقیقت یہ سب ایک اصل توحید پر قائم ہین خواہ وے افعال جوارح مین کسی طرز پر ثواب کا ذخیرہ جمع کرین کیونکہ ہر ایک دوسرے کو نظر محبت سے سلمان آخرت جمع کرتا دیکھکر خوش ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ اللہ عز و جل اپنے فضل سے اس طریقہ سے بھی ثواب و رضامندی عطا فرماتا ہے مثلاً منفعت حاصل کرنے کے ہر طریقہ سے تجارت کرنے پر متولی و سرپرست ہر ایک سے خوش ہے اسی وجہ اجتہادی راہ سے انمین طبقات ہین۔ اوّل مجتہدین طبقہ عالیہ جنھون نے قرآن مجید و سنت و اجماع سے قواعد اصولی بنائے جنسے بطریق قیاس مسائل کا استنباط بغالب اُمید ثواب ممکن ہوا اور یہ اُسوقت کے مصالح و متاخرین کی قوت ایمان کے موافق تھا اور یہ ایک رحمت الٰہی اس امت مرحومہ کے واسطے مخصوص ہوئی اور یہ طبقہ مستقل مجتہد تھے جنکو اصول یا فروع مین اپنے مانند کسی مجتہد کی تقلید روا نہین تھی ولیکن کتاب و سنت جسکی اتباع مفروض و متعین ہے اگر انمین کسی مسئلہ کا حکم نہین ملا اور نہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے قطعی ثابت ہوا بلکہ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسکو لیتے تھے اور اپنے قیاس کو ترک کرتے تھے اور یہ اسوجہ سے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خیر الامۃ ہین اُنسے نور و قوت ایمان مین مساوات نہین ہو سکتی ہے۔ پھر ان ائمہ مجتہدین مین باعتبار تفاوت مشارب کے تمایز ہے اور انکی اجتہادات کا اشتہار بھی متفاوت ہے اور منجملہ انکے جنکا مذہب شائع ہوا امام ابوحنیفہ رح و مالک بن انس و ثوری و شافعی و ابن ابی لیلے و اوزاعی و احمد بن حنبل و داؤد اصفہانی ہین ولیکن انمین سے بھی امام ابوحنیفہ رح و مالک و شافعی و احمد رحمہم اللہ تعالےٰ کا مشرب زیادہ مشہور ہو گیا اور انہین سے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب زیادہ شائع ہوا اور محدث دہلوی کے انصاف مین ہے کہ اقوے اسباب اشتہار مین سے یہ ہے کہ مشیت الٰہی عز و جل سے امام ابو یوسف قاضی دار الخلافہ ہوے جس سے تمام سلطنت مین فقہ حنفی پر مدار ہوا اور بعد انکے بھی اسی فقہ کے ماہر اکثر قضاۃ ہوتے چلے آئے اور امام محمد رحمہ اللہ کی کثرت تصانیف سے تمام شیوع و اشتہار ہو گیا حتے کہ بعض ائمہ مشہورین نے بھی ان کتابون کو بامعان نظر دیکھا اور امام فقیہ بانی شافعی رحمہ اللہ نے لوگون کو فقہ مین عیال امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرار دیا۔ اور کفوی وغیرہ کے بیان سے یہ بھی وجہ نکلتی ہی کہ امام رحمہ اللہ کے شاگردونمین اہل اجتہاد و علما رہبت کثرت سے تھے جنکی اتباع لوگونمین خود مرغوب تھی لہٰذا کثرت ہو گئی۔ اور کفوی کے طبقات مین ہے کہ اصحاب حنفیہ مین سے بہت لوگ ملکون و شہرونمین متفرق ہوے چنانچہ مشائخ عراق سے بغداد وغیرہ مین اور مشائخ بلخ و بخارا و خراسان و سمرقند و شیراز و طوس و

آذربائیجان وہمدان وفرغان ودامغان ومازندران وخوارزم وغزنین وغیرہ سے ان ملکون وشہرون مین شہرت ہوگئی اورچونکہ یہ لوگ خود علماء جید فقہاء متدین تھے انکے تصانیف وتذکیر سے زیادہ شیوع ہوا اورامالی وتوالیف وفتاوے کی بہت کثرت ہوگئی پس ان فقہا مین چھ طبقے ہین اور مع مقلدین سات ہین - اول طبقہ مجتہدین مستقل جنکا انتساب ابھی کسی طرف نہین جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وشافعی وغیرہم دوم طبقہ مجتہد مستقل جو کسی طرف منتسب ہے جیسے امام محمد رحمہ اللہ وابویوسف وزفر کہ باوجود استقلال کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منتسب ہین اور جیسے مزنی رحمہ اللہ کہ شافعیؒ کی طرف منسوب ہین - سوم اکابر متاخرین کہ جنکو قواعد مقررہ اصول وقیاسات فروع سے استنباط وقائع ونوازل کی قدرت تامہ ہے جیسے خصاف وطحاوی وکرخی وحلوائی وسرخسی وجصاص وغیرہم اور بعض نے بزدوی وقدوری وقاضیخان وصاحب ہدایہ وبرہان الدین صاحب ذخیرہ ومحیط اور طاہر بن احمد صاحب نصاب وخلاصہ انکے امثال کو انھین مین داخل کیا ہے اور ظاہر یہ کہ تتبع نظر سے یون مقرر کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اسمین تامل ہے واللہ تعالے اعلم - چہارم اصحاب تخریج کہ جنکو اجتہاد کی قدرت نہین البتہ ہے کیونکہ اصول وفروع کے احاطہ سے قول مجمل ومبہم کی تفصیل کرسکتے ہین اور بعض نے ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ کو اسی طبقہ مین داخل کیا ولیکن عجب ہے جیسا کہ فاضل لکھنوی مرحوم نے کہا باوجودیکہ قاضیخان وغیرہ کو سوم مین شامل کیا اور میرے نزدیک اسمین ظاہری تتبع کافی نہین ہے اور قوت ایمانی کی ترقی پر اسکا مدار اولے ہے اگرچہ نفس تصدیق قابل کمی و زیادتی نہین سہی - پھر مترجم کو اسمین بھی تامل ہے کہ ان لوگون کو جنکا نام اسمین شمار کیا گیا اور جو علماء اس قرن مین موجود تھے کیا درحقیقت ایسے تھے کہ انکو اقوے نوع اجتہاد کی قدرت نہ تھی - پنجم طبقہ اصحاب ترجیح ہین جیسے امام قدوری وصاحب ہدایہ وغیرہما تو انکی شان فقط یہ ہے کہ بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیسکتے ہین باین قول کہ یہ اصح ہے یا اولے ہے یا اوفق بالقیاس یا لوگونکے حق مین زیادہ آسان ہے یا اوجہ ہے وغیر ذلک اور صاحب البحر الرائق نے شیخ ابن الہمام کو بھی اسی طبقہ مین شمار کیا اور کفوی نے ابن کمال پاشا اور مفسر ابوالسعود کو داخل کیا اور بعض نے ابن الہمام کو رتبہ اجتہاد تک کامل کہا ہے - وانت لو تاملت فی الامر

لظہر لک ان المنزلین للناس منازلہم انما موقع نظرہم کثیرۃ القیل والقال وحفظ الاقوال حتے عدوا الجدل من علم

الدین وانما الاعلم عندہم من طال ذیال لسانہ فی اقامۃ حجج الجدال العاریۃ عن الاہتداء بتوفیق اللہ تعالے

عزوجل فلا عبرۃ فی کثیر مما حکموا فیما لا علم بذلک لہ الا اللہ عزوجل وہو اعلم بالمہتدین - ششم طبقہ جنکو فقط اتنی قدرت حاصل ہے کہ اقوے وقوے واصح وصحیح وضعیف وظاہر الروایۃ وظاہر المذہب ونوادر مین تمیز کرسکین جیسے شمس الائمہ کردری وحصیری ونسفی وغیرہم اور انھین مین سے وہ علماء بھی ہین جنھون نے متون تالیف کیے جیسے صاحب مختار ووقایہ وکنز وغیرہ انکی شان یہ ہے کہ اپنی کتابون مین اقوال ضعیفہ مردودہ کو نقل نہین کرتے ہین - طبقہ ہفتم وہ اہل علم جو طبقہ ششم سے بھی ادنی ہین تو یہ محض مقلد ہین ان پر لازم ہے کہ کسی فقیہ کی

تقلید کرین اور طبقہ ششم تک کسی نوع کا اجتہاد نہین کر سکتے اور ابن کمال پاشا رحمہ اللہ نے کہا کہ ان لوگون کو تمیز
نہین بلکہ جو روایت پاتے ہین کیسی ہی ہو اسکو یاد کر لیتے ہین پس خرابی اُنکی اور اُنسے زیادہ اُسکی جو اُنکی
تقلید کرے کذا نقلہ الفاضل لکھنوی رحمہ اللہ تعالے اور امام نووی رحمہ اللہ کی شرح المہذب مکی رحمہ اللہ
نے نقل کیا کہ مجتہد یا تو مستقل ہے اور اسکی شرط نہین ہے یہ ہے کہ فقیہ النفس وسلیم الذہن ہو اور فکر مین مرتاض
اور صحیح التصرف والاستنباط ہو اور بیدار و دلائل پر خبر سے عارف و اُنکی شرط کا جامع باوجود درایت کے
اُنکے استعمال مین مرتاض اور امہات مسائل فقہ سے ہوشیار اور اُنکا حافظ ہو اور یہ تو زمانہ دراز سے
معدوم ہو گیا اور یا مجتہد منتسب ہوگا اور اسکی چار قسمین ہین اول وہ یہ کہ امام کی تقلید کسی اصول و فروع
مین نہ کرے کیونکہ خود اجتہاد مین مستقل ہے اور امام کی طرف نسبت بوجہ سلوک طریقہ اجتہاد ہے۔ دوم
مقید بہ مذہب کہ اولہ امام و قواعد سے تجاوز نہین کر سکتا اور یہ اصحاب الوجوہ ہین۔ سوم رتبہ وجوہ
سے کم لیکن وہ مذہب امام کی تقریر و تحریر و ترجیح و تضعیف کر سکتا ہے اور یہی اصحاب ترجیح آخر چوتھی صدی
تک تھے چہارم مذہب کی حفظ و نقل مین قائم و مشکل کا عارف ہے لیکن تحریر و قیاسات و تقریر دلائل مین کمزور ہے
تو اسکا فتوے جو کتب مذہب سے نقل کرے معتبر ہوگا مترجم کہتا ہے کہ اس عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اس
زمانہ مین فتوے اُسی شخص عالم کا معتبر ہے جو حفظ مذہب و نقل و فہم مشکل مین مستقیم اور فی الجملہ نظر کی اہلیت
رکھتا ہو اگرچہ تحریر دلائل مین پورا نہو اور قیاسات کی تقریر مین جن سے معانی کی توضیح ہوتی ہے کامل نہو
پس سائل کو مذہب سے آگاہ کرے جسمین ہوا و ہوس یا خالی رطب یابس روایات مین سے کسی روایت پر
مدار نہو کیونکہ اہلیت نظر سے کوئی زمانہ خالی نہین ہے اور اگر کسی شخص نے بغیر ایسی لیاقت کی دلیری کی تو وہ
جہنم کا پل ہے کہ خود عذاب مین رہا اور دوسرے اُسپر سے پار ہو گئے۔ اور عنقریب بحث افتا مین ذکر
آتا ہے واللہ تعالیٰ ہو الہادی الے سبیل الرشاد

الوصل طبقات مسائل۔ مسائل کے **تین طبقہ** ہین۔ **اول مسائل اصول** اور وے امام محمدؒ کی چار یا چھ کتابون کے
مسائل ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور انھین کو ظاہر الروایہ بھی کہتے ہین ان اصول مین سے مبسوط اول داصل
ہے اور امام محمد رحمہ اللہ سے اُسکو اکثرون نے روایت کیا از انجملہ اشہر روایت ابو سلیمان جوزجانیؒ ہے
اور اسی کے قریب روایت ابو حفص رحمہ اللہ ہے پھر اسکے نسخہ متعدد ہین ایک نسخہ شیخ الاسلام ابو بکر
معروف بہ خواہر زادہ اور یہ در حقیقت شرح ہے اور ایسے ہی مبسوط السرخسی و حلوائی رحمہم اللہ تعالیٰ
اور پہلے مذکور ہوا کہ مبسوط سرخسی سے علی الاطلاق شرح کافی مراد ہے اور کفوی نے کہا کہ ظاہر الروایہ کے
مسائل مین سے حاکم شہید کے منتقی کے مسائل ہین اور امام محمد رحمہ اللہ کی کتابونکے بعد یہ کتاب مذہب کیلیے
اصل ہے مگر ان ملکون مین اب مفقود ہے اور حاکم کی کتاب کافی بھی اصول مذہب مین سے ہے اور
اسکی بھی جماعت مشائخ نے شرح کی ہے از انجملہ شرح شمس الائمہ سرخسی و شرح قاضی اسبیجابی

معروف ہین۔ اقوال منفی اگرچہ اب مفقود ہے لیکن ذخیرہ وغیرہ مین اس سے بہت کچھ نقل موجود اور اس فتاوے مین انھین کتابون سے بہت کچھ حوالہ ہے اسیواسطے یہ فتاوے اصول مذہب دریافت کرنے کیلیے بہت معتمد ہے حتے کہ اگر کوئی شخص ایک نسخہ کتاب الاصل کا لاوے تو اُسپر اعتماد موجب نہوگا کہ کتاب الاصل عموماً متداول نہین رہی جسپر وثوق ہو بخلاف نقل کے جو اس فتاوے مین متواتر متوارث موجود ہے۔ طبقہ دوم مسائل مذہب مین سے غیر ظاہر الروایۃ کے مسائل ہین اور مراد اُنسے وہ مسائل ہین جنکو ائمہ سے سوائے ان کتب مذکورہ کے اور کتابون مین روایت کیا گیا خواہ امام محمد رحمہ اللہ کی دوسری کتابون مین جیسے کیسانیات وجرجانیات ورقیات وہارونیات وغیرہ اور غیر ظاہر الروایۃ اسلیے کہتے ہین کہ امام محمد رہ سے یہ کتابین اسطرح ظاہر مشہور مروی نہین ہوئین جیسے پہلی کتابین ہین اور خواہ سوائے امام محمد رحمہ اللہ کے اورون کی کتابون مین جیسے حسن بن زیاد کی محرد جسمین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اصلاً اور صاحبین رہ وغیرہ سے تبعاً مرویات ہین اور اسی قسم مین کتب اماٰلی ہین اور اماٰلی جمع املاء ہے اور املاء یہ ہے کہ فقیہ کے گرد اُسکے تلامذہ دوات وقلم کے ساتھ بیٹھے اور جو کچھ اجتہادات وہ بولتا گیا یہ لوگ اُسکو لکھتے گئے اسیطرح متعدد مجالس مین مجموعہ ایک کتاب ہوگئی اور حدیث مین بھی ایسا طریقہ موجود تھا اور ظاہر اسی موافقت سے فقہیات مین بھی متقدمین فقہا مین جاری تھا اسلیے کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکے اذہان سیال مخلوق فرمائے تھے اور اسی قسم سے ہین متفرق روایات متفرق تلامذہ کے پاس جنکو نوادر کہتے ہین جیسے نوادر ابن سماعہ وابن رستم یعنے ابراہیم ونوادر ہشام وغیرہ از امام محمد رحمہ اللہ ونوادر بشر عن ابی یوسف وغیرہ پس انکو نوادر یا تو اسوجہ سے کہتے ہین کہ متفرق روایات ہین یا اسوجہ سے کہ بظاہر مخالف اصول ہین پس مشائخ نے انکی صحیح محمل یعنے تاویل بیان کی اور بسا اوقات اصول مین جزئیہ مذکور نہین مگر نوادر مین ہے اور کبھی نوادر اگرچہ منفرد ہے لیکن تخریج مسائل سے مخالفت پیدا ہوتی ہے کیونکہ اکثر اصول مین مسائل فقہیہ کے انواع واصناف کے قلیل مسائل مذکور ہوے تاکہ انہین کے متقائسہ پر تفریعات کریجاوین اور دقیق النظر آدمی کو مختصر کتب متون مین سے ہر بات مین یہ طریقہ ظاہر ہو سکتا ہے کیونکہ ہر صنف کے مسائل واُسکے تفریعات کو ایک اصل مقید شامل ہے اسیواسطے جامع صغیر کو جامع کہتے ہین باوجودیکہ بہت صغیر ہے کیونکہ قیود مسائل خود احکام متعددہ ہین ولیکن سوائے صاحب بصیرت کے کسی کو استخراج پر اعتماد نہین روا ہے اور شروح جامع صغیر مثل شرح قاضیخان وغیرہ البتہ جید معتمد ہین اور فتاوے مین اس سے بیشتر حوالہ ہے طبقہ سوم مسائل فتاوے ہین اور انھین کو واقعات ونوازل کہتے ہین اور یہ مسائل وہ ہین جنکو مشائخ متاخرین نے بقوت اجتہاد ایسے وقائع مین استخراج کیا جنمین ائمہ متقدمین سے کوئی روایت نہین ہے اور ایسی کتابون مین سے اول کتاب شیخ ابو اللیث فقیہ نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی رحمہ اللہ نے جمع فرمائی اور نوازل اسکا نام رکھا اسمین اپنے شیوخ ومشائخ متاخرین محمد بن مقاتل رازی

ومحمد بن سلمہ ونصیر بن یحیےٰ وغیرہم کے فتاوے جمع کیے اور جا بجا اپنے آپ جو کچھ اختیار کیا وہ بھی لکھدیا یعنے
مثلاً کوئی حکم کسی مسئلہ مین شیخ سے نقل کیا اور اُسپر خود راضی نہین ہوے تو لکھا کہ میرے نزدیک
یون مختار ہے لہٰذا اس فتاوے مین جہان اسطرح آیا ہے کہ اسی کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا اسکے یہی
معنی ہین کہ یا تو مشائخ سے اس مسئلہ مین مختلف دو حکم مذکور ہین انہین سے خود ایک کو قوی سمجھکر لکھدیا کہ میرے
نزدیک یہ مختار یعنے اقوے ہے یا اپنے نزدیک اُس حکم کے علاوہ دوسرا حکم اجتہادی جدید مختار ہے
پھر یہ کتاب ان واقعات مین اصل ہے اور اسکے بعد دوسرون نے اسیطرح جمع کردین جیسے مجموع النوازل
والواقعات از ناطفی رحمہ اللہ و واقعات صدر شہید حسام الدین رحمہ اللہ اسمین بھی اختیارات صدر شہید
اکثر مذکور ہین چنانچہ فتاوے مین جا بجا آیا کہ اسی کو صدر شہید نے اپنے واقعات مین اختیار فرمایا ہے پھر انکے
بعد مشائخ نے اصول روایات کے ساتھ غیر ظاہر الروایۃ واامالی ونوادر وواقعات کو مخلوط جمع کردیا جیسے جامع
فتاوے قاضیخان وخلاصہ وغیرہ اور بعض نے ایک نوع تمائز کے ساتھ جمع کیا جیسے محیط شمس الائمہ سرخسی
چنانچہ انھون نے پہلے مسائل اصول کو لکھا پھر غیر ظاہر الروایۃ یا مشہور الروایۃ کو پھر امالی ونوادر کو پھر
فتاوے کو اور یہ عمدہ ترتیب ہے خصوص اس زمانہ کے لحاظ سے بہت نافع ہے کیونکہ اب اسقدر تمائز بھی
معدوم ہوگیا۔ خواہ قلت ادراک وعلم سے اور خواہ اصول وغیرہ مفقود ہونے سے اور بے شبہہ یہ سستی بہت
مضر ہوئی کہ کتب اصول امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ گم کردیگئین اور اب چند کتابین متاخرین کی تصانیف سے
شائع ومعتمد ہین انمین سے بعض متون ہین اور بعض انھین کی شروح ہین اور بعض بنام فتاوے معروف ہین
واضح ہو کہ اہل علم مین یہ قول مشہور ہے کہ متون مین جو حکم مسئلہ لکھا ہے وہ حکم شروح سے مقدم ہے اور
جو شروح مین ہے وہ فتاوے سے مقدم ہے پس اگر شروح مین ایسی بات پائی جاوے جو متون سے
مخالف ہے تو متون کا حکم لیا جائیگا اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ متون اسیواسطے ہین کہ ظاہر مذہب کو نقل کرین
مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ قاعدہ شروح مبسوط وغیرہ واس طبقہ کے واسطے متوافق تھا کیونکہ متون
سے مراد اصول ہے جنکو اب متون کہتے ہین اور فتاوے سے مراد خالی متاخرین کے استخراجی مسائل ہین جنکو واقعات
کہتے ہین پس مراد یہ تھی کہ جب کتب اصول مین کوئی حکم ملا اور شیخ شارح نے اسکے خلاف لکھا ہے تو شرح کا
حکم ترک کیا جاوے اور اصل کا لیا جاوے کیونکہ وہی اصل مذہب ہے اور جو شروح مین ہے وہ فتاوے پر مقدم اس
جہت سے کہ شرح فوائد قیود مسئلہ ہین تو گویا یہ مسائل خود اصل مین مذکور ہین بخلاف واقعات کے کہ ان مین
مفروض ہے کہ صریح یا ضمنی روایت امام سے نہین ہے بلکہ بقاعدہ اجتہادی متاخرین نے استخراج کیا ہے ہان
یہ ممکن ہے کہ کہین اشارہ اسکی طرف اصل مین ہو اسیواسطے بعض مسائل استخراجی مین لکھا کہ اس مسئلہ کی کوئی
روایت کسی کتاب مین امام محمدؒ سے نہین ہے ولیکن فلان شیخ نے یون کہا اور فلان نے اسطرح پر لکھا کہ یہی
صحیح ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے اسیطرف اشارہ کیا ہے پس بطریق اشارہ مذکور ہونا داخل مذکور نہین ہے

بخلاف شروح کے کہ فائدہ قید یعنے مفہوم روایت ایک حجت معتبرہ ہے تو وہ ضمنی مذکور ہے پس اس بیان سے ظاہر ہوگیا کہ اس قاعدہ کے معنے کہ متون شروح پر اور شروح فتاوے پر مقدم ہین یہ ہین اور اسوقت مین جو متون و شروح و فتاوے موجود ہین انکے حق مین یہ قاعدہ ٹھیک نہین ہوتا اسلیے کہ شروح اسوقت اسطرح نوادر و امالی وغیرہ سے مملو ہین اور اگر بوجہ شہرت کتاب و تواتر کے تقدم ہو تو قطع نظر اسکے کہ دلیل مذکور یعنے قول کیونکہ متون نقل مذہب کے لیے ہین الخ جاری نہین رہتے یہ بھی ظاہر ہے کہ جملہ شروح متواتر درجہ تک ... نہین ہین حالانکہ کتابون کی تواتر وعدم تواتر کی بحث جداگانہ ہے علاوہ اسکے جنکو اسوقت فتاوے کہتے ہین وہ عمالی فوازل و واقعات کا مجموعہ نہین ہین بلکہ ہر طرح کے روایات اصول مع نوادر وغیرہ انمین موجود ہین خصوص اس فتاوے عظیم کو دیکھو کہ غالبا جملہ روایات ہدایہ و وقایہ وغیرہ خواہ انھین کے حوالہ سے یا مبسوط وغیرہ اصول کے حوالہ سے اسمین موجود ملینگے اور زائد اس سے بہتسے روایات اصول کا نشان ملجائیگا پھر کیونکر شرح نقایہ قہستانی و شرح ابو المکارم کا اعتبار ہوگا اور اس فتاوے کا اس سے کم۔ اور حق تو یہ ہے کہ اکثر متون متداولہ اس لائق ہین کہ اصول کی روایات اس فتاوے سے لیکر انکی شرح لکھی جاوے کیونکہ ایک جم غفیر علمار نے اصول سے ان روایات حاصل ہونے کی تصدیق کی اور کسی نے انکار نہین کیا تو اخبار بحد تواتر پہونچ گیا خصوص جبکہ متدین بادشاہ عالمگیر انار اللہ تعالے برہانہ کی سعی موفور پر اعتماد قوی ہے کہ اصول منقحہ سے حوالہ سے اُسنے بالاعتماد بہم پہونچائی تھین پس یہ کتاب جسکو فتاوے کہا جاتا ہے ان شروح متداولہ سے زیادہ مستند ہے۔ بالجملہ مجموعی حالت اس فتاوے بےنظیر کی یہ نہین ہے کہ اسپر وہ معنی صادق آوین جو قاعدہ مذکورہ مین لفظ فتاوے سے مراد ہین اور جسنے یہ وہم کیا کہ اسوقت کے اطلاق ... کے موافق الفاظ قاعدہ کا انطباق ہے اُسنے خطا کی بلکہ مراد قاعدہ سے وہی ہے جو ہمنے اوپر بیان کردی ہے اب اس قاعدہ اور اس فتاوے مین جو نسبت ہے وہ یہ ہے کہ فتاوے مذکورہ مجمع ہے روایات اصول و کافی و منتقی و امالی و نوادر و فتاوے کا اور ان احکام کے طبقات اوپر بیان ہوچکے ہین اور حالت یہ ہے کہ جس قسم کا مسئلہ پیش آیا اور اُسکا حکم اس کتاب سے چاہا گیا تو دیکھا جاوے کہ اصول و کافی و منتقی مین کہین مذکور ہے خواہ ذخیرہ و محیط و مبسوط و وجیز وغیرہ کسی کے حوالہ سے ہو پس وہ حکم ظاہر الروایہ ہے اور وہی ظاہر المذہب ہے اور اسی پر عمل ہے کہ اس سے کچھ مخالفت نہین ہے اور اگر ظاہر الروایۃ مین بھی ملا اور شروح مین اسکا حکم برخلاف ظاہر الروایۃ ملا تو ظاہر الروایۃ پر اعتماد ہے اور شرح کو ترک کیا جائیگا مگر در صورت واحدہ اور اگر ظاہر الروایۃ مین نہین ملا بلکہ فقط شرح مین ہے تو بلا مخالفت اُسکو لینا چاہیے اور اگر شرح کے حکم سے فتاوے شیخ مین بھی مخالف ملا تو شرح مقدم ہے اور اگر خالی کسی فتوے مین ہے تو اسی پر اعتماد کرنا متیقن ہوا پس قاعدہ مذکورہ کے معنے اس کتاب پر اسطرح منطبق ہین مگر واضح ہو کہ اس تقدیم مین اہل علم نے یہ قید لگائی ہے کہ یہ حکم تقدیم کا اُسوقت ہے کہ نیچے کے طبقہ مین تصحیح کسی حکم کی نسبت صحیح ہونا مذکور نہو چنانچہ مسئلہ

فرائض مین کہ ایک شخص نے چچا کی دختر اور ماموں کا پسر چھوڑا تو خیر الدین رملی نے فتوے دیا کہ کل ترکہ چچا کی دختر کا ہے اور اس فتوے سے یہ معنی ہین کہ خیر الدین رحمہ اللہ نے ظاہر الروایۃ کا حکم مسائل کو نقل کر دیا اور یہ معنی نہین ہین کہ مسئلہ مین اجتہاد کر کے جواب دیا کیونکہ یہ حکم ظاہر الروایۃ مین خود مذکور ہے چنانچہ اس فتاوے کے فرائض کو دیکھو اور اسی مسئلہ مین دوسرا حکم ظاہر الروایۃ کا یہ بھی مذکور ہے کہ کل ترکہ ماموں زاد بھائی کا ہے شامی نے رد المحتار مین کہا کہ اس مسئلہ مین تصریح موجود ہے کہ دونون حکم ظاہر الروایۃ کے ہین اور کہا کہ خیر الرملی رحمہ اللہ نے جو فتوے مین نقل کیا اسکی نسبت جامع المضمرات مین تصریح کر دیگئی کہ وہی صحیح ہے اور کہا کہ جہان کہین ایسا واقع ہو تو ہم پر اسی حکم کی اتباع لازم ہوگی جسکے صحیح ہونے پر تصریح کر دی جاوے۔ اس بیان سے یہ بات بھی نکل آئی کہ کبھی اصول سے خود مختلف دو روایتین ملتی ہین تو انمین تصحیح پر مرجع ہے اور اگر ہو یا ظاہر الروایۃ مطلق اور حکم شرح صحیح ہو تو انکا حکم بحث الافتا رسے تلاش کرنا چاہیے۔ پھر واضح ہو کہ یہان ایک قول معروف ہے کہ متون کا حکم مقدم ہے شروح پر اور شروح کا فتاوے پر۔ اور متون سے مرادوہ مخصوص کتابین ہین جو نقل مذہب کے لیے ملتزم ہین اور اصل اسکی وہی قاعدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ اصول کا حکم مقدم ہے اور چونکہ کتب اصول اسوقت مفقود ہوگئی ہین تو بجاے انکے متون داخل کیے گئے۔ اور یہ مشکل ہے اسواسطے کہ متون متداولہ مین اکثر ایسے مسئلہ بھی ہین جنکا اصل مذہب مین وجود نہین ہے جیسے باب طہارت مین مسئلہ دہ در دہ کہ اصل مذہب مین نہین ہے اور اکثر مسائل مشائخ کے تخاریج ہوتے ہین چنانچہ ہدایہ دیکھو ہان شاید مختصر کرخی و مختصر الطحاوی وغیرہ مین ایسا ہو ولیکن اب تو وہ بھی مفقود ہین اور کمال اعتبار اسوقت وقایہ و کنز و قدوری پر ہے بلکہ انھین پر انحصار ہوگیا اور بعضے مختار مؤلفہ عبد اللہ بن محمود موصلی متوفی ۶۸۳ھ و مجمع البحرین مؤلفہ احمد بن علی بغدادی المتوفی ۶۹۴ھ متون مین داخل کرتے ہین۔ اور ظاہر احق یہ ہے کہ ان ائمہ نے جس حکم کو مذہب سمجھا ہے اور اسکو قوت و صحت مین مثل ظاہر الروایۃ جانا اسکو مختلط کر دیا حتے کہ سب مذہب قرار دیا گیا لہذا اس قول پر اکثر متفق ہین کہ جو کچھ متون مین ہے اسکے صحیح ہونے کا التزام کیا گیا ہے پس جو مسائل ان کتابون کے حوالہ سے ملین انکی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ گویا یہ مؤلف تصحیح کرتا ہے لیکن ایسی صورت مین اگر ظاہر الروایۃ صریح اسکے خلاف ملے تو آیا ظاہر الروایۃ پر اعتماد ہوگا یا انکی التزامی تصحیح پر۔ بیان اصلی مرجع اسطرف ہوگا کہ گویا ایک کتاب مین روایت آئی کہ یہ حکم ظاہر الروایۃ ہے اور اس متن مین روایت آئی کہ نہین بلکہ یہ ظاہر الروایۃ ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ حکم متن کا تخریجی نہین ہے اور یہ در اصل کتاب کے متواتر و مشہور ہونے پر راجع ہے اور اسکے یہ معنی ہین کہ بعض کتابین اسوجہ سے معتبر نہین ہین کہ تواتر ہمکو پہونچنا ثابت نہین ہے اور یہ بحث بھی انشاء اللہ تعالےٰ آتی ہے بالجملہ اگر متون کو مقدم کیا جاوے تو قول مذکور کے یہ معنے ہوسکتے ہین کہ جو وقایہ مین مذکور ہے وہ شرح وقایہ سے مقدم ہے وانکے ذاتا ملست

القاعدۃ وجد تہا بحجۃ لایزل ہلے مدرجۃ دلست سلے ان لا اصل باذکر من القاعدۃ اولا وہذہ مصحفۃ سنہا فتامل

پس صواب یہ ہے کہ یون کہا جاوے **قاعدہ** اصول مین جو کچھ ہو وہ شروح پر مقدم اور شروح کا فتاوے پر تقدم ہی
واللہ تعالے اعلم - اور یہان یہ بھی مذکور ہے کہ **متون** اسواسطے مخصوص ہین کہ امام ابو حنیفہؒ کے اقوال ذکر
کرین ولیکن یہ بھی مخدوش ہے کیونکہ کثرت سے صاحبین کے اقوال بلا ذکر خلاف لیے گئے جسپر فتوے ہے
پھر اگر قاعدہ تقدیم متون مانکر اس فتاوے سے انطباق کیا جاوے تو اسکا یہ اثر یاد رکھنا چاہیے کہ جو مسئلہ
اصول ستہ واُسکے مانند منتقی وکافی مین سے منقول نہو بلکہ ان متون سے منقول ہو تو یہ بھی اصول مین
داخل کیا جاوے پس شروح یا فتاوے پر اسکو تقدیم ہوگی اور دوسرے یہ ہے کہ متون کا حکم اہل مذہب کے
نزدیک مذہب قرار دیا جائیگا اور جب متون کو ناقل مذہب امام مخصوص مان لیا جاوے تو فتوے کے
وقت اُسکے قواعد کے موافق یہ امام کا مذہب قرار دینا چاہیے اور ابھی معلوم ہو چکا کہ متون سے
کون کون کتابین مراد ہین ازانجملہ مختصر الطحاوی وغیرہ بھی ہین ولیکن اس زمانہ مین مختصر الطحاوی عموماً
متداول ومتواتر نہین رہی اگرچہ تھوڑا زمانہ ہوا کہ لوگون مین تواتر پہونچی تھی لہذا اس زمانہ مین اگر
بر سبیل شذوذ دو چار کے پاس ہو تو اسپر یہ حکم نہوگا جو کنز وقدوری وغیرہ پر ہے کیونکہ اسمین خوف
الحاق وتحریف وغیرہ پیدا ہو گیا ہے اب ہم چند اصطلاحات مسائل نقل کر کے انشاء اللہ تعالے
لکھینگے کہ افتاء کیا ہے اور کس شخص سے صحیح ہے اور کس کتاب سے چاہیے اور کن کتابون سے فتوے دینا
نہین روا ہے واللہ تعالے ہو الموفق والمعین - **اصطلاحات مسائل** بعض الفاظ نفس احکام سے
متعلق ہین جیسے واجب وجائز وغیرہ اور بعضے اس سے نوع تعلق رکھتے ہین مثلاً حکم اجماعی یا اتفاقی
یا اختلافی وغیرہ اور مترجم کو یہان جسقدر مناسب نظر آوینگے مختلط بیان کریگا - واضح ہو کہ فرض وہ ہی فرض
کہ جو قطعی دلیل سے بلا معارض ثابت ہو اور یہ اوامر ونواہی دونون کو شامل ہے اور اکثر اسکا اطلاق
انھین افعال مین ہے جنکا کرنا مقصود ہے لہذا فرض وہ فعل ہوا جسکے بجالانیکا حکم اسطرح ثابت ہوا کہ قطعی
بلا معارض ہے اور واجب وہ کہ قطعی بنوع معارض ہے پس فرق دونون مین فقط اعتقاد کی راہ سے ہے اور اسیپر واجب
بعض احکام مبنی ہین مثلاً منکر فرضیت کافر ہوگا ورنہ عمل کرنے مین جیسا وہ ضروری ہے ویسا ہی یہ ضروری ہے
اسیواسطے بقدر آسان قرارت قرآن نماز مین فرض ہے اور پوری سورۂ فاتحہ واجب ہے مگر پورے فاتحہ ترک
کرنے سے نماز کا اعادہ واجب ہے اور یہ جو لکھا گیا کہ نقصان کے ساتھ ادا ہو گئی یا اُسی کے معنی مین فرائض
ادا ہو جانے پر اور الفاظ لکھتے ہین اس سے نفس فرائض کا پورا ادا وجائز ہونا وغیرہ مراد ہے ورنہ نماز ادا
نہ ہوگی کیونکہ اعادہ واجب ہے اور واجب ترک کرنیسے بالاجماع مستحق عذاب جہنم ہوتا ہے حالانکہ لوگون نے
ظاہری الفاظ دیکھکر واجبات مین لاپروائی وسستی اختیار کرلی ہے مثلاً رکوع وسجدہ مین ترک طمانیت بقدر
تین تسبیح کے جبکہ اسقدر اصح قول پر واجب ہے اگرچہ ادنی مقدار جسپر رکوع کا اطلاق ہو فرض ہے تو عوام اہل علم
جواز بتلا دیتے ہین حالانکہ فقہا کی مراد جواز سے ادائے قدر مفروض ہے نہ جواز نماز اور یہ یاد رکھنا چاہیے پس نماز واجب الاعادہ

فرض حرام واجب مکروہ

اور جن افعال مین ترک مقصود ہے یعنے شرع مین ممنوع و منہی عنہ ہین انمین فرض کی نظیر حرام ہے اور جسکی حرمت ثابت ہوئی اُسکی حرمت سے انکار کفر ہے اور واجب کی نظیر مکروہ تحریمی ہے اور اس تقریر مین زیادہ توضیح کی ضرورت اسوجہ سے نہین ہے کہ عموماً اہل ایمان واسلام فرض و واجب اور حرام و مکروہ جانتے یا سمجھتے ہین مگر یہ یاد رکھنا چاہیے جو شرح المنیہ و رد المحتار وغیرہ مین ہے کہ اکثر اوقات فقہا اپنی کتاب مین واجب ایسے مقام پر بولتے ہین جو فرض ہے جیسے نماز جمعہ یا اعم از فرض و واجب مراد لیتے ہین اسی سے بعض شارحین نے کہا کہ اسکی فرضیت کا اعتقاد واجب ہے عمل واجب ہے اور اسی قبیل سے ہدایہ وغیرہ مین قول امام محمد رحمہ اللہ کہ ایک دن اگر دو عیدین جمع ہون ایک واجب ہے دوسری سنت الی آخرہ یعنے جمعہ و نماز عید الفطر یا اضحی اور اس سے یہ فائدہ نکل آیا کہ سنت کا اطلاق کبھی واجب پر ہوتا ہے کیونکہ نماز عید ہمارے نزدیک واجب ہے اور کبھی فرض ایسی چیز پر بولتے ہین کہ بدون اسکے فعل صحیح نہو اگرچہ وہ رکن نہو جیسے کہا کہ نماز کے فرائض مین سے تحریمہ ہے باوجودیکہ نماز مین اس سے دخول حاصل ہوتا ہے اور کبھی فرض ایسی چیز پر بھی بولتے ہین جو نہ فرض ہے اور نہ شرط ہے۔ **کراہت** جہان مطلق ہے تو مراد کراہت تحریمی ہے ورنہ تنزیہی پر تخصیص ہوگی اور کبھی قرینہ کی دلالت پر تنزیہی مراد لیتے ہین۔ ذکرہ النسفی فی المستصفی وصاحب البحر وغیرہما اور اس فتاوے کی کتاب الکراہیۃ مین بھی فی الجملہ مذکور ہے اور بعض نے عبادات و معاملات کی راہ سے تفریق کی ہے والکلام فیہ طویل۔

فرض کراہت

سنت سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل و قول ہے اور جو کوئی فعل آپنے کسی دوسرے کو کرتے دیکھا اور منع نہ فرمایا یا اُسکو برقرار رکھا وہ بھی سنت ہے اور جہان مطلق سنت کسی امر کی نسبت کہا گیا اُس سے سنت الرسول صلوات اللہ تعالی علیہ وعلے آلہ و واصحابہ وسلم مراد ہے اور سنت کا اطلاق سنت خلفاء وصحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی آتا ہے **وفی الحدیث** علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ اور پہلے معلوم ہو چکا کہ خلفاء راشدین سے چارون خلفاء صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہین اور اسی سے کہا گیا کہ تراویح کا بجماعت ادا کرنا سنت حضرت مزین المنبر والمحراب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب ہے حالانکہ آپنے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو جماعت سے پڑھانے کا حکم کیا تھا اور کبھی سنت ایسے فعل پر بولتے ہین جو بدلیل سنت کے واجب ثابت ہوا ہے جیسے نماز عید چنانچہ اوپر گذرا اور جیسے جماعت سے نماز ادا کرنا جنکے نزدیک جماعت واجب ہے وفی البحر الرائق وغیرہ کبھی سنت سے مستحب مراد لیتے ہین اور برعکس بھی اور یہ قرائن سے عالم کو معلوم ہو جاتا ہے۔

سنت

تتمہ۔ جہان اس فتاوے مین یون مذکور ہے کہ مثلاً مدعا علیہ کا قول قبول ہوگا اور مدعی پر گواہ لانے واجب ہین یہان واجب سے شرعی معنے نہین مراد ہین یعنے اسپر شرع نے یہ امر واجب نہین کر دیا کہ خواہ مخواہ گواہ لادے بلکہ یہ غرض ہے کہ اگر اسکو اپنا حق ثابت کرانا منظور ہے تو اُسکو گواہ لانے کی ضرورت ہے یا یون کہا جائے کہ اگر یہ حق لینا چاہے تو ظاہر شرع واجب کرتی ہے کہ گواہ لادے اور ظاہر شرع کی قید اسواسطے ہے کہ اگر وہ شخص جھوٹے گواہ لایا اور فریب سے حکم حاصل کر لیا تو قاضی کا حکم بطور شرع ہو جائیگا جبتک گواہون کا عیب دروغ ظاہر نہو مگر شرع نے اُسکو

سنت واجب غیر شرعی

حلال نہین کیا بلکہ اسی زندگی تک یہ حکم رہا اور عاقبت مین وہ ماخوذ ہوگا - **جواز** حد منع سے باہر کو کہتے ہین یعنے
جو شرعاً منع نہین ہے اور یہ مباح و مندوب و مکروہ تحریمی و واجب سب کو شامل ہے کما فی حلیۃ المحلی وغیرہا
اور شرح المہذب امام نووی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ یجوز کبھی بمعنے یصح اور کبھی بمعنے یحل آتا ہے یعنے
کبھی جب بولتے ہین کہ یہ جائز ہے تو مراد یہ کہ صحیح ہے اور کبھی جائز یعنے حلال ہے اور عقد الفرید
شرنبلالی مین ہے کہ کوئی عقد نافذ ہونے سے اسکا حلال ہونا لازم نہین ہے چنانچہ غائب پر حکم قضا شمس الائمہ
وغیرہ کے نزدیک نافذ ہے اگرچہ مذہب مین حلال نہو اور فاسق کی گواہی پر حکم صحیح ہے اگرچہ خلاف
مذہب ہے مترجم کہتا ہے کہ اسکی مثالین کثرت سے موجود ہین اور مثلاً بیوع فاسد مین قبضہ سے ملک صحیح ہونیکا
حکم ہے باوجودیکہ حلت لازم نہین اور غاصب نے مغصوب چیز کا اجارہ دیا تو صحیح ہونے کا حکم ہوگا - اگرچہ
حلال نہین ہے اور ہبہ سے رجوع صحیح ہے اگرچہ حلال نہین ہے پس صحت کو حلت لازمی نہین ہے
اور یہ مقام نہایت حفاظت سے یاد رکھنا چاہیے اور فتاوے کے باب اجارات اور استیجار عبادات وغیرہ مین
بہت سمجھکر استفادہ لینا چاہیے و علے ہذا مقابر مین قراۃ القرآن موافق بعض روایات کے ائمہ کے نزدیک
جائز نہین ہے اور اجارات مین عقد اجارہ کو جائز کہا تو اس سے اول روایت کی تضعیف جیسا کہ بعض نے
زعم کیا ہے وہم ہے اور بعضون نے فقہ نہ جاننے کے سبب اسکو مخالف حدیث و آثار گمان کرکے طعن کیا اور
یہ بھی بیوقوفی ہے کیونکہ احکام کی جہات مختلف ہوتی ہین آیا نہین دیکھتے کہ قاضی کو مدعی کے گواہون پر
بعد عدالت دریافت کرلینے کے حکم دیدینا جائز ہے اگرچہ در واقع گواہ دروغ ہون اور علے ہذا جورو پر مرد کا
کھانا پکانا بحکم قضا واجب نہین اگرچہ براہ دیانت اُسپر واجب ہے اور نظائر اسکے فروع مین بکثرت بہت
واضح موجود ہین جنکے نسبت امثلہ مذکورہ مین بہت خفا ہے اور باب عبادات مین بھی ایسا اطلاق آیا ہے
چنانچہ جس نماز مین کوئی فساد ہے کبھی اسکو کہدیتے ہین کہ جائز ہے اسیواسطے شارح لکھتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ
مع الکراہۃ جائز ہے یا کہتے ہین کہ صحیح ہے یعنے باطل نہین ہے اور اباحت و کراہت سے خالی ہونے کا لحاظ نہین کرتے
ہین پس جہان کسی حکم کی نسبت جائز ہے یا صحیح ہے استعمال ہوا اور دوسرے مقام پر اسکی نسبت مکروہ ہونیکا حکم
ہے تو دونون مین مخالفت تصور نہ کرنا چاہیے بلکہ تتبع و غور سے دیکھنا چاہیے اور بیوع مین لکھا کہ شیرۂ انگور ایسے
شخص کے ہاتھ بیچنا جائز ہے جو اس سے شراب بنا دیگا - اور کتاب الکراہۃ وغیرہ مین نظیر اسکی مکروہ ہے اور
بعض شروح نقایہ مین اسی مقام پر تصریح کردی کہ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بکراہت جائز ہے
قال المترجم ہندوستان مین ہندوؤن کا مردہ جلانے کو جلانے والے کے ہاتھ لکڑیان وغیرہ بیچنا اسی معنے مین
جائز ہونا چاہیے وفی الکراہۃ مسئلۃ فی الاکفان فلیراجعہا للاعتبار - اور نیز بیوع مین لکھا کہ اسطرح بیع جائز ہے
کہ کون ثمن بڑھاتا ہے اور یہ بیع فقرا ہے - مترجم کہتا ہے کہ اسی سے اس زمانہ مین نیلام کی بیع جائز ہے
جبکہ دیگر شرائط موجود ہون ولیکن معروف یہ شرط ہے کہ مشتری کو خیار عیب یا خیار رویت نہو گا پس اگر

جواز

بیان کہ صحت کو حلت ضرور نہین

جواز بکراہت

ہندو مردہ جلانے والے کو لکڑیان بیچنا

نیلام

مبیع کی طرف اشارہ ہے یعنے سامنے مشارالیہ ہے تو خیار عیب خود ساقط یا بشرط ساقط ہو سکتا ہے اور
خیار رویت کا سقوط خلاف مقتضاے عقد ہے اسیطرح دیگر امور کو بھی لحاظ رکھنا چاہیے اور مسلمان پر واجب ہے
کہ ان امور کا معاملات مین برتاؤ نہ رکھے جو حرام کی طرف مودی ہون اور بہتر ہوگا کہ پہلے مبیع کو دیکھ بھال
رکھے۔ اور یہ جو عوام مین چھٹی ڈالنے کی بیع ہوتی ہے کہ مثلاً بیس روپیہ کی گھڑی پر بیس آدمیون نے ایک
ایک روپیہ کی چھٹی اپنا نام کاغذ پر لکھکر گولی بناکر دیا اور مجموعہ سے ایک بچہ نے ایک پرچہ یا گولی
اُٹھالی جسکا نام ہوا اُس نے ایک روپیہ مین وہ گھڑی پائی اور باقی محروم رہے اور مالک مال کو بیس روپیہ
ملے تو بیع قطعاً حرام اور قمار یعنے جوا ہے اور مالک کو باقیون کے روپیہ حرام اور پانے والے کے روپیہ مین
بھی بسبب فساد بیع کے تصرف حرام ہے اور قمار کا گناہ اُسپر و باقیون و پانے والے سب پر ہوگا اور حق
عزوجل اسطرح ناحق مفت حرام خوری جائز نہین فرماتا ہے

ف چھٹی ڈالنے کا مسئلہ

اجزاء۔ اوسکا کافی کو کہتے ہین قالہ البیضاوی فی المنہاج و ہذا کقولہم اجزاء الصوم عن الکفارۃ۔ یعنے مثلاً قسم
مین کوئی حانث ہوا اور تنگدست ہوگیا تو فرمایا کہ روزے سے کفارہ اسکو اجزاء ہے اور مترجم ایسے
مقامات مین لکھتا ہے کہ اسکو روزے سے کفارہ ادا کرنا کافی ہے۔ اور یہان ایک لفظ اجازت ہے مثلاً
زید نے عمرو سے ایک کتاب اس شرط سے خریدی کہ مجھے خیار ہے یعنے زیادہ سے زیادہ تین روز کی جاکر خریدی
پھر انھین تین دن مین اجازت دی تو بیع جائز ہے یعنے خیار ساقط کر دیا اور یہ حقیقت مین اپنے قبول کو تمام
ہونے سے روکا تھا۔ اور جیسے مریض نے تہائی سے زائد مال کی وصیت کی پھر مرگیا پس اگر وارثون نے
اجازت دیدی تو جائز ہے یعنے مریض کا فعل جو زائد مین انکے حق مین تصرف تھا جائز رکھا واضح ہو کہ فرض
سب سے اول ہے پھر واجب پھر سنت مؤکدہ پھر سنت اور کبھی مستحب بولتے ہین پھر مستحب اور کبھی مندوب
بولتے ہین کبھی نفل اور کبھی تطوع کہتے ہین اور کبھی عربی لفظ ینبغی اور فارسی سزاوار اور اُردو چاہیے ہے کہتے
ہین پھر لاباس بہ یا اُردو مین مضائقہ نہین ہے۔ فتح القدیر و ادب القاضی مین ہے کہ لاباس بہ کا استعمال
مباح مین اور جسکا ترک کرنا اولی ہے بہت آیا ہے اور ردالمحتار مین بحرالرائق کے جہاد و جنائز سے نقل کیا کہ لاباس
کا استعمال اگرچہ اکثر ایسے امور مین ہے جسکا ترک اولی ہے لیکن کبھی مندوب مین بولتے ہین اور لفظ ینبغی کو
لکھا کہ متاخرین نے اسکو اکثر مندوبات ہی مین استعمال کیا لیکن متقدمین کی بول چال مین اسکو واجب تک مین
استعمال کیا گیا ہے قال المترجم اس کتاب مین جہان متقدمین کی عبارات مین آیا وہان اُسکو متاخرین کی اصطلاح
پر محمول کرنے مین تامل چاہیے ہے۔ واضح ہو کہ کلمہ لاباس بہ کا ترجمہ کبھی یون آیا کہ کچھ ڈر نہین ہے کیونکہ باس
زبان عربی مین جنگ و خوف و تنگی و تکلیف و بیچینی و مرض وغیرہ مین مستعمل ہوا ہے اور چونکہ شرع آدمی کی نفسانی
شہوات مین تعدی احکام سے درازی کو تنگ کرتی ہے اور اسکو جہنم مین جانے سے روکتی ہے تو جن افعال
مین یہ تنگی نہین ہے انکے مناسب لاباس کا ترجمہ مضائقہ نہین ہے مناسب معلوم ہوا واللہ تعالے اعلم

ف اجزاء کافی

ف مستحب نفل
ف تطوع

ف مندوب
ف مضائقہ نہین

قالوا صیغہ جمع ان لوگون نے کہا۔ اور ترجمہ مین بہ نظر مقام کبھی کہا کہ مشائخ نے فرمایا اور کبھی اماموں نے فرمایا پس متقدمین ائمہ کے اس فرمانے پر اکثر کا اتفاق جاننا چاہیے اور یہ درحقیقت قوت قول کی دلیل ہے اور جہان مشائخ مین مستعمل ہے تو یہ قول نہایہ و عنایہ و بنایہ کے ایسے مقام پر استعمال ہوتا ہی جہان کسی نے خلاف بھی کیا ہو اور فتح القدیر مین لکھا کہ صاحب ہدایہ کی عادت لفظ قالوا مین یہ ہے کہ اختلاف اور ضعف کیطرف اشارہ کرے اور تفتازانی کے حاشیۂ کشاف سے بھی فاضل لکھنوی نے ایسا ہی عموماً نقل کیا لیکن فتح القدیر سے ایک اشارہ نکلتا ہے کہ عموماً اُسپر دلالت نہین ہوسکتی بلکہ جسکی عادت ہو اسکے کلام مین اختلاف و ضعف پر محمول ہوسکتا ہے مترجم کہتا ہے کہ تتبع سے بھی اقوے و اظہر ہے واللہ اعلم اور میرے نزدیک یہ بات ایسے مقام پر ہے جہان ظاہر مذہب سے کسی قدر خلاف قول مشائخ بمقابلہ بیان ہوا اور نیز میرے نزدیک دلالت ضعف پر بوجہ عدم ظہور دلائل ہے اور یہ علے ہذا معنی ضعف کے فقط عدم قطع بہ قوت ہین یعنے جس طریقہ پر مسائل فرعیہ کی صحت پر قطع ہوتا ہے اُس سے آگاہی نہ ہوئی بوجہ اسکے کہ تمام دلیل یا تحت پر وثوق علمی نہ ہوا ورنہ اگر کسی دلیل کا جو موجب ضعف ہو علم ہوا تو وہ ضعیف صریح ہے خصوص جبکہ بمقابلہ قول صحیح ہو۔ پس اس فتاوے مین ہر جگہ اسکے ضعیف ہونے پر قطع کرنا نہ چاہیے جبتک کہ پوری درایت و فہم و روایت سے کام نہ لیا جاوے۔ **قیل** اُردو مین کہا گیا۔ بعضے کہتے ہین کہ جو حکم بہ لفظ قیل بیان کیا جاوے یا ترجمہ مین کہا گیا سے مصدر ہو تو وہ ضعف سے اشارہ ہے اور ایک گونہ دلالت اسطرح پر بھی سمجھی جاتی ہے کہ قالوا مین جب فاعل ظاہر معروف ہے یعنے مشائخ نے کہا تب ضعف کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تو قیل مین اس سے زیادہ ضعف سمجھا گیا کہ فاعل بھی مجہول کر دیا گیا ولیکن تتبع سے حق یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا لازمی نہین ہے اور مترجم نے اکثر **قیل** کا ترجمہ یون کیا کہ بعض نے کہا یا بعض کا قول ہے۔ **لفظ قضاء** جہان مستعمل ہے مراد اس سے قاضی کا وہ حکم ہے جو مجلس فیصلہ حکومات مین بطریق شرعی اسطرح صادر ہو کہ لازم و مبرم ہو چونکہ اکثر مواقع پر اسطرح لکھا کہ (قاضی نے قضاء کی یا حکم قضاء دیا۔ یا قضاء فرمائی) اُردو عبارت مین عوام کے لیے بہت مشتبہ و مستکرہ نظر آیا لہذا غالباً لفظ حکم پر اکتفا کیا گیا ہے مگر مخصوص ایسے مقامات پر جہان گواہی و دعوے وغیرہ کے مانند دلالت اس امر کی موجود ہے کہ مراد حکم قضاء ہے۔ اور یہ اسوجہ سے کہ قاضی کا ہر ایک حکم ایسا نہین ہوتا ہے کہ وہ حکم قضاء و حکم مبرم کہا جاوے مثلاً ایک شخص نے آکر کہا کہ یہ چوپایہ میرے پاس فلان شخص کا کرایہ پر ہے اور وہ یہان موجود نہین اور نہ اسکا وکیل ہے تو کیا آپ مجھے حکم دیتے ہین کہ مین اسکو دانہ چارہ دون۔ یعنے اس غرض سے یہ حکم حاصل کیا کہ مالک سے یہ خرچہ واپس لے ورنہ بدون حکم قاضی ایسا کرنے مین وہ محسن شمار ہوگا کہ محکمۂ قضاء سے نالش کر کے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے تو یہان قاضی کو روا ہے کہ بدون گواہون کے التفات نہ کرے اور چاہے گواہون پر بھی کچھ حکم نہ دے اور چاہے کرایہ سے نفقہ دلوائے اور چاہے مستاجر سے دلوائے ولیکن

قاضی کا یہ حکم بمنزلہ حکم قضا کے مبرم ہوگا اور اسیطرح کثرت سے اسکے نظائر موجود ہین کیونکہ قاضی تمام امور صلاح و اصطلاح کا ناظر ہے اور جملہ امور مین حکم دیتا ہے کچھ خصومت و نالش ہی پر منحصر نہین ہے اور کہین یہ مناسب نظر آیا کہ اسکی جگہ جو اس زمانہ مین اردو بول چال مین عموماً معروف ہے یعنے ڈگری اسکو لکھدی کیونکہ اس سے زیادہ مختصر و واضح لفظ مجھے اور نہین نظر آیا اور مقصود پر بھی خوب منطبق ہے اور عوام کو اس لفظ مین التباس بھی نہین ہے چنانچہ اگر مثلاً کمشنر نے جو حاکم عدالت اسوقت ہے حکم دیا تو وہ خواہ مخواہ ڈگری نہین سمجھا جاویگا اور اگر ڈگری دی تو اس سے فیصلہ کا حکم قطعی مبرم واجب سمجھا جاتا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ قاضی کا حکم قضا بمنزلہ اسوقت کے اہل تسلط کے ہو بلکہ وہ بطریق شرع ہے اور یہ بطریق عقلی قانون اور یہ کچھ لفظ سے متعلق نہین چنانچہ جو مقدمہ اسوقت بہ قانون اسلام فیصل ہوا وہ حق فیصلہ ہے اور جو حکم اسپر ہے وہ ڈگری ہے اور اگر کوئی وہم و تعصب کرے کہ یہ لفظ قضا عربی ہے اسکو انگریزی لفظ مین ترجمہ کیا گیا تو یہ خلاف قاعدہ وہم و بیجا تعصب ہے کیا یہ معلوم نہین کہ عموماً فقہی کتابون مثلاً کہ متون مین بھی اور اصول الفقہ مین یہ بات مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فارسی مین نماز تجویز فرمائی تھی اور یہ بات فارسی مین ترجمہ کرنے سے کہین زائد ہے اور حسامی وغیرہ مین تصریح کردی کہ فارسی کی کوئی خصوصیت نہین ہے بلکہ ہر زبان عجم مین جائز ہے اور اسیوجہ سے دیکھو آیات و احادیث کا ترجمہ اردو وغیرہ مین موجود ہے اور عموماً اسی اصل پر تراجم کا رواج ہے اگرچہ نماز کسی ترجمہ سے روا نہین جیسا کہ صحیح قول امام اعظم رحمہ اللہ سے اتفاقی کہا گیا ہے پس اردو زبان مجموعہ لغات سنسکرت و بھاشا و عربی و فارسی و ترکی وغیرہ ہے بغیر کوئی وجہ نہین کہ بھاشا سے کچھ انکار نہو اور دیگر زبان منکر ہو جاوے اور یہ فقط رسم کی پابندی و عادت کی بنیاد پر ہے ہان اگر کسی دین باطل کے ملتے الفاظ مین سے جو منکرات مین سے ہون کوئی لفظ اپنے یہان شائع کیا جاوے تو وہ البتہ بوجہ شرعی منکر ہونے کے جائز نہین ہے یا کسی باطل دین کے احکام حق ہونا یا عدل ہونا ظاہر کیے جاوین تو منکر ہے ورنہ شرعاً بدلائل فروع و اصول و قول امام متبوع رحمہ اللہ تعالے کوئی وجہ انکار نہین ہے اور فی الجملہ اطناب بیان مین نے اسوجہ سے کیا کہ شاید بعض لوگ خلاف تقوے و دیانت کے بطریق جدال اسپر اعتراض کرتے ہین فاتقوا اللہ تعالی یا اولی الالباب فان خیارکم احسنکم اخلاقا کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والخلق الحسن ما وافق دین اللہ تعالے باتباع ما جاء بہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم حیث آمن بہ و قد قال صلعم لا یومن احدکم حتے یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ وقال اللہ تعالے اعدلوا ہو اقرب للتقوے ۔

اور تعصب و اتباع عادت ایک سخت بیماری ہے کہ نفس کے مالوف پر کبھی منکر نہین ہوتا اور غیر مالوف و خلاف عادت پر متعجب و اس سے متنفر ہونے لگتا ہے اسی واسطے یہ کثرت عیوب نفس و نفاق و ہوا و ہوس کا مجمع بلا استنکار رہجاتا ہے۔ عنده۔ یعنے مثلاً امام رحمہ اللہ کے نزدیک۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے۔ عنہ مثلاً محمدؒ سے روایت ہے اس سے انکا مذہب ہونا ضرور نہین ہے

اور بعضے مشائخ سے بھی اسیطرح لایا کہ عن الفقیہ ابی بکر رحمہ اللہ یعنے مثلاً کہا کہ فقیہ ابو بکر البلخی رحمہ اللہ سے مروی ہے تو یہان دو احتمال ہین ایک یہ کہ اُنھون نے حکم روایت کیا اور یہ احتمال غیر مجتہد مشائخ مین جنکو اجتہاد فی المسائل کا درجہ نہین ہے اظہر ہے اور مجتہد فی المسائل مین ضعیف ہے اسلیے کہ غالبًا وہ مسئلہ اصول و نوادر وغیرہ مین بھی ہوتا ورنہ کہا جائیگا کہ اصحاب رواۃ مین سے یہ منفرد راوی ہین تو مثل حدیث کے روایت غریب ہے یا درصورت مخالف روایت موجود ہونے کے غریب منکر ہے بلکہ قوی احتمال یہ ہے کہ خود کہا و اجتہاد کیا یا اپنے مثل کا قول نقل کیا ہے۔ اوجہ صیغہ اسم تفضیل ہے اور جہان کسی مسئلہ کے آخر مین اصحاب ترجیح مین سے کسی کا قول اسطرح آیا کہ اور یہی اوجہ ہے تو مراد یہ ہے کہ از راہ دلائل و نظائر و بظاہر وطرق قیاسات اسکو زیادہ توجہ ہے۔ اوفق یعنے اصل فقہ سے یہ حکم زیادہ موافق پڑتا ہے اور لفظ اشبہ یا اشبہ بالفقہ یا ہمارے اصحاب کے قول سے زیادہ مشابہ ہے یہ تخریجات مشائخ کے ساتھ بولتے ہین یعنے اصحاب تخریج مین سے دو فقیہ کا قول ایک ہی مسئلہ مین باہم مغایر یا بہ تفصیل و اجمال ذکر کیا اور انھین سے ایک قول کو صاحب ترجیح نے کہا کہ اشبہ وغیرہ ہے تو مراد یہ ہے کہ ہمارے ائمہ کا جو طریقہ فقہ ہے اس سے یہ زیادہ مشابہ ہے یا انکا قول جو اُسکے نظائر مین ہے اس سے زیادہ مشابہ ہے یا صواب سے مشابہ مراد ہو باجملہ یہ الفاظ ترجیح مین سے ہین اور بزازیہ مین ہے کہ اشبہ سے یہ مراد ہے کہ نصوص مین نص سے زیادہ مشابہ براہ درایت ہے اور روایات مین براہ روایت راجح ہے پس اسی پر فتوے ہونا چاہیے۔ الیق زیادہ لائق یعنے صلاح کاری و پرہیزگاری یا اس چال سے چلنے مین زیادہ لائق ہے جیسا محل ہو اور بعض الفاظ بحث افتا مین آتے ہین انشاء اللہ تعالے۔ ظاہر الروایۃ و مشہور الروایۃ و نوادر وغیرہ مصطلحات اوپر مذکور ہو چکے ہین۔ عامہ مشائخ اس سے مراد اکثر مشائخ ہوتے ہین یعنے جہان کہا گیا کہ عامہ مشائخ کا یہی مذہب ہے تو مراد یہ کہ مشائخ مین سے اکثر اسی طریقہ پر گئے ہین۔ متطوع وا سی سے ماخوذ لفظ متطوع عبادات مین نفل کا ادا کرنیوالا اور معاملات مین نیکی و احسان کرنیوالا اور اکثر ترجمہ مین کہا گیا کہ وہ متطوع شمار ہوگا یا قرار دیا جائیگا اسلیے کہ در اصل ثواب تطوع کا بہ نیت ہے اور جب اس نے نالش کر کے معاوضہ چاہا تو ظاہر یہ تھا کہ اسنے منفعت احسان کا قصد نہین کیا حالانکہ کتاب مین اسکو متطوع کہا تو اشارہ ہے کہ حکم مین وہ مضمن وغیرہ نہین ٹھہرایا جائیگا بلکہ متطوع ٹھہرایا جائیگا جو عوض کا مستحق نہین ہو سکتا اور رہا ثواب کا مستحق تو وہ حکم سے متعلق نہین ہے جیسے کہ جسنے نماز ادا کی اُسکے نمازی ہونے کا حکم دیا جائیگا اور ثواب کا عالم الغیب اللہ تعالیٰ عز و جل ہے جیسی اُسکی نیت ہوگی ویسا پاویگا مگر یہان نمازی ٹھہرایا جائیگا نہ منافق و مرائی وغیرہ المشائخ دقف نہر الفائق مین ہے کہ مشائخ سے وہ فقہا مراد ہین کہ جنھون نے امام رحمہ اللہ کو نہین پایا۔ المتقدمین اس لفظ سے وہ فقہا مراد ہین جنھون نے امام یا صاحبین مین سے کسی کو پایا ہو۔ متاخرین جنھون نے ائمہ ثلثہ مین سے کسیکو نہین پایا۔ بعض لوگون نے اسطرح تقسیم مشہور کی کہ سلف تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

اوجہ

اوفق
اشبہ

الیق
ظاہر الروایۃ
عامہ مشائخ
متطوع

المشائخ
متقدمین
متاخرین

سے لیکر امام محمد رحمہ اللہ تک ہین اور خلف متقدمین امام محمد رحمہ اللہ سے شمس الائمہ حلوانی تک ہین اور متاخرین حلوانی سے لیکر حافظ الدین بخاری تک ہین اور یہ سرسری تقسیم ہے چنانچہ اس فتاوے جلد اول مین بعض متاخرین وہ شمار کیے جو حلوانی سے پہلے ہین اور یہ جو ذہبیؒ نے لکھا کہ دوسری صدی ختم تک متقدمین ہین اور تیسری صدی شروع سے متاخرین ہین تو یہ اصطلاح اصول حدیث و اسماء الرجال سے اوفق ہین اور قرون ثلثہ بھی اسی پر ہین اور پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ سلف کا اصلی اطلاق صحابہ رضی اللہ عنہم پر اور خلف کا تابعین رحمہم اللہ تعالے پر ہے اور کبھی صحابہ و تابعین سب کو سلف صالحین بولتے ہین اور یہان فقہا مین سلف و خلف بطریق تشبیہ مجاز ہے یعنے وضع اصطلاحی سے مجاز ہے یا یہ جدید اصطلاح ہے واللہ اعلم۔ الاصح جہن دو حکمون مین سے ایک کو اصح کہا تو مراد یہ کہ دوسرا بھی صحیح ہے یعنے اجتہادی سعی مین یا بسبب تنوع عمل کے مثلاً وضو مین دو دو مرتبہ اعضا کا دھونا اور تین تین مرتبہ و لیکن ایسی صورت مین دونون صحیح اور دوم احسن وغیرہ کہلاتا ہے تتمہ اصول مین ایسے الفاظ سے اسطرح استدلال متعین نہین ہے چنانچہ کتاب مجید مین بیان کافرون سے مومنون کو ہدے یعنے ٹھیک راہ راست پر فرمایا وہان یہ معنے مراد نہین کہ کافر بھی ہدایت پر ہین مگر مومن اُنسے بڑھے ہوے ہین کیونکہ کافرون کو صریح گمراہ اور اضل وغیرہ فرمایا ہے اور یہ بحث مفصل تفسیر ترجمہ مترجم مین مذکور ہے بالجملہ ہمارے نزدیک اصول مین مفہوم سے استدلال متعین نہین مگر بدلائل دیگر چنانچہ فقہ کی اصولی کتابون مین مذکور ہے اور اشباہ و النظائر کتاب القضاء مین ہے کہ ادلہ کتاب و سنت و اجماع کی طرح کلام الناس کے مفہوم سے بھی ظاہر مذہب مین حجت لینا جائز نہین ہے اور سیر کبیر مین جو امام رحمہ اللہ نے اس سے حجت لینا جائز کہا ہے وہ خلاف ظاہر المذہب ہے کما فی دعوے الظہیریہ۔ اور رہا مفہوم الروایۃ تو وہ حجت ہے جیسا کہ غایۃ البیان کتاب الحج مین ہے قال المترجم مثلاً قولہم جاز عندہما خلافاً لمحمد رحمہ اللہ یعنے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بخلاف قول امام محمد رحمہ اللہ کے جائز ہے مگر مترجم جلد اول نے یون لکھا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک نہین جائز ہے اور باب صفۃ الصلوٰۃ کافی مین ہے کہ التخصیص فی الروایات یدل علی نفی ما عداہ۔ یعنے روایات مین تخصیص اسکے ماسوائے کی نفی پر دلیل ہے مترجم کہتا ہے کہ کافی کی یہ مراد ہے کہ وضع مسئلہ مین جب کوئی تخصیص کیگئی تو حکم اُس قید کی طرف راجع ہوگا اور دلیل ہوگا کہ ماسوائے مین یہی حکم بعینہ نہین ہے مثلاً اگر کہا گیا کہ اگر ایک شخص نے شیرۂ انگور خریدا اور قبل قبضہ کے متغیر ہوا تو یہ حکم ہے اسمین قبل قبضہ کے متغیر ہونا قید ملحوظ ہے حتے کہ اگر قبل قبضہ کے اور بعد قبضہ کے دونون حال مین متغیر ہونے کا حکم ایک ہوتا تو یہ قید بے فائدہ تھی کیونکہ کلام اصحاب فقہ مین مفہوم مقصود ہوتا ہے بخلاف نصوص کے کہ وہان یہ مقصود نہین رکھا گیا اور یہی دونون جگہ فرق ہے کما صرح بہ الحموی فی حاشیۃ الاشباہ و لیکن ایسی صورت مین چاہیے کہ ایک شخص کا لفظ بھی ملحوظ ہو یعنے شخص مرد و عورت دونون کو شامل ہے حتے کہ خریدار مرد ہو یا عورت

ہو حکم یکسان ہے مگر مترجم کے نزدیک اسمین اشکال ہے اسواسطے کہ کثرت سے مسائل ایسے نظر آوینگے کہ انمین مثلاً کہا واذا اشترى الرجل متاعا سالے آخرہ حالانکہ مرد کی کوئی خصوصیت نہین۔ عورت خریدے تو بھی وہی حکم ہے الا آنکہ یون کہا جاوے کہ ایسی درایات علوم مین ابتدائی ضروری ہین کہ اگر اتنی بھی سمجھ نہ ہو تو اسکو نظر کرنا ممنوع ہوگا۔ مین کہتا ہون کہ بسا اوقات مفہوم دوسرے مقام کی تصریح سے صاف ظاہر ہوا کہ اس مقام مین مقصود نہ تھا اور ایسے ہی قولہم جاز عندہما خلافا لمحمد مثلاً اکثر ایسا ظاہر ہوا کہ خلاف امام محمد رحمہ اللہ کا مطلقاً جواز نہ ہونے مین نہین بلکہ انکے نزدیک تفصیل ہے پس معنے یہ ہین کہ شیخین رحمہ اللہ کے نزدیک اسیطرح علی الاطلاق جیسا مذکور ہوا جائز ہے اور امام محمد رحمہ اللہ خلاف کرتے ہین یعنے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اطلاقاً جائز نہین بلکہ یہ تخصیص جائز ہے اور دوسری قسم مین جائز نہین ہے اور قہستانی نے جامع الرموز شرح نقایہ کتاب الطہارۃ مین لکھا کہ روایت مین مفہوم المخالفۃ مثل مفہوم الموافقۃ کے بلا اختلاف معتبر ہے جیسا کہ مصنف نے اپنی شرح وقایہ کتاب النکاح مین ذکر کیا ہے ولیکن زاہدی کے اجارات مین ہے کہ معتبر نہین ہے اور حق بات یہ ہے کہ روایت مین مفہوم المخالفہ معتبر ہے لیکن یہ اکثری ہے کلی نہین ہے جیسا کہ نہایہ کی کتاب الحدود مین ذکر فرمایا ہے مترجم کہتا ہے کہ وسیع النظر اگر بتدقیق سے کلام فقہاء کو مطالعہ کرے تو بیشک اسکو ظاہر ہو جائیگا کہ جو نہایہ مین مذکور ہے۔ وہی صحیح ہے اور حق یہ ہے کہ قیود جن سے تخصیص حکم مقصود ہے اور نفی از مخالف انسے اطلاع بھی بغیر ایک نظر احاطہ کے اور بغیر فی الجملہ اطلاع بظواہر اصول الفقہ کے ممکن نہین ہے کیونکہ جہان حکم اجماعی ہے وہان کسی قید کی ضرورت نہین تو اہتمام ایسے قیود کا بھی ملحوظ نہین جبکہ فی الاصل تخصیصی قید نہین ہان نفس مسئلہ مین حکم فرعی کے قیود ضروری ہین اور یہین سے ادراک کرنا چاہیے کہ جامع صغیر نہایت کبیر ہے اس معما کے یہی معنے ہین کہ ہر قید مسئلہ ہے۔ قال المترجم یہ بحث مشکل ہے اور وضاحت کے لیے تمہید و توسیع چاہتی ہے اور یہ مختصر مقدمہ اسکو متحمل نہین اور عوام کو اس سے زیادہ غرض متعلق نہین ہے البتہ یہ تنبیہ مقصود ہے کہ مترجم جلد اول سے ہر جگہ خلاف کے ترجمہ مین حکم مذکورہ کے برعکس آگے تصریح کر دی ہے اور مین نے ہر جگہ ایسا نہین کیا بلکہ جہان دوسرے مقام سے خلاف کے یہی معنے معلوم ہوے وہان تصریح کر دی ورنہ مانند مذکورہ سابقہ کے کہ بخلاف قول امام محمد رحمہ اللہ کے شیخین کے نزدیک جائز ہے وغیر ذلک عبارات احتیاط کر دی ہے چنانچہ اگر وہان خلاف معتبر ہے تو حکم ظاہر ہو گیا ورنہ مذکورہ سے خلاف ظاہر ہوا اور اسیقدر فقیہ معتبر سے ہم کو پہونچا ہے فافہم۔ حکم اجماعی اس سے مطلقاً یہ مراد ہے کہ ائمہ حنفیہ نے اس حکم پر اجماع کیا ہے اور یہ بمعنے اتفاق ہے اور یہ مقصود نہین کہ اجماع دلیل شرعی جو قطعی ہے یہان موجود ہے اور جہان اجماع اہل ایمان یا اہل السنۃ کا مراد ہے وہان صریح مذکور ہے اور ایسے ہی جہان چارون ائمہ کا اجماع مقصود ہے وہان بھی تصریح کر دی ہے۔ اور اکثر مقامات مین ائمہ کا اجماع یا انکا اجماع ہے

حکم اجماعی

یا سب کا اتفاق ہے اس سے تینون امامون کا اجماع واتفاق مراد ہے اگرچہ دیگر اصحاب حنفیہ مثل امام زفر
وغیرہ کے متفق نہ ہون عندہم جمیعًا انکے سب کے نزدیک اور کبھی ترجمہ کیا کہ سب ائمہ کے نزدیک یعنے
تینون امامون کے نزدیک۔ عندنا ہمارے نزدیک۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک۔ ہمارا مذہب ہے
ہمارے اصحاب کا یہی قول ہے۔ یہ سب الفاظ متقارب ہین اور مراد اس سے ائمہ حنفیہ ومشرب حنفیہ کا
متفق ہونا اور اشارہ دیگر ائمہ مثل مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا مخالف ہونا۔ مثلاً کہا کہ محدود القذف کی
گواہی مطلقًا ہمارے نزدیک مردود ہے یعنے مذہب حنفیہ مین یا ائمہ حنفیہ کے نزدیک کیونکہ بسا اوقات ائمہ حنفیہ
مین سے بعض اصحاب بھی مخالف ہوتے ہین مگر مذہب جو قرار پایا انکے خلافی اثر سے خالی ہے تو مراد
مذہب ہے ورنہ سب کا اتفاق مراد ہے اور خصوص اشارہ اس سے دیگر ائمہ اہل مذہب کے خلاف پر
ہے اگرچہ اصحاب حنفیہ مین سے بھی کوئی مخالف ہو لا روایۃ لہذہ فی کتاب۔ اس مسئلہ کی کوئی روایت
کسی کتاب مین نہین ہے مراد اس سے یہ ہے کہ اس مسئلہ کے لیے کوئی حکم صریح امام محمد رحمہ اللہ و امام
ابو یوسف رحمہ اللہ کی معروفہ متداولہ کتابون مین سے کسی کتاب مین نہین ہے اور نیز یہ مسئلہ جو بیوع مین
مثلاً لایا تو مراد یہ کہ کتاب البیوع وکتاب الاجارہ وکتاب الہبہ والشفعہ وغیرہا مین کہین نہین ہے پس
جہان جہان بیع کے معنے بعض اوضاع پر متحقق ہوجاتے ہین جیسے ہبہ بعوض آخر مین بیع ہے یا قسمت یا
شفعہ وغیرہ کے مسائل ہین توان مفصل کتب مین بھی نہین ہے اور اس سے نوادر کی نفی مقصود نہین ہوتی
چنانچہ خود ہی جابجا بعد اس قول کے نوادر سے ذکر کیا ہاں اگر نوادر مین بھی نہ ہوا اور لکھا کہ لیکن مشائخ نے
تخریج کی اور باہم اختلاف کیا تو یہ دلالت ہے کہ نوادر مین بھی نہین ہے اور کبھی کسی تخریج کی ترجیح مین کہا کہ
اطلاق امام محمد رحمہ اللہ اسی پر دلالت کرتا ہے یا امام رحمہ اللہ نے بھی صغیر مین اسیطرف اشارہ کیا ہے
اور یہ صریح ہے کہ یہ مسئلہ کسی کتاب مین نہ ہونا بدین معنے ہے کہ صریح مذکور نہین ہے اگرچہ اشارہ
موجود ہو۔ قولہم لقائل ان یقول کذا ولقائل ان یقول کذا۔ یعنے حکم مسئلہ صریح مذکور
نہین اور تخریج مین دو طرف تردد اسوجہ سے ہے کہ دونون طرف قیاسی دلائل ومقیس علیہا نظائر
متقارب ملتے ہین تو فروع مظنونہ مین کسی طرف انقطاع نہین ہوسکتا بلکہ یون بھی کہہ سکتا ہے اور
دوسرا یا وہی خود اسیطرح بھی ظن کرسکتا ہے قال المترجم ایسی صورت مین اقرب یہ ہے کہ مفتی مقلد
مختار ہوگا کہ چاہے جس قول پر فتوے دیوے اور ایسا مفتی اپنی ذات کے لیے موذی ومحل خطر ہے
اور اگر اسکو نظر اہلیت ہے اور اُسنے صاحب تخریج کے دلائل معلوم کرکے متساوی الطرفین ہونے سے
خارج پایا بوجہ اسکے کہ احادیث یا آثار منصوصہ سے موافقت یا ترجیح ملی تو وہ ترجیح دیوے اور یہ ترجیح وہ
نہین ہے جسکے ختم ہونے کا حافظ الدین بخاری رحمہ اللہ پر جزم کیا گیا ہے کیونکہ وہ ترجیح روایات مجتہد واحد
مین یا دو مجتہد مین جبکہ متخالف ہون تحقیقی واقع ہوتی ہے اور یہ ترجیح افتا بقواعد مقررہ اصحاب تخریج وغیرہ مین ہے

اور شاید کہ یہی فرق ہو جو اقرار انسداد باب ترجیح وایصاء بہ طریق ترجیح ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالے عنقریب آتا ہے اور بعض فضلاء نے دوسرے طور پر توفیق دی ہے

تنبیہ۔ واضح ہو کہ فقہ مین اکثر خلاف ومخالفت وغیرہ الفاظ کا استعمال ہوا ہے اور اُردو زبان ومحاورہ مین ان الفاظ سے ایک طرح کی خصومت کی بو آتی ہے کیونکہ عموماً اسی معنے مین کان عادی ہو گئے ہین ولیکن ائمہ علماء وفقہاء مین جو اہل تقوے ودیانت تھے جنھون نے ہمہ تن اپنے آپ کو اپنے حقیقی مالک خالق جل سلطانہ وتعالے شانہ کے بندے کامل بننے کی کوشش مین صرف کیا تھا کبھی یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ ان مین کسی طرح کی خصومت تھی کیونکہ ایمان کا نور متحد ہے اور مومن کا ایک بال تمام دنیا وما فیہا سے کہین افضل ومحبوب ہے پس جسقدر ایمان کامل ہے اسیقدر اتحاد ووصل ومحبت تام ہو گی اور اسی سبب سے کہ ایمان کامل تھے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین الفت بحد کمال تھی اور ان سب کی محبت آنحضرت اکرم الخلق صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ اجمعین سے بحد کمال تھی اسیطرح اورون کو قیاس کرو بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک کے نزدیک دلائل شرع سے دوسرے کے اجتہاد سے مغائر حکم صحیح ثابت ہوا اور مجتہد اپنے اجتہاد کا پابند کیا گیا ہے تو ضرور اسپر اسی حکم کی پابندی از جانب حق تعالے لازم آئی جو اسی نے اجتہاد سے ظاہر کرنے کی توفیق پائی تھی اور اسمین ایک خاصہ رحمت الٰہی تھی جو عوام کو بھی پہونچی اور اسیطرح یہ سلسلہ رحمت برقرار رہا اور اس رحمت الٰہیہ کو تنگ ومحدود نہ کرنا چاہیے ورنہ اپنے اوپر سختی کرنا لازم ہو گا اور حدیث صحیح مین ہے کہ جسنے دین کو اپنے ساتھ سخت کرانا چاہا اسپر دین غالب ہو جاتا ہے یعنے وہ مغلوب ہو کر آخر امور دین سے پہلو تہی کرتا ہے تو فاسق ہو جاتا ہے کما فی البخاری وغیرہ۔ بالجملہ مخالفت کا کسی امام کیطرف نسبت دینا حقیقت مین مجازی معنے ہین کیونکہ ایک نے دوسرے کے خلاف اجتہاد کرنیکا قصد نہین کیا تو حقیقت مین وہ خلاف کرنے کا فاعل نہین ہے بلکہ اجتہاد سے جب حکم ایسا نکلا کہ وہ دوسرے کے حکم اجتہادی سے مغائر ہے تو دونون اجتہادون کے حکم اور نتیجہ مین مغائرت ہوئی اسکو مخالفت کہا یعنے دونون حکم باہم متخالف ہین بالکل یکسان نہین ہین پھر دونون کے مجتہدون کی طرف تخالف کی نسبت مجازاً بیان کی اور اس سے غرض یہ اظہار ہے کہ دونون کے اجتہاد سے حکم متغائر نکلا ہے۔ اور یہ جو لوگون نے علم جدل وغیرہ فقہ مین داخل کیا اور جس سے بادشاہون ووزیرون کے دربار مین مباحثہ ومناظرہ وغیرہ جلسہ کرنے لگے یہ ہرگز علم دین نہین ہے اور نہایت مذموم ہے واللہ تعالے اعلم پس اسی جدل کے آثار سے ہے کہ آپسمین ایک نے دوسرے کے امام کو خصم وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا اگرچہ ظاہری تاویل سے اس لفظ کو صلاحیت پر بھی محمول کر سکتے ہین اگرچہ استکراہ اس سے ظاہر ہے اور بقول امام غزالی علیہ الرحمۃ کے جو بات سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ماثور نہو ایسی نئی بات پر ایک زمانہ کا اتفاق ہونا بھی تجھے دھوکے مین نہ ڈالے اور تو اسی طریقہ سلف پر مضبوطی اختیار کر۔ واللہ تعالے ہو الموفق

الخمر۔ الفاظ قرآنیہ مین سے ہے اور مشہور یہ ہے کہ امام رحمہ اللہ نے اسکو اوسے دلالت مین شراب انگوری و اسکے مثل پر منطبق کیا اور دیگر اشربہ محرمہ کو اوسکے حکم مین شامل قرار دیا بدلیل آنکہ ہر مسکر حرام ہے اور متاخرین کے پاس اسمین طویل بحث ہے اور مفہوم اسکا مترجم کی تقریر سے کسیقدر خلاف ہے اور اہل مشرب کے نزدیک گو وہی تقریر زیادہ مستند ہو مگر مترجم نے اپنی فہم کے موافق کلام کیا یعنے امام رحمہ اللہ کی مراد یہی ہوگی کہ اوسے مراد اس لفظ خمر سے اس حیثیت سے کہ نفس مین ممانعت کے وقت نازل ہوا تھا وہی خمور ہین جو اوسوقت خمر معروف تھین اور جو بہر ایجاد ہوئین انکو بصفت سکر شامل ہے اور اکثر ایسا ہے کہ نزول کے وقت بدلالت خاصہ لفظ کے ایک معنے اوسے لیے گئے اور دیگر شمولی افراد قرار دیے گئے چنانچہ تفسیر کی مہارت سے اسکے نظائر بہت ظاہر ہین اور فائدہ اسکا یہ ہے کہ اوسے مراد تو قطعی ہوگا بدین معنے کہ حرمت قطعی ہے و دیگر سے احتراز واجب ہے اگرچہ بنظر فرق فرض و واجب کے دوسرے افراد سے تکفیر متعلق نہ ہو پس جو امام بخاری رحمہ اللہ نے تعریض کی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول الخمر ما خامر العقل الخ پیش کیا وہ امام رحمہ اللہ پر وارد نہین کیونکہ وہ بھی ما خامر العقل کو حرام بمعنے ثانی کہتے ہین چنانچہ صحیح مسائل مذہب اس بات پر دال ہین کہ مسکر حرام ہے لیکن فرق منصوص و مشمول کا ہے جس سے چند احکام متفرع ہین مانند تکفیر منکر حرمت و یکسان حرمت قلیل و کثیر فرد منصوص و اسکی

نجاست زائد از قدر درہم علے ما ہو مذہب الجمہور وان خالفت فی النجاسۃ شرذمۃ من لم یصل الی درجۃ فہم الاسرار فاللہ اعلم۔ اور افراد غیر منصوصہ مین یہ بات نہین ہے پس امام سے جو روایت ہے کہ خمر مخصوص بشراب انگوری ہے بر تقدیر صحت اسکے معنے موافق اصول تفسیری کے یہی ہین کہ نزول کا فرد اوسکے یہی ہے اور یہ معنے نہین ہین کہ کسی فرد دیگر غیر موجود وقت نزول کو شامل نہین ہے چنانچہ منافقین کے افراد اولیہ وہی ہین جو نزول کے وقت تھے اور بالاجماع ما بعد زمانہ کے اہل نفاق کو تا قیامت شامل ہے آیا نہین دیکھتے کہ خطاب یا ایہا الذین آمنوا کا تا قیامت سب کو ہے اگرچہ بقاعدہ نحو نداء مخاطبین حاضرین سے مخصوص ہوتا ہے وقد حقق ہذا فی موضعہ من الاصول لہذا مترجم کے نزدیک جو معنے ظاہر ہوسے اور بلا تکلف ہین انپر محمول کیا اور تقریر ہذا یہ ہے اگر یہی مراد ہے تو فبہا ورنہ معلوم نہین کہ کسی بزرگ سے تائید ملتی ہے اور اگر نہ ملے تو بھی امر حق مین احتیاج نہین ہے۔ پھر مترجم کہتا ہے کہ جب خمر کے لفظ مین یہ کلام ہے تو کتاب الاشربہ مین مترجم نے خمر کو اسی لفظ سے تعبیر کیا اور باقی کتاب مین لفظ شراب سے ترجمہ کیا الا ما شاء اللہ تعالے۔ الثوب اصل زبان مین پہننے کا کپڑا مگر فقہا نے کہا کہ اوسکی مقدار اسقدر ہے کہ اوس سے نماز جائز ہوجاتی ہے کما فی الایمان

وغیرہا وانما قلنا کذلک لما زعمنا واضع العرب لم یحضر لہ نیۃ ادنی ما یجوز بہ الصلوۃ عند الوضع لما لم یعرفوا الصلوۃ قبل ظہور الاسلام۔ پس جہان کپڑا ترجمہ کیا گیا وہ اسی ثوب کا ترجمہ ہے و علے ہذا یہ ٹوپی وغیرہ

کو شامل نہ ہوگا اور ایسے ہی بچھونا وغیرہ چنانچہ کتاب الایمان مین خود مصرح ہے صرف مترجم کو تنبیہ مقصود ہے کہ اسنے ثوب کا ترجمہ کپڑا لکھا ہے اور ایسے ہی بہت الفاظ اور ہین جنمین عموم وخصوص وغیرہ کے فرق سے احکام بدل جاتے ہین مثلاً دار ومنزل وبیت وغیرہ چنانچہ فارسی مین بھی انکا مطابقی ترجمہ مفرد لفظ سے نہین ہوسکتا علے ما صرح بہ فی الکتاب کیونکہ انکے نزدیک خانہ بولتے ہین اور ہمارے یہان گھر کا لفظ یا مکان کوئی بھی کافی نہین ہے اور ایسے جملہ الفاظ باب تشاکلات متشابہات اور فرہنگ مین مع لغات مبسوط ہین۔ **الجمع وما فی معناہ**۔ واضح ہو کہ عربی زبان مین کمتر جمع تین ہے اور زائد کی طرف بعض صیغون مین تو تک انتہا ہے اور انکو جمع قلت کے اوزان کہتے ہین اور باقیون مین کوئی حد نہین ہے اور وہان ایک یہ بھی قاعدہ ہے کہ الف لام داخل ہو کر معنے استغراق لیتے ہین اور پھر اوسنے مقدار کی طرف معنے جمعیت کا لحاظ نہین رہتا ہے یا رہتا ہے علے ما فصل فی الاصول۔ اب مین کہتا ہون کہ جن مترجمین نے جمع کے صیغے اپنی زبان مین ترجمہ کر دیے اور حکم مسئلہ کا مدار معنے جمعیت پر ہے تو انھون نے سخت غلطی اٹھائی اور بڑی خطا کی اسواسطے کہ ہماری زبان مین یا فارسی مین کمتر جمع دو ہے اور جہان مدار حکم کا الف لام استغراقی پر ہے وہان ترجمہ نہین ہوسکتا کیونکہ ہماری زبان مین ایسا الف لام ہی موجود نہین اور نہ کوئی حرف دیگر اسکا قائم مقام ہے اور اگر عمداً کوئی لفظ مانند کل یا سب وغیرہ کے قائم کیا گیا تو بیان مسئلہ محض بیکار ہوگا کیونکہ اب تو صریح لفظ آگیا اور ترجمہ سے مقصود عربی زبان سمجھنا نہین ہوتا بلکہ یہ جاننا کہ ہماری زبان مین ایسی بول چال مین کیا حکم ہے پس جسنے ایسا فقرہ ترجمہ کیا اسنے غلطی کی بیان اسکا اسطرح ہے کہ مثلاً مسئلہ اقرار یا نکاح مین ایک مرد نے کہا کہ اسکے مجھپر دراہم ہین یا جو میری مٹھی مین درمون سے ہین وہ اسکے ہین تو عربی زبان مین جب کہا کہ علی لہ دراہم تو اسپر تین درم لازم ہونگے کیونکہ یہ اوسنے مقدار جمع کی یقینی ہے اسلیے کہ اس سے کم نہین ہوسکتے اور اس سے زائد لازمی نہین جبتک کہ مقر کسی عدد کا اقرار نہ کرے اور اردو زبان مین اگر اقرار کرے کہ مجھپر زید کے روپیے ہین تو دو لازم ہونگے پس ایسے مقامات مین مترجم نے عربی فقرہ مع ترجمہ و حکم لکھکر اپنی زبان کی تصریح کر دی ہے اور دوسری مثال از مسائل نذر مثلاً کہا کہ للہ تعالے علے صوم جمعۃ۔ اللہ تعالے کے واسطے مجھپر ایک جمعہ کا روزہ ہے یا جمعہ کا روزہ ہے تو ایک جمعہ کا روزہ موافق نذر کے جب چاہے ادا کرے اور اگر اسی مہینہ یا اسی سال مین سے کہا ہو تو اسیطرح ہوگا۔ اور اگر کہا کہ للہ علے صوم جمع تو بجاے جمعہ مفرد کے صیغہ جمع لایا اور یہ جمع قلت ہے پس یقیناً نذر ادا ہونے کیلیے زیادہ سے زیادہ دس جمعہ روزہ رکھے اگرچہ اوسنے مقدار تین ہی ہین حکم یقینی طور سے ادا ہوجانے کا مذکور ہوا اور اس صورت مین اگر اردو ترجمہ کرکے بدون اصل عبارت عربی کے یہ حکم لکھا تو صریح غلطی ہے کیونکہ اردو مین یہ ترجمہ ہوا کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھپر جمعون کے روزے ہین اور ہمارے یہان جمع قلت وکثرت کی کوئی تفصیل نہین ہے تاکہ انتہائی

مقدار قلت معلوم ہو۔ اور اگر کہا کہ للہ علے صوم الجمع یعنے صیغہ جمع کو الف لام سے محلی لایا تو امام رحمہ اللہ کے نزدیک وہی دس جمعہ کا اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک تمام عمر کے جمعہ کے روزے اسپر واجب ہین اور یہ ایسی صورت ہے کہ اسکا ترجمہ ممکن نہین ہے کیونکہ اگر الجمع کا ترجمہ جمعون کہا جاوے تو باوجودیکہ امام رحمہ اللہ کے مذہب پر بھی مترجم نے جو حکم دس جمعہ واجب ہونے کا ترجمہ کیا خطا ہے لیکن اسیقدر جیسی صورت ورم مین سب کے قول پر یعنی صاحبین کے موافق عمر بھر کے جمعہ کا حکم اسکے ترجمہ پر لگانا محض غلط ہے اسلیے الجمع عربی مین الف لام سے مستغرق ہو سکتا ہے اور ترجمہ اردو مین تو کوئی حرف استغراق کا نہین آیا اور اگر الجمع کا ترجمہ کل جمعون یا سب جمعون کے ساتھ مفید استغراق ناقص لایا جاوے تو خیر صاحبین کا قول درست ہو سکتا ہے ولیکن امام صاحب کے موافق فقط دس جمعہ کا حکم غلط ہو جائیگا کیونکہ الف لام تو استغراق کے معنے مین ہونا ضروری نہین ہوتا اسی لیے امام رحمہ اللہ نے دیکھو نہین لیا بخلاف صریح لفظ کل کے کہ اسمین اس احتمال کو گنجائش نہین ہے لہذا ضرور ہوا کہ ایسے مقامات مین فقرہ بعینہ نقل کر کے اسکا ترجمہ مناسب حکم کے لکھکر توضیح کر دیجاوے اور مترجم نے جہانتک اسکو توفیق عطا ہوئی ہے ایسا ہی کیا ہے اور اسیطرح تقدیم شرط و تاخیر جزاء و بالعکس اور دیگر مختلف مواضع اصول کی رعایت مین علے قدر التوفیق اہتمام کیا ہے اور بعض مواضع کا ذکر آویگا انشاء اللہ تعالیٰ بحث جمع اونے مناسبت سے یہان بغرض خاص ایراد کیگئی۔

الوصل فی الافتاء۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے عز و جل نے فرقان مجید قرآن عظیم جامع صحف و کتب سابقہ مع عظیم برکات خاصہ عطا فرمایا اور اسکے ساتھ آنحضرت اکرم الاولین والآخرین سید الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو بحکم حدیث صحیح اوتیت جوامع الکلم۔ احادیث حکمت جامع عطا فرمائین پس کتاب و سنت مین سب کچھ موجود ہے اور جو شخص تفاسیر کی مہارت رکھتا ہو اور تقوے و دیانت سے مرتاض ہو اسکو وقتاً فوقتاً موافق توفیق الٰہی سبحانہ عز و جل کے ایسے ایسے علوم اسمین سے حاصل ہوتے ہین کہ وہ خود متحیر ہو کر تسبیح الٰہی عز و جل مین مستغرق ہو جاتا ہے اور یہ علوم تو اعلے رحمت الٰہی عز و جل ہے بلکہ ارتیاض و حسن عبودیت و خلوص عبادت سے لطائف اسرار مرغوب ظاہر ہو جاتے ہین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقولہ تفکر ساعۃ من اللیل خیر من احیائہا علے ما ذکر فی تفسیر الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نحوہ او معناہ اما فی المشکوۃ فبلفظ تدارس العلم ساعۃ ملے آخرہ یعنے رات مین ایک ساعت علم مین بنور ایمانی فکر کرنا تمام رات علی عبادت سے بہتر ہے۔ پس ایسے شخص کو تحقیق ہو جاتا ہے اور مضائقہ نہین کہ اونے لطیفہ فکر جسپر عموماً اس زمانہ مین اہل علم بے فکری سے راغب ہین لکھا جاوے اور وہ مال و جاہ و ہوا و ہوس ہے حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم الآیہ اور امر مقدر ہے کہ اضطراب ہوس قلب مفید زیادت نہین اور اسباب کو عمل مین نہ لانا اجماع انبیاء و صلحاء امت کے خلاف ہے اور تعلق بہ مشیت ایک معصیت یعنی اللہ تعالیٰ وانا تریک

کہ رزق کیونکر مقدر فرمایا ہان ضرور مقدر فرمایا ہے پس ہمکو مشیت سے بحث کرنا کہ ہم اسباب ظاہرہ کام مین لاوینگے مشیت کو پکڑینگے یہ معصیت ہے جیسے یہ کہنا کہ ہم تو تقدیر پر بیٹھے رہینگے حالانکہ تقدیر ضرور برحق ہے اور اُسکا منکر بیوقوف ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ خالق عزوجل نے جسوقت ہمکو پیدا کیا ہمارے ہر فعل و ہر حال کو جو موت تک ہونگے سب جانتا تھا اور اُسکا علم ہرگز خلاف نہین ورنہ اُسکے عالم الغیب ہونے کے اعتقاد سے جو ہمپر فرض عین ہے انکار لازم آئیگا اور یہ کفر ہے کیونکہ نعوذ باللہ تعالےٰ ہم کبھی اسکو جاہل نہین سمجھ سکتے ہین اور جو کوئی یہ عیب لگاوے کہ وہ نہین جانتا تھا تو وہ جاہل کافر ہے رہا یہ وسوسہ کہ پھر وہ کیون عذاب کریگا یہ اُسکی حکمت سے بحث ہے جو کبھی کسی آدمی کو نہیں معلوم ہوسکتی وہ کہان سے اتنا علم لادیگا پس اس سے بحث بیوقوفی ہے علاوہ اسکے وہ جو چاہے کرے اور جو کریگا وہ اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق پر کریگا پھر اُسکے اختیارات تو ہم یقین کرتے ہین کہ وہ سب طرح مختار ہے جو چاہے کرے اب ہم اس سے کیو نکر بحث کرسکتے ہین کہ ہمارے حق مین کیا مقدر فرمایا ہے اور کیون ایسا مقدر فرمایا ہے تو یہ کہنا کہ ہم بیٹھے رہینگے تقدیر سے لپٹنا ہوا جو معصیت ہے بلکہ یون کہو کہ ہم تقدیر پر یقین کیے ہوے ہین اور متوکل ہین وقد قال تعالےٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا الآیۃ اور سب کام کیے جاؤ جو تم کو نیک بتائے گئے ہین دیکھو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جنپر یہ آیت نازل ہوئی اور جنکے طفیل مین ہمنے ہدایت پائی ہے وہ متوکلین کے سردار ہوکر سب نیکیان کرتے تھے تمھاری نظر کس طرف ہے ذرا ہوش سے غور کرو۔ بالجملہ تقدیر حق اور اسکا منکر سخت جاہل ہے اور توکل و تقدیر کے یہ معنے سمجھنا کہ کاہل بنے بیٹھے رہو محض جہالت ہے بلکہ نفس کو نیک کام مین لگاؤ جو حکم ہے کیونکہ اول آیت کے حکم سے تم اُسکو اپنے خالق کے ہاتھ فروخت کرچکے اب خالق نے جو اُسکو حکم دیا اسمین لگاؤ اور جو کچھ کماؤ اسکو نفس کے کھلانے پلانے وغیرہ مین موافق حکم کے صرف کرو اور جسقدر نفس کو سونے و آرام دینے کا حکم ہے وہ بھی کرو۔ اور جو کچھ مال تجارت وغیرہ سے نفس کماوے وہ بھی تمھارا نہین ہے بلکہ بیچی ہوئی چیز نے کمایا اور اسیطرح کمایا جسطرح تجارت وغیرہ حلال ہے جب تم نے عہد پورا کیا اور خیانت نہ کی تو تمکو جنت ملی جسکے آگے ادنے مثال یہ ہے کہ یہ تخت و تاج تمام روے زمین سب گھورے سے بھی کمتر ہے اور بیشک تمھارے حواس وہان تک نہین پہونچ سکتے ہین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سچ مانو اور یقین کرو نہین تو یہی چند روز بعد موت کے وقت جانوگے اور اسوقت محض بیفائدہ ہے پھر تو یہان سے بھی بدتر ٹھکانا جہنم ہے اب دیکھو کہ کوئی فعل آدمی کا خواہ کھانا پینا ہو سونا ہو یا کوئی ہو جبکہ بحکم الٰہی ہو کوئی برباد نہین بلکہ عبادت ہے اسلیے کہ عبادت تابعداری حکم کی ہے اور سمجھو معنے قولہ تعالےٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اور دیکھو حدیث ان لنفسک علیک حقا۔ اور قولہ حتے اللقمۃ تجعل فی فی امرأتک۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ خود انسان فقیر ہے اگرچہ مال کثیر رکھتا ہو جبکہ ایسا مومن ہے اور کافر حقیر ہے اگرچہ مال اپنا سمجھے

وقولہ تعالےٰ ومن اراد الآخرة وسعی لہا سعیہا الآیہ اور فرمایا کہ۔ کلا نمد ہولاء وہولاء من عطاء ربک الآیہ۔ پس جس نے آخرت چاہی اُسکے لیے دنیا تو بواسطہ بیچے ہوئے نفس کے تبعًا ہے اور آخرت اصلًا ہے اور جس نے دنیا چاہی اُسکو یہی ملی اور وہان کچھ نہین ہے اور نصوص سے صحیح ہوا کہ جو کافر نیکی کے کام کرین وہ برباد اس معنے مین ہونگے کہ جو چیز اُسنے اختیار کی یعنے دنیا وہ عوض دیدیجائیگی وقولہ علیہ السلام الا ان الدنیا ملعونة الحدیث تو جسنے دنیا کیلیے اہل کفر سے نزاع کیا وہ درحقیقت ایمان نہین لایا اسیواسطے یہود کا دعوی جھوٹا بتلایا القولہ قل ان کانت لکم الدار الآخرة عند اللہ الآیہ اور موت کی تمنا اسکا نشان بتلایا پس صادق الایمان کو زندگی فقط اسلیے عزیز ہے کہ خوبیان زیادہ جمع کرلے اور پھر موت عزیز ہے اسیواسطے صحابہ رضی اللہ عنہم صادق الایمان تھے تو فرمایا۔ ومنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ اور کوئی انمین سے حسنات کا معاوضہ دنیاوی نہین چاہتا تھا چنانچہ صحاح مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات ہین کہ اکثر انمین سے قولہ تعالےٰ اذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا الآیہ سے اپنی جانون پر خوف کرتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پاک ہونے مین سرتاج تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے صحابی تھے اور اگلی کتابون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت مین ہے کہ فقیر ہونگے اور آپ کے اصحاب فقراء ہونگے اسکے یہی معنے ہین پس عثمان رضی اللہ عنہ اس اصل سے فقیر تھے اور ترمذی مین بعض صحابہ کو جسنے محبت کا دعوے کیا تھا فرمایا کہ جسکو مجھ سے محبت ہو جلد اسکی طرف فقر دوڑتا ہے دیکھ تو کیا کہتا ہے انھون نے یہی مصمم کیا باوجودیکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب جان آپ پر قربان کرتے تھے پھر ان مین مال کی راہ سے تونگر بھی تھے ولیکن بحدیث المرء مع من احب۔ فقیر جامع ذخائر سعادات تھے اور وہ بحدیث نعم المال الصالح للرجل الصالح کبھی بواسطہ مال اور کبھی بواسطہ افعال وغیرہ انکو حاصل ہوتے تھے پس سوا اے کافر منکر کے جسکو سمجھ نہین ہوتی ہے ایسے مسلسل صحیح معتمد لطائف سے کون منکر ہوسکتا ہے اور کیونکر اسپر حق پوشیدہ رہیگا اور کیونکر اپنے نفس کو آراستہ نہین کریگا۔ اب جاننا چاہیے کہ اصلی مقصود آرائش اپنے نفس کی ہے اور وہی اسکے لیے ان آیات الٰہی مین تفکر کا عمدہ نتیجہ ہے پس افتاء درحقیقت سب سے پہلے اپنے نفس کو ہے اور پھر دوسرون کو جو بیچارے قرآن وحدیث سے آگاہ نہین ہوئے ہین انکی اصلاح حال کے مطابق ہے انکو فتوے لینے اور عالم کو فتوے دینے کا حکم ہے الا فتاء بحث اجتہاد سے معلوم ہوچکا کہ فقہ ابتدائی کمال انسانی ہے اور تکمیل اعمال موافق اس علم کے ہونے والی ہے اور اعمال سے ترقی بجانب کمال دومرتبہ احسان ہے جو بحصول رضوان حق عزوجل ہے اور درحقیقت کمال یہی ہے پس مجتہد کو بوجہ خود بینائی حاصل ہونے کے ہر حال مین مکائد نفس وشیطان سے احتراز بہ توفیق الٰہی تعالےٰ ممکن ہے پس اسکی ترقی بجانب اعلےٰ جسکے مراتب بے انتہا ہین بہت فائق ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ ذاتی تزئین وتحسین اخلاق وتحصیل رضیات الٰہی سبحانہ واحتراز مکروہات غیر مرضیہ بروجہ اتم داخل

اسکو حاصل اور دوّم یہ کہ دوسرے اہل ایمان کو بمرتبۂ اجتہاد نہین ہین اپنی بینائی سے آنکھون والا
کرکے علمی اسفار آخرت مین راہ جہنم سے پھیر کر شاہ راہ جنت کیطرف لیے جاتا ہے اور ہر شخص
کو موافق اُسکے تعلقات دنیاوی کے مخلص بتلاتا ہے مثلاً ایک بندہ مومن تجارت کرتا ہے اور
دوسرا مزدوری کرتا ہے تو علی کام دونون کے یکسان نہین چنانچہ تاجر کو جن مکائد نفس وشیطان کا
مخمصہ ہے وہ مزدور کے دام فریب سے مغائرت رکھتا ہے اگرچہ باطنی وساوس مین دونون یکسان بھی
ہون پس اصل مین فقیہ بندہ عارف ہے جس سے باطنی امراض وظاہری خدشات سب سے نجات کی راہ حاصل
کرکے خالص مرضیات تک وصول ممکن ہو اور ہر وقت مین ایسے لوگ موجود ہین اور یہ اللہ تعالےٰ کی
رحمت مومنین پر اور حجت کافرین پر ہے اور البتہ فیوض الٰہی سبحانہ تعالےٰ ہر زمانہ مین ہر شان مین ایک
خاص طریقہ پر فائز ہین بندہ مومن نیک نیت خالص موحد کو چاہیے کہ توحید مین اسکا قدم استوار ہو
پس جو طریقہ سلف صالحین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین تھا اس سے تجاوز نہ کرے اعتقاد مین اور
نہ اعمال مین ہان ویسے اعمال بیشک دشوار ہین تو فرائض وواجبات ہی سہی یعنے مع سنت مؤکدہ اور ہر
ایک کے ساتھ قلبی افعال بھی ہین مثلاً تکبر حرام ہے اور خشوع واجب ہے ونیت خالص فرض ہے اور یہ افعال قلب پر
آدمی کے اختلاف باطن سے مختلف ہین مثلاً بعض شخص اپنی حیات مین مغرور نہین مگر نامرد اور بزدل ہے تو اسکو
دلیری کی تعلیم واجب ہے چنانچہ یہ بھی ایک باعث ہے کہ اس زمانہ مین جسکو فقہ کہتے ہین وہ افعال باطنہ کی بحث سے
بالکل خالی ہے الا قدر قلیل بلکہ اسمین فقط افعال جوارح سے بحث ہے ولیکن عالم فقیہ سے دونون قسم اعمال دریافت
کرکے اپنے زاد راہ وتوشۂ آخرت کو درست کرنا لازم ہے اور یہی دریافت کرنا استفتا ہے اور اسکا جواب
افتا ہے اور ایسے ہی عالم مفتی کے حق مین صادق ہے قولہ علیہ السّلام فقیہ واحد اشد علے الشیطان
من الف عابد الحدیث اور متاخرین نے کہا کہ فقیہ مجتہد علے الاطلاق تو مدت سے نہین رہا ولیکن اس مین
شک نہ کرنا چاہیے کہ ہر زمانہ مین بفضل الٰہی تعالےٰ ایسے لوگ ضرور موجود رہتے ہین جو اہل ایمان وطالبان
آخرت کیلیے ہر طرح کے اقوال ضعیفہ وباطلہ جنکا مبنی راہ مستقیم سے کجی کیطرف ہے تمیز کرلین اور
شاہراہ رضا وہدایت پر جماعت مخلصین کے ساتھ روانہ ہون ولقد قال والذین یقولون ربنا ہب لنا
من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما الآیہ۔ پس اہل تقوےٰ ہر کس وناکس کے اقوال پر
اعتماد نہ کرین کیونکہ جو شخص خالی رطب ویابس روایتون کو جمع کرتا ہے اور اُنکے اصول ودلائل وغیرہ سے آگاہ
نہین اور نہ اُسکو انمین تمیز ہے تو بقول علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ کے اُنکے لیے عاقبت کی خرابی اور
جو انکی تقلید کرے اُسکی بربادی وہلاکی ہے اور یہ دام فریب کہ تمیز روایات وفہم دلائل بھی اس زمانہ
مین کسی کو حاصل نہین ہے وسوسۂ شیطانی ہے جن لوگون نے جہال کو اپنا مفتی عالم بنایا وہ عالم حق نہین
جانتا تو نائب شیطان سے کم نہین اور جنھون نے اسکو پیشوا کیا اُنپر ہزار افسوس اور یہ کسقدر وسواس

شیطان کو قبول کرتے ہین اور اہل الحق ہمیشہ قلیل ہین اور راہ حق کا ہادی ہمیشہ عوام مین مبغوض ہے جیسا کہ امام
غزالی علیہ الرحمۃ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ کا قول صریح ذکر فرمایا پس اے لوگو دیکھو کہ کس سے تم
اپنے لیے عاقبت وجنت کا سامان جو جواہر سے کہین زیادہ بیش قیمت ہین لیتے ہو پس اہل صدق وصفا
حاشیہ بوسان بساط مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے مانگو اور یہ جو کتابین ہین جنمین مخصوص اعمال جوارح مذکور ہین
انمین بھی ہر طرح کے اقوال کا مجموعہ ہے تو انکے لیے جو قواعد چاہیین وہ مین بعض رسائل سے ملتقط کر کے لکھے دیتا ہون
تاکہ اسی سے فتوے حاصل کرنا ان اعمال مین آسان ہو باللہ تعالے التوفیق۔ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے
کتاب القضا رفتح القدیر مین فرمایا کہ اصولین کی رائے اس امر پر مستقر ہے کہ مجتہد ہی مفتی ہوتا ہے یعنے فتوی دینا
حقیقت مین فقط مجتہد کا کام ہے اور جو مجتہد نہین بلکہ مجتہدون کے اقوال اُسکو یاد ہین تو وہ حقیقی مفتی نہین ہے
اس سے جب سوال و دریافت کیا جاوے اور استفتاء لیا جاوے تو اُسپر واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے
مانند کسی مجتہد کا قول بطور نقل وحکایت کے بیان کرے یعنے جواب مین کہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول
اس مسئلہ مین فلان کتاب مین مذکور ہے اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہمارے زمانہ مین جن موجودہ لوگون کا فتوے
ہوتا ہے وہ درحقیقت فتوے نہین ہے بلکہ کسی مفتی کا کلام نقل کر دیا جاتا ہے کہ اُسکو مستفتی اختیار کرے اب
ایسے مجتہد سے نقل لانا بھی دو ہی طرح ہو سکتا ہے ایک یہ کہ اس ناقل مفتی سے مجتہد تک کوئی مسلسل سند ہو
یعنے ناقل کہے کہ مجھ سے میرے استاد رحمہ اللہ فلان بن فلان نے بیان فرمایا جنھون نے اپنے استاد رحمہ اللہ
فلان بن فلان سے سُنا تھا الے آخرہ اور دوسرے یہ کہ کسی کتاب معروف ومشہور سے نقل کرے جو مجتہد
سے اسوقت تک ہاتھون ہاتھ معروف چلی آئی ہے یعنے ایسی کتاب نہو کہ کسی وقت مین نایاب یا کمیاب
ہو گئی یا ابتدا ہی مین معروف نہین ہوئی تھی علے ہذا اگر ہمارے زمانہ مین نوادر کے بعض نسخے پائے گئے تو
جو احکام مسائل اسمین مذکور ہون انکو امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہ اللہ کیطرف نسبت کرنا حلال نہوگا کیونکہ
وہ ہمارے زمانہ مین ہمارے دیار مین مشہور نہوئی اور دست بدست نہین پہونچی یعنے وہ ابتدا ہی مین
معروف نہ تھی اور اسپر بھی ہمارے یہان مشتہر نہوئی۔ ہان اگر نوادر سے کوئی نقل مشہور ومتداول
کتاب مثل ہدایہ ومبسوط وغیرہ مین پائی جاوے تو اسکا اعتماد البتہ فقط اسوجہ سے ہوگا کہ یہ کتاب جسمین نقل ہے معروف
ومتداول ہے **قال المترجم** مبسوط سے مراد امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف نہین بلکہ شروح یا سرخسی رحمہ اللہ کی
شرح کافی مراد ہے۔ پھر لکھا کہ اگر ناقل مفتی کو مجتہدون کے مختلف اقوال یاد ہین اور اُسکو دلائل کی شناخت
نہین اور نہ اسکو اجتہاد کی قدرت ہے یعنے فی الجملہ اجتہاد بطریق ترجیح بھی نہین کر سکتا تو کسی مفتی کے قول پر قطع
نہ کرے کہ اسی کو فتوے کے لیے متعین کرے بلکہ جملہ اقوال کو مستفتی کے لیے نقل کرے وہ انمین سے
جس قول کو صوب جانے اختیار کرے ایسا ہی بعض جوامع مین مذکور ہے اور میرے نزدیک اسپر
سب کا نقل کرنا واجب نہین ہے بلکہ کوئی قول نقل کرے کیونکہ مقلد کو اختیار ہے کہ جسکی چاہے تقلید

کرے کذا فی فتح القدیر۔ مترجم کہتا ہے کہ بعض اخبار مین آیا کہ استفت قلبک و ان افتوک الحدیث۔
اور روایت قابل حجت ہے واللہ اعلم پس بمقتضائے قولہ وان افتوک یہ خطاب عامی کو ہے مفتی کو نہین
اور باوجود اسکے استفتاء قلبی کا حکم ہے تو اسکی صورت یہی ہے جو بعض جوامع سے ظاہر ہے اور معنے
یہ ہین کہ مفتی کبھی حالت باطنی سے آگاہ نہین ہوتا کیونکہ مستفتی نے ظاہر نہین کیا اور بحکم قولہ الاثم ما حاک
صدرک الحدیث مستفتی کا دل فتوے پر جمتا نہین تو وہ دیگر اقوال کو جو حال کے موافق ہوگا اور اصوب و
اوفق جانے اختیار کریگا پس میرے نزدیک مفتی کیلیے بھی احوط اور مستفتی کیلیے بھی اصوب وہی ہے جو
بعض جوامع مین مذکور ہے فاللہ تعالے اعلم۔ اس بیان مین تین باتین لائق اہتمام ہین اول کسی
مجتہد کا قول نقل کرے یعنے جس قول پر فتوے دیتا ہے اور عنقریب آتا ہے کہ علماے حنفیہ نے
مطلقاً یا خاص خاص قسم کے مسائل مین ائمہ حنفیہ مین سے کسیکو مخصوص کیا ہے۔ دوم جیسی کتاب سے فتوی
جائز ہے مثلاً مشہور متداول ہو اور دیگر شروط آتی ہین۔ سوم اقوال نقل کرے یا کسی قول کو متعین کردے
اور مترجم کے نزدیک اقوال کا حکایت کرنا اصوب ہے اور فتاوے سراجیہ مین ہے کہ کسی شخص کو فتوے
دینا روا نہین ہے مگر اس صورت مین کہ علماء کے اقوال جانتا ہو اور یہ پہچانتا ہو کہ انھون نے کہان سے
یہ قول کہا ہے اور آدمیون کے معاملات سے واقف ہو پھر اگر وہ شخص علماء کے اقوال کو یاد رکھتا ہو مگر یہ
نہین جانتا کہ کہان سے کہا ہے تو اسلیے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاوے اور وہ جانتا ہے کہ جن علماء
کا مذہب اسنے اختیار کیا ہے وے سب اس مسئلہ مین اس قول پر متفق ہین یعنے جواز یا عدم جواز پر مثلاً تو
مضائقہ نہین کہ یون کہدے کہ یہ جائز ہے یا نہین جائز ہے اور یہ قول اسکا بطریق حکایت ہوگا اور اگر ایسا
مسئلہ ہو کہ جسمین انھون نے اختلاف کیا تو مضائقہ نہین کہ کہے یہ فلان کے قول مین جائز ہے اور فلان کے قول
مین نہین جائز ہے اور اسکو یہ اختیار نہین ہے کہ چھانٹ کر بعض کے قول پر فتوے دے جبتک انکی حجت کو
نہ پہچانے مترجم کہتا ہے کہ یہ صریح اس امر کا مؤید ہے جو مین نے زعم کیا اور اس سے ایک امر یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ اگر اصحاب کے اقوال کی حجتین دریافت کرلے تو اسکو روا ہے کہ بقوت حجت کسیکے قول کو فتوے
کیلیے مختار کرے اور اسی معنے مین مترجم نے فتاوے مین تحت ترجمہ بعض اقوال کی ترجیح کردی ہے اور
مترجم کو اصحاب ترجیح اصطلاحی ہونے کا دعوے ہرگز نہین ہے ہان میرے نزدیک یہ بڑا
مفسدہ اور سخت دھوکا شیطان کا ہے کہ جسقدر مومنین موجود ہین بحال ظاہر سب مثل بہائم کے ہین کہ
انکو اقوال مذکورہ کتب مین سے ضرور کسی قول پر جسپر چاہین عمل کرنا چاہیے اور خود اپنے دین کے واسطے احتیاط
اور اپنے نفس کے مغرورات مین صواب اختیار کرنے کی راہ نہین ہے اور حق یہ ہے کہ جنکو اس زمانہ مین
علماء کہتے ہین انھین کی ذات سے ردو قدح وجدال و ناموری وغیرہ مفاسد کے آثار نہایت قوی
پیدا ہوتے ہین پس اصوب احوط یہ ہے کہ جو شخص اپنے نفل خالص لوجہ اللہ تعالی عزوجل کرے

اور عاجزی کے ساتھ توفیق کا خواستگار و خوفناک رہے اسکو اسی پر فتوے دینا واجب ہے اور اہل جدال و مراء وہوا پرست لوگون کے افعال سے خوف و کچھ پرواہ نہ کرے پس اگر انھون نے حق کو رد کرکے دنیا مین ناموری حاصل کی تو انکا یہی نتیجہ ہے انکو اور انکے نتیجہ کو چھوڑدے اور کہدے واتقوا اللہ یا اہل الکلام والسلام اور فاضل لکھنوی نے نقل کیا کہ فتاوے قاسم بن قطلوبغا مین فتاوے ولوالجیہ سے نقل ہے کہ جو شخص اسی بات پر اکتفا کرے کہ مسئلہ کے اقوال و وجوہ مین سے اسکا فتوے و عمل کسی قول یا کسی وجہ کے موافق ہوجاوے اور چاہے جس قول و جس وجہ پر عمل یا فتوے ہووے اور کچھ بھی غور و نظر اسمین نہ کرے کہ ان افعال مین سے باوجود اختلاف کس کو ترجیح ہے تو وہ جاہل ہے اسنے مومنین متقدمین کے اجماع کو توڑدیا۔ اور اسی فتاوے مین دوسرے مقام پر ہے کہ آدمی اسوقت دو قسم کے موجود ہین ایک وہ جو محض مقلد ہے یعنے جسکو نظر و غور کی لیاقت بالکل نہین ہے اور دوسرے وہ کہ جسکو نظر کی لیاقت ہے پس قسم اول پر تو اسی کا اتباع واجب ہے جسکو مشائخ نے صحیح کہا ہے اور دوسرے فریق پر واجب ہے کہ جو اُسکے نزدیک مرجح ہو اسپر عمل کرے مگر فتوے اسی پر دے جس کو مشائخ نے صحیح کہا ہے کیونکہ فتوے لینے والا اس سے وہی پوچھتا ہے جو اہل مذہب کے نزدیک مذہب ٹھہرا ہے قال المترجم عوام کیلیے حقیقت مین اجتہادی مذاہب مین سے کوئی مذہب نہین ہے بلکہ اصل وہ مومن باللہ عزوجل و بما جاء بہ النبی صلعم ہے جیسے غیر عوام بھی پھر بحکم الٰہی تعالےٰ وہ کسی عالم سے واقعہ نازلہ مین حکم حاصل کرلیتا ہے اور وہی اُسکے لیے مذہب ہے حتے کہ اگر ایک نے اُسکو فتوے دیا اور اُسنے عمل کیا پھر دوسرے نے برخلاف فتوے دیا تو اگر اسنے دوسرے کو زیادہ پرہیزگار جانا تو آیندہ اُسکے فتوے پر عمل کرے اور پہلا عمل صحیح رہا حتے کہ اگر محکمۂ قضا مین پیش ہوگا تو قاضی اُسپر پہلے عمل کی نسبت مواخذہ نہین کرسکتا چنانچہ اس فتاوے کی کتاب القضاء مین معتبرات سے یہ بحث اچھی طرح منقول ہے پھر تصحیح مشائخ پر سائل کو فتوے دینا فقط اتنے خیال سے واجب کیا کہ مشائخ ترجیح منقرض ہوگئے ہین اور شاید یہ خوف کیا کہ اہل جہالت بدون علم کے فتوے دیوین اور گمراہ کرین جیسے خود گمراہ ہین تو واقعی یہ احتیاط بتوفیق ہے اور اہل تقوے بہت کم ہین ولیکن عوام کو یہ نہین پہونچتا کہ اپنے سے خلاف وضع پر عمل کرنے والے پر انکار و جدال و تکفیر کرین جیسے اس زمانہ مین مشاہدہ ہے بلکہ سیرت سلف صالحین پر قائم رہین اور آپسمین متفق ہوکر کوشش کرین کہ ہم سب اس زمانہ مین لامحالہ منقرض ہوکر آخرت مین مغفور و مسرور ہون کیونکہ جن افعال کا شریعت و سنت مین ہونا معلوم ہے وہ راہ کفر کے افعال ہرگز نہین ہین پھر کیونکر تکفیر کرنی جائز ہے اللہ اللہ خوف کرو کہ تم کسیکو کافر بناکر خارج کرو اور وہ مومن ہی اگر تم سے ایک آدمی ایمان پاتا تو موافق حدیث صحیح کے نایاب و عزیز الوجود چیز سے بہتر ہے حالانکہ اسکے برعکس تم خارج کرتے ہو اور جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو خارج نہین فرمایا

لہ [illegible] ۱۲

جنکو قطعًا جانتے تھے اور بعض کو حقتعالے نے نہین تبلایا اور یہی کہا مردوا علے النفاق لاتعلمہم اللہ یعلمہم الآیہ پس دیکھو کہ کتنا بڑا فرق بلکہ برعکس معاملہ تم نے اختیار کیا - ہان حدیث مین بقولہ الاان تروا کفرا بواحا عندکم اجازت بتقید وضوح فرمائی ہے - جیسے اس زمانہ مین کوئی رسالت انبیا ومرسلین ووجود ملائکہ وشیاطین ووحی ومعجزات کا انکار کرے اور وحی الٰہی کو خیالات آدمی تبلاوے اور شریعت کو قانونی مصلحت کہے اور مانند اسکے تو یہ کھلا کافر ہے اسکو جو شخص مسلمان ومومن کہے وہ خود کافر ہے اور اسکا فتنہ اہل اسلام پر شیطان سے زیادہ مضر ہے خصوص جبکہ نظر کو دنیا کی آرائش وزینت پر کمال رغبت ہے اور جس نے عمومًا آنکھین آخرت سے بند کراکے اسی طرف متوجہ کر دی ہین اسلیے کہ انہین غلبہ حواس بھیمیہ کی قوت ہر روز قوی ہے بالجملہ کسی مسلم کی تکفیر پر فتوے دینا نہین چاہیے مگر جبکہ کھلا ہوا کفر دیکھا جاوے اور معلوم کیا جاوے ورنہ کسی کے دل کے بھید پر مدار کرکے تکفیر نہین جائز ہے اور یہ کلام درمیان مین آگیا تھا اب مین پھر رجوع کرتا ہون - واضح ہو کہ اقوال جنپر فتوے دینا چاہیے کس ترتیب وتخصیص سے قرار دیے گئے ہین اور یہ اقوال اسوقت کن کتابون سے لینے چاہیے اور کن کتابون سے لینا نہین جائز ہے ایک دراز بحث ہے مگر مختصر طور پر فوائد بعض الافاضل سے انتخاب کرتا ہون -

اقوال پر فتوے دینے کا کلیہ قاعدہ فتاوے سراجیہ مین اسطرح مذکور ہے کہ جب کسی قول پر ائمہ حنفیہ متفق ہون یعنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وصاحبین بالقصد وباقی بالتبع متفق ہون تو مفتی اسی پر فتوے دیوے اور اگر مختلف ہون تو فتوے مین اختلاف ہے بعض نے کہا کہ علے الاطلاق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتوے ہے یعنے چاہے عبادات کے مسائل ہون یا اور کسی قسم کے ہون سب مین علی الاطلاق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتوے ہے اگر انکا قول موجود ہو پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر پھر امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر پھر انکے بعد قول زفر رحمہ اللہ وحسن بن زیاد ہے اور بعض نے کہا کہ اگر امام ابوحنیفہ ایک طرف ہون اور صاحبین ایک طرف ہون تو مفتی کو اختیار ہے کہ چاہے جس قول پر فتوے دے مگر قول اول اصح ہے یعنے مطلقًا امام کے قول پر فتوے دیوے درصورتیکہ مفتی خود مجتہد نہو یعنے صاحب اجتہاد فی المذہب یا صاحب ترجیح نہو فہذا محصل کلامہ اور حاوی قدسی مین ایسی صورت مین قوت دلیل کا اعتبار کیا ہے یعنے جسکی دلیل قوی ہو اسی پر مفتی فتوے دے قال بعض الافاضل رح دونون قول مین اختلاف نہین ہے اسطرح کہ حاوی کا قول ایسے شخص کے حق مین ہے جسکو ترجیح کی قدرت ہو اور سراجیہ مین مراد وہ مفتی ہے جو صاحب ترجیح نہو اقول یہ توفیق ظاہر ہے ولیکن ممکن ہے کہ حاوی نے فقط صاحب تمیز پر اکتفا کیا ہو جسکا مرتبہ صاحب ترجیح سے کم ہے اور اسکا وجود ہر زمانہ مین ہوتا ہے وہ منقطع نہین ہے کما قال ابن قطلوبغا رح وسیاتی - اور غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مین ہے کہ علمار نے عبادات مین امام اعظم رح کے قول پر فتوے قرار دیا ہے اور استقرار سے بھی ایسا ہی وقوع ثابت ہوا

جبتک کہ امام سے کوئی روایت موافق قول مخالف کے نہین پائی گئی جیسے مستعمل پانی کی طہارت وغیرہ مین ہے۔ اور **قضاء الاشباہ والنظائر** مین ہے کہ باب القضاء کے متعلق مسائل مین فتوے امام ابو یوسف کے قول پر ہے کما فی القنیہ والبزازیہ۔ اقول اس فتاوے کی کتاب القضاء مین بھی ایسا ہی منصوص ہے اور **بیری زادہ** کی شرح الاشباہ مین ہے کہ شہادات مین بھی امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہے مگر سترہ مسائل مین امام زفرؒ کے قول پر فتوے ہے جنکو مین نے علیحدہ رسالہ مین تحریر کیا ہے۔ اور **فتاوے الخیریہ** کتاب الشہادات مین ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات مقرر ہوچکی کہ فتوے وعمل فقط امام اعظم ہی کے قول پر ہوگا کہ اس سے امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ دونون یا ایک کے قول کیطرف تجاوز نہوگا مگر بضرورت انتہیٰ **اقول** شاید علامہ خیرالدین نے کتاب القضاء والشہادات کے مسائل مین امام ابو یوسف کے قول کو لینا بضرورت قرار دیا ولیکن اس فتاوے مین معتبرات سے منقول ہے کہ جب امام ابو یوسف قاضی ہوئے اور لوگون کے اختلاط اور وقائع ومعاملات کے برتاؤ کو معائنہ کیا جس سے اُنکو زیادہ علم حاصل ہوا تو اُنھون نے خلاف کیا اور جو قول اجتہادی دوسرا ہوا اسی پر فتوے ہے پس اس توجیہ سے ضرورت ظاہر نہین ہوتی ہے اور شاید لفظ ضرورت سے ایک عام معنے مجازی مراد لیے ہون جو ایسے وجوہ کو بھی ضرورت مین رکھے وہذا التکلیف بعید فافہم۔ یہانتک تو ان اقوال کا بیان ہوا جو ان ائمہ حنفیہ سے مروی ہین اب رہے ایسے مسائل جنمین ان اصحاب سے کوئی قول صحیح نہین ہے تو **حاوی قدسی** مین ہے کہ جب کسی واقعہ مین ان ائمہؒ سے کوئی قول ظاہر پایا نہ جاوے اور **مشائخ متاخرین** نے اسکا حکم نکالا اور سب ایک قول پر متفق ہین تو وہی لیا جاوے اور اگر انمین اختلاف ہو تو اکثر مشائخ کا جو قول ہے وہ لیا جاوے بشرطیکہ ایسے ہون جنپر مانند طحاوی وابو حفص وابو جعفر وابو اللیث وغیرہ کے اعتماد کیا جاتا ہو اور اگر انسے بھی کوئی جواب ظاہر نہین ملا تو مفتی کو چاہیے کہ اسمین تامل وغور وکوشش سے نظر کرے تاکہ ایسا حکم نکل آوے کہ عہدہ افتاء کا ذمہ پورا ہو یا اُس سے عہدہ برآئی کے قریب پہونچے اور یہ نہ چاہیے کہ لاابالی سے اسمین کوئی حکم لکھدے۔ **اقول** ظاہر امتاخرین مشائخ سے اہل ترجیح تک شامل مراد ہین جنکو کسی رتبے کے اجتہاد کا منصب ہے پھر مفتی کو غور ونظر واجتہاد کا حکم دینے کو شش بلیغ ہی بالخصوص باصحاب ترجیح ہو واللہ اعلم اور **رد لوالجیہ** سے اوپر مذکور ہوا کہ بلا ترجیح کے مختلف اقوال مین سے جس قول پر چاہے عمل کر لینا جہالت وخلاف اجماع ہے اور **درالمختار** مین قاسم ابن قطلوبغا کی تصحیح القدوری سے لایا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ کبھی چند اقوال کو بلا ترجیح کے نقل کر دیتے ہین اور کبھی ترجیح وتصحیح کرتے ہین لیکن تصحیح مین اختلاف کرتے ہین یعنے بعض نے ایک قول کو اور بعض نے دوسرے قول کو صحیح کہا تو ایسی صورت مین مرجح وصحیح کیونکر معلوم ومتعین ہو اور کیسے عمل کیا جاوے تو جواب یہ ہے کہ جیسے طور پر اُنھون نے عمل کیا اُسی پر عمل کرین باعتبار رواج متغیر ہونے اور لوگون کے حالات بدلنے وغیرہ کے اور جو لوگون پر آسان ونرم ہو اور جسپر علدرآمد ظاہر چلا آتا ہو اور جسکی دلیل قوی ہو یعنے ان امور کے اعتبار سے مشائخ کے عمل کے موافق ہم بھی ان اقوال مین سے ایک قول اختیار کرینگے اور جو شخص ان امور کی راہ سے قول کو ممیز کرے ایسا شخص ہر زمانہ مین ضرور ہوتا ہے سپس وہ بطریق تحقیق اسکا ممیز معلوم ہوتا ہو گمان ہی گمان

نہین ہوتا ہے ہان جو اسوقت ایسا ہو کہ ان وجوہ سے تمیز نہ کر سکے اُسکو چاہیے کہ خود بری الذمہ ہونے کیلیے ایسے شخص سے رجوع کرے جو تمیز کر سکتا ہے ہذا تفصیل کلامہ **اقول** اس کلام سے کئی باتین تحقیق ظاہر ہین اول یہ کہ مشائخ اصحاب ترجیح کبھی تصحیح مین اختلاف کرتے ہین ولیکن تحقیق یہ ہے کہ دونون قول اپنے اپنے محل پر صحیح ہوتے ہین اور درحقیقت یہ تصحیح مین اختلاف نہین ہے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ مثلاً کپڑے غصب کیے ہوئے پر سیاہ رنگنے سے قیمت مین زیادتی نہین بلکہ نقصان ہونا امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے جو اُنکے زمانہ کے لحاظ سے صحیح تھا کیونکہ بنو امیہ کے عہد سلطنت مین سیاہ رنگ عیب تھا اور صاحبین کے زمانہ مین عہد سلطنت عباسیہ مین یہ رنگ مرغوب ہوا تو اس سے قیمت کی زیادتی کا قول جو صاحبین سے مروی ہے صحیح ہے حتے کہ اگر کسی عہد یا ملک مین سیاہ رنگ عیب شمار ہونے لگے تو فتوے کیلیے وہی امام کا قول صحیح ہوگا پس یہ حکم باعتبار تغیر احوال ہے اور دونون صحیح ہین ایسے ہی ہر زمانہ مین صاحب ترجیح ان اسباب مذکورہ کی جہت سے تصحیح کرتے ہین ہان موافق بحث اجتہاد کے کبھی بقوت دلیل بھی مختلف تصحیح واقع ہوتی ہے بایں نظر کہ ایک کو قوت ایک قول کی اور دوسرے کو دوسرے قول کی ظاہر ہوئی جیسے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالی مین ارکان اجتہاد سے ایسا اختلاف واقع ہوا اور سب بذمعنی راہ حق پر ہین کہ اتباع حکم الٰہی و سنت رسالت پناہی صلعم مین ہر ایک نے کوشش کی اور ہوا و ہوس سے نفس کو روکا اور یہ ایک ہی طریق سے آسان ہے جو منصب صاحب ترجیح کے لائق ہے پس رنگ کی مثال جو مترجم نے اوپر ذکر کی تغیر العرف سے متعلق تھی اور دوم یعنے ارفق مین کلام بعض مواضع فتح القدیر مین بسوطہی اور اصل اسمین قولہ علیہ السلام لن یشادو الدین احد الا غلبہ الحدیث ہے اور مؤید اسکا قولہ فی قصۃ البقرۃ انہی امر بذبحہا بنو اسرائیل ولکن شددوا فشدد اللہ تعالے علیہم الحدیث ہے یعنے جب دو قول بدلیل اجتہادی ظاہر ہوے اور رجحان دونون طرف برابر ہو اور ایک انمین سے ارفق و آسان ہے تو عوام کو فتوے دینے مین مفتی اسیطرف میل کرے اور اسکی مثالین بہت ہین اور اسی قسم سے ہے اس زمانہ کا عام **واقعہ تمباکو پینے کا** چنانچہ بعض نے سخت تشدد کو راہ دیکر اسکو حرام نکالا حالانکہ یہ استخراج نہین ہے بلکہ ہوس ہے کیونکہ حرمت کی دلیل کوئی نہین پائی جاتی اسلیے کہ حرام تو منصوص قطعی ہے اور یہان ظنی نص بھی موجود نہین اور اگر مکروہ تحریمی مراد ہے تو بھی ظاہر نہین لا بدلیل ضعیف الاسناد وضعیف الدلالۃ ہان کراہت تنزیہی وغیر تنزیہی اباحت مین تردد بدلائل ہے اور وجہ دوم کیلیے عموم بلوے مؤید پس لائق فتوے قول دوم ہے کیونکہ وہ مفتی فقیہ نہین کہ عوام کو حرام مین مبتلا کرے فلیتامل فیہ۔ وظہور تعامل کے یہ معنی ہین کہ صاحبین سے اسکا عملدرآمد چلا آتا ہو جو دلیل شرعی پر مبنی ہونے کی دلیل ہے اور بعضے متاخرین کے کلام اس امر کے شاہد ہین کہ لوگون مین ایسا معاملہ جاری ہو ولیکن مترجم کہتا ہے کہ یہ سہو ہے اور ائمہ مین سے جس نے ایسا کہا وہ اشارہ ہے کہ سلف صاحبین سے پیچھے اسکا حادث ہونا ظاہر نہین ہوا بسبب قرب زمانہ کے اور پہلے وقت مین یہ بات نہین اور اس دیار ہندوستان مین تو بالکل اسکا اعتبار نہین ہے اسواسطے کہ کثرت سے خلاف شرع امور بلا انکار ظاہر شائع ہین اور امر تحقیق اسمین تفصیل ہے یعنے جو معاملہ ایسا ہے کہ رکن شرعی مین سے کوئی امر فوت نہین لیکن وہی چیز جسکی شرط بہ تعامل ہے یعنے بلا نزاع

رضامندی تو اسمین اعتبار ہے مثلاً استصناع علے خلاف القیاس بسبب تعامل الناس جائز ہے حالانکہ بالاتفاق ابتدائی بیع نہین ہے تو انتہا مین جب بنانے والے نے چیز بنائی اور بنوانے والے نے پسند کرکے لی یا نہین تو رد کردی اور باہم کچھ نزاع نہوا تو معلوم ہوا کہ تعامل بمعنے باہمی رضامندی ہے جو شرط بیع یا متمم رکن قبول وایجاب ہے علی ما حققتہ بالتقریر المعقول علے انعقاد البیع بالایجاب والقبول۔ پس واضح ہوگیا کہ مفتی کسی حال مین راہ شرع سے جسکی پابندی نفس ہوا پرست پر فرض ہے بلا دلیل شرعی تجاوز نہین کرسکتا اور یہ جو اس زمانہ مین بعض جہال ملحدین برادران دجال نے اپنے متبعین کو سکھلایا کہ شرع ایک جمہوری مصلحت ہے اور اوقات و اوضاع کے تغیر سے اسمین تغیر لازمی ہے محض شیطانی راہ ہے اور اسکا معتقد کافر ہے اسلیے کہ راہ آخرت مستقیم ایک ہے جسکے سلوک کیلیے نفس کو جو شیطانی ہوسات کا بالطبع مطیع ہے ایک مسلک مستقیم سے تجاوز نہ کرنے پر پابند کیا گیا ہے پس جب آخرت کا اعتقاد بنور ایمان حاصل ہے جسمین تبدیلی نہین تو شاہراہ واضح مین تبدیلی محال ہے وقد قال تعالے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ پھر جب اوضاع واطوار کیطرف زمانہ مین تبدیلی ہوئی اگر لوگون نے ان اطوار کو خلاف عدل وخلاف صواب اختیار کیا تو خود انھین اطراف کیطرف میل کرنا صریح ظلم قبیح ہے اور اگر عدل کے ساتھ ہی تو تبدیلی کیونکر ہوئی اسلیے کہ راہ اول محض عین عدل تھی تو لامحالہ تبدیلی بجانب ظلم ہوئی ہے۔ اور اصل بات یہ ہی کہ تحقیق آخرت وایمان توفیق مین ایسے ہوئے جنھون نے فنائے دنیا کو بعین الیقین مشاہدہ کیا اسلیے قصہ معاشرت کوتاہ کرکے خلوت اختیار کی اور یہ عمدہ نہین بلکہ اقوی واصوب یہ ہے کہ تمدنی طرز کے ساتھ عام جماعت کو دروازہ آخرت تک بہ تمام عدل آراستہ لیجاوے اور یہ پسندیدہ شیوہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین تھا پس اشاعت علم الٰہی وحسن اخلاق وتعلیم عدل وتہذیب نفس مین کامل فرد تھے اور جن ملکون کو تابع کرتے اُنکے حق مین نہایت خوبی و بالکل بھلائی چاہتے اور یہی اسلام کا حکم عام ہے۔ بالجملہ مفتی وعالم کو یہ اختیار نہین ہے کہ خود کوئی حکم دے ہان شرع کی نیابت مین کہہ سکتا ہے کہ شرع سے یہ حکم جائز ظاہر ہوا اور جب کسی حکم پر موافق کتاب و سنت کے یقین کرے تو کہہ سکتا ہے کہ خمر حرام وعدل واجب وتکبر حرام ہے اور یہ اُسکا حکم نہین ہے بلکہ شرع کی طرف سے نقل ہی اور کلمات کفریہ مین ہی کہ جو مجتہد کیطرف سے حکم اختیاری خیال کرے یعنے جو کچھ چاہے حکم دیسکتا ہے وہ کافر ہے پس مفتی درحقیقت اس مرتبہ کیوجہ سے جو اللہ تعالے نے اُسکو اپنے فضل سے عنایت کیا ہے اس کام کیلیے محکوم ہے کہ مسائل کے احکام عوام کو باجتہاد و استخراج بتلاوے اور تمام کوشش صرف کرے لہذا حاوی مین کہا کہ عہدۂ اجتہاد کو کوشش سے حتے الوسع پورا کرے اور لا اُبالی بات نہ کہے اور صاحب تصحیح القدوری نے مقلد غیر ممیز کے حق مین کہا کہ وہ ممیز کیطرف رجوع کرے تاکہ خود بری الذمہ ہوجائے پھر اگر کوئی کہے کہ یہ کلام تو صاحب ترجیح کیلیے ہے کیونکہ اُنھی کو ایسی تمیز حاصل ہوتی ہی اور وہ بقول عامہ مقلدین ختم ہوا اور بعد صاحب الکنز کے کوئی نہین ہوا تو جواب یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم اس دعوے کے

صاحب تصحیح القدوری کے کلام سے یہ مراد ہونا مسلم نہین ہے اس دلیل سے کہ اسنے فرمایا کہ ولا یخلو الوجود عن من
تمیز ہذا حقیقۃ لا ظنا ۔ یعنے ایسا ممیز ہر زمانہ مین موجود ہوتا ہے جو محض گمان وخیال پر نہین بلکہ حقیقت مین ایسے
اقوال کو تمیز کر سکتا ہے و فی البحر جب ایک کو صحیح کہا گیا اور فتوے دوسرے پر ہے تو موافق متون پر عمل کرنا
اولی ہے ۔ **قال المترجم** متون جامع روایات اصول ہین و فیہ ما فیہ واللہ اعلم **و ایضاً فی البحر** فی مصرف الزکوٰۃ
جب تصحیح مختلف ہو تو واجب ہے کہ ظاہر الروایۃ کی تلاش بلیغ کرین اور اسی کو مرجع قرار دین **و فیہ فی کتاب الرضاع**
جب فتوے مختلف ہو یعنے ایک قول کی نسبت لکھا گیا کہ اسپر فتوے ہے اور دوسرے قول پر بھی یہی لکھا گیا تو جو
قول انہین سے ظاہر الروایۃ ہو اسی کو ترجیح ہے **قال المترجم** ان عبارات مین غور سے اس امر کی تائید ملتی
ہے جو مترجم نے اوپر ذکر کیا ہے اور یہ بحث فقط روایات کی جہت سے ہے بنا برین کہ خالی مقلدین کو دلائل سے
بحث کی اجازت نہین ہے ولیکن **غنیۃ المستملی** شرح منیۃ المصلی مین بحث تعدیل الارکان مین لکھا کہ تجھے یہ بات
معلوم ہو گئی کہ قومہ وجلسہ مین سے ہر ایک مین طمانیت بمقتضائے دلیل واجب ثابت ہوتی ہے یعنے جیسا کہ امام
ابو یوسف وغیرہ سے مروی بھی ہے دلیل سے بھی وہی ثابت ہوتا ہے پھر لکھا کہ **شیخ ابن الہمام** نے فرمایا کہ
درایت سے عدول نہین چاہیے جبکہ کوئی روایت اُسکے ساتھ موافق ہو **قال المترجم** یعنے جب مذہب مین اقوال
مروی ہون اور ایک قول اُنہین سے اصول شرع سے متوافق ہو تو اس قول سے مخالفت نہین کرنی چاہیے
گویا اسقدر علم کو مظنونات مین واجب العمل ہونے کیلیے مسلم رکھا ہے اور ظاہرا شارح نے جو لکھا کہ یہ بات تجھے
معلوم ہو گئی اسمین علم سے یہی معنے مراد لیے ورنہ فرعیات کا مظنون نہ ہونا اتفاقی ہے اسوجہ سے کہ حق عمل مین یہ
ظن بمنزلہ علم ویقین ہے فافہم وسیاتی المزید فیہ ۔ **و فی وقف البحر** جب مسئلہ مین دو قول ایسے ملین کہ ہر ایک کو صحیح
کہا گیا ہے تو ایک قول پر فتوے دینا و اُسکے موافق حکم قضا جاری کرنا جائز ہے **و فی قضاء الفوائت** منہ جب ظاہر الروایۃ
مین کوئی مسئلہ نہو اور غیر ظاہر الروایۃ مین پایا جاوے تو اسی کو لینا متعین ہو جاتا ہے **قال المترجم** یہ بحث بھی روایت پر
مقصور ہے اور دونون قول مصححہ مین سے کسیکی ترجیح کا حکم نہین دیا اور یہ حکم بظاہر تصحیح القدوری کے قول سے مخالف ہے
کیونکہ اسمین تمیز کرنے کا حکم مذکور ہے اور پوشیدہ نہین کہ حکم قضا ایسی صورت مین مختلف ہو سکتا ہے اور مفتی بھی مستفتی کے
موافق مدعا قول پر فتوے دیسکتا ہے اور زیادہ اشکال اسوقت ہے کہ مدعی و مدعا علیہ مین سے ایک کے موافق ایک قول اور
دوسرے کے موافق دوسرا قول ہو مگر یہی کہا جا سکتا ہے کہ حکم قاضی ملزم واقع ہوا اور تجھے معلوم ہے کہ حکم قضا فی نفسہ
ملزم نہین ہوتا مگر جبکہ شرع کی اجازت سے بدلیل الزامی واقع ہوا اور یہان حق دلیل مین دونون مساوی ہین پس اگر قاضی
دوسرا قول اختیار کرتا تو روا تھا اور اگر اسکا ایک قول بجواز اختیار کرنا ملزم ہو تو مدعی اپنے حق مین یقین پر کیونکر ہوگا مگر یہی
کہا جا سکتا ہے کہ حکم قضا ظاہراً و باطناً نافذ ہوتا ہے اور اسمین مشائخ و متاخرین علماء ترجیح کے اقوال کیسے مضطرب
ہین کما لا یخفے علی من مارس ہذا الفن ۔ علاوہ ازین عدم نفاذ قضا ظاہراً و باطناً کی بھی روایت موجود ہے اور خود امام سے
بہتیری صورتون مین بطلان حکم قضا کا حکم روایت کیا گیا ہے مثلاً جبکہ گواہون کا کاذب ہونا یا غلام ہونا یا محدود القذف ہونا

ظاہر ہوجاوے پس معنے یہ کہ حجت شرعیہ کا پورا نہونا ظاہر ہو تو حکم ملزم نہوگا لہذا حکم ملزم کامل الحجۃ ہوا اور قولہ علیہ السلام
بعضکم الحن بحجتہ الحدیث سے متوافق عدم نفاذ قضا ہے اور بقول ابن الہمام درایت سے جو روایت متوافق ہو اُس سے
عدول روا نہین ہی پس ظاہر اصح راجح وہی قول ہی جو تصحیح القدوری مین مذکور ہی و فی شرح الاشباہ لبیری زادہ رح
نقلا عن شرح الہدایۃ لابن الشحنۃ رح جب کوئی حدیث صحیح ہوجاوے اور مذہب کے خلاف ہو تو اس حدیث پر عمل کیا
جائیگا اور یہی مذہب قرار دیا جائیگا اور اسپر عمل کرنیسے حنفی مذہب ہونے سے مقلد مذکور باہر نہین ہوجائیگا کیونکہ
امام اعظم رحمۃ اللہ سے صحیح روایت آئی ہی کہ جب کوئی حدیث صحیح ہوجاوے تو وہی میرا مذہب ہے قال المترجم ایسا
ہی بعض ائمہ شافعیہ نے کہا کہ صلوۃ الوسطی بقول شافعی نماز فجر ہے اور حدیث مسلم مین نماز عصر ثابت ہوئی تو لکھا
کہ شافعی کا قول یہی مذہب ہوا اور غالبا اہل دیانت بلا تعصب کے اپنے اپنے اماموں سے ایسا ہی روایت کرتے
ہین کہ یہ چاروں مذاہب تو درحقیقت ایک ہی ہین کیونکہ سب ہی سنت و حدیث کیطرف مستند ہین اور جن
لوگون نے باہم جدائی و تفریق کرکے تعصب کو راہ دی اور اتفاق باہمی جو صحابہ رضی اللہ عنہم مین تھا جسپر اللہ
تعالی جل شانہ نے اپنے حبیب رسول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان رکھا تھا اسکو برباد کیا تو مین نہین جانتا سواے
اسکے کہ وے سخت گنہگار ہین جنھون نے اہل السنۃ والجماعت مین تفرقہ ڈالا اور ایسی باتین پیدا کین جس سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضی ظاہر ہے اور کثرت سے احادیث دلالت کرتی ہین کہ آپسمین اتحاد و اتفاق ضروری ہی
اور عمل کی صورت مین اختلاف ہونا کچھ بھی مضر نہ تھا دیکھو صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین باہم اعمال کو
بصورتہاے مختلفہ بہ نیت خالصہ ثواب الٰہی ادا کرتے اور کسیکو دوسرے کیطرف خیال بھی نہوتا غیر ملال کا کیا ذکر ہی
پھر مترجم کہتا ہی کہ اس مقام پر ایک بات ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ بعض مسائل ایسے ہین جنمین احادیث صحیحہ کئی وارد ہین اور
بغیر علم والے آدمی کو یہ نظر آتا ہے کہ انسے مختلف احکام نکلتے ہین حالانکہ جب علم والا انمین فکر صحیح کو دخل دیکر اجتہاد و
کوشش کرتا ہے تو سب مین اختلاف نہین رہتا ایک حکم نکلتا ہی لیکن دوسرا علم والا انمین دوسرے طریقہ سے فکر کرتا ہی
تو سب مین اتفاق ہوکر دوسرا حکم نکلتا ہی مگر دونون طریقے فکر کے علیحدہ علیحدہ ہین اس بنا پر کہ مثلا آیت جو قطعی ہوتی ہی اس کو
حدیث احاد سے تخصیص کرسکتے ہین یا نہین پس ایک مجتہد کے نزدیک کرسکتے ہین اور دوسرے کے نزدیک نہین اور
دونون کے دلائل اپنے اپنے مقام پر مذکور ہین ایسی صورت مین توفیق احادیث کے راہ مین تفاوت ہوگا اور ایسے ہی
عمل کی صورت مین تفاوت نکلیگا مگر جب معنی کو دیکھو کہ حقتعالے عز وجل نے ہر مجتہد کے فعل پر اپنے فضل سے ثواب
عطا فرمایا ہے تو دونون ایک ہین ہان یہ اعمال جو ہر طرح خلوص نیت سے ثمرہ ثواب دیتے ہین جب ہی مستقیم ہین کہ
ایمانی نیت صحیح ہوا اور وہ جب ہی ہے کہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق حضرات صحابہ
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے متوافق ہو اور یہی لوگ اہل السنۃ والجماعۃ ہین فافہم واستقم اور فاضل لکھنوی نے
تذکیر العبارہ الاعلی قاری رح سے نقل کیا کہ قاری رح نے لکھا کہ کیدانی نے اپنے رسالہ خلاصہ مین عجیب بات لکھی کہ نماز کے
اندر جو افعال حرام ہین انمین سے دسواں فعل التحیات کے آخر مین انگشت شہادت سے اشارہ کرنا جیسے اہل حدیث کا عمل ہے

یعنے ان لوگون کا جو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عالم ہین اور یہ قول کیدانی کا خطاء عظیم و جرم جسیم ہے اور
اسکا سبب یہ واقع ہوا کہ یہ شخص قواعد صول سے جاہل و در روایات فروع کے مراتب سے نادان ہی اور اگر ہمکو اسکی
طرف نیک گمان کرنا نہوتا جس سے ہم اسکے قول کی تاویل کرتے ہین تو ضرور اسکا کفر صریح اور ارتداد صحیح ہوتا یعنے
ہم اسکو مومن گمان کرکے یہ تاویل کیے دیتے ہین کہ اسکی مراد یہ ہے کہ اس وضع سے اشارہ نہ کرے جیسے اہل حدیث
مٹھی بند کرکے یا حلقہ کرکے اشارہ کرتے ہین اور یہ مراد نہین کہ حدیث مین جسطرح آیا ہے وہ حرام ہے اور نہ بھلا کسی
مومن کو حلال ہوسکتا ہے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف سے اسطرح ثابت ہوا کہ متواتر کے
قریب ہوگیا ہے اسکو حرام بتلاوے اور حسبیر صحابہ رض سے لیکر آخر تک علماء متفق ہین اسکے جواز سے انکار کرے
اور حال یہ ہے کہ ہمارے امام اعظم رح نے فرمایا کہ کسیکو یہ حلال نہین کہ ہمارا قول اختیار کرے جبتک اسکا ماخذ
کتاب مجید یا سنت شریف یا اجماع امت یا قیاس جلی سے معلوم نہ کرلے اور شافعی رح نے فرمایا کہ جب حدیث صحیح
ہوجاوے جس سے میرا قول خلاف پڑے تو میرے قول کو دیوار سے ماردو اور حدیث ضابطہ پر عمل کرو۔ جب یہ بات
معلوم ہوچکی تو ہم کہتے ہین کہ اگر امام رحمہ اللہ سے کوئی صریح روایت اس مسئلہ مین نہوتی تو انکے متبعین پر لازم
تھا کہ جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا اسپر عمل کرین اور یہ علماء کرام متبعین پر لازم ہے
عوام کس شمار مین ہین اور ایسے ہی اگر امام رح سے ثابت یہ ہوتا کہ انھون نے اشارہ کرنے کو منع کیا
اور خیر الانام علیہ السلام سے اسکا اثبات ہوا تو کوئی شک نہ تھا کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہوا وہی لازم ہے پھر بھلا یہان تو اس مسئلہ مین امام سے جو روایت ہے وہ سند صحیح سے مطابق و موافق ہی
پس جو عدل پر قائم اور ظلم سے باز رہا وہ ضرور جانیگا کہ سلف و خلف کے اہل تقوے کی یہی راہ ہے اور
جو اس سے پھرا وہ جہنمی گمراہ ہے اگرچہ لوگون مین بڑا بزرگ مشہور ہو انتہے کلامہ مترجما اور دوسرا رسالہ
مسمے بتدہین التزمین مین لکھا کہ جو شخص اس امر کا قائل ہو کہ فتوے اسی قول پر ہے کہ اشارہ نہ کیا جاوے
تو وہ شخص اس امر کا مدعی ہوا کہ مین مجتہد فی المسئلہ ہون اور یہ ایسے مسئلہ مین ہوسکتا ہے جسمین امام رح
سے دو روایتین یا امام سے ایک اور صاحبین سے دوسری روایت ہو پھر بھی باوجود اسکے یہان دلیل
ترجیح کی ضرورت ہوگی کیونکہ بلا مرجح کے ترجیح مقبول نہین ہے پس اگر امام رح سے دو روایتین پائی جاوین تو
وہی روایت راجح ہوگی جو احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو اور جمہور علماء امت کے موافق
پڑے اور یہان تو عدم اشارہ پر فتوے صریح مخالف ہے دیگر مشائخ معتبرین کے قول سے جنھون نے فرمایا کہ
فتوے اسی قول پر ہے کہ اشارہ عمل مین لایا جاوے اور وہ بلا خلاف سنت ہے انتہے کلامہ مترجما۔ مترجم کہتا ہے
کہ ایسا ہی فاضل لکھنوی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور اسمین شک نہین کہ احادیث اگرچہ صریح موجود ہون انمین
بحث اجتہادی ضروری ہے اور عموماً مدعیان علم کو درجہ اجتہاد حاصل نہین ہے لیکن مجھے یہ یقین نہین ہی
کہ اجتہاد و ترجیح بھی ختم ہوکر لوگ عوام کالانعام رہگئے ہین جنکو دلائل مفصلہ مدونہ ائمہ علماء مین نظر کرنے اور

سمجھنے اور احادیث و آیات کے ظاہر معانی سمجھنے کی بھی لیاقت نہین ہے اور یہ کیونکر اُلٹی بات بلکہ مہمل و متناقض کلام کہا جاتا ہے جبکہ خود مسائل مدللہ و عبارات فقہیہ و تفاسیر و احادیث بلکہ لغویات منطق و فلسفہ کا عالم جانتے ہین اور علامہ و مدقق وغیرہ القاب سے سرفراز سمجھے جاتے ہین گویا ایسے الفاظ عمداً کذب و افترا ملبس لال پاس مزین کر لیے گئے ہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ اور حق ظاہر یہی ہے جو عبارات علامہ قاسم صاحب تصحیح القدوری و شیخ محقق ابن الہمام و علامہ قاریؒ سے واضح ہوا۔ پھر اگر کہا جاوے کہ صاحب ترجیح یا کم از کم صاحب تمیز ہونے سے وہ مرتبہ مقلد سے خارج ہوا اور اسکو روا ہے کہ اہل اجتہاد مین سے کسی کے قول پر عمل کرے تو روایات فقہیہ اُسکو کافی ہین اور جب مجتہد نہین تو اُسکو تفسیر و حدیث مین بحث سے فائدہ نہین بلکہ تضییع اوقات ہے تو مین کہونگا کہ استغفر اللہ تعالےٰ ہرگز یہ بات صحیح نہین ہے چنانچہ اوپر دلوا بحث سے منقول ہوا کہ فتوے یا عمل کسی وجہ مسئلہ سے بغیر نظر کیے ہوئے کافی سمجھنا جہالت و خرق اجماع ہے اور لا اُبالی ایسی حرکت سے بری الذمہ نہوگا علاوہ اسکے جو مفاسد عظیمہ اسمین موجود ہین وہ تعجب ہے کہ ایسے لوگون پر کیونکر مخفی ہے جنکو عالم و علامہ و محقق و مدقق وغیرہ طولانی القاب سے یاد کیا جاتا ہے ظاہرا انکو سوائے الفاظ مین طول کلام کے اصلی نتیجہ علم پر نظر کی توفیق نہ ہوئی واعوذ باللہ من علم لا ینفع دیکھو اصلی نفع علم کا مثل اخلاق و صلاح نفس و انسداد مکائد شیطان ہے حتے کہ قوت ایمان سے لائق قبولیت بارگاہ کبریائی عز شانہ و جل سلطانہ ہو جاوے اور کتب فقہیہ مین اس سے بہت ہی کم بحث ہے اور وہ بھی بالتبع چنانچہ اسطرف اشارہ ہے و تصریح مکرر گذر چکی اور بیان بر عکس اسکے علم سے حضرت عالم علامہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ علم حدیث و تفسیر پر نظر نہ چاہیے حالانکہ احادیث شریفہ و آیات منیفہ و قصص عبرت و اشارات لطیفہ نہایت پاکیزہ الطاف الٰہیہ اسکو درجہ قبول تک رسائی کیلیے متکفل ہین اور جب اسنے اُنسے مُنہ موڑا تو نشانہ شیاطین بنا اور انجام ہلاکت ہے اور فقہیہ کتب مین خالی چند اعمال جوارح سے بحث ظاہری ہوتی ہے اسیواسطے علماے قلوب یعنے اکابر اولیاء اللہ تعالےٰ جنکو ظاہری صور تہاے افعال کے علاوہ اصلی معانی و ثواب سے بالقصد بحث رہتی ہے اور حقیقت مین وہی فقیہ ہین ان علماء کو علماے ظواہر کہتے ہین۔ بالجملہ راہ حق عز و جل تمام جدال و شیطانی خیال سے پاک محض منور و مستقیم راہ ہے جو چاہیے بقول مولوی روم علیہ الرحمہ ؎ علم دین فقہ است تفسیر و حدیث ۔ ان علوم سے حاصل کرے اور اہتدا اختیار کرے واللہ تعالےٰ ہو الہادی ونعوذ باللہ من الضلال۔ واضح ہو کہ جب کوئی مسئلہ ظاہر الروایۃ مین نہین ملا اور نوادر وغیرہ غیر ظاہر الروایۃ مین ملا تو اسی کو لینا مقلد کو لازم ہے کما مر من البحر اور معنے یہ ہین کہ نوادر وغیرہ سے اسکو کسی معتمد کتاب متداول مین نقل کیا گیا ہو فافہم۔ جامع المضمرات مین ہے کہ مفتی کو حلال نہین ہے کہ کسی متروک و مہجور قول پر بغرض کسی نفع کے فتوے دیوے و کتاب القضاء من الاشباہ مین ہے کہ بزازیہ کے باب المہر سے واضح ہے کہ مفتی ایسے قول پر فتوے دیگا جو اسکے نزدیک اصلاح کیلیے لازمی معلوم ہوا و حمویؒ نے حواشی مین کہا

کر شاید اس قول مین مفتی سے مراد وہ ہے جو اہل اجتہاد سے ہو ورنہ جو مفتی مقلد ہو وہ تو اسی قول پر فتوے
دیگا جو صحیح ہو خواہ اسمین مستفتی کیلیے مصلحت ہو یا نہو اور شاید مراد مقلد ہو مگر ایسے مسئلہ مین جسمین دو قول ایسے
ہین کہ ہر ایک صحیح کہا گیا ہے تو اُسکو روا ہے کہ دونون مین سے وہ قول اختیار کرے جسمین مستفتی کے حق مین اصلاح
ہو۔ قال المترجم قول دوم اشبہ ہے کیونکہ اصلاح کرنا عموماً ہر اسکے لائق آدمی پر فرض ہے جیسے افساد
عموماً حرام ہے اور اسی قول پر دلالت کرتا ہو وہ قول جو اشباہ مین شرح مجمع وحاوی قدسی سے لایا کہ
وقف کے مسائل مین اسی قول پر فتوے لازم ہی جو وقف کے واسطے زیادہ نافع ہو قال المترجم وجہ دلالت یہ ہی
کہ یہان بطور قاعدہ کلیہ کے ہر مفتی پر خواہ مجتہد ہو یا مقلد ہو ایسا کرنا لازم ہے فافہم واللہ اعلم۔ اس تمام بیان سے
واضح ہوا کہ ہر شخص افتاء کی لیاقت نہین رکھتا ہے اور جو لیاقت رکھتا ہو اُسپر احتیاط واجبی ضرور ہے ہان
عوام مقلدین کو اپنے حق مین عمل کرنے کیلیے جبکہ وہ کسی قول کو ظاہر الروایۃ یا کتاب اصولی یا مانند اصول
مین پاوین عمل کرین مگر فتوے نہ دین اور جہان مختلف اقوال پاوین تو تصحیح پر عمل کرین اور مساوی تصحیح مین
ایسے ہی واقعہ مین دونون پر عمل نہین کرسکتے اور اختیار انپر لازم ہوگا جیسے راجح لازم ہوتا ہے اور کتاب القضاء
مین بھی اسکی بحث مذکور ہے وہان بھی رجوع کرنا چاہیے وبالجملہ تدین کیلیے انپر لازم ہے کہ اقوی واثبت پر
عمل کرین اور اشکال ہو تو حل کرلین اور یہ روا نہین ہے کہ مختلف متضاد اقوال پر جسطرح جب چاہین عمل
کرنے لگین کیونکہ اسطرح شرع سے لعب لہو حرام ہے یعنے مثلاً ایک مسئلہ مین آیا کہ بعض کے نزدیک جائز
اور بعض کے نزدیک نہین جائز ہی تو مقلد کو یہ روا نہین ہی کہ جس قول پر جب چاہے عمل کرے بلکہ بہ استفتاء
قلبی اسپر ایک کا اختیار لازم ہی مگر آنکہ دوسرا راجح ظاہر ہوجائے پس وہی لازم ہوگا اور پہلا عمل باطل نہوگا اور
آئندہ اسی اختیار پر عامل ہے اگرچہ اسپر کوئی امر لازم آیا جاتا ہو مثلاً ناجائز اختیار کرنے سے کبھی اسکو جائز کی
ضرورت پڑے تو اسپر ناجواز لازم رہیگا فافہم واللہ تعالےٰ اعلم۔ الفائدہ جن مسائل پر فتوے ہے یا جو
مرجح ہین اُنکے الفاظ وعلامات ہماری کتابون مین بہت ہین اور بعضے بہ نسبت دوسرے کے زیادہ
موکد ہین چنانچہ صحیح کے بہ نسبت فتوے زیادہ قوی ہے یعنے یہ صحیح ہے اس سے بڑھکر اسی پر فتوے ہی
فی الفتاوے الخیریۃ صحیح واشبہ جو علامات ترجیح ہین اُنسے فتوے زیادہ موکد ہے اور اس سے بڑھکر بہ
یفتی یعنے اسی پر فتوے دیا جائے اور صحیح سے بڑھکر اصح ہے اور احتیاط سے بڑھکر احوط ہے۔
فی البزازیۃ اشبہ کے معنے اشبہ بمنصوص یعنے حکم منصوص سے زیادہ مشابہ ہے براہ درایت و راجح براہ
روایت تو اسی پر فتوے ہوگا۔ فی خزانۃ الروایات نقلاً عن جامع المضمرات شرح القدوری افتاء کے
علامات یہ ہین۔ اسی پر فتوے ہے۔ اسی پر فتوے دیا جائے اسی پر اعتماد کیا جاوے۔ اسی کو ہم لیتے ہین
ہم اسی کو اختیار کرتے ہین۔ اسی پر اعتماد ہے۔ اسی پر آج کے روز عمل ہے۔ اس زمانہ مین اسی پر عمل
ہوتا ہے۔ یہی صحیح ہے۔ یہی اصح ہے۔ یہی ظاہر ہے۔ یہی اظہر ہے۔ یہی مختار ہے۔ اسی پر ہمارے مشائخ نے

فتوے دیا ہے۔ ہمارے مشائخ کا اسی پر فتوے ہے۔ یہی اشبہ ہے۔ یہی اوجہ ہے اور اسی کے مانند دیگر علامات ہین
فی حواشی الطحطاوی اور اسی پر عرف جاری ہے اور اسی کو ہمارے علمار نے لیا ہے اور یہی متعارف ہے
فی القنیہ جب دو امام معتبر ہین باہم تعارض ہوا ایک نے کہا کہ یہ صحیح ہے اور دوسرے نے اپنے حکم کو اصح کہا تو اُسنے
صحیح سے اتفاق کیا لہذا صحیح کا لینا اولی ہوگا فی الدر المختار اگر کسی روایت کی نسبت کتاب معتمد مین لکھا کہ اصح یا
اولی یا اوفق ہے یا مانند اسکے لکھا تو مفتی کو اسپر فتوے دینے کا اختیار ہے اور اسکے مخالف پر جسکی نسبت کرکے صحیح لکھا ہو
اسپر بھی فتوے دیسکتا ہے یعنے دونون مین سے جسپر چاہے فتوے دیوے اور جہان صحیح یا ماخوذ یا مفتی بہ یا بہ یفتی لکھا ہو
اسکے خلاف پر فتوے نہین دیسکتا ہے لیکن اگر مثلاً ہدایہ مین لکھا ہو کہ یہی صحیح ہے اور کافی مین لکھا کہ وہی صحیح ہے
تو یہ اور وہ دونون مین سے جو اقوے والیق واصلح ہو اُسکو اختیار کرے فی رد المحتار اصح مقابل صحیح ہو اور
صحیح مقابل ضعیف حواشی اشباہ بیری زادہ ایسا اکثری ہے ورنہ شرح المجمع مین مقابل شاذ بھی آیا ہے۔ بیان اُن کتابونکا
جنسے فتوے دینا جائز او جنسے نہین جائز ہے جن کتابون سے فتوے دینا جائز ہے وہی کتابین ہین جنپر ہرطرح اعتماد
ہو اور انکا ذکر طبقات مسائل کے ذکر مین اجمالاً آگیا ہے اور اُنکی تفصیل مین خارج از وسعت تطویل ہو اور
اختصار اسطرح لائق ہو کہ جن کتابون سے فتوے نہین جائز ہے اُنکو یہان بیان کردیا جائے تو ایسی صفت
وحالت کے علاوہ جن کتابون کا حوالہ اس فتاوے مین مذکور ہے انپر اعتماد درواہے۔ واضح ہو کہ کلیہ قاعدہ افتار
مین قضار فتح القدیر شیخ ابن الہمام کا قول مذکور ہوچکا کہ اگر نوادر کتابون مین سے کوئی اسوقت دستیاب ہو تو اُسپر
اعتماد نہین ہوسکتا ہے کیونکہ وہ امام محمدؒ کے زمانہ مین مشتہر نہ تھین تو اس زمانہ مین کیا اعتبار ہوگا ہان نوادر سے
اگر کسی معتمد کتاب مثل ہدایہ ومبسوط وغیرہ مین منقول ہو تو اس کتاب معتمد سے اسپر اعتماد ہوگا علے ما مر مفصلاً
رد المحتار مین شیخ ہبۃ اللہ بعلبکی کی شرح اشباہ سے نقل ہو کہ ہمارے شیخ صالحؒ نے کہا کہ ایسی کتابون سے فتوی
دینا روا نہین ہے جو مختصر ہین جیسے نہر الفائق اور عینی کی شرح کنز الدقائق اور در المختار شرح تنویر الابصار وغیرہ
اقول یعنے ایسی کتابون مین تنگی عبارت واختصار اسقدر ہے کہ کمتر مطالب کا وضوح ہوتا ہے پس انسے افتار
روا نہین ہی پھر کہا کہ اور ایسی کتابون سے بھی فتوے نہین جائز ہے جنکے مصنفون کا حال نہین کھُلا کہ وہ لوگ
کس درجہ کے تھے یا کون تھے جیسے ملا مسکین کی شرح کنز الدقائق اور جیسے جامع الرموز قہستانی شرح نقایہ اور
ایسی کتابون سے بھی افتار نہین جائز ہے جنمین اقوال ضعیفہ نقل کیے گئے ہین جیسے زاہدی کی تصنیف سے
قنیہ ہے پس ایسی کتابون سے افتار نہین روا ہے مگر جبکہ یہ معلوم ہوجاوے کہ کہان سے نقل کرتا ہے اور
اس سے نقل صحیح ہے اقول اس فتاوے مین قنیہ سے اکثر مسائل لایا ہے اور بیشتر انہین سے تحقیق ہین مگر
بعض مین تامل ہے اور بعض کیلیے معتبر اسے تائید موجود ہے اور واضح ہو کہ جامعین رحمہ اللہ تعالے نے ایک ہی
مسئلہ مین جسکے چند وجوہ ہین اکثر ایسا التزام کیا ہے کہ ہر وجہ کو علیحدہ کتاب کے حوالہ سے نقل کیا اگرچہ جملہ وجوہ
ایک ہی کتاب مین موجود ہون اور اس سے اشارہ ہے کہ اصل مسئلہ ان سب کتابون مین موجود ہے ولیکن

مترجم کو تمنا رہی کہ کاش جملہ وجوہ ایک معتبر اصول سے نقل کرکے بالمعنے دوسرون مین موجود ہونے کا حوالہ دیا جاتا
ولیکن جہان بعض دوسری کتابون مین نہین ہین صرف اسی مین ہین جس سے نقل کیا گیا تو ایسی صورت مین
سوائے اس طریقہ کے جو اس کتاب مین ہے کوئی چارہ نہین ہے پھر واضح ہو کہ مسئلہ مین جو وجوہ کہ معتبرات سے
منقول ہین اُنپر اعتماد کرنے مین کوئی اشکال نہین ہے ہان جو وجہ کہ مثلاً قنیہ یا اسکے مانند کتاب سے نقل ہے
اسمین بغیر تامل کے فتوے مین اشکال ہے اور درالمختار وغیرہ سے اس فتاوے مین نقل ہی نہین ہے اور عینی شرح الکنز
جسکو درالمختار کے مانند قرار دیا گیا اگرچہ اس سے نقل ہے لیکن انکا غیر معتبر ہونا بسبب مختصر ہونے کے ہے
اور جب مطول وواضح ومعتبر روایت اصل موجود ہے تو درحقیقت اعتماد اُسی پر رہا اور درالمختار و نہر و
شرح الکنز عینی گویا مؤیدات ہین پھر شیخ موصوفؒ نے فرمایا کہ کتاب اشباہ والنظائر کو بھی ایسی ہی مختصر
کتابون مین لاحق کرنا چاہیے جنسے فتوے دینا نہین جائز ہے کیونکہ اسمین بھی ایسی مختصر عبارت سے مضمون ادا
کیا گیا کہ اسکے معنے یون سمجھ مین نہین آتے جبتک کہ اصل کیطرف جہان سے حکم لیا گیا ہے رجوع نہ کیا
جائے بلکہ بعض مواضع مین ایسا اختصار ہے جس سے ادائے معنی مین خلل واقع ہوگیا ہے چنانچہ جسنے
حواشی سے ملاکر اُسکو خوب ملاحظہ کیا اُسپر یہ بات روشن ہو جاتی ہے اور جب یہ حال ہے تو مفتی کو ضرور یہ
خوف رکھنا چاہیے کہ اگر کسی کتاب پر اختصار کرے تو غلطی مین نہ پڑجائے لہذا ضرور ہوا کہ اس کتاب کے حواشی
یا اصل ماخذ کیطرف رجوع کرکے تب جواب لکھے پس معلوم ہوا کہ درالمختار کی طرح یہ کتاب بھی اس قابل نہین
ہے کہ اس سے فتوے دیا جائے **قال المترجم** بیان سے معلوم ہوا کہ افتار کیلیے عدم اعتبار جو مذکور ہوا تو ان
سب کتب مذکورہ مین یکسان وجہ سے نہین ہے بلکہ قنیہ مین بوجہ نقل روایات ضعیفہ واعتزال مصنف کے اور
باقی کتب مین بوجہ ایجاز و اختصار یا عدم اشتہار کے ہے اگرچہ اس امر مین کہ انہین سے کسی سے فتوے دینا نہین
جائز ہے یکسان نہین یا پھر کبھی عدم جواز اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کتاب مذکور متداول ومشہور نہین جیسے نوادر
وغیرہ کہ خود نوادر کے نسخہ سے اگر دستیاب ہو جائے تو فتوے دینا روا نہوگا اور نہ اسپر اعتماد ہوگا ہان کسی معتبر مشہور
مین اگر اس سے نقل ہو تو وہ اس مشہور پر اعتماد ہے چنانچہ فتح القدیر کتاب القضاء سے مذکور ہو چکا ہے اور وجہ اسکی
یہ ہے جو ملا علی قاریؒ نے تذکرۃ الموضوعات مین لکھا کہ کلیہ قواعد مین سے یہ بات قرار پائی ہے کہ قرآن مجید کی تفاسیر
کو یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یا مسائل فقہیہ کو نقل کرنا ہر کتاب سے روا نہین ہے بلکہ فقط انہین کتابون سے
جائز ہے جو ہاتھون ہاتھ متداول مشہور چلی آتی ہون کیونکہ جو کتابین مشہور نہ ہوئین یا وہ متداول نہین ہین تو انپر اعتماد
نہین رہا اسلیے کہ یہ احتمال و خوف پیدا ہوگا کہ انہین زندیق و ملحد لوگون نے جابجا اپنی طرف سے لاحق نہ کر دیا ہو اور ظاہر
ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر لوگون نے جھوٹی احادیث بنائین باوجودیکہ پرکھنے والے موجود تھے جنھون نے
آخر پرکھ لیا تو بھلا ان کتابون پر کیونکر اطمینان ہو سکتا ہے جو کسی کو زبانی یاد بھی نہین ہین بخلاف ان کتابون کے جو ہاتھون
ہاتھ متداول مشہور چلی آتی ہین انہین یہ احتمال نہین ہے کیونکہ انکے صحیح نسخے متعدد موجود ہین انتہے کلامہ مترجماً وقال المترجم

یہ اصل نہایت نفیس وبہت عمدہ ہے اور یہان سے تنبیہ حاصل کرنا اور یاد رکھنا چاہیے کہ بعضے لوگون نے جو تفسیرین لکھنا شروع کین اور انمین ہرطرح کے رطب و یابس و شاذ و غیر مشہور و غیرہ روایتین بھرنے لگے ایسی تفاسیر بالکل بے اعتبار ہین بلکہ عوام کیلیے نہایت مضر ہین کیونکہ وے کیونکر قوی و ضعیف کو جدا کرسکتے ہین اور اسی قبیل سے وہ روایات ہین جو شیخ سیوطیؒ نے ابو عبید کے فضائل القرآن سے اتقان مین نقل کردین اگرچہ انکی اسانید کے نسبت صحیح و حسن لکھدیا لیکن جب وے ایک غیر مشہور و غیر متداول تالیف سے ہین تو محض غیر معتبر ہین بھلا انکی تصحیح و تحسین پر کیا اعتبار ہے حالانکہ اس سے عوام مین عجیب غلغلہ پیدا ہوگیا لہذا ہوشیار رہنا چاہیے کہ ایسے روایات واقوال کا کچھ اعتبار نہین ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصحف مجید جو متواتر و مشہور چلا آتا ہے وہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے باشاعت حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ متداول ہے اسیواسطے مترجم نے اُردو تفسیر مین بتوفیق الٰہی سبحانہ تعالے ایسی روایات کو نہین لیا بلکہ صحاح مشہور و معتمد روایات کو ائمہ ثقہ و ثقات مشہورین مثل حافظ عماد الاسلام والمسلمین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے وغیرہم سے نقل کیا ہے واللہ ولی الاتمام والحمد للہ رب العالمین اور اس سے نقل احادیث مین غیر مشہور و متداول کی مثال بھی ظاہر ہے اور اسکا ضرر بھی واضح ہے اور اگر سیوطی رحمہ اللہ نے غیر مشہور و متداول سے نقل کیا تو اسپر اعتماد نہین ہوجائیگا کیونکہ جسکا غیر متداول ہونا مسلم ہے وہ کیونکر متداول ہوگی اور اسمین اجتہاد و استنباط کو دخل نہین ہے کیونکہ مطلوب نفس حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور ایسے دیگر اخبار و آثار جنمین اجتہاد کو گنجائش نہین بخلاف مسائل نوادر کے فقہیات مین سے ہین کہ انمین قیاس و استنباط کو گنجائش ہے اور یہان سے ظاہر ہوا کہ نوادر سے جو حکم معتبرات مین منقول ہو اسکے معتبر ہوجانے کا حکم جو فتح القدیر وغیرہ مین مذکور ہے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ وہان تک مشہور و متداول تھے یا نقل سے متداول ہوگئے کیونکہ نوادر کے غیر مشہور ہونے کو پہلے ہی مان لیا گیا ہے بلکہ یہ معنے ہین کہ جس معتبر کتاب مین نقل ہے اسکا مؤلف خود صاحب اجتہاد تھا تو اسنے حکم مذکورہ نوادر کو صحیح پایا اور نقل کیا تو درحقیقت اعتماد اس شخص ناقل کے اجتہاد پر ہے ہان اعتضاد البتہ بڑھ گیا اور ظاہر الروایت مین جب حکم مذکور نہو اور غیر مین ہو تو اسی کو لینا متعین ہے جیسا کہ بحر الرائق مین لکھا تو یہ اسی اعتضاد کی وجہ سے ہے ورنہ فتاوے و اسکا حکم یکسان ہے لہذا اگر نوادر کا حکم بتضعیف مذکور ہو تو ترک کیا جائیگا اور متاخرین کا فتوے مختار ہوگا واللہ تعالے اعلم اور نوادر اگرچہ امام محمدؒ کے استنباط ہون اور امالی اگرچہ امام ابو یوسفؒ کے مرویات و مجتہد ہون مگر غیر مشہور و غیر متداول ہونے کی قطعی انکی طرف نسبت نہین کرسکتے اور اسی سے ظاہر ہے کہ مؤلف اگرچہ عالم کبیر ہو جبتک اسکی تصنیف محقق اور مشہور و متداول نہو غیر معتبر ہے وفی مقدمۃ العمدۃ لبعض الافاضل نقلا عن بعض رسائل ابن نجیم رحمہ اللہ فی بعض صور الوقف رداً علے بعض معاصریہ نقلہ عن المحیط البرہانی کذب الی آخرہ یعنے شیخ ابن نجیمؒ کے ہمعصر فاضل نے محیط برہانی کا حوالہ دیا تو ابن نجیمؒ نے جواب مین لکھا کہ محیط برہانی کے حوالہ سے نقل کرنا جھوٹ ہے کیونکہ

نوادر
امالی

محیط برہانی تو مفقود ہوگئی ہے جیسا کہ شرح منیۃ المصلی مین شیخ ابن امیر الحاج نے تصریح کر دی ہے اور اگر مین یہ بھی فرض کر لون کہ اس زمانہ والو نمین سے کسیکو نہین ملی مگر ہمارے ہمعصر کو ہاتھ لگ گئی تو بھی اس سے فتوے دینا اور نقل کرنا روا نہین ہے جیسا کہ کتاب القضا فتح القدیر مین مصرح مذکور ہے انتہے مترجما اور نیز ابن نجیم کے فوائد زینیہ سے سید حموی شارح اشباہ نے نقل کیا کہ قواعد و ضوابط سے فتوے دینا حلال نہین ہے بلکہ مفتی پر واجب ہے کہ صریح نقل سے جواب دے جیسا کہ فقہا نے تصریح کر دی ہے انتہی مترجما۔ اقول اسکے معنے یہ ہین کہ بنا بر اصولی قواعد کے مسئلہ واقع کا حکم بطریق نتیجہ نہین نکالیگا اور نہ ضوابط فقہیہ سے جواب دے مثلاً لکھے کہ اصل ضابطہ اس جنس کے مسائل مین یہ ہے لہذا اس جزئیہ کا جو اسی جنس سے ہے یہی حکم ہوا بلکہ مفتی پر یہی واجب ہے کہ خاص اس صورت کو بطور جزئیہ مخصوصہ کے کسی بسیط و معتمد فتاوے سے نقل کرے پھر واضح ہو کہ یہ حکم اس زمانہ کے مفتیون کے واسطے ہے جبکہ کوئی مجتہد نہین ہے ورنہ جو شخص بدرجۂ اجتہاد فائز ہو خواہ کسی مرتبہ کا اجتہاد رکھتا ہو وہ ضروری اجتہادی طریقہ سے جواب دے جبکہ اسپر تقلید ممنوع ہے یا وہ ترجیح دیوے اگر اسیقدر رکھتا ہے فافہم۔ اور اگر کہا جاوے کہ کبھی قواعد و اصول مین صریح جزئیہ بطریق استنباط مذکور ہوتا ہے تو کلیہ مذکورہ سے اس کو مستثنے کرنا چاہیے تو جواب یہ ہے کہ نہین بلکہ علے الاطلاق نہ ضوابط و اصول سے استنباط کرے اور نہ اسکے جزئیہ مستخرجہ مذکورہ سے دونون طرح افتا نہین جائز ہے کیونکہ اصول سے مقصود طریقہ استخراج ہے نہ بیان مستنبطات پس اکثر ہوتا ہے کہ تسہیل فہم کیلیے کوئی حکم بطور مثال مستنبط کیا گیا حالانکہ فی نفسہ وہ مذہب یا مستقیم نہین ہے اور نظیر اسکی منطق مین انواع نازلہ و اجناس صاعدہ وغیرہ اور فلاسفہ مین قدم العقل وغیرہ ہین پس یقین نہین کہ فی نفس الامر یون ہی ہے بخلاف فروع کے چنانچہ شیخ موصوف نے حواشی اشباہ مین لکھا کہ جو حکم فرعی کہ کتب فرعیہ سے مخالف کسی کتاب اصولی مین مذکور ہو اسکا کچھ اعتبار نہین ہے جیسا کہ فقہا نے تصریح کر دی ہے انتہے مترجما۔ بالجملہ اس زمانہ مین مفتی کو چاہیے کہ قواعد و ضوابط مانند اشباہ و نظائر یا اصول سے استنباط کرکے فتوے نہ دے بلکہ صریح نقل کرے اور یہ نقل بھی کتاب اصولی و ضوابط سے نہو اور کتاب مفقود و غیر متواتر مانند محیط برہانی و نوادر وغیرہ کے نہو اور مختصرات مانند در المختار و نہر الفائق و کنز وغیرہ سے نہو جس سے سمجھنے مین اکثر غلطی ہو جاتی ہے مفتی اسکے قیود سے غافل ہوکر واقعہ فتوے کے موافق خیال کر لیتا ہے حالانکہ ایسا نہین ہوتا۔ اور ایسی کتاب سے نقل نہو جسپر بوجہ عدم تحقیق و تنقید کے اعتبار نہین ہے نوازل فقیہ ابو اللیث مین ہے کہ شیخ ابو نصر سے پوچھا گیا کہ ہمارے پاس چار کتابین ہین نوادر ابن رستم یعنے ابراہیم اور ادب القاضی للخصاف اور مجرد حسن و نوادر ہشام تو بھلا یہ کتابین جو ہمارے ہاتھ لگی ہین ہمکو انمین سے فتوے دینا جائز ہے فرمایا کہ جو علم ہمارے اصحاب حنفیہ سے بطور صحیح پہونچا وہ محبوب و مرضی ہے ولکن فتوے دینا ایسا امر ہے کہ مین کسی شخص کیلیے روا نہین دیکھتا کہ ایسے قول پر فتوے دے جسکو وہ نہین سمجھا یعنے اسکو معلوم نہوا کہ اسکا استخراج و استنباط کس طریقہ دلیل سے ہوا ہے جو صحیح و مستقیم ہے اور وہ اپنے اوپر لوگون کا بوجھ نہ اٹھا وے

ہان اگر ایسے مسائل ہون کہ ہمارے اصحاب سے مشہور ظاہر ہین تو مجھے امید ہے کہ شاید اُنپر اعتماد کرنے کی گنجائش ہو کذا فی العمدہ مترجم موضحًا اور مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابو نصر کے قول سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مفتی جب تک اس حکم کا ماخذ نہ جانے تب تک اُسکو فتوے دینا جائز نہین ہے اور یہی امام اعظمؒ سے بھی مشہور و صحیح ہوا ہے کہ کسیکو ہمارے قول پر فتوے دینا روا نہین ہے جبتک اسکو یہ معلوم نہو جاوے کہ ہم نے کہان سے یہ قول کہا ہے ولیکن مقلدین علماء نے کہا کہ یہ اہل الاجتہاد فی المسئلہ کے حق مین ہے اور میرے نزدیک اس سے اہل تمیز تحقیقی کا لاابالی بن جانا جائز نہین نکلتا ہے اور شیخ ابو نصر کے قول سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اگر ایسا شخص ہو جو درجہ اجتہاد تک نہین پہونچا ہے تو اُسکو امام و اُنکے اصحاب کے قول پر بطریق حسن الظن کے اعتماد کر لینے مین گنجایش معلوم ہوتی ہے ولیکن یہ ضرور ثابت ہو جاوے کہ یہ قول بیشک اصحاب کا قول ہے اور اسکے واسطے درجہ شہرت کافی ہے وعلٰے ہذا کتب معتبرہ متداولہ پر اعتماد جائز ہے پس جو کتابین غیر معتبر ہین وہ خارج ہوئین اور جو معتبر ہین مگر متواتر و متداول نہین ہین وہ بھی خارج ہوئین جیسے محیط برہانی وغیرہ فی العمدۃ للفاضل المرحوم اور منجملہ غیر معتبر کتابون کے نقایہ کی شرح جامع الرموز منسوب بہ شمس الدین محمد قہستانی مفتی بخارا ہے چنانچہ ابن عابدین نے تنقیح الفتاوے الحامدیہ مین لکھا کہ قہستانی تو ایک ایسا شخص ہے جیسا رات کو لکڑیان جمع کرنے والا کہ محض بے تمیزی سے تر و خشک جو ہاتھ آیا اُٹھایا اور اسکی یہ حالت اسی بات سے ظاہر ہے کہ زاہدی معتزلی کی کتابون سے استناد کرتا ہو اور علامہ علی القاری نے رسالہ شم العوارض فی ذم الروافض مین ایک جگہ لکھا کہ مولانا عصام الدین نے قہستانی کے حق مین یہ فرمایا کہ شیخ الاسلام ہروی کے شاگردون مین سے یہ قہستانی نہین ہے نہ بڑون مین اور نہ چھوٹون مین بلکہ اُنکے زمانہ مین کتب فروش بلکہ کتاب فروشی کا دلال تھا اور اپنے وقت کے لوگون مین تو کوئی اسکو فقہ دانی یا کسی علم کا عالم نہین جانتا تھا قاریؒ نے کہا کہ اس قول کی تصدیق مین یہ ظاہر دلیل ہے کہ اس شرح جامع الرموز مین وہ ہر طرح کے قوی و ضعیف و صحیح و سقیم اقوال کو بغیر تحقیق و تدقیق کے جمع کرتا چلا جاتا ہے جیسے رات کا لکڑیان جمع کرنے والا ہوتا ہے منجملہ غیر معتبرات کے مختصر الوقایہ کی شرح ابو المکارم ہے چنانچہ ابن عابدین نے تنقیح الفتاوے الحامدیہ مین کہا کہ مقلد پر تو یہ واجب ہوتا ہے کہ اپنے امام کے مذہب کا اتباع کرے اور سرخ لباس پہننے مین ظاہر امام کا مذہب وہی ہے جو مذکورہ بالا علماء متقدمین نے نقل کیا یعنے مکروہ ہے اور وہ مذہب نہین ہے جو ابو المکارم نے نقل کیا کیونکہ ابو المکارم ایک مرد مجہول ہے کچھ معلوم نہین ہوتا کہ کون شخص اور کسوقت مین اور کہان تھا اور اسکی اس کتاب کی بھی یہی کیفیت ہے اقول یعنے قابل اعتماد اسوجہ سے نہین ہے کہ ناقل کا جبتک حال معلوم نہو تب تک اُسکے نقل کو ثقہ کی نقل معتمد نہین کر سکتے ہین لہذا کتاب بھی غیر معتمد رہی اور اگر کسی نے اُن اقوال منقولہ کو جانچ لیا تو اعتبار اُسکے جانچ لینے کا ہوا تب اسکی ضرورت نہین رہی فافہم۔ منجملہ کتب غیر معتبرہ کے فتاوے ابراہیم شاہی ہے اور شیخ عبد القادر بدایونی نے اپنے استاد علامہ شیخ حاتم سنبھلی سے نقل کیا

یہ فتاوے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا جمع کیا ہوا مشہور مگر قابل اعتبار نہین ہے اور شیخ حاتم رح زمانہ بادشاہ جلال الدین اکبر مین بڑے عالم علامہ تھے۔ اور انہین غیر معتبرات مین سے جملہ تالیفات نجم الدین مختار بن محمود بن محمد زاہدی معتزلی ہین۔ یہ شخص اعتقاد مین معتزلی تھا اور فروع مین حنفی تھا جسنے ۶۵۸ھ مین انتقال کیا پس اسکی تالیفات مین سے قنیہ وحاوی زاہدی ومجتبےٰ شرح قدوری وزاد الائمہ وغیرہ ہین اور یہ سب غیر معتبرات ہین چنانچہ ابن عابدین نے تنقیح الفتاوے الحامدیہ مین کہا کہ مذہب حنفیہ مین معتبر کتابون مین جو منقول ہے اُسکے خلاف زاہدی کی نقل معارض نہین ہو سکتی ہے چنانچہ ابن وہبان نے فرمایا کہ قنیہ کا مؤلف جو کچھ نقل کرتا ہے اگر وہ فقہاء حنفیہ کی نقل سے مخالف ہو تو قنیہ کی نقل پر التفات نہ کیا جائیگا جب تک کہ اُسکی موافقت مین کسی کتاب معتمد سے نقل موجود نہو۔ اور ایسا ہی نہر الفائق مین بھی مذکور ہے اور دوسرے مقام پر لکھا کہ زاہدی کی تالیف حاوی تو ضعیف روایتون کے نقل کرنے مین مشہور ہے۔ اقول زاہدی کے ان تالیفات مین جزئیات مسائل بہت کثرت سے مذکور ہین اور اسمین شک نہین کہ روایات ضعیفہ واکثر واہیہ اور بلا ثبوت بھی ہین اور بعضے صریح مخالف منقول صحیح اور بعضے مخالف منصوص قطعی ہین ولیکن فقہاء متاخرین نے انکو پہچان کر جدا کر لیا اور اسی وجہ سے تنبیہ فرمائی مگر اس زمانہ مین جب ایسی قوت حاصل نہین ہے تو کمال دقت وپریشانی واقع ہوئی اور افسوس کہ اگر ان بزرگون نے اسکو منقح وممیز کر دیا ہوتا تو ایسی دقت نہوتی پھر اس فتاوے مین قنیہ وغیرہ سے جا بجا حوالہ مذکور ہے اور گمان یہ کیا جاتا ہے کہ علماء جامعین نے تنقید کے بعد نقل کیا ہوگا مگر میرے نزدیک آدمی پر اسکے تدین کی راہ سے واجب ہے کہ ایسی روایات پر اعتماد نہ کرے مگر جبکہ اسکی تائید کسی معتبر کتاب سے منقول ملجاوے کیونکہ اس فتاوے مین اکثر ایسا ہوا ہے کہ اصل کسی معتمد سے نقل کر کے قنیہ وغیرہ سے اسکی تائید ذکر کیگئی ہے پس سوائے تائیدی نقول کے باقیون مین احتیاط لازم ہے اور واضح ہو کہ حاوی دو ہین ایک حاوی زاہدی جو غیر معتبر ہے اور اسی کی نسبت ابن وہبان نے فرمایا کہ روایات ضعیفہ نقل کرنے مین مشہور ہے یعنی مجموعہ روایات ضعیفہ ہے اسیواسطے اس فتاوے مین حاوی زاہدی سے کوئی نقل مجھے یاد نہین ہے اور دوسری حاوی قدسی اور یہ حاوی منجملہ معتبرات کے ہی اور اس فتاوے مین اسی حاوی سے حوالہ مذکور ہے اسیواسطے جہان حاوی لایا وہان حاوی قدسی سے تصریح کر دی ہے اور واضح ہو کہ ترجمہ مین جا بجا فقط حاوی پر اکتفا کیا گیا ہے تو یہان تنبیہ کیجاتی ہے کہ جہان حاوی ہے اُس سے حاوی قدسی مراد ہے از انجملہ سراج الوہاج شرح مختصر القدوری مؤلفہ ابوبکر بن علی الحدادی ہے چنانچہ کشف الظنون مین مولانا برکلی سے نقل لایا کہ یہ شرح بھی منجملہ غیر معتبرات کے ہے اور مترجم کہتا ہے کہ غالباً کثرت اشتغال تدریس سے مؤلف رحمہ اللہ تعالیٰ کو اسکی تحقیق وتنقید کیطرف توجہ کا وقت نہین ملا ورنہ مؤلف عالم علامہ ہین اور یہ بات اکثر واقع ہوئی کہ مصنف فی نفسہ علامہ شہیر ہین مگر تصنیف کسی علت خاص سے قابل اعتبار نہین ہی از انجملہ مشتمل الاحکام

فخر الدین رومی چنانچہ ترجمہ شیخ مذکور مین کشف الظنون نے مولانا برکلی سے اس کتاب کا غیر معتبر ہونا بھی نقل فرمایا
ہے از انجملہ فتاوے صوفیہ شیخ فضل اللہ صوفی شاگرد جامع المضمرات چنانچہ کشف الظنون مین مولانا برکلی سے
نقل کیا کہ یہ کتاب بھی معتبرات مین سے نہین ہے تو اسکی روایت پر عمل جائز نہین ہے جبتک معلوم نہو جاوے
کہ یہ اصول کے موافق ہے اقول اس زمانہ مین اکثرون کی راے پر یہ موافقت ظاہر نہین ہو سکتی بسبب فقدان
درجہ اجتہاد کے اور اگر کسی معتمد اصل مذہب سے موافقت معلوم ہوئی تو اس کتاب سے استغناء ہوا اور بحمد اللہ تعالی
کہ اس فتاوے مین اس کتاب سے کچھ نقل نہین ہے از انجملہ فتاوے ابن نجیم ہے اور از انجملہ فتاوے طوری ہے
چنانچہ ملا مسکین کے شرح الکنز پر ابو السعود ازہری کے حاشیہ سے رد المحتار مین منقول ہے کہ یہ دونون فتاوے
غیر معتبرہ ہین اقول ان دونون سے بھی اس کتاب مین کچھ منقول نہین ہے اور شرح الکنز ملا مسکین خود غیر معتبر
واہی ہے۔ از انجملہ خلاصہ کیدانی ہے۔ یہ کتاب بھی محض واہی غیر معتبرہ کتابون مین سے ہے اگرچہ
دیار ماوراء النہر مین بہت کثرت سے شائع ہے اور لوگ اسکو حفظ کرتے ہین اور ان شہرون مین اسکا
اسطرح مقبول ہونا عجیب بات ہے اسلیے کہ اس خلاصہ مین علاوہ مخالفت منصوص کے اصول الفقہ سے
بھی مخالفت موجود ہے پھر بھی وہان کے اہل علم غافل رہے جس سے یہ افسوس ہوتا ہے کہ اصول کتاب
و سنت اور علم حدیث و سیرت سے وہ ملک خالی ہوگیا اور یہ مقام حیرت ہے کہ علم حدیث سے بے اعتنائی کا نتیجہ
ایسا ہوتا ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحنے سچ فرمایا کہ لوگ جب تک حدیث حاصل کرنے پر جھکے رہینگے
تب تک اچھے رہینگے اور جب اسکو ترک کرینگے تو برباد ہونگے اس رسالہ مین بہت سی باتین مخالف معتبرات
بلکہ غلط ہین چنانچہ لفظ تکبیر بوقت تحریمہ کے واجب لکھتا ہے حالانکہ معتبرات مین تصریح ہے کہ وہ سنت ہے اور محرمات
مین لکھتا ہے کہ آواز سے بسم اللہ پڑھنا اور کچھ چہرہ کا دائین یا بائین موڑ کر التفات کرنا اور بغیر عذر کے ستون یا ہاتھ
وغیرہ پر تکیہ دینا اور غیر مشروع موقع پر ہاتھ اٹھانا الی آخرہا۔ فاضل مرحوم نے لکھا کہ یہ سب مخالف اکثر
معتبرات ہین چنانچہ علماء کے نزدیک انمین سے بعض تو مکروہ بھی نہین ہین ہان بعض کو انھون نے مکروہ
کہا ہے۔ **قال المترجم** ظاہراً مؤلف رسالہ نے مکروہ کو باب عبادات مین بمعنے مکروہ تحریمی قرار دیا جیسا کہ
اصطلاحات کے ذکر مین فی الجملہ بیان ہو چکا ہے پھر جب یہ چیزین مکروہ تحریمی ہوئین تو مؤلف کے نزدیک
حرام ہوئین کیونکہ حق عمل مین دونون برابر ہین مترجم کے نزدیک بھی جو کتاب عوام کے واسطے بنائی جاوے
جس سے عمل مقصود ہو تو چاہیے کہ اسمین حکم عملی ہی مقدم رکھا جاوے مثلاً اس زمانہ مین لوگ رکوع و سجدہ
مین تین تسبیح پوری نہین کرتے حالانکہ بحسب الدلیل اصح یہ ہے کہ یہ مقدار واجب ہے جس سے نماز کا اعادہ
واجب ہے تو اکثر نیم ملا جنکو خطرہ ایمان کہا جاتا ہے ظاہری عبارات علماء پر نظر کر کے جواز نماز کا حکم دیدیتے ہین
حالانکہ جواز سے علماء کی مراد ادا سے قدر مفروض ہے نہ ادائے صلوٰۃ پس عذاب جہنم مستوجب رہا اس سے
فائدہ مترتب نہین ہوا کیونکہ اصلی مقصود حصول رضاے حق تعالے اور حصول جنت و نعیم آخرت ہے

پس لازم ہے کہ یون حکم دیا جاوے کہ نماز ادا نہین ہوئی جبکہ اُسنے تین تسبیح سے کم طمانینت کی ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے کو فرمایا تھا کہ (صل فانک لم تصل) یعنے پھر نماز پڑھ کہ تونے ہنوز نہین پڑھی ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ خلاصہ کیدانی مین مکروہ کو حرام لکھنا دو باتون پر مبنی ہے ایک یہ کہ باب عبادات مین اُسنے مکروہ سے تحریمی سمجھا یا علے الاطلاق مکروہ سے تحریمی مراد لیا ہے اور دوم یہ کہ حق عمل مین دونون برابر ہین پس ابتدائی رسالہ مین اگرچہ حرام کے ساتھ قید لگائی کہ منصوص قطعی ہو مگر براہ اعتقاد ورنہ حق عمل مین مکروہ تحریمی و حرام کو یکسان لکھا ہے اور یہان محرمات عملی کا شمار بیان کیا ہے پس اسمین مکروہ بھی حرام ہے ہان جن باتون مین اُسنے افراط کیا ہے اور وہ مکروہ بھی نہین ہین جیسے اشارہ بسبابہ جو شرح ہدایہ و شرح وقایہ وغیرہ سے مخالف ہے۔ پھر واضح ہو کہ جن کتابون کی نسبت معلوم ہوا کہ غیر معتبرہ ہین خواہ اسوجہ سے غیر معتبر ہون کہ اُنکے مصنفین کے حال سے اطلاع نہین ہے یا اسوجہ سے کہ اُنکے مضمون کا غیر معتبر ہونا معلوم ہوگیا یا اسوجہ سے کہ باوجود مصنف کے معتبر ہونیکے اسکی کتاب مین ہر طرح کے رطب و یابس جمع ہین یا اسوجہ سے کہ مصنف معتبر و کتاب بھی بشہادت سابقین معتبر تھی لیکن درمیان مین بدرجہ تواتر نہین رہی بلکہ عموماً مفقود ہوگئی جیسے فقہ مین محیط برہانی و حدیث مین مسند امام احمد و فضائل القرآن ابو عبید وغیرہ یا اور کسی وجہ سے تو ان کتابون کا حکم یہ ہے کہ جو انمین سے صاف ہے لیا جاوے اور جو مکدر ہے وہ چھوڑا جاوے پھر جو لیا گیا وہ بھی غور و تامل کے بعد دیکھکر کہ معتبرات و اصول سے مخالف نہوے لیا جائیگا اور مسند امام احمد بذات خود بہت مستند ہے لیکن عموماً بدرجہ انقطاع پہونچگیا تو اب اس سے مامون نہین ہو سکتی کہ اسمین اہل الحاد و مبتدعین مثل روافض و خوارج کے کچھ گھٹا دین بڑھا دین اسوجہ سے جو روایات اسمین مقرر ہون اُنپر باصول مذکورہ بالا اعتماد کیا جائیگا اور جب کوئی مومن خالص جسکے دل مین نفاق و ضعف نہو اپنے آغاز و انجام پر نظر کریگا اُسکو معلوم ہوجائیگا کہ میرے لیے قرآن مجید متواتر و احادیث مین کتب متواترہ و فقہ مین کتب متواترہ نہایت کافی ہین جیسے اعمال روزہ و نماز و تسبیح و اذکار مین سے جو اعمال باجماع امت ثواب بہتر والے ذخیرہ آخرت ہین وہ اسکے لیے کافی و وافی ہین جبکہ وہ دار الآخرت و قیامت پر یقین رکھتا ہے اس زمانہ مین مترجم کے نزدیک تمام اہل ایمان کیلیے یہی راہ صواب ہے جس سے وہ دنیا مین باہم متفق و برادرانہ محبت سے بسر کرکے آخرت مین مغفور و مرحوم ہوجاوین پھر واضح ہو کہ جسقدر احادیث ایسی کتابون مین وارد ہین جنکا فن فقہ وغیرہ مین اعتبار ہے تو در حقیقت کتاب موصوف کو اسی فن فقہ مین معتبر رکھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسکی احادیث بھی سب صحیح ہوان اور اس سے یہ بھی لازم نہین آتا کہ ان بزرگون کا اعتبار فن فقہ مین بھی ساقط ہو چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالے نے ہدایہ کی نسبت اول شرح سفر السعادت مین لکھا کہ غالب اشتغال آن استاد در حدیث کمتر بودہ یعنے شیخ مصنف ہدایہ کا شغل حدیث مین بہت کم رہا ہوگا اور ایسے ہی ملا علی قاری

رحمہ اللہ نے ملنے رسالہ موضوعات مین تحت روایت لکھا۔ کہ یہ حدیث نہین بلکہ اسکی اصل بھی حدیث مین نہین ہے
اور لکھا کہ اگر صاحب نہایہ اور دوسرے شراح ہدایہ نے اسکو اپنی شروح مین وارد کیا ہے تو انکی نقل کرنیکا
کچھ اعتبار نہین ہی کیونکہ یے لوگ کچھ محدثین نہین تھے اور نہ انھون نے یہ نقل کیا کہ محدثین مین سے کس نے اسکو
اخراج کیا ہے اقول واضح ہو کہ خشک فقیہ جسکو روایات فقہیہ پر بہت عبور ہوا ور حدیث سے وقوف نہ ہو
کمتر درجہ کا فقیہ ہوجاتا ہے اور ہر عالم ذی البصیرت جانتا ہے کہ فقہ جسکے فضائل بہت مروی ہین وہ عیوب نفس و
مرشیطان سے واقف ہونے کا نام ہے اور خالی صوم وصلوٰۃ و بیع ووکالت وغیرہ کے مسائل پر انحصار نہین ہی
بلکہ یہ تو حفظ چند روایات کا ہی لہذا احادیث سے علم نہایت ضروری ہی جس سے عالم ربانی ومصداق آیات قرآنی
ہوجاتا ہے واللہ تعالیٰ ہو الہادی الی سبیل الرشاد وبہ العصمۃ والسداد الوصل فی الترجمۃ واضح ہو کہ
خطبہ کتاب مین مترجم نے اشارہ کیا کہ خاصہ رحمت الٰہیہ عزشانہ وجل سلطانہ بعثت محبوب محمود احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم سے نزول قرآن پاک ہادی لولاک کما حققہ العارف فی العوارف اور حفظ کامل سکا
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملا اور لاحقین تابعین رحمہم اللہ تعالےٰ ہین اور آخر کم ہونا شروع ہوا حتے کہ اس
زمانہ مین بسبب جہالت ہوا وہوس کے ایمان ہی مین بڑا فتور ہوا تو اعمال کا کیا ذکر ہے اور جب عربی زبان سمجھ
مین نہ آوے تو عامی آدمی کیونکر علم سے حصہ پاویگا اور بحکم قولہ انما بعثت معلما سے علم دین مومن کیلیے فرض
ضروری ہے اور وہ فقط فقہ نفس وسمجھ ہے نہ خاص عربی زبان لہذا علما ربانی نے اسکو ہماری مادری زبان
مین ترجمہ کر دیا جس سے اسقدر علم حاصل کرلینا کہ تقوے ممکن ہو آسان ہوا اور یہی تقوے سبب کرامت ہے لقولہ
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم الآیہ۔ اب یہان دو مقام ہین اول آنکہ ترجمہ شرعاً جائز ہے دوم ترجمہ کے معنی وآداب
عموماً اور اس ترجمہ فتاوے کے التزامات خصوصاً۔ واضح ہو کہ جواز ترجمہ کیلیے اصل تو قصص قرآن ہین کیونکہ ہمکو
یقین ہے کہ انبیاء عجم علیہم السلام کی گفتگو عربی نہ تھی اور حدیث مین ایک صحابی کو یہودی زبان سیکھنے کا حکم
کیا گیا اور امام ابو حنیفہ رحمہ نے فارسی مین نماز کا جواز سمجھا اور شرح حسامی مین تصریح کر دی کہ فارسی کی تخصیص مقصود
نہین بلکہ سوائے عربی کے سب زبانین یکسان ہین پھر فتوے عدم جواز نماز پر بوجہ خصوصیت نظم قرآنی ہے اور
ترجمہ مین کچھ شبہہ نہین ہے یہ مختصر بیان مقام اول تھا۔ اب بیان مقام دوم یہ ہی کہ ترجمہ کے معنی از قسم تعریف
لفظی سب لوگ جانتے وسمجھتے ہین فہی اداء مادل علیہ لسان بلسان آخر من حیث مادل اصل اللسان۔ اسمین قید
حیثیت سے میری غرض یہ ہی کہ مطابقت معنے والتزام عبارت واشارت وغیرہ کا لحاظ مثل اصل کے واجب ہے اور محصل
مراد کا ادا کرنا معتبر نہین ہی وعنقریب متشاکلات ومتشابہات کی فصل مین کچھ بیان آویگا اور یہان ایک مثال لکھتا
ہون کہ مثلاً قولہ یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا الآیہ مین یون نہ کہنا چاہیے کہ اے ایمان والو
جب تم نماز کا ارادہ کرو اور تمکو وضو نہو تو تم لے آخرہ یا یون مت کہو کہ دھو ڈالو ہاتھون کو کہنیون سمیت بلکہ کہو
کہ کہنیون تک کیونکہ کہنیون سمیت کہنے سے امام زفرؒ کا مذہب ساقط ہوجائیگا حالانکہ اسی فتاوے عالمگیری کا

مین نے ترجمہ قلمی جو بعض نوابی ریاستون مین ہوا ہے ایسا ہی ترجمہ اپنی مراد کے موافق دیکھا - پھر اگر وہم ہو
کہ ایراد البصیر علے الماء اور قلنسوۃ علے الراس مین عرب کا مجاز برعکس ہی تو جواب یہ کہ معنی یہی ہین جو ہم بولتے ہین
اور ایسے ہی قولہم ترک الے کذا مین ہی کما سیاتی حتے کہ اگر محاورہ کا لحاظ نہو تو کبھی ترجمہ غلط ہوگا اور کبھی مسکرو جیسے
ضرب فے الارض کا ترجمہ رفتن در زمین ایک کراہت کے ساتھ ہی اور سیر بروئے زمین عمدہ ہے اور یہ باب ترجمہ
سا اپنے آداب کے ساتھ دراز تفصیل چاہتا ہے اہمین سے یہان صرف اسقدر کہتا ہون کہ اعلے ترجمہ وہ ہے جس سے
مطابقی دلالت کا مفہوم اصل ترجمہ سے بعینہ ظاہر ہو جسکے علاوہ جو بات باشارہ وکنایہ ظاہر ہوئی تھی وہ بھی
باقی رہے اور مترجم ضعیف عفا اللہ عنہ نے اس ترجمہ مین جہانتک توفیق دی گئی ایسے مقامات کو نہایت
اہتمام سے ملحوظ رکھا ہے باوجودیکہ ضیق فرصت اسقدر تھی کہ بارہ جزو ماہواری اصل کتاب کے مجھے ترجمہ کرنا پڑتے تھے
اور اسپر بھی معیشت مین بہت تنگی تھی بحمد اللہ تعالے کہ یہ ترجمہ پورا ہوا اللہ تعالی جل شانہ کی رحمت سے امید ہی
کہ اس ترجمہ کو اپنے کرم سے ہردلعزیز و نافع فرمائے اور اپنے فضل سے اپنے بندہ ضعیف گنہگار کو بخشدے
وہو الولی ارحم الراحمین و نعم الولی و نعم المجیب - **الفصل** اغلاط نسخ الاصل کے بیان مین - اس فتاوے کا کوئی
قلمی نسخہ جسپر اعتماد ہو مترجم کو دستیاب نہین ہوا ہان مطبوعہ نسخے جو مختلف مطابع مین چھپے ہین نظر سے گذرے
غالباً مطبوعہ کلکتہ جو عموماً علماء زمانہ مین بہت مستند سمجھا گیا ہی وہی باقیون کا منقول عنہ ہی اور اسکے بعض
حواشی سے یہ بات البتہ ظاہر ہے کہ اسکی طبع و صحت کے وقت متعدد نسخے قلمی بکمال اہتمام مع کتب لغات موجود
تھے اور شاید اسی اہتمام پر نظر سرسری اس امر کا باعث ہوئی کہ اسکی صحت پر تمام وثوق مشتہر ہو رہا ہے چونکہ
ترجمہ کے شرائط سے ہی کہ مترجم کو اصل کی ادراک سے بہرہ وافی ہوجاے تب اسکو دوسری زبان مین لاسکتا ہی لہذا
بتوفیق اللہ عز وجل اہمین تامقدور کوشش کی نظر رہی جسکے عمدہ نتائج سے ایک ہی کہ اس معتمد اصل یعنی مطبوعہ کلکتہ
مین بھی بکثرت اغلاط ظاہر ہوے از انجملہ بعضے ایسے بھی ہین کہ ذمہ دار صحت نے منقول عنہ سے اس باعث سے مخالفت کی
کہ اسکے زعم مین منقول عنہ کا یہ مقام سہو یا غلط تھا حالانکہ اسنے اپنی اصلاح مین خود غلطی اُٹھائی لیکن اصل عبارت
حاشیہ پر لکھدی جس سے صحت مقام دستیاب ہوجانے پر اسکا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور دیگر مقامات مین ظاہر نہین
ہوتا کہ منقول عنہ اسیطرح سہو کے ساتھ اسکو حاصل ہوئی یا طبع کی بے اعتدالی ہے اور چونکہ علاوہ ایک
عظیم فائدے کے بنظر ترجمہ بھی مزید احتیاط اسی مین ہے کہ ان مقامات مین سے چند خفیف و چند قابل اہتمام
نظر مواضع کو مقدمہ مین لکھدون جو مطبوعہ کلکتہ سے بعد طبع ترجمہ مقابلہ کرنے کی توفیق حاصل ہونے مین
نظر آئی اگرچہ جس اصل سے ترجمہ کیا گیا تھا بوقت ترجمہ اُسی اصل کی فروگذاشت کا زعم تھا

وہا انا اشرع فی المقصود متوکلا علے اللہ تعالی

کتاب الصلوۃ باب چہارم مسئلۃ الخلاصۃ - لفظ عزال فقط بزاء معجمہ مسطور ہے اور ظاہر صحیح عزال ہے
اول زاء معجمہ پھر مہملہ ہے - باب ہفتم مسئلۃ کافی مین لا یلتقی بصیغہ نفی مسطور ہی اور صواب میرے نزدیک بصیغہ اثبات

کتاب الزکوۃ باب اوّل - مسئلہ مبسوط سرخسی مین لکھا وادی الزکوۃ من السائمۃ - اور صواب من الدراہم ہی
واللہ اعلم - اسقدر نمونہ لکھا گیا واضح ہو کہ پہلے مترجم کو اسطرح انتخاب اغلاط کا خیال نہ تھا اور مطبوعہ کلکتہ کی
مجلد اول و مجلد دوم تا خاتمہ کتاب السیر مالک عاریت کو واپس کر چکا تھا کہ یہ عزم ہوا لہذا کتاب النکاح اسے السیر کی
قابل غور اغلاط سے حاشیہ ترجمہ پر تنبیہ کر دیگئی ہے وہی نمونہ خیال فرمایا جاوے - اور جاننا چاہیے کہ کتاب البیوع سے
آخر تک اغلاط بہت زائد و فاحش ہین نمونہ لکھا جاتا ہے -

کتاب البیوع باب پنجم فصل دوم - مسئلہ سراج الوہاج مین لکھا فلہ حصتہ من الثمر - اور صواب من الثمن ہی
باب ہشتم فصل سوم مسئلہ محیط قولہ ھذا مقطوع والصواب مقطوع - ایسے اغلاط بہت ہین - فصل ہفتم مسئلہ المحیط
ولو ان رجلا اشتری عبدا سے قولہ ولم یقبل البائع - یہ خطا ہے اور صواب وان لم یقبل البائع - اور اسی فصل مین
الکافی من اشتری عبدا ثم باعہ من آخر سے قولہ فان کان الرد بقضاء بعینہ - سہو ہے اور صواب یہ کہ بقضاء ببینتہ کہا
جاوے باب ۱۱ قولہ البدائع اشتری عبدا بقرۃ سے قولہ ان یسترد الفضۃ - صواب یہ کہ ان یرد الفضۃ کیونکہ ثمن کو بائع مسترد
نہ کریگا - باب پانزدہم الحاوی باع الرجل المتاع بربح دہ یازدہ سے قولہ ثم باعہما - والصواب باعہا اور آخر
فصل پنجم مین قولہ عشر الحنطۃ ونصف عشر الشعیر - یہ کاتب کا سہو فاحش ہے اور صواب نصف عشر الحنطۃ وعشر الشعیر
ہے واللہ اعلم وانما جعلتہ من سہو الکاتب لان ذلک دفی ان لا تر تاب نے شان الاکابر والائمۃ بسوء الظن فافہم
باب ۲۸ فصل الحکار الغنائے الکبرے الکسب مالا من حرام سے قولہ وقع غیرہا واشتری - صحیح او اشتری - ظاہر ہے
کہ واو سے معنے فاسد ہوتے ہین - اسی مسئلہ مین قولہ وہو قول الکرخی - ظاہرا تصحیف کاتب ہے - فافہم

کتاب ادب القاضی باب ۲۵ - التاتارخانیہ لو ان رجلا قدم رجلا سے قولہ ویہ اخذ بعض المشائخ
سے انہ الخ ظاہرا یہان عبارت ساقط ہے اور صواب وبعضہم سے انہ یا مانند اسکے ہو - ؛

کتاب الشہادات باب ۳ فصل ۳ - لولم یذکر بصیغۂ واحد کی جگہ تثنیہ چاہیے - باب ۵ مسئلہ ظہیریہ کے بعد
وذکر الفقیہ ابو اللیث الخ مین حدود - بدال کی جگہ پر براء مہملہ چاہیے - **باب ۷ فصل ۲** - قولہ وذکر سے
المنتقی اذا شہد وا سے علے دار الرجل سے قولہ فلیس لہ ذلک - صواب لیس ذلک الخ ہے کما لا یخفے - ؛

کتاب الرجوع عن الشہادۃ باب ۶ - الحاوی قولہ نحوہما - غلط ہے صواب نجوہما سے نجوم الامۃ المکاتبۃ
کتاب الوکالۃ باب اول الحاوی وکیلان الخ صواب بالنصب ہے و باب سوم الہدایہ وقالا یجوز - یہ غلط ہی
والصواب لایجوز - کما فی نسخ الہدایۃ علے اصل معروف - باب ۷ - مسئلہ قاضیخان قولہ ذا لایقبل ذلک بامرہ الخ
غلط الکاتب والصواب لایقبل ذلک - اور اسی باب کے فصل الوکیل بقبض العین مسئلہ مبسوط مین قولہ وجہ الاستحسان الخ
ٹھیک نہین ہی ظاہرا یہان عبارت ساقط ہی مثلاً یون کہا جاوے وفی الاستحسان لایکون متطوعا وجہ الاستحسان الخ
لان الاستحسان لم یذکر اسا سنے یتعلق بہ التوجیہ فافہم - باب ۹ ہم قولہ واستاجر لی بعیرا بدرہم ونصف الخ مترجم
کہتا ہے کہ یہ خطا ہے فاحش ہی اور صحیح وصواب اسطرح ہے کہ استاجر لی بعیرا بدرہم فاستاجر لہ بعیرا بدرہم

ونصف الآخر یعنے ان المامور زاد علے الاجر الذی سماہ لہ الموکل حتے صار مخالفًا واما بدون ذلک فلیس نظیر للحکم المذکور وجہ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتاب الدعوی۔ اس کتاب مین سے بھی بطور نمونہ چند اغلاط یسیرہ واغلاط فاحشہ جو اس فتاوے کے نسخ مین سے اعلٰے اعتمادی مطبوعہ کلکتہ مین مترجم کے نزدیک ظاہر ہوئی ہین لکھتا ہے کیونکہ جب اس مطبوعہ سے بہتر کوئی نسخہ قلمی یا مطبوعہ مترجم کو نہین ملا اور اسکی نظر مین یہ مقامات خطار سے خالی نہین تو یہی طریقہ احوط وانفع ہے کہ ان مقامات کو لکھ دیا جاوے تاکہ مترجم کو خود سہو کی صورت مین معذور رکھا جاوے یا صواب راسے کی حالت مین دعاے مغفرت وثواب سے دہل الحق محروم نہ فرماوین اور آیندہ اس فتاوے کی تصحیح جو مدار افتار سمجھنے کے قابل ہے ممکن ہو فاقول باللہ تعالےٰ توفیق الصواب باب دوم فصل دوم کذا فی الخلاصۃ وان ادعی عینا الخ عین بیاء تحتیہ لکھا اور صواب میرے نزدیک عنب یعنی انگور ہیون و بار موحدہ ہے اسی باب وفصل قریب آخر مین قولہ کذا فی الفصول العمادیہ لو ادعی علے آخرانہ قبض منہ کذا قفیز حنطۃ امانۃ فواجب علیہ ردہا ان کانت قیمتہا قائمۃ الخ اقول صواب یہ کہ لفظ قیمتہا ساقط کیا جاوے اور کہا جاوے کہ فواجب علیہ ردہا ان کانت قائمۃ کیونکہ ردعین مین قیام قیمت کی شرط لگانا خلاف امانت بلکہ بے معنی ہے کیونکہ عین کے قائم ہونے کی صورت مین قیام قیمت کے کچھ معنی نہین ہین اور اگر قیام قیمت سے یہ مراد لیجاوے کہ وہ شے مال متقوم باقی ہو تو بھی خلاف امانت ہے علاوہ ازین جب فرض مسئلہ گیہون مین ہے جو مثلی ہوتا ہے نہ قیمتی تو قیام قیمت کی کوئی وجہ نہین ہے اسیواسطے آگے فرمایا وان کانت ہالکۃ او مستہلکۃ فرد مثلہا۔ ہان یہ دعوے خطا ہے اسلیے کہ امانت والا درصورت ہلاک ودیعت کے مطلقًا ضامن نہین ہوتا اسیواسطے تقریر دعوے کے ہر سہ وجوہ خطار سے خود تصحیح فرمائی کہ بعد انکار امانت کے مثل غاصب کے ضامن ہوگیا ہو تب اسپر اداے مثل واجب ہے، وہذا امر آخر فافہم باب دوم فصل سوم کذا فی المحیط وفی دعوے غصب نصف الدار شائعًا الے قولہ لان غصب نصف الدار شائعًا لایکون کل الدار فی یدہ الخ اقول الصواب ان یقال لان غصب نصف الدار شائعًا لایتصور الا بان یکون کل الدار فی یدہ۔ کیونکہ نسخہ موجودہ کے موافق تقریب تمام نہین بلکہ دلیل مناقض دعوی ہے یا محض مہمل ہے اور یہ مقام خطار فاحش ہے اور مترجم کے نزدیک جو عبارت صحیح ہے اسکی صحت پر بعض مقام پر شروط وغیرہ مین دلالت موجود ہے فلیراجع۔ باب سوم فصل دوم کذا فی المحیط وان ادعی علیہ دینا بسبب القبض الے قولہ لان المدعی لو کان استہلاک الودیعۃ الخ اقول بجاے مدعی کے مدعا علیہ صحیح ہے ولعبید ہذا قولہ کذا فی الکافی وعن ابی یوسف ومحمد ان المدعی الے قولہ فقال ما استقرضت منہ شیئا ولاغصبت منہ شیئا ولایکلف علے السبب الخ اقول یہ بھی خطاے فاحش ہے کہ واو حرف عطف مع لاحرف نفی دونون غلط ہین جس سے حکم مین اثبات کی جگہ نفی ہوگئی اور صواب یہ ہے کہ ولاغصبت منہ شیئا یحلف علے السبب الخ اور توجیہ اسکی اہل العلم پر ظاہر ہوسکتی ہے تطویل کی گنجایش نہوگی۔ اسی باب کی فصل سوم صفحہ انتالیس کے آخر مین قولہ فالصواب

انہ لایحفک اقول الصواب لایخلفہ - اور بعد اسکے صفحہ چالیس مین بنظر قولہ فالمسئلۃ علے ثلثۃ اوجہ - تیسری وجہ پر
تنصیص نہین ہے فلیتفکر فیہ - باب پنجم کذا فی الذخیرۃ رجل نے یدیہ دار و ہو مقر سالے قولہ سالے ان یحضر ولم اترکہ الخ
یون ہی ان یحضر بصیغہ واحد مسطور ہے اور صواب بصیغۃ جمع ہے اور لم اترکہ جرا بدون حرف عطف کما لایخفے -
اور اسی کے تھوڑی دور بعد دوسرے صفحہ مین قولہ کذا فی الذخیرۃ لو باع النصف سالے قولہ وادعہ الاخر لمف
صحیح لنصف ہے اور اسی سے کچھ بعد قولہ ان الذین دفع الیہ المال عند ہذا الرجل الخ یون ہی موہم کتابت عند
بلفظ ظرف لکھا اور صحیح عبد یعنے غلام ہے - پھر اسکے دور کے بعد صفحہ ۵۹ مین قولہ کذا فی خزانۃ المفتین -
وان قال لمولے اودعنی ہذہ الجاریۃ عبد فلان الخ اقول یہ بھی فاحش اغلاط مین سے ہے یعنے عبد فلان باضافت
کیونکہ حکم مذکور اسوجہ سے منطبق نہین ہوتا اگرچہ منجملہ وجوہ مسئلہ کے فلان کے غلام کا ودیعت رکھنا بھی ہے
ولیکن حکم مین مغائرت تخریج ہی پس صواب یہ ہے کہ کہا جائے اودعنی ہذہ الجاریۃ عبدی فلان - یعنے میرے
غلام نے جسکا فلان نام ہے بدلیل قولہ وان قال المولے قد علمت انک وہبتہا للذی اودعنی الا انہ لیس
بعبد لی الخ وکذا بدلیل قولہ اقرار المولے ان فلانا عبدہ - فلیتامل - باب ششم صفحہ ۷۳ - کذا فی الفصول العمادیۃ
والمحیط والذخیرۃ وعلے ہذا اذا ادعی رجل انہ کان لابی علی بن ابی القاسم بن محمد علیک کذا الخ زلۃ قلم
الناسخ والصواب علی بن القاسم - ایک ورق بعد قولہ اما لو ادعی الکفیل ان الاصیل دعی ہذا المال او ابرءہ
المدعی صح کذا فی الخلاصۃ اقول الصواب ان الاصیل ادی ہذا المال یعنے ان الکفیل ادعی اداء الاصیل
فافہم ایضا باب ششم صفحہ ۸۲ قولہ کذا فی فتاوے قاضیخان والاستشراء من غیر المدعی علیہ نے کونہ اقرارا بانہ لا ملک
للمدعی نظیر الاستشراء من المدعی حتے الخ اقول الصواب نظیر الاستشراء من المدعی علیہ حتے الخ یعنے ان المدعی لو طلب
شراء المدعی بہ من غیر المدعی علیہ فہو نظیر ما لو طلب شراءہ من المدعی علیہ فے کون ہذا الفعل اقرارا من المدعی بانہ لا ملک لہ
فے ذلک الشئ - یعنے اگر مدعی نے وہ چیز جسپر اپنی ملک کا دعوے کرتا ہے سوائے مدعا علیہ کے کسی دوسرے سے
خریدنی چاہی یعنے اس سے درخواست کی کہ اسکو میرے ہاتھ فروخت کرے تو مدعی کیطرف سے غیر سے یہ درخواست
کرنا مدعا علیہ سے ایسی درخواست کرنیکی نظیر اس بارہ مین ہے کہ اس چیز مین میری ملک نہین ہے اقول اسوجہ سے کہ
خریدنے سے مقصود حصول ملک ہے کیونکہ اشارہ ہی پس یہ اقرار ٹھہرایا جائیگا کہ ملک حاصل نہ تھی ورنہ تحصیل الحاصل لازم ہوگی فان قبل
لو اقام علے غیرہ البینۃ انہ تصدق علے المدعی بہذا العین فاقام المدعی علیہ البینۃ انہ اشتری منہ ہذا العین فوقع المدعی
بانہ کان تصدق علے فلما جحدنی اشتریتہ منہ قبلت یقال بل فے البینتین والا فالدفع صحیح وتمام الکلام فے مسائل
المقام فتامل - اسی سے تھوڑی دور بعد قولہ کذا فے المحیط استعار من آخر دابۃ وہلکت الدابۃ سالے قولہ وقال انما
نفقت فتثبت بنیۃ الخ اقول الصواب انہا نفقت تقبل بنیۃ الخ یعنے ان العاریۃ ہلکت تحت المستعیر لا من فعلہ فے
ثبت ان الصلح وقع من غیر مضمون فبطل فتامل - وابتدا صفحہ ۸۴ مین قولہ فان تضار القاضی یحکم - اور صحیح وان یجرح
وا وچاہیے باب ششم صفحہ ۸۹ - فتاوے قاضیخان فی نوادر ہشام قال سالت محمدا عمن تزوج المرأۃ ثم ادعی انہ اشترا لہا

عمن لا یملکہا الخ مترجم کہتا ہے کہ یون ہی لفظ المرأة - اور لفظ لا یملکہا - بصیغہ نفی مذکور ہے اور ایسی حالت مین
مسئلہ غیر محصل ہے اور صحیح میرے نزدیک فعل مضارع مثبت اور بجاے مرأة کے امۃ یعنے یون ہے کہ عمن
تزوج امۃ ثم ادعے انہ اشتراہا ممن یملکہا - یعنے ایک مرد نے ایک باندی سے نکاح کیا پھر یہ دعوے کیا
کہ مین نے اس باندی کو ایسے شخص سے خریدا ہے جو اس باندی کا وقت بیع کے مالک تھا یعنے سپرد کرنیکے
وقت تک جو تتمہ بیع ہے اور مراد بطلان نکاح مع حقوق و عدم رقیت اولاد وغیرہ ہے تو اسپر گواہ قبول نہ ہونے کا امام محمدؒ
نے حکم دیا اور کہا کہ اُسوقت قبول ہونگے جب یہ گواہی دین کہ بعد تزوج کے اُسنے ایسے شخص سے اُسکو خریدا جو مالک
تھا کیونکہ محتمل ہے کہ قبل اس نکاح کے مدعی نے خرید کر اسی موہوب کے ہاتھ بیچڈالی ہو جسنے اب اسکے ساتھ نکاح
کر دیا ہے - پس اگر صحیح یہی ہے جو مترجم نے لکھا تو ترجمہ مین یہ مقام یون ہی صحیح کرنا چاہیے واللہ تعالی اعلم بالصواب
باب نہم مسائل متفرقہ صفحہ ۱۳۱ - وفی المنتقی رجل شہد علے رجل انہ اعتق الخ اس مسئلہ مین ہیزنی بزا معجمہ سب جگہ
مسطور ہے اور صواب ہبذی بذال منقوطہ از ہذیان ہے فافہم - باب نہم فصل چہارم کذا فی الخلاصۃ والمجتمع فے
الطاحونۃ من وفاق الطحن الے قولہ ومثلہ یحکی عن الامام الثانی فے المنشور فے اول الائم اذا اصاب فے حجرہ فاخذہ احد ان
کان ہیا زبلہ وتجرہ لذلک الخ اقول اس عبارت مین زبلہ ہر جگہ بزا منقوطہ و با موحدہ مسطور ہے اور مترجم کے
نزدیک وفاق بلفظ ذیل بذال منقوطہ و یاے تحتیہ ہے اور اسی عبارت مین مسطور ہے کہ - الا اذا سبق احرازہ
تناول الاخذ بان جمیع المبسوط فے زبلہ بعد وقوع المنشور فیہ علے قصد الاحراز - اقول کذا وقع لفظ جمیع علے فعیل
بفعلہ فے زبلہ - والصواب عندی علے صیغۃ الماضی بصلۃ من بان یقال الا اذا سبق احرازہ تناول الاخذ بان
جمع المبسوط من زبلہ الخ یعنے احراز حاصل ہونیکا طریقہ یہ ہے کہ کشادہ کیا ہوا دامن لٹائی چیز اُٹھین گرنے کے
بعد اسکو اپنی حرز مین کر لینے کے قصد سے سمیٹ لے - وقال المترجم اس فتاوے کے بعض مواضع دیگر مین کتاب
دیگر مین یہ مسئلہ بہ وجہ صواب بھی مذکور ہے فلیجتہد المراجعۃ - باب دہم آخر ۱۳۵ - قولہ الصغرے فی کتاب
الحیطان جدار بین اثنین وہی الے قولہ ارفعہ فی وقت کذا او یشہد الخ الصواب بالواو لا بحرف التردید الضیفؒ
صفحہ ۱۳۷ - فتاوی قاضیخان - الصحیح فتاوے قاضیخان العاشر ۱۴۰ - کذا فے المحیط فے کتاب الحیطان علو
لرجل وسفل لآخر الے قولہ وقال لا یضع فیہ اقول یضع من الوضع موضع سفل و یصنع من الصنع علو فافہم الثانی عشر ۱۴۲
الوجیز ہلکہ ورای لو ان رجلا توفے فجاء قوم الے القاضی الے لفظہ وقد ترک مالا - اقول موالا - الی قولہ فان قالوا
لنا شہود حضور نقیمہا فی حاضر المجلس - اقول الاصوب فی ہذا المجلس - الی قولہ او اشہر ان فلانا مات اقول کذا یوجد اشہر
علے الفعل والصواب اشہر من الاشتہار الے استفاض - اس سے ایک صفحہ بعد قولہ کذا فے القنیۃ رجل مات فے بلدہ
ومالہ وترکتہ فے ید اجنبی حیث توفے الے قولہ منقطعا عن ہذہ البلدة التی جعل القاضی - اقول الصواب ان
یقال عن ہذہ البلدة التی توفے فیہا جعل القاضی - باب سیزدہم سے کچھ پہلے قولہ وصدقۃ الذی فی یدیہ المال
ہذا لک ما تیۃ لا لعلم المیت وترک وارثا صغیرا او ترک وارثا غائبا اقول ہکذا وجد وترک وارثا مع حرف العطف

والظاہر عندی ترک لواو وہناک سقوط واللہ اعلم۔ باب چہاردہم فصل اول شروع وعن ابی یوسف ومحمد انہما
قدر المدۃ۔ الصواب قدرا علے القنیۃ۔ فصل دوم محیط السرخسی فان کان بایع الجاریۃ مع احد الولدین سلے قولہ لو
ان البایع صدقہ ولدہ فیما ادعی۔ اقول کذافی النسخۃ۔ ولد بمعنے فرزند والصواب والدہ بمعنے پدر۔ اس سے کچھ بعد
قولہ ولو جنی علے احدہما اخذ المشتری۔ الصحیح واخذ المشتری۔ پھر اس سے دو سطر پیچھے قولہ اخذ المشتری دیۃ وارثہ
بالولاء۔ الصواب عندی دیتہ وارثہ۔ یعنے اسکی دیت کو اور اسکی میراث کو فصل سوم شروع قولہ او ولد مکاتبۃ
الذی ولدتہ فی الکتابۃ۔ الصحیح ولدہ مکاتبتہ بالتانیث فصل چہارم شروع۔ وادعیتہ وقبل ان تلد منی۔ الصحیح
وادعیتہ قبل الخ یعنے حرف عطف غلط ہے فصل ہشتم۔ الحاوی وان ادعے الرجل النکاح سلے قولہ وان ملک
امہ صارت الخ اتصال ضمیر بلفظۃ ملکہ سہو خط ہے اور صحیح بدون ضمیر یعنے ملک امہ سلے آخرہ فصل نہم ۱۷۰
شروع قولہ ولم یعتق من الاولاد اختلفوا فیہ۔ صحیح وہل یعتق الخ بطریق استفہام۔ فصل یازدہم محیط السرخسی
ہذا اذا کان الابوان مسلمین سے فی الاصل سلے قولہ لکن لا یقتل۔ الصحیح یقتل من القتل۔ یعنے صغیر جسکے اسلام کا
حکم بالتبعیۃ دیا گیا ہے اگر بعد بلوغ کے اسلام سے منکر بالغ ہو تو مرتد ہیں اور اسمین یہ فرق ہے کہ برخلاف
مرتد کے اگر یہ منکر ہو تو قتل نہ کیا جائیگا ہان اگر اقرار کے بعد پھر منکر ہوا اور یہ دونون باتین بعد بلوغ کے
پائی جاوین تو مثل مرتد کے ہے۔ فصل چہاردہم سے کچھ پہلے قولہ لمولی الام کذا فی المبسوط الظاہر لمولاۃ
الام۔ فصل چہاردہم صفحہ ۱۸۷۔ قولہ کذا فی محیط السرخسی وان ادعے ولد امۃ مکاتبۃ لاتصح دعوتہ الخ اقول یہ
بھی ایک فاحش غلطی ہے کیونکہ امۃ مکاتبتہ یعنے اپنی مکاتبہ باندی کے بچہ کے نسب کا دعوے یہ حکم نہین رکھتا
ہے اور صواب یہ ہے کہ مکاتبہ بضمیر ہے اور یہ امۃ کا مضاف الیہ ہے اور معنے یہ ہین کہ اپنی مکاتبۃ باندی کے مملوکہ
باندی کے بچہ کا دعوے نسب کیا مثلاً اسکی باندی مکاتبہ نے خود مختاری تجارت مین کوئی باندی خریدی
جسکے بچہ ہوا اور اسکی مالکہ یعنے مکاتب مذکورہ کے مالک نے اسکے نسب کا دعوے کیا فافہم۔ فصل پانزدہم قولہ
کذا فی المحیط رجل مات وترک ابنا فجاءت امرأۃ سلے قولہ فصدقہ الغلام واقامت البینۃ اقول لفظ فصدقہ مین
ضمیر کا مرجع اگر عورت ہے تو فصدقہا چاہیے مگر آنکہ مرجع قول یا دعوے مذکور قرار دیکر تکلف کیا جاوے فافہم
اگر کہا جاوے کہ پھر قولہ واقامت البینۃ بھی بحرف واو سہو ہوگا کیونکہ لڑکے سے تصدیق پائی گئی پس حرف
تردید ظاہر ہے تو جواب یہ ہے کہ نہین بلکہ طفل نے اپنے حق مین تصدیق کی جو باپ پر موثر نہین لہذا عورت نے اسکو
بگواہی ثابت کردیا فلیتدبر۔ باب پانزدہم صفحہ ۱۹۵۔ واقر المشتری بذلک ونکل لا یرجع المشتری اقول
الظاہر او نکل بحرف الترديد صفحہ ۱۹۷۔ کذا فی الخلاصۃ المشتری جاریۃ فولدت او شجرۃ سلے قولہ وان قتل
اخذ منہ عشرۃ آلاف اقول الصواب وان قتل واخذ منہ الخ۔ اور اسی صفحہ کے آخر سطر مین قولہ ولا یرجع علے البائع
بقیمۃ الشجر ویجبر المشتری۔ صواب میرے نزدیک بقیمۃ الثمر یعنے بجاے شجر کے ثمر چاہیے۔ باب شانزدہم
سے کچھ پہلے قولہ کذا فی المحیط من ضمن الثمن للمشتری عند الشراء سلے قولہ بعد وجوب الثمن علے البائع اقول

الصواب بعد وجوب دار الثمن او یا ول الکلام سلے ہذا المعنے اور اس سے ایک صفحہ بعد باب شانزدہم مین
قولہ ولایجعل حرمن جہۃ المستحق الصحیح لایجعل حرا بالنصب۔ باب ہفتدہم صفحہ ۲۱۱ قولہ یقرلہ بہبۃ او تستبض
او ما اشبہ ذلک کذا فی المحیط۔ اقول الصواب بہبۃ وتستبض سلے یقر بالہبۃ مع القبض۔
کتاب الاقرار باب دوم سے کچھ پہلے قولہ لان الفسخ بجحود ہما فی کل موضع لبطل الاقرار الخ اقول یہ مقام
بھی مترجم کے فہم پر مہملات عبارات مین سے ہے والصواب عندہ ان یقال لان الفسخ ثبت بجحودہما ثم فی کل موضع
الی آخرہ اور آئندہ صفحہ ۲۱۵ کی اول سطر مین موہم ومغالط رسم الخط مین سے کتابت بلفظ کلما یکال ویوزن
یعنے کل ما یکال سلے کل شئے دخل تحت الکیل اوالوزن باب دوم صفحہ ۲۱۹۔ قولہ کذا فی الظہیریۃ ولو قال
لفلان علی الف دراہم فیما اعلم او فی علمی او فیما علمت قال ابو یوسف الخ اقول الصواب قال ابو حنیفہ رح
واللہ اعلم بالصواب۔ اور صفحہ مابعد مین قولہ کذا فی خزانۃ المفتین ولو قال لہ علی الف درہم سے فی قضاء
فلان سلے قولہ او فی فقیہ الخ الصواب او فی فقہہ۔ اسی کے کچھ بعد قولہ ان شاء تعالے الظاہر ان شاء اللہ
تعالے۔ بل ہو الصواب۔ اس سے ایک صفحہ پیچھے قولہ کذا فی محیط السرخسی ولو قال اکثر ہا انی طلقتہا
اکثرہا طلاقی۔ اقول لمعنے او اکثر ہا طلاقی الخ فافہم۔ ایضا ۲۲۳ مسئلہ واقعات حسامیہ قولہ مقرا الارض سلے
مقرا بالارض اور اسی صفحہ کے آخر مین مسئلہ منتقی جو ذخیرہ مین منقول ہے قولہ وان کان فی الزرع ضرر
وجب المقران بعطیہ۔ اقول الصواب ان کان فی الزرع ضرر وجب علی المقر الخ اور ۲۲۷ باب ہذا مین غایۃ البیان
شرح الہدایہ ولو قال لفلان علے درہم مع کل درہم سلے قولہ ولو نظر الی عشرۃ بعینہا وقال لفلان علے مع کل درہم
من ہذہ الدراہم ہذہ الدراہم الخ اقول اگر لفظ ہذہ الدراہم اخیر کا بلفظ جمع ہے تو حکم مذکور یعنے گیارہ درم
واجب ہونا محل تامل ہے اور اگر ہذا الدرہم بلفظ دراہم ہو تو حکم مذکور ظاہر ہے کیونکہ تعیین باشارہ بلفظ واحد کی
صورت مین عشرہ معینہ کے ہر درم کے ساتھ معیت مجازی ہے تو گیارہ واجب ہونگے اور اگر ہذہ الدراہم بلفظ جمع
ہون تو ایک ہی ہونا ضرور نہین خصوص جبکہ معنی جمعیت کا بطلان لازم آتا ہے اللہم الا ان یقال زیادۃ الواحد
علے العشرۃ تجمعہا مع المعینۃ وفیہ نظر وتفصیل الکلام لاتحتملہ المقام۔ باب چہارم مسئلہ اولی مین وجوہ ثلثہ کی تیسری وجہ
لکھی بلفظ وثالثہا ان مبنیہا الاقرار الخ اقول غلطی مشوش ہے اور میرے نزدیک صحیح لفظ یبہم ہے یعنے کتاب مین
یبنیہم از مبین یا ابانہ جو کچھ ہو ذکر کیا اور مترجم اسکو ابہام سے یبہم مضارع کا صیغہ صحیح جانتا ہے فلیتدبر۔ اور
اسی سے کچھ بعد قولہ فلذا اذا اقر الصبی بہذا قالوا کذا فی الذخیرۃ۔ صبی کا فاعل اقر ظاہر کیا اور صواب للصبی ہی
باب پنجم ۲۳۳ کذا فی المبسوط واذا کان العبد بین رجلین اذن لہ احدہما ان کتب فانہ یجوز اقرارہ ہذا فی حصۃ
الذی اذن لہ وجمیع مال ہذا العبد الخ اقول اسی نقش سے مال ہذا العبد لکھا اور صواب یہ ہے وجمیع مال ہذا
العبد یعنے جملہ وہ جو اس غلام کے واسطے ہے۔ ایضا دوسرے صفحہ مابعد مین قولہ کذا فی المبسوط ولو قال
لفلان علے مائۃ درہم ولفلان او لفلان فلفلان علیہ نصف المائۃ۔ اقول یہانتک تو ٹھیک ہے پھر لکھا

والنصف للثانی بکل واحد من الاخرین علیہ - اقول اسکا ترجمہ یہ ہوا کہ اور نصف دوسرے کا ہوگا الخ اور یہ غلط ہے صواب یہ کہ والنصف الثانی یحلف یعنے لبقیہ نصف حصہ کے لیے اس سے باقی دونون مین سے ہر ایک کے واسطے اس سے قسم لیجائیگی - پھر لکھا - الا ان یصطلحا علیہ فیکون بینہما نصفین علے مائۃ درہم - اقول یہ آخر کا لفظ یعنے علے مائۃ درہم - مترجم کے نزدیک غیر محصل ہے ظاہرا یہ لفظ سہو قلم ناسخ ہے - اور مقصود صرف اسیقدر ہے کہ لیکن اگر دونون آدمی باہم صلح واتفاق کرلین تو باقی نصف دونون مین مساوی ہوگا فلیتامل - باب ششم قولہ کذا فے الکنز ولو قال لا له علے الخ الصحیح ولو قال له یعنے علے صیغۃ الواحد - اور اسی سے آگے مسئلہ کافی کے بعد جو مسئلہ اسمین لکھا کہ فعند ابی حنیفۃ رح یلزمہ الدراہم وتسعۃ دنانیر - اقول یعنے یلزمہ تلک الدراہم المعہودۃ وہی العشرۃ وکذا فے کل موضع من المسئلۃ - پھر اسی مسئلہ مین لکھا - ووقع فے بعض نسخ ابی حفص یلزم الدراہم فے ہذا الفصل ان علیہ عشرۃ دنانیر الخ اقول لفظ یلزم الدراہم اس عبارت مین غیر مربوط واقع ہوا اور صواب میرے نزدیک اس کا حذف ہے یعنے یون لکھا جاوے ووقع فے بعض نسخ ابی حفص فے ہذا الفصل ان علیہ الے آخرہ اور اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ ثم ماتت قبلہ ولہا ورثۃ بحجرون میراثہا - بجیم از حجر مسطور ہے اور صواب بحاء حطیہ ہے فاحفظہ - اور اس سے دو ورق کے بعد صفحہ ۲۴۳ - آخر قولہ کذا فے الکافی مریض ووہب عبدا له الخ اسمین لکھا - ان العبد لہذا الوارث الآخر واقرانہ کان الخ والصواب عندی بحرف الترديد یعنے او اقرانہ کان الخ اور اس سے دو ورق کے بعد صفحہ ۲۴۷ مین کذا فے التحریر شرح الجامع الکبیر رجل باع عبدہ فے صحتہ من رجل الخ - اسمین لکھا - فلیس للمشتری ان یشارک غرماء المشتری المیت فے سائر اموال المیت الخ اقول لفظ غرماء المشتری المیت مین لفظ مشتری سہو کاتب ہے فقط غرماء المیت چاہیے ہے اور مین نے اسکو غلطی پر محمول کیا اور اقالہ کی تاویل کرکے میت کو واپس ملنا جدید بیع قرار نہ دی تاکہ میت بدین معنے ایک نوع کا مشتری ہوجاوے پس مع اسوجہ سے نہین کیا کہ مقروض مسئلہ مین واپسی مشتری کی بقضاء قاضی ہے اور وہ ہر وجہ سے فسخ ہوتی ہے بیع جدید بامنزلہ اقالہ در حق غیر متعاقدین نہین ہوتی ہے فلہذا قطعنا بکونہ خطاء من الناسخ فافہم - پھر اس سے اگلے صفحہ کی شروع لفظ بقیتہ بدون ضمیر کے زلہ قلم ہے بقیتہ مع الضمیر چاہیے - اور اسی صفحہ مین طویل مسئلہ کذا فی المبسوط رجل لہ علے رجل الف درہم الخ مین لکھا وان کان الوارث الوکیل دون الآمر الخ اور اسکا ترجمہ یہ ہوسکتا ہے کہ اگر وارث فقط وکیل ہو نہ موکل واقول مقصود سے مخالف ہے اور صواب یہ ہے کہ وان کان وارث الوکیل الخ یعنے یہ شخص موکل کا وارث نہو بلکہ وکیل کا وارث ہو الے آخرہ -

باب دوازدہم ۱۷۲ - کذا فے المبسوط ولو ان رجلا اعتق عبدہ فقال لہ بعد ذلک الخ قولہ قطعت یدک وانت حربی فے دار الحرب اخذت من مالک کذا الخ یعنے اذ قال اخذت من مالک الخ فافہم اور اسکے ما بعد صفحہ مین قولہ کذا فے المحیط ولو اعتق امتہ ثم قال الخ وفیہ وقال ابو یوسف الصحیح ابو یوسف اور اسکے آگے قولہ کذا فے الحاوی ولو اقر انہ فقا عین فلان عمدا ثم لو ذہبت عین الفاقی بعد ذلک

وقال المقفورة علیہ فقارت عینی وعینٰک ذاہب فالقول قول المقفور علیہ کذا فے المبسوط قال المترجم
اس مسئلہ مین سقوط عبارت ظاہر ہے ورنہ بدون اسکے محصل نہین معلوم ہوتا پس صواب وصحیح میرے نزدیک
یہ عبارت ہے وقال المقفورة علیہ فقارت عینی وعینٰک ثابتہ وقال الفاقی لا بل فقارت عینک وعینی ذاہب
الی آخرہ اور شاید عین کیلیے ذاہب مثل ذاہبۃ کے روا رکھا گیا ہے فافہم واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔
باب سیزدہم اول مسئلہ مین قولہ واذا اقران لفلان وفدان مع شرکا رسے ہذا الخ اقول یہ عبارت بھی سخت
محرف ہے اور صواب میرے نزدیک یہ ہی کہ اذا اقرانہ لی وفلان مع شرکا راسے آخرہ فافہم
اور اسکے بعد دوسرا مسئلہ قولہ ابن سماعۃ عن محمد رحہ فے رجل قال لہذا الرجل سے ہذا العبد الف دراہم ولعبد
عبد المقر قال ہذا عبدی سے علے ان ذلک دین سے فے رقبتہ الا ان یکون فیہ کلام یدل علے انہ شریک فے رقبتہ
بالف درہم بان یقول الخ۔ قال المترجم ترجمہ اس مسئلہ کا میرے نزدیک اسطرح ہے کہ ابن سماعہ رح
نے امام محمد رح سے روایت کی کہ زید نے مثلاً کہا کہ اس عمرو کے اس غلام مین ہزار درم ہین اور یہ غلام
اسی زید کا ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ اقرار اسطرح رکھا جائیگا کہ اسقدر مال اس غلام کے
رقبہ مین قرضہ ہے لیکن اگر اس مذاکرہ مین کوئی بات ایسی ہو جس سے یہ دلالت نکلے کہ یہ شخص اس غلام کے
رقبہ مین مقر کا شریک ہے تو البتہ شرکت کا ہوگا اور ایسی بات کی یہ صورت ہے کہ مثلاً زید نے کہا ہو کہ مین نے
یہ غلام خریدا ہے اور اس عمرو کے اسمین ہزار درم ہین تو یہ قرار دیا جائیگا کہ ہزار درم کے رقبہ مین شرکت ہے
ہکذا ظہر للمترجم واللہ تعالےٰ اعلم۔ وایضاً باب مذکور (۲۷) کذا فے المحیط ولو قال یا فلان لکم علے الف
درہم الخ وفیہ ولو قال انتم یا فلان لکما الخ پس یا تو مراد یہ کہ پہلے بلفظ جمع ثم کہا پھر منادی واحد سے
تفسیر کی پھر لکما بلفظ تثنیہ بیان کیا اور شاید انتما یا فلان ہو یعنے اول وآخر تثنیہ ہو واللہ اعلم۔ باب ہیزدہم
(۲۸) کذا فے المحیط واذا قال الرجل للمراة انی اریدلے قولہ حضر الشہود وہذہ المقالۃ الخ اقول الواو فیہ
غلط المکاتب باب شانزدہم دوسرے صفحہ مین قولہ ہکذا فے المحیط لو قال لرجل لامرأتہ انت طالق اقول الصواب
لامراتہ علے التنکیر والا لا فائدہ فے جعل التطبیق اقرارا فے اثبات النکاح حیث فرضت المرأۃ امراتہ فافہم۔
ایضاً صفحہ دوم محیط السرخسی اذا اقرت المراۃ انہا امۃ فلان سلے قولہ بالصنیع بانہ ظاہرۃ یدل علے ان المقر لہ۔
اقول الظاہر ان یقال بالصنیع بامۃ ظاہرۃ وہذا یدل الخ او ظاہرہ یدل۔ اسی باب مین ۲۸۵۔ کذا فی التحریر
شرح الجامع الکبیر فے المنتقی عبد قال لرجل انا ابن امتک فہذہ امی امتہ لک لدت فے ملکک ولکنی حرما ولدت
الاآخرہ اقول یون ہی الآخر مذکور ہے والصواب عندی ما ولدت الاحرا۔ یعنے مین نہین پیدا ہوا مگر آزاد۔ اول
اول ولدت فعل معروف مؤنث اور فاعلہ وہی امۃ ہے اور حکم مذکور کی وجہ یہ ہے کہ اسنے باندی مذکورہ کی
نسبت بیان کیا کہ تیری باندی تیری ملک مین جنی ہے اور اس سے لازم نہین کہ اسی مقر کو جنی اور نہ اسکا
اقرار اسکی مان ہونے یا مان کی باندی ہونے یا اسکی ملک مین بچہ جننے مین باندی پر لازم۔ اور یہ جو اسنے کہا کہ مین

اسی کا بیٹا ہون تو لازم نہین کہ اسکی ملک مین پیدا ہو کیونکہ بالفعل اس نے مان کی نسبت مقر لہ کی مملوکہ
ہونے کا اقرار نہین کیا لہذا اسی کا قول معتبر ہوا فافہم۔ باب ہفتدہم شروع مسئلہ قولہ اذا کان لہ عبارۃ
صحیحۃ و بالولد اذا کان الخ الصواب بالوالد بمعنے پدر۔ اور اسی مسئلہ مین قولہ اما فیما یلزمہا من الحقوق
فاقرارہ صحیح۔ یون یلزمہا بضمیر مؤنث مسطور ہے اور صواب یلزمہما بضمیر تثنیہ مذکر ہے اور مراد مقر اور مقر لہ
ہین اور ضمیر اقرارہ راجع بجانب مقر ہے یا ہر واحد یعنے آنکہ حق بعد قبول مقر لہ ہے فافہم۔ اور اسی کے
تھوڑی دور بعد قولہ ہذا اذا ملک العبد وحدہ او مع امہ فی حالۃ الصحۃ فاذا ملک العبد الخ الصواب فاما اذا ملک
العبد الخ صفحہ ۲۹۰۔ کذا فی الحاوی دبر جاریۃ ثم اقر انہا کانت مدبرۃ لآخرہ الے قولہ استخدمہا ووطیہا قضاء۔ اقول
معنی ظاہر ہین اگر جملہ فعلیہ رکھا جاوے یعنے وجاز استخدامہا الے آخرہ۔ باب ہیجدہم کذا فی محیط السرخسی ولو اقران
ہذا العبد الذی فی یدیہ عبد لفلان اشتریتہ منک بالف درہم ونقدتہ الثمن۔ اقول سہو من الناسخ والصواب منہا
بالخطاب یعنی ونقدتک الثمن صفحہ ۲۹۴۔ فی مسئلۃ التحریر قولہ محیط السرخسی رجل وکان رجلا یبیع جاریۃ الے
قولہ وکذلک الجاریۃ المامورۃ اذا اشتراہا مسلم اقول الصواب الجاریۃ الماسورۃ۔ یعنے وہ باندی جو اہل اسلام مین سے
کسی کی مملوک تھی اور اسکو حربی کافر قید کرکے لے بھاگے تھے اور صفحہ آیندہ مین بعد مسئلہ مذکورہ بالا کے
قولہ ولو کان الآمر قدمات ثم اقر الوکیل بشراء ہذا العبد فان کان العبد فی یدہ بعینہ او فی ید البائع الخ اقول المسئلۃ
مشکلۃ عندی ولعل الصواب لم یدفع الثمن مکان قولہ یدفع۔ ثم قولہ فی آخرہا ویلزم بیع المیت اقول الصواب
ویلزم البیع المیت یعنی ان ہذا البیع یلزم فی حق الموکل الذی مات یعنے انہ یلزم ذلک فی ترکتہ۔ پھر اس سے دو
صفحہ کے بعد قولہ کذا فی المبسوط لو ان رجلا اشتری من رجل سلعۃ الخ مین الوجہ الثانی کے بیان مین لکھا۔ فابی فرد علیہ
بالسبنیۃ کان لہ الخ اقول یہ بھی فاحش اغلاط مین سے ہے اور میرے نزدیک اسمین تو شک نہین کہ بجاے لفظ بالبینۃ کے
بنکولہ صحیح ہے ہان یہ احتمال ہے کہ شاید اسقدر عبارت بھی ہو کہ فرد علیہ بنکولہ فان لم یسبق منہ الجحود کان لہ ان یخاصم
بالغہ۔ کیونکہ یہی مقصود مقام ہے خواہ عبارت موجود ہو یا نہو کما لا یخفے علے الفطن الماہر۔ باب نوزدہم۔ ۳۰۱۔
کذا فے المحیط قال ہو شریکی فیما فی ہذہ الحانوت الخ مین قولہ ومن اصحابنا من وافق۔ اقول وافق از موافقت
غیر مرضی ہے اور وفق از توفیق صحیح ہے۔ اسی باب کے آخر مسئلہ مین جو مبسوط سے منقول ہے اسکی راہ فقہ ذکی او بین
ہے کیونکہ بر قیاس مسئلہ متقدمہ مال دستاویز کا وجوب قرضدار پر قبل اقرار واقع ہوا پس لامحالہ لازم نہین کہ قبل
اقرار کے جو کچھ اسکی کمائی ہو بوجہ شرکت ہو کیونکہ ظہور شرکت مین مستند اسکا اقرار ہے اور وجود دستاویز مین
وجود مقر کے قبضہ مین بروز اقرار معتبر ہو سکتا ہے اور نہین بھی ہو سکتا ہے فلیتامل سفے المقام اگرچہ ارجح وہی ہے
جو کتاب مین مذکور ہے واللہ تعالے اعلم۔ باب بستم کذا فی الحاوی ولو اقر انہ قبض ما فی ضیعۃ فلان من طعام او ما فے
نخلہ ہذا من تمر وانہ قبض الخ لعل الصواب او انہ قبض واللہ تعالے اعلم۔ باب بست وسوم ۳۱۱۔ فتاوے قاضیخان
لو قال لفلان علے نصف درہم ودینار وثوب فعلیہ نصف کل واحد منہا۔ اقول اگر منہا کی ضمیر تثنیہ بجانب دینار و ثوب ہے تو لفظ

ایضاً بھی چاہیے ورنہ ثواب میرے نزدیک منہا بضمیر تانیث ہے اور مرجع ہر سہ اشیاء مذکورہ ہین۔ اس سے کچھ بعد
مسئلہ قال محمد رح رجل لہ غلام مین قولہ فان کانت قیمتہا علے السواء دقعت المفاوضۃ۔ اقول لفظ مفاوضۃ غلط ہے
اور صواب لفظ مقاصہ بقاف وتشدید صاد ہے سے لے تصیر کلواحد منہما قصاصا عن الآخر۔ پھر اسی مسئلہ مین لکھا
ولا یضمن کلواحد منہما لصاحبہ قیمۃ ما اشتری کل فی لا یرجع احدہما الے آخرہ اقول لفظ کل بھی مہمل ہے اور احتمال ہے کہ
کاتب کے قلم سے سہواً زائد ہوگیا اور صواب احتمال مترجم کے نزدیک یہ ہے کہ عبارت یون ہوگی۔ قیمۃ ما اشتری کما
لا یرجع احدہما الے آخرہ یعنے کوئی دوسرے کیلیے خریدکردہ کی قیمت کا ضامن نہوگا جیسے قیمت فروخت کردہ کو
واپس نہین لے سکتا ہے فافہم والتطویل لا یرخص لی فی ہذا المختصر

کتاب الصلح باب اول ۳۱۵۔ قولہ ابرا دعی بیوت لا یجوز کذا فی المحیط لعل الصواب بدا او حتے بیوت الخ
باب دوم صفحہ ۳۱۸ المبسوط رجلان لہما علے رجل الف درہم۔ مین قولہ وان کان دینہما واجبا فادانہ احدہما الخ اقول
الصواب اوجبا باداننہ احدہما یعنے ان احدہما عامل مع الرجل مداینۃ فوجب الدین باداننۃ ہذا او احد فافہم باب
سوم صفحہ ۳۲۳ کذا فی المحیط الصلح من النفقۃ ان کان علے شئ یجوز للقاضی تقدیر النفقۃ بہ کالنفقۃ الے آخرہ
اقول الصواب کالنقدین الے آخرہ فلیتامل۔ پھر دوسرے صفحہ کے آخر مین تاتارخانیہ نقلا عن العتابیہ کے
بعد مسئلہ اذا صالح الرجل بعض محارمہ الخ مین قولہ فان کان صالح علے اکثر من نفقتہم بما یتغابن الناس فیہ
الخ مترجم کے نزدیک سہو فاحش مشوش ہے والصواب بما لا یتغابن الناس فیہ۔ فلیتامل فیہ۔ باب چہارم
صفحہ ۳۲۶۔ بعد خلاصہ کے مسئلہ طویلہ امراۃ استودعت رجلا الخ مین قولہ حتے لو اقام صاحب المتاع بینۃ بعد
ذلک علے ما ادعی من المتاع لم یکن لہا علے المودعین الخ اقول یون ہی لفظ لہا بضمیر تانیث مذکور ہے اور تکلیف
بتاویل بعید کا محتاج اور ظاہر صحیح لفظ بضمیر مذکر ہونا چاہیے فلیتامل۔ پھر اسکے بعد دوسرے صفحہ کے آخر مین
بعد الحاوی مسئلہ اذا کانت الدار فی ید رجل فادعی یعنے ہذا القابض ادعی ان فلانا تصدق بہا علیہ وانہ قبضہا یعنے
ان القابض قبض تلک الدار منہ بجہۃ الصدقۃ وقال فلان بل وہبہا لک یعنے انہ انکر الصدقۃ وقال بل وہبتہا لک
اسکے بعد لکھا فان اقر الذی فی یدیہ انہا ہبۃ بعد الصلح او جحد رب الدار الہبۃ والصدقۃ جمیعا قبل الصلح علے ما ذکرنا۔
اقول یہ عبارت غیر محصلہ ہے والصواب عند المترجم علے وجہ التصحیح ان یقال فان اقر الذی فی یدیہ انہا ہبۃ
بعد الصلح او جحد رب الدار الہبۃ والصدقۃ جمیعا قبل الصلح۔ لم یبطل الصلح ولا رجوع علے ما ذکرنا۔ یعنے پھر اگر صلح کے بعد
قابض نے اقرار کر دیا کہ بیشک دار مذکور اسکی طرف سے ہبہ ہی تھا یا مالک مکان نے صلح سے پہلے ہبہ وصدقہ
دونون سے منکر ہو کر صلح کر لی ہو بہرحال صلح باطل نہوگی اور رجوع نہین ہوسکتا اور شاید کہ بجاے فان اقر کے
وان اقر ہو اور وصلیہ ہو اور جملہ عاطفہ یعنے قولہ او جحد رب الدار الے آخرہ کی توجیہ کیجاے بالجملہ مقام مین توجیہ وتصحیح ضرور ہے
فاللہ تعالے اعلم۔ باب ششم صلح العمال کے ابتدائی مسئلہ مین قولہ ولیاخذہ رب الثوب ثوبہ۔ محل تخطیہ ہے اور قولہ
کذلک اذا صالحہ علے دنانیر وان وقع الصلح علے ان یکون الثوب لرب الثوب وللقصار۔ محل اشتباہ ہے اگرچہ ترجمہ سے

توجیہ دریافت کیجاوے لیکن غالب گمان مترجم کا بجانب سقوط عبارت وتحریف وتصحیف ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ باب ہفتم شروع مسئلہ قولہ لو باع منہ عبدا بالف درہم سود ثم صالحہ علی الف او مائۃ اقول میرے نزدیک یہ حرف تردید غلط ہے صواب واو ہے اگرچہ قولہ او نہر جتہ مین حرف الترد ید صحیح ہے صفحہ ۳۳۷ قولہ فکذا اذا قبض بعد راس المال قول الصواب بعض راس المال لیزید فی الاجل کذا فی محیط السرخسی صفحہ ۳۳۹ المبسوط اذا جاء الکفیل ما نقص مما کفل سے فی المکیلات والزرعیات الخ یون ہی تمام مسئلہ مین زرعیات بزاء منقوطہ مسطور ہے اور ظاہر اصحیح ذرعیات بذال منقوطہ ہے اور شاید ترجمہ مین موزونات لکھا گیا اور مذروعات ساقط ہے پس جاننا چاہیے کہ مذروع سے وہ چیزین مراد ہین جو گزون سے ناپی جاتی ہین جیسے کپڑے وغیرہ اور انکو سلم کے طریقہ سے خرید وفروخت کیا گیا ہے پس حکم مذکور ان چیزون مین بھی جاری ہے فاحفظہ۔ باب ہشتم سے کچھ پہلے جو مسئلہ مذکور ہے اسمین لفظ اسلم بمعنے مسلمان ہوا اور بمعنے عقد سلم ٹھہرایا دونون معنے مین بقصد ہر دو معنے بلفظ مشترک علیحدہ دلالت سے مذکور ہے لہٰذا ہر جملہ مین مناسب معنے لینا چاہیے پھر واضح ہو کہ اسی مسئلہ مین قولہ دلو صالح المسلم منہا علی راس مالہ لم یجز۔ لفظ منہا بضمیر مونث غلط ہے اور صواب منہما بتثنیہ ہے اور المسلم سے الذی صار مسلما۔ اور سلم ٹھہرانے والا یا رب السلم مراد نہین ہے تاکہ ضمیر منہا یا راجع بجانب حنطہ یا خمر یا بتاویل بجانب سلم ہووے ورنہ فی الجملہ معنے فاسد ہو جاوینگے فلیتامل۔ صفحہ ۳۴۲ بعد خلاصہ کے مسئلہ وان صالحہ من العیب علی ثوب بعینہ الخ مین بیان الاصل کا فقرہ انہ معنے تعذر الرد علی المشتری۔ بوجہ صلہ حرف علی کے موہم ہو گیا اور وجہ ایہام تعلق علی بمتعلق قریب یعنے لفظ الرد ہے اور یہ مراد نہین ہے بلکہ تعلق بلفظ تعذر مراد ہے اگرچہ متعلق بعید ہے فلینبہ۔ بالجملہ ایسے اغلاط جنکی شان خفیف ہو اس کتاب مین بہت ہین لیکن الوسع بتوفیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ترجمہ مین انکا لحاظ رکھا گیا ہے

اب تطویل کو چھوڑکر دوسری کتاب یعنے مضاربت کے کچھ اغلاط بیان کرنا چاہیے

کتاب المضاربت باب اول صفحہ ۳۹۱ کے آخر سطر مین قولہ وکان الدین علیہ علی حالہ رب الدین ہذا قول ابی حنیفہ رح وعندہما الی قولہ والخسران علیہ قریب وسطر کے عبارت مکرر واقع ہوئی ہے اور مابعد صفحہ کے دوسری سطر مین قولہ دلو کان الدین علی ثلث مین لفظ ثلث غلط ہے اور ثواب لفظ ثالث ہے اسیطرح تیسری سطر مین فقال لآخر کی جگہ فقال لآخر صحیح ہے۔ باب سیزدہم صفحہ ۴۳۱ ۔ قولہ وان زادت قیمتہا۔ الصواب قیمتہا بعد ذلک کان العتق باطلا ایضا کذا فی المبسوط پھر اسی صفحہ مین قولہ الا انہ یثبت لرب المال الخیار ان الاولان ہکذا فی المحیط۔ مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک بیان بھی خطاے فاحش ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ یہ کاتب کا سہو نہین بلکہ اصل کتاب مین یون ہی واقع ہوا اور صواب میرے نزدیک یون کہنا چاہیے کہ یثبت لرب المال الخیار ان الاخیران اگر کہا جاوے کہ محیط کی غلطی پر محمول کرنا جرأت ہے تو جواب دیا جائیگا کہ نہین نہین محیط مین غلط نہین بلکہ بیان غلط ہے پھر اگر اس سے تعجب کیا جاوے تو مترجم سے سُننا چاہیے جس سے یہ معما حل ہو اور تعجب زائل ہو۔ واضح ہو کہ اس فتاوے مین جملہ مسائل خواہ اصول مذہب کے ہون یا متاخرین مشائخ کے استخراج

وعلما رمفتین کے فتاوے ہون اکثر معتبرات مثل محیط و ذخیرہ و فتاوے قاضیخان و متون ہدایہ وغیرہ و
تالیفات حاکم شہید مثل منتقی وغیرہ سے منقول ہین اور جامعین رحمہم اللہ تعالے نے بغرض قوت و
کثرت نقل مع ایجاز و اختصار کے یہ عمدہ نفیس طریقہ اختیار کیا کہ ایک مسئلہ مثلاً کسی اصل معتمد متداول سے
شروع کیا پھر اگر وہ مسئلہ بجمیع وجوہ و تفاریع اسی اصل مذہبی یا تین معتمد مین موجود ہے تو اسی پر اکتفا
کر کے دیگر معتبرات کا حوالہ دیدیا کہ یون ہی فلان و فلان کتابون مین بھی منقول ہے تاکہ نقل مین شہرت کے
قریب پہونچ جاوے لیکن ایسا بہت کم ہے جملہ تفاریع و مقایس و مستخرجات وہان نہین ہوتے ہین کیونکہ مستخرج
مین تو جو تفریع و تخریج دوسری کتاب مین ہے بعد ختم عبارت اصل و حوالہ کے اس کتاب سے نقل کردی اگر سب
تفاریع ہون ورنہ قدر موجود اسمین سے اور باقی کے لیے دوسری کتابون سے اسیطرح جہانتک ملا ہے سب
جمع کیا گیا اور تفاریع پر بھی جابجا متعدد حوالے بغرض تقویت ذکر کیے ہین اور کبھی بنظر اختصار مع فائدہ کامل کے
ایک کتاب معتمد سے دو ایک تفریع پھر دوسری سے ایک دو پھر باقی تیسری و چوتھی وغیرہ سے نقل کین تاکہ
سب مین موجود ہونا اصل کا ظاہر ہو کیونکہ تفریع پر اصل ضرور ہے جس سے اسکا درجہ تواتر کو پہونچگیا۔ جب یہ
بات معلوم ہوگئی تو اب مین مقصد کیطرف رجوع کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ یہان ابتدا مسئلہ جو نقل ہوا اسمین
اول دونون خیار مین سے ایک تضمین ہے اور اس اصل منقول عنہ مین خیارات کی ترتیب اسیطرح رکھی گئی
ہے پھر انجام کار محیط سے جو تفریع نقل کی اسمین خیاران اولان لایا حالانکہ بنظر ابتدائی ترتیب کے ایک
خیار تضمین بھی حاصل ہو دیکن تضمین کا اختیار صحیح نہین لان الاعسار لا یوجب لہ خیار التضمین بل موجبہ عکس ذلک
بان اعسار کا موجب اعتاق ہے یا استسعار یعنے چاہے اپنا حصہ آزاد کرے یا اُس سے سعایت کرائے اور
چونکہ خیاران اولان کہنے مین خیار تضمین حاصل ہوتا ہے تو یہ خلاف مقصود اور غلط ہوا لہذا مترجم نے کہا کہ صحیح یہ
ہے کہ خیاران اخیران کہا جاوے۔ کیونکہ ابتدائی مسئلہ مین اعتاق و استسعار جنکا وہ مختار ہوا ہے ترتیب مین
اخیرین ہین۔ پھر جو مین نے کہا تھا کہ محیط پر غلطی کا الزام نہین ہو سکتا کیونکہ غالباً اس کتاب مین تضمین اخیر ہوگا
اور اعتاق و استسعار ہی دونون اول ہونگے تو اسکا آخر مین خیاران اولان کہنا صحیح ہوگا اس سے معلوم ہوگیا
کہ درحقیقت یہ سہو فقط عبارت کے التقاط و اقتباس مین واقع ہوا کہ ملتقط کو یہ خیال نہین رہا کہ ہمارے یہان ابتدا
مین ترتیب خیار کیونکر ہے فافہم فہذا اسانح عزیز والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے مولانا وسیدنا محمد
رسول رب العالمین وعلے آلہ واصحابہ اجمعین۔ اس مطبوعہ نسخہ مین جہان سقوط عبارات و تحریف کا احتمال ہی
وہ بہت سخت ہے چنانچہ اسکی مثالین گذرچکین اور آوینگی انشاء اللہ تعالے اور جیسے صفحہ ۳۴۹ باب ۳ مین لکھا
کذا فی المبسوط اختصم رجلان فی حائط فاصطلحا علے ان یکون اصلہ لاحدہما وللآخر موضع جذوعہ وان نبی علیہ حائطاً
معلوماً ویحمل جذوعاً معلومۃ لا یجوز کذا فی محیط السرخسی۔ ظاہر عبارت تو اسیقدر ہے کہ دو آدمیون نے ایک دیوار
مین جھگڑا کیا پھر باہم اس شرط سے صلح کرلی کہ اصل دیوار انمین سے ایک کی ہو اور دوسرے کیلیے ایک تو اس

دیوار مین سے اسکی دھنیان رکھنے کی جگہ ہو اور دوسرے یہ کہ وہ اسپر ایک دردیوار جسکی مقدار معلوم ہے بناوے اور اسپر تعداد معلوم دھنیان رکھے تو یہ جائز نہین ہے کذا فی محیط السرخسی اور ظاہر وجہ یہ ہے کہ دوسرے اختیار کی شرط جدید حق کا احداث ہے ورنہ دیوار مین سے ایک کی اصل اور دوسرے کا مواضع شہتیر ہونے پر باہی صلح جائز ہونی چاہیے اور ایسے ہی صلح اسطرح کہ ایک کی دیوار اور دوسرے کیلیے فقط حق احداث دیوار جدید اسکے اوپر جیسے مذکور ہوا بیشک ناجائز ہونی چاہیے اور اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ مختلط بھی جائز نہو لیکن آہین دوسرے کیلیے دیوار متنازعہ مین سے بھی مواضع شہتیر مشروط ہین فتیہ تامل فلیتامل۔ اور بعض ایسے اغلاط کتابت ہین جنپر صریح غلطی کا وثوق ہے جیسے کتاب الودیعۃ سے چند سطور پہلے قولہ۔ وان اخذہا کرہا لاضمان علیہ۔ الصحیح لاضمان علیہ۔ اور ایسے اور مقامات پر ایسے بہت تغیرات کتاب ہین جنپر التفات نہین کیا گیا ہے

کتاب الودیعۃ۔ باب چہارم (۳۴۷)، کذا فی القنیہ قال خلف سالت اسد اعمن لہ علے آخر الف درہم الخ اقول لفظ الف غلط فاحش ہے اور صواب یہ ہے کہ فقط درہم کا لفظ لکھا جاوے یعنے ایک کا دوسرے پر فقط ایک درم آتا تھا پس قرضدار نے قرضخواہ کو دو درم دیے اسے آخر المسئلہ۔ باب ششم صفحہ ۳۴۸۔ کتب انکرہا فی وجدا لعدد اقول الصواب العدد بالواو اور آخر صفحہ مین فلما یصدقہ المودع اے فلم یصدقہ۔ اور یہان اگرچہ معنے ٹھیک ہو جاتے ہین ولیکن بحسب البیان سہو ظاہر ہے۔ اور صفحہ مابعد مین قولہ فصدقہ فی التوکیل۔ الصواب فصدقہ باب ہشتم المحیط رجلان اودعا رجلا الف درہم فغاب المستودع وترک ابنا الخ یون ہی ابنا بصیغہ جمع مسطور ہے اور صواب بلفظ مفرد ہے باب نہم ۳۴۹۔ کذا فی المحیط رجلا استقرض من رجل خمسین درہما فاعطاہ غلۃ ستین الخ ظاہرا یہ ترجمہ ہوا کہ ایکنے دوسرے سے پچاس درم قرض مانگے پس اُسنے غلہ کے ساٹھ درم دیدیے۔ واقول لفظ غلۃ بغین و لام وتا لکھنا بیان غلط ہے اور صواب عطاء ہے اور معنے یہ کہ پس اسنے غلطی سے اسکو ساٹھ درم دیدیے۔ چنانچہ دوسرے مسئلہ مین جبکہ قرضخواہ نے بجاے پچاس قرضہ کے غلطی سے ساٹھ وصول کرلیے ہین لفظ غلط کو صحیح لکھا ہے۔ دوسرے صفحہ مین قولہ فقبضہا وضاعت قال ہو قابض حقہ ولا یضمن شیئا کذا فی المحیط اقول قبضہا بضمیر مونث صحیح نہین ہے اور صواب میرے نزدیک قبضہما بضمیر تثنیہ ہے اور اس سے آگے قولہ لا یعلم کما ہی قال ابو حنیفۃ اقول الصواب لا یعلم کم ہی۔ یعنے مقدار عددی معلوم نہین اور کما ہی سے عین حقیقت سے لاعلمی مقصود نہین ہے فافہم واللہ تعالے اعلم

کتاب العاریت باب اول ۵۰۴۔ قولہ فیکون مرضیا ہکذا فی السراج الوہاج۔ اقول الصواب فیکون قرضا یعنے جب استہلاک عین اسشے کی اجازت دی تو یہ چیز اُسپر قرض ہو گئی عاریت نہین رہی فافہم۔ ابتدائی باب پنجم مین ہے کہ واطلاق محمد فی الکتاب یدل علیہ فلا ضمان وبہ کان یفتی الخ اقول لفظ فلا ضمان قلم ناسخ کی روانی ہے یہ غیر مربوط و زائد ہے والصواب ان یقال واطلاق محمد فی الکتاب یدل علیہ وبہ کان یفتی شمس الائمۃ السرخسی

کذا فی الذخیرہ۔ باب ہفتم سے چند سطر پہلے قولہ ولو کانت عقد جوہر او شیئا نفیسا الخ یون ہی نفیس بنون و یاء و
سین مسطور ہے اور مترجم کے نزدیک صحیح اس مقام پر نفیس بنون و فاء ہے اور مراد اس سے مقابل خسیس ہے
اور شرع مین نفیس و خسیس مین فرق بھی بعض احکام مین معتبر ہے چنانچہ بیع تعاطی مین جو لوگ اسکو جائز
رکھتے ہین انھین سے بعض کے نزدیک خسیس مین جائز ہے نہ نفیس مین اور اصح یہ ہے کہ ہر دو مین جائز ہے
کما فی بیوع الہدایہ وغیرہ

کتاب الہبۃ۔ باب دہم صفحہ ۵۵۹۔ کذا فی فتاوے قاضیخان امرأۃ وہبت مہرہا من الزوج الخ اس مسئلہ مین لکھا
ان کانت قدحا قدر المدرکات۔ اسیطرح اس فقرہ مین اسم بلفظ قدح درنہر بلفظ قدر بقاف و دال و راء مہملہ
مسطور ہے اور معنے مہمل۔ اور صواب میرے نزدیک لفظ قدہا بقاف و دال مشدد ہے اور وہی اسم مضاف بضمیر
راجع بجانب عورت مذکورہ اور وہی خبر مضاف بجانب مدرکات ہے یعنے ان کان قدہا قد المدرکات۔ یعنے اگر
اس عورت کا قد و قامت اتنا ہو جتنا بالغہ عورتونکا قد ہوتا ہی فافہم

کتاب الاجارۃ۔ باب ششم صفحہ ۵۱۳۔ قولہ وان جاوز الی الفارسیۃ فہو ضامن۔ اقول یون ہی فارسیہ بفاء و راء
منسوب بلفظ فارس ظاہر ہوتا ہے اور صواب بقاف و دال یعنے قادسیہ ہے جو حیرہ ایک مقام معروف
عراق ہے۔ باب ہشتم ۶۰۳۔ مسئلہ محیط مین بعد خلاصہ کے اذا کان المستکری استاجر رجلا یقوم علے الدابۃ مین
لکھا۔ وان راے الصلاح فی بیع الدابۃ بان اتاہم المستاجر۔ اقول یون ہی لفظ اتاہم بظاہر اتیان سے
مشتق مذکور ہے اور معنے مہمل ہین اور صواب یہ ہے کہ اتہم مشتق از اتہام لکھا جاوے اور معنے یہ ہین کہ قاضی کے
نزدیک مستاجر مرد متہم ہے پس یہ بہتر معلوم ہوا کہ فروخت کرے فافہم واللہ تعالے اعلم۔ باب نہم صفحہ ۶۰۸
مین قولہ کذا فی المحیط فان سمے الطعام دراہم سلے قولہ ولنفی تسمیۃ الطعام اقول یون ہی نفی بنون و فاء مذکور ہے
اور صواب بنون و عین دونون یعنے لفظ نعنی جمع متکلم ہے اور اسی صفحہ مین قولہ فالمرضع فیہ الی العرف کذا فی المحیط۔ اقول
صواب لفظ المرجع بجیم بجاے المرضع بضاد منقوطہ ہے اور صفحہ آئندہ مین قولہ فان زادہا احد من ولدہا فلہم ان یمنعوہ
یون ہی زادہا بدال اور یمنعوہ بتقدیم عین بر نون مذکور ہے اور صواب فان زارہا احد من ولدہا فلہم ان ینعوہ الخ ہے۔ باب
یازدہم مین قولہ وروی ابن سماعۃ عن ابن سعد بن معاذ المروزی عن ابی حنیفہ رح۔ اقول اسمین بھی احتمال غلط ہے اور
کتاب مین ایک مقام پر ابو عصمہ سعد بن معاذ مروزی نام مذکور ہے پس شاید کہ ابن سماعہ نے بواسطہ سعد بن معاذ کے
روایت کی ہو تو لفظ ابن غلط ہے اور شاید کہ روی ابو عصمۃ سعد الی آخرہ ہو مگر اول قریب ہے یا راوی دو نون
ہون واللہ اعلم۔ اور افحش التحریفات مین سے باب شانزدہم مین قولہ کذا فی فتاوے قاضیخان وان استاجرہ لیکتب
لہ غناء بالفارسیۃ او بالعربیۃ المعصیۃ المختار انہ یحل لان ہل لا یحل لہ الاجر وانی القراۃ کذا فی الوجیز للکردری اور یہ
منجملہ ان مقامات کے ہے کہ مترجم کو اسکی تصحیح میسر نہوئی یعنے جس عبارت سے اصل کتاب مین معانی کا استخراج ہے اور
شاید مقصود مسئلہ یہ ہو کہ فارسی یا عربی یا اردو وغیرہ کسی زبان مین راگ لکھنے کے لیے اجارہ پر مقرر کرنا درصورتیکہ وہ معصیت

ہووے کیا حکم رکھتا ہے تو ظاہرا مزدور کو اُجرت حلال ہے اور اگر اسکے پڑھنے کے لیے مزدور کیا تو حلال نہین ہے
کیونکہ فقط لکھنا درحقیقت راگ نہین ہے اور پڑھنا اسی طریقے سے البتہ حرام ہے وقال المترجم یہ جواب جو مذکور
ہوا ظاہر البطریق حکم ہے ورنہ براہ دیانت جب فرض کر لیا گیا کہ عبارت معصیت ہے تو انشا حرام ہے پس لکھنا اب
مال بفعل حرام ہوا جو دیانت مین حرام ہوا ولیکن متاخرین نے فتوے دیا کہ سحر وجادو کا تعویذ لکھنے کی مزدوری
حلال ہے کما فے القنیۃ قال المترجم قنیہ کا یہ مسئلہ صحیح نہین ہے کیونکہ صحت اسکی برا صول معتزلہ ممکن ہے یعنے
اس زعم پر کہ جادو فی نفسہ کوئی اثر کی چیز نہین بلکہ خالی اوہام و دستکاری ہوتی ہے جیسا کہ معتزلہ کا مذہب مشہور ہے
اور کشاف نے تفسیر مین اسکی تصریح کر دی ہے اور بنا بر اعتقاد جماعت اہل السنت کے سحر تحقیقات سے ہے اور ایسا تعویذ لکھنا
قطعی حرام و فساد ہے اور مزدوری قطعی حرام و خبیث ہے پس قنیہ کا ایسا تفرد مردود ہے اور فتاوے مین اس سے منقول
ہونا تجھے غرہ مین نہ ڈالے کیونکہ بیشتر ایسے اقوال نقل ہوتے ہین جو خلاف مذہب و
خلاف اصول ہین فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب۔ پھر کلام اصل مسئلہ مین جبکہ غنا مذکور فحش و معصیت نہو یعنے
مثلاً اشعار مباح ہون کہ اگر بلحن مستنکر پڑھے جاوین تو غنا ہو جاوین تو اسکی اجارہ کتابت کی صحت و اجرت کے
حلت مین کلام نہین اور وہ بیشک جائز ہے اور رہا اُنکے گانے کے واسطے مزدوری کرنا تو بیشک بنا بر فقہی
اصل کے اجارہ منعقد اور اجرت لازم مگر حرام و خبیث ہوگی اور یہ باب اس اجارہ مین دشوار ہے یعنے ایک طرح سے
نظر حکم کا جواب اور ایک نظر دیانت اسکی حلت و حرمت کا جواب پس لازم ہے کہ باب مذکور مین محتاط ہے
اور ظاہری حکم کا جواب دیکھکر کہ صحیح ہے غرہ نہو جاوے تا وقتیکہ باب دیانت مین اسکا حکم نہ پاوے اور اگر
اس مغالطہ کی اصل تلاش کرنا منظور ہو تو باب اجارہ اور کتاب الکراہیۃ دونون پر غور نظر سے مطالعہ کرے جبکہ اصول
ایمانی یعنے کتاب اللہ تعالے و السنت سے اور اصول الفقہ سے اور اصول فقہی سے فے الجملہ بہرہ رکھتا ہو اور مترجم کو
اس مختصر مین پورے بیان کی بھی گنجائش نہین صرف اس سے اشارات پر اکتفا کرنا چاہیے واللہ تعالی ہو الملہم
للصدق و الصواب وہو الہادی و الیہ المرجع و المآب۔ اسی باب مین متفرقات سے کچھ پہلے قولہ کذا فے التاتارخانیہ
وان وصفوا لہ موضعاً الی قولہ وان اسمعوا لہ الحد الا شقا۔ والصواب وان لم یسموا لہ الحد او لا شقا یعنے مزدور سے
یہ نہین تبلایا کہ لحد کھودے یا شق کھودے الے آخرہ اور موجودہ عبارت مہمل ہے یا متغیر معنے ہے کما لا یخفے
باب ہفتم مین قولہ وفے اجارۃ الدار و عمارۃ الدار۔ اقول واو عاطفہ درمیان مین خطا ہے اور صواب بدون
واو کے ہے جیسا کہ ادنے تامل سے ظاہر ہو جاتا ہے اور اسیطرح قولہ و کذلک کل سترۃ۔ مین لفظ سترۃ
مہمل ہے ظاہرا لفظ کل شئے یا اُسکے مانند کوئی لفظ ہونا چاہیے جو عمارۃ الدار وغیرہ کے مناسب ہو فافہم باب
نوزدہم قولہ کذا فے المحیط واذا باعہ القاضی بیدا بدین المستاجر الخ مسئلہ غیاثیہ مین لکھا کہ ولو علم المشتری ان
الدار مستاجرۃ لیس لہ ان یفسخ المشتری و یصبر حتے تنقضی مدۃ الاجارۃ الخ اقول اسیطرح جمیع نسخ مین پایا جاتا ہے
اور بظاہر یہ غلط ہے پھر اگر یہ معنے ہین کہ مشتری کو وقت خریدنے کے یہ علم تھا کہ مبیع کسی کے پاس اجارہ مین ہے

تو آیا مشتری کو خیار ہوگا یا نہین تو یہ مسئلہ کتاب البیوع مین مذکور ہے ولیکن قولہ ان یفسخ المشتری کی جگہ صواب ان یفسخ البیع ہے اور اگر یہ معنے ہین کہ مشتری کو بعد اسکے معلوم ہوا کہ مبیع مستاجرہ بصیغہ مجہول ہے تو صواب یون ہے کہ ان الدار مستاجرۃ لہ ان یفسخ البیع او یصبر الے آخرہ یعنے فہو بالخیار ان شاء فسخ العقد واسترد الثمن ان نقدہ وان شاء صبر حتے تنقضی مدۃ الاجارۃ وہذا ہو الاصوب واللہ تعالے اعلم اور اس سے ایک ورق کے بعد مطبوعہ مطبع اصل مین جو وقت الترجمہ پیش نظر تھی یون لکھا کان لہ ان یترکہ الاجارۃ فان یترک الاجارۃ فان حفر واجری اور مترجم نے وقت ترجمہ کے اسکی تصحیح مین تکلف کیا اور سمجھا کہ یون ہو سکتا ہے فان لم یترک الاجارۃ فان حفر الخ پھر اصل کلکتہ سے معلوم ہوا کہ لفظ فان یترک الاجارۃ بالکل نہین ہے یعنے مطبوعہ مطبع مین کاتب نے زائد کر دیا اور مصحح نے فروگذاشت کی ہے۔ پھر اس سے کچھ بعد قولہ عن محمد رحمہ اللہ فی روایۃ کان علیہ الاجر کاملا وعنہ فی روایۃ کان اقول یون ہی مسطور ہے اور صواب وعنہ فی روایۃ لا۔ یعنے لا اجر علیہ۔ پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ یجب ان یستقی الزرع فی الارض باجر المثل کذا فی الکبرے۔ اقول یون ہی جمیع نسخ مین یستقی از استقاء بمعنے پانی دینے وسینچنے کے مذکور ہے اور یہ غلط ہے اور صواب یستبقی از استبقاء یعنے باقی رکھنا اور چھوڑ رکھنا وغیرہ ہے اور معنے یہ ہین کہ اجر المثل کے عوض پس زمین مین کھیتی باقی چھوڑنے کا حکم واجب ہے، اور محصول یہ ہے کہ اگر کھیتی اکھاڑنے کا حکم دیا جاوے تو صلاح نہین بلکہ کاشتکار کا سخت نقصان ہوگا اور اگر چھوڑنے کا حکم ہو تو مفت مالک زمین کا نقصان ہے لہذا واجب ہے کہ یون حکم دیا جاوے کہ ایسی زمین کا جو کچھ کرایہ ہوتا ہے اسکے عوض یہ زمین کھیتی تیار ہونے تک مستاجر پاس باجارہ از جانب قاضی لازم ہے اگر مستاجر پسند کرے اور اگر اپنی کھیتی اکھاڑنے پر راضی ہو تو اُسنے خود اپنا نقصان گوارا کیا اور اس صورت مین مالک زمین کو رضامندی اختیاری نہین ہے بلکہ وہ اس عوض پر مستاجر پاس چھوڑنے کیلیے مجبور کیا جائیگا جیسے بیچ دریا مین کشتی کا اجارہ منقضی ہونے کی صورت مین مالک کشتی باجر المثل سوار رکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے پھر اس سے کچھ دور بعد مسئلہ محیط مین بعد الخلاصۃ قولہ وان کان فی موضع تکون الاجر علی المستاجر الخ یون ہی تمام نسخ مین یکون الاجر مذکور ہے اور صواب یکون الحفر بحا رحطی وفا ورا مہملہ ہے اور یہ جملہ عطف ہے شروع مسئلہ کے قولہ استاجر طاحونتین بالمار فی موضع یکون الحفر علی المواجر عادۃ۔ پھر اس سے کچھ بعد قولہ استاجر من اخر حانوتا سنۃ فظہر الحانوت للمسجد فمضت سنۃ وقد سرق الخ اقول مطبوعہ کلکتہ وغیرہ مین یون ہی محرف مسطور ہے اور صواب یون ہے استاجر من آخر حانوتا سنۃ وظہر الحانوت للمسجد فمضت ستۃ اشہر وقد سرق یعنی بجائے فظہر کے جو بصیغہ ماضی از ظہور ظاہر ہوتا ہے وظہر بواو وبفتح الظاء وسکون ہا بمعنے پشت ہے اور بجائے فمضت سنۃ کے جسکے معنے ایک سال گذر گیا فمضت ستۃ اشہر ہے یعنے چھ مہینے گذر چکے۔ اور بعد تامل مسئلہ کے واضح ہوجاتا ہے کہ یون ہی صواب ہے جسطرح مترجم نے زعم کیا واللہ تعالے ہو الملہم للصواب وللہ الحمد فی المبدا والمآب۔ پھر اس سے کچھ بعد مسئلہ ذخیرہ مین قولہ لا ینفسخ العقد بموتہ واذا کان عاقدا یرید الوکیل الخ

اقول صواب وان کان عاقدا یعنے بحرف واو وان وصلیہ ہے نہ بحرف شرط وظرف۔ پھر اس سے بعد
مسئلہ الوجیز مین قولہ سکن المستاجر بعد موت المواجر فالمختار للفتوے جواب الکتاب وہو عدم الاجر قبل
طلب الاجر۔ قال المترجم یون ہی مسطور ہے اور اسقدر وجازت مخل مقصود ہے کیونکہ جواب مذکور کے یہ معنی
ہوے کہ طلب اجرت سے پہلے اجرت نہونا۔ حالانکہ مقصود یہ ہے کہ اگر مالک کے اجرت مانگنے سے پہلے اُس نے
سکونت کی ہے تو اُسکی اُجرت کچھ نہوگی پس صواب یہ ہے کہ وہو عدم الاجران سکن قبل طلب الاجر۔ یعنی اجرت
طلب کیے جانیسے پہلے سکونت کی اجرت کچھ نہوگی۔ اور اشارہ ہے کہ اگر مستاجر سے اجرت طلب کیگئی پھر بھی وہ
رہتا رہا تو اُسپر واجب ہوتی رہیگی چنانچہ یہ مسئلہ مصرح مذکور ہے۔ پھر اس سے کچھ بعد قولہ ویتر کہ فی یدہ ویتم
بالاجر المسمے الا باجر المثل۔ اقول یون ہی نسخ مین الا بحرف استثنا مسطور ہے اور صواب بحرف نفی ہے۔ اور واضح ہو کہ
مطبوعہ کلکتہ مین بھی یہان بلکہ تمام کتاب مین بجاے ربع براء و یاء تحتیہ وعین مہملہ کے ربع بباء موحدہ مسطور ہے۔ و
فی مطبوعۃ المطبع قبیل الرابع والعشرین قولہ نیعتبر فیہ لصاحب احکام الغصب قول الصواب یا ثر احکام الغصب فیما یتلوہ
من مسئلۃ الوجیز قولہ ان یامر الموجر علے ان یرفع اقول المعنے ان کان ہذا الفعل بامر الموجر الے آخرہ۔ باب ہفتم مین قولہ
ولم نصیبہا مع المکان یجب الاجر کذا فے الغیاثیہ اقول ظاہر معنے یہ ہوسکتے ہین کہ جگہ ہوتے ہوے اگر قابض نہ کیا تو
کرایہ واجب ہوگا ولیکن صواب بجاے مکان کے امکان بزیادت الف یعنے لم نصیبہا مع الامکان۔ اور اسی کے
بعد قولہ ان اوقد قبل ما اوقد الناس اقول قبل بقاف موحدہ غلطی کاتب ہے اور معنے یہ ہوسکینگے کہ لوگون کی آگ
روشن کرنیسے پہلے اسنے تنور مین آگ جلائی۔ اور صواب مثل بمیم ومثلثہ ہے یعنے ویسی آگ جلائی جیسی اور لوگ جلایا
کرتے ہین یعنے اس سے زیادہ نہین کی اگرچہ کمی کی ہو کیونکہ کمی کی صورت مین بدرجہ اولے ضامن نہوگا فافہم۔ اس سے
ڈیڑھ صفحہ کے بعد قولہ وان ارتفعا الے القاضی فقضے علیہ اقول یون ہی قضی علیہ از مصدر قضاء مذکور ہے اور معنے مین
اہمال ظاہر ہے اور صواب میرے نزدیک از قص یقص بقاف وصاد مہملہ صیغہ تثنیہ ماضی معروف یعنے وقصا علیہ اور
مراد یہ کہ دونون نے قاضی سے یہ تمام قصہ و واقعہ نقل کیا۔ باب بست وچہارم بعد محیط کے مسئلہ ولو استاجر خیاطا
لیخیط لہ ثوبا۔ مین لفظ مین خفیف اور معنے مین فاحش تغیر کا فقرہ قولہ ان نکل بتسلیم نفس الخیاط اسیطرح خیاطۃ بصیغہ مصدر
مسطور ہے اور صواب خیاط اسم فاعل ہے۔ اور کتاب مین ایسے اغلاط کہ بجاے اغیر مجہول غارہ کے اغراز اغرار
اور بجاے دور وزکے دہ روز بہت ہین۔ باب بست وہشتم مسئلہ منتقی ولو کانت سفن کثیرۃ۔ مین قولہ وکذلک القصار
اذا کان علیہا حمولۃ۔ اقول یون ہی قصار بقاف وصاد و راء مسطور ہے جسکے معنے دھوبی و گندی گر وغیرہ ہین لیکن
بالکل غیر مربوط ہے اور شاید صواب بجاے اسکے حمال کا لفظ ہے فافہم واللہ تعالے اعلم۔ ومطبوعہ مطبع مین قبل
بست وہفتم کے للاصل مجہولا کے الاجل چاہیے ہے۔ پھر اسی باب بست وہشتم مین قولہ کذا فے الذخیرہ ولو استاجر
من یخبی بالنار فہو متبرع کذا فے محیط السرخسی اقول یون ہی تمام نسخ مین بالنار آخر را مہملہ سے یعنے آگ مذکور ہے
اور مترجم کے نزدیک لناد آخر دال مہملہ سے اسم فاعل از ندہ بنون و دال مشدد سے ہے من ند البعیر اذا توحش بعد الالف

والانس فلیتامل واللہ اعلم ۔ اور منجملہ پریشان کرنے والے اغلاط کے اس باب کے آخر مین قولہ لو قال لرجل ملکحال
ولو بشرط ۔ اقول یون ہی بواو عاطفہ دلو مسطور ہے اور صواب بدال فوالقاف داو یعنے داو بصیغہ امر از مداواة ہی فافہم
باب سی ام مطبوعہ مطبع مین باب اکیس سے کچھ پہلے قولہ کذا فی الوجیز للکردری استاجر ارضا اجارة فلا یترتب اشتری الاشجار
الخ اقول لفظ فلا یترتب قلم ناسخ کی نہایت خرابی وانی زائدہ ہے اور بجاے اسکے ظاہر الفظ طویلہ ہے یعنے لفظ
اجارة طویلة فافہم ۔ باب سی ودوم قریب آخر کے قولہ ثم اختلفا قبل القبض فی مقدار الاجل کان القول قول الاسکاف لا تحالفان
کذا فی الذخیرة اقول یون ہی تمام نسخ مین لفظ مقدار الاجل مسطور ہے اور معنے یہ ہونگے کہ مقدار مدت مین دونون نے
اختلاف کیا ولیکن مترجم کے نزدیک یہ غلط ہی اور صواب مقدار الاجر یعنے اجرت کی مقدار مین دونو نے قبل قبضہ کے اختلاف
کیا فافہم واللہ تعالے اعلم ۔ اور بہت قریب الختم قولہ واذا دفع ثوبا الی الصباغ لیصبغہ بعصفر الی قولہ فی صفة ما تعین
اقول اس لفظ ما تعین مین بھی تردد ہے اور معنے ظاہر ہین والظاہر ما فی الترجمة واللہ تعالے اعلم ۔ باب سی ودوم قولہ
استاجر مسحاة للعمل فقال الا ارید الاجر بل تعمل لی مقبضا للمسحاة من الخشب ثم طالبہ الاجر ان کان لما طلب لہ قیمة فیجب
اجر المثل والا فلا کذا فی الوجیز للکردری اقول مترجم اسم جازت سے قاصر از ادراک ہوا اور ظاہر القیمة مضاف بضمیر غائب
غلط ہے صرف قیمة بلفظ نکرہ ہے اور مراد یہ ہے کہ موا جر نے متاجر سے لکڑی کا بینٹ اسکے لیے چاہا تھا پس حکم یہ
دیلہ ہے کہ جو چیز چاہی تھی اگر اسکی کچھ قیمت ہوتی ہو تو اجارہ فاسد منعقد ہوگا پس اجر المثل واجب ہوگا اور اگر اس چیز کی
کچھ قیمت نہو تو اجرت کے صریح نفی کرنے اور بے قیمت چیز مانگنے سے بدلالت معلوم ہوگیا کہ عاریت دیا ہے پس متاجر
کا باجارہ طلب کرنا مہمل ہو کر اسکو عاریت ملنا ثابت ہوگیا تو اسپر کچھ کرایہ واجب نہوگا کیونکہ اجارہ منعقد نہوا اور ضمان
واجب نہوگی کیونکہ اجازت مالک کی وجہ سے غصب متحقق نہوا ہکذا اظہر للمترجم فاللہ تعالے اعلم ۔ قولہ کذا فی جواہر الفتاوی
اذا استقرض الوصی او المتولی لا الصغیر ۔ اقول الصواب للصغیر ۔ پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ ثم بدا لہ ان یمنع من ذلک
لانہ غیر لازم کذا فی المنتقی اقول صواب میرے نزدیک یون ہے ثم بدا لہ ان یمنع من ذلک فلہ ذلک لانہ غیر لازم اور
اسکی تصویب تھوڑے تامل سے واضح ہوگی ۔ پھر اس سے دو ورق کے بعد قولہ ثم یخیر جہا ویامرہا بتخلیط الدار وتسلیم الدار الی
الثانی کذا فی الحاوی للفتاوے اقول الصواب بتخلیص الدار کما لا یخفی قولہ کذا فی القنیة وفی جامع الفتاوی ولو استاجر
رجلا لیبنی لہ منارة الی قولہ ثم قال قدر ان حفر لبقیة اقول الصواب لا قدر ان حفر البقیة کما لا یخفی ۔ اسی کے نیچے قولہ
قال محمد تضمن غصبا قول الصواب ثمن غصب فافہم ۔ اور اس سے کچھ بعد قولہ فلو قال اردت المالک ۔ اقول الصواب
اردت الملک ۔ پھر اس سے ڈیڑھ صفحہ بعد بجاے فان لم یفصل کے فان لم یفعل اور بجاے الصحتی فالزیادة کے الصحة
فالزیادة چاہیے ۔ پھر اس سے دو ورق کے بعد نسخہ مطبوعہ مین قولہ کذا فی المحیط رجل استاجر حجرة موقوفة الخ مین لکھا فان
لم یمتنع رخوجہ من الحجرة فی یدہ الا اذا خاف ان کان الخ بعد تامل کے واضح ہوا کہ یہان قولہ فی یدہ الا اذا خاف تحصیص
روانی قلم کاتب وغلط ہے پس اصل مطبوعہ کلکتہ سے تصدیق کر کے یقین ہوگیا ۔ واضح ہو کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وضع
مسئلہ کسی شئے معین مین قرار دیکر دوسری تفریع مین سواے اسکے دوسری چیز موضوع قرار دیتے ہین اور یہ غلطی نہین ہے

بلکہ اشارہ ہے کہ اصل مسئلہ مین خواہ یہ فرض کیا جائے یا وہ موضوع مانا جائے حکم مین تغیر نہین ہے اور ایک مین جو
حکم مذکور ہوا ہے وہی دوسرے مین یکسان ہے اور ان دونون مین اتفاقی علت دریافت کرکے دوسری چیز دنکو
انھین پر قیاس کرسکتے ہین اور یہی تخریج کے معنے ہین مثال اسکی وہ مسئلہ ہے جو محیط مین نقل کیا بقولہ وفی الاصل اذا
استاجر عشرا من الابل الے مکۃ بعبد بعینہ او بغیر عینہ فان کان العبد بعینہ فالاجارۃ جائزۃ وان کان بغیر عینہ فالاجارۃ فاسدۃ
ثم اذا کان العبد بعینہ حتے جازت الاجارۃ فھلک العبد قبل التسلیم بعد ما استوفی المعقود علیہ کان علے المستاجر اجر مثل الدواب الے
آخرہ اور یہ معلوم ہے کہ دار کا مسئلہ مین ذکر ہی نہین آیا ہے پس اشارہ ہے کہ ان دونون کے ایک دوسرے کی جگہ
مفروض ہونے مین یکسان ہے فلیتامل فیہ فان ہذا غایۃ توجیہ المقام واللہ تعالے اعلم بحقیقۃ الحال۔

کتاب المکاتب۔ باب اول سے قولہ واما الذی یرجع الے نفس الرکن الے قولہ الداخل فے صلب العقد من البدل
اقول لفظ من البدل تخلیج فتامل باب پنجم قولہ کذا فی التاتارخانیۃ ولو کاتب عبدین مکاتبۃ واحدۃ اس مسئلہ طویلہ مین
لکھا التسلیم للمدبر من قیمتہ وسعی فیما بقی وہو ثلثۃ وثلثون ثم الخ اقول الصواب ثلثۃ وثلثون وثلث درہم ثم الے آخرہا۔ اور
جسکو فن حساب مین ادنے مہارت ہو اُسپر یہ غلطی پوشیدہ نہین ہو سکتی ہے۔ ایک صفحہ کے بعد کذا فے الہدایۃ
ولو کاتب فے صحتہ علے الف درہم مین لکھا وان کان المولی قد قبض ذالک منہ خمسمائۃ۔ اقول لعل الصواب ان یقال
قبض ذالک منہ الا خمسمائۃ فلیتامل فیہ۔ باب ہفتم اجد کافی کے اذا کاتب الرجلان کے مسئلہ مین ہر ایک جگہ نصف
مابقی مذکور ہے اور شاید النصف بلام تعریف عہدی ہو اور مابقی اسکا بدل ہو کیونکہ مقصود مابقی کا وصول کرنا اور
وہ نصف ہے اور ظاہر عبارت سے یہ نکلا کہ باقی نصف کا آدھا اُسنے وصول کیا اور یہ چوتھائی ہوا فلیتامل فیہ۔
باب ہشتم کذا فے الکافی واذا قتل عبد المکاتب جلا خطاء مین لکھا التسلیم لہ نفسہ۔ یعنے تسلیم بروزن تفعیل مصدر
لکھا ولیکن صواب لتسلم بصیغہ مضارع از سلامت ہے

کتاب الولاء۔ باب اول کذا فے المبسوط رجل اشترے عبدا من رجل ثم ان المشتری الے قولہ اذا کان البائع یجید
اقول الصواب یجحد من الجحود۔ جسکو اُردو مین مکر جانا بولتے ہین۔ ومن المواضع التی ینبغے فیہا التامل قولہ فی الباب
الثانی سے الفصل الاول منہا ان لایکون للعاقد وارث وہو ان لایکون من ورثہ ارث اقول ہکذا وجد فی النسخ وقد طوینا
الکشح عن البحث فیہا فلیبحث الرجل الصالح الذی یمشی بالصلاح ودون الفساد ویصلح المقام واللہ تعالے ولی الجود
والانعام۔ اور کتاب الاکراہ سے کچھ پہلے قولہ ویحلف علے المال انہ لم تعلمنی۔ اقول الصواب لم تعلمی علے صیغۃ
المخاطبۃ الحاضرۃ فافہم

کتاب الاکراہ۔ کذا فے فتاوے قاضیخان قال محمد رح لو ان لصا غالبا اکرہ رجلا الے قولہ ولو اکرہ علے ان یطلقہا
ثلثا ولم یدخل بہا فطلقہا وعزم لہا النصف لمہرا اقول یون ہی نسخہ مین موجود ہے اور صواب میرے نزدیک
یون ہے کہ فطلقہا واحدۃ وعزم لہا الے آخرہ کیونکہ مقصود یہ ہے کہ باوجود مخالفت کرنے مکرہ کے اس سے تاوان
واپس لیگا جبکہ نتیجہ ایک ہی لازم آیا اور وہ نصف مہر تاوان بھرنا اگرچہ تطلیق واحدہ مین منویۃ غلیظہ جو تین طلاق کے ساتھ

ہوتی ہے لازم نہین آئی ولیکن یہ امر دیگر ہے فافہم - باب دوم تاتارخانیہ کے بعد ولو ان المرأۃ ہی التی اکرہت حتی یتزوجہا الخ مسئلہ طویلہ عینی شرح ہدایہ کے آخر مین لکھا فکان کما لو رضیت بالمسمے نصا ولو رضیت نصا فعلیٰ قول ابی حنیفۃ للاولیاء حق الاعتراض وان کان الزوج کفوا فللاولیاء حق الاعتراض عند ابی حنیفۃ لعدم الکفاءۃ ونقصان المہر الیٰ آخرہا - اس مسئلہ مین دو جگہ کاتب کا سہو ہے ایک تو اس عبارت سے پہلے درصورتیکہ شوہر کفو نہوا اور دخول واقع ہوا ہو لکھا عند ابی حنیفۃ لعدم الکفاءۃ لنقصان المہر - ان دونون توجیہ کے درمیان سے واو عاطفہ چھوڑ دیا اور یہ خفیف سہو ہے - اور دوم یہان البتہ خلجہ شدیدہ ہے اور وجہ یہ ہے کہ درصورتیکہ شوہر نے اس عورت سے دخول کیا دو صورتین ہین ایک یہ کہ عورت نے زبردستی سے دخول کرنے دیا اور دوم یہ کہ خوشی سے راضی ہوئی پس زبردستی کی صورت مین اگر شوہر کفو ہے تو لکھا کہ عورت یا اولیاء کسیکو اعتراض کی گنجائش نہین ہے اور اگر کفو نہو تو دونون کو اعتراض کی گنجائش ہے اور بخوشی ورضامندی کی صورت مین یہ تفصیل مذکور نہین ہے بلکہ یہ بیان ہے کہ عورت مذکورہ مہر مسمے پر بدلالت راضی ہوگئی تو ایسا ہوا کہ گویا صریح راضی ہوئی اور صریح رضامندی کی صورت مین اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے اگرچہ شوہر اسکا کفو ہے - پس اگر قولہ وان کان الزوج کفوا - بواو وان وصلیہ قرار دیا جاوے تو یہ معنے ہوے جو مذکور ہوے اور کلام مابعد کے یہ معنی ہونگے کہ پس اولیاء کو امام اعظمؒ کے نزدیک اعتراض کا حق دو وجہ سے حاصل ہوا ایک تو کفو نہونا اور دوسرے مہر کم ہونا اور صاحبین کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے اولیاء کو اعتراض کا حق ہوگا - مترجم کہتا ہے کہ دخول رضامندی کی صورت مین کفو وغیر کفو کی تفصیل مذکور نہین ہے پھر یہ تفریع غیر مذکور پر لازم آویگی - اور اگر تفریع مذکورہ کے یہ معنے لیے جاوین کہ امام کے نزدیک اولیاء کو دو وجہ سے حق الاعتراض حاصل ہوا کرتا ہے اور صاحبین کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے تو تفصیل کا ذکر نہونا کچھ مضر نہین ہے ہذا ہو الصواب ولیکن تفصیل مذکور ہونا دفع نہوا اور یہ توجیہ تو اس نسخہ کی عبارت کی ہے اور اگر قولہ وان کان الزوج کفوا جملہ مستقلہ لیا جاوے ولیکن بجاے اسکے وان لم یکن الزوج کفوا لیا جاوے تو سب خلجان سے نجات ہوجاتی ہے اور معنی یہ ہوتے ہین کہ درصورت برضامندی دخول کے بدلالت رضامندی مہر مسمے پر ثابت ہوئی اور اسکا وہی حکم ہے جو صریح رضامندی کی صورت مین جبکہ شوہر کفو ہو مذکور ہوا یعنے اولیاء کو حق اعتراض حاصل ہے یعنے صاحبین کے نزدیک نہین چنانچہ معلوم ہوچکا کہ اگر شوہر کفو نہو تو اولیاء کو حق الاعتراض عند الامام بدو وجہ حاصل ہے کیونکہ امام کے نزدیک قلت مہر کی صورت مین اولیاء کو اعتراض کا اختیار ہوتا ہے اور صاحبین کے نزدیک فقط عدم کفو سے اعتراض کا حق ہے کیونکہ اولیاء کو اسیقدر عار سے تعرض ہوتا ہے - اس تقریر سے تفصیل بھی موجود ہے اور استدلال بھی بموقع ہے اور تفریع بموقع لازم نہین آتی ہے کیونکہ امام کے نزدیک اولیاء کو دو طرح کا حق اعتراض اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی طرح کا حق ہونا اس باب اکراہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ اسکے بیان کا موضع کتاب النکاح باب الکفو ہے اور بیان محض فائدہ مکررہ سمجھا جائیگا اور تفصیل کا سقوط اس مقام پر عیب ہے فلیتامل فیہ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب - پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ کذا فی المبسوط ولو اکرہ المولےٰ والوکیل بالتقید

واشتری بالقتل ضمن الوکیل لاغیر ہذا اذا کان المشتری مکرہا بالقتل ضمن علی الشراء الخ اقول ضمن آخر کا غلط محض ہے اور صواب صرف اسیقدر ہے کہ مکرہا بالقتل علی الشراء کما لا یخفے علے من لہ ادنے سکتہ ۔ پھر اسکے بعد قولہ کذا فے المبسوط ولو اکرہ علے ان یبیع مال المکرہ او اشتری بالہ ۔ اقول ظاہر او یشتری بالہ ۔ پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد مسئلہ مبسوط مین بعد محیط سرخسی کے ولو اکرہ بوعید تلف الخ مین لکھا وان قربہا کان علیہ الکفارۃ والصواب وان قربہا یعنے عورت سے قربت وجماع کرلیا ۔ پھر اس سے کچھ دور بعد المبسوط ولو اکرہ علے کفارۃ یمین قد حنث الخ مین قولہ فان کان قیمۃ ادنے العبید مثل ادنے الصدقۃ ۔ اقول الصواب مثل ادنے النفقۃ یعنے بجاے صدقہ کے نفقہ صحیح ہے ۔ پھر اسکے بعد والے طویل مسئلہ مبسوط مین ایک فقرہ کا ساقط ہونے کا احتمال ہے چنانچہ لکھا ولو قال للہ علے ان اتصدق بثوب ہروی او مروی بعینہ فتصدق بہ الخ اور مترجم کے نزدیک صواب یہ ہے کہ ولو قال للہ علے ان اتصدق بثوب ہروی او مروی فاکرہ علے ثوب ہروی او مروی بعینہ فتصدق بہ ۔ یعنے نذر کرنیوالے نے بطور مکرہ ایک ہروی یا مروی کے صدقہ کرنے کی نذر کی تھی اور مکرہ نے اُسکو کسی معین ہروی یا مروی صدقہ کرنے پر مجبور کیا فافہم واللہ تعالے اعلم ۔ باب سوم کے اول مسئلہ طویل مین کئی جگہ خطا ہے اول قولہ وان اتفقا علے ان البیع بینہما کان تلجیۃ ثم اجازہ احدہما لم یجز اجمیعًا ۔ اقول غلط ہے اور صواب یون چاہیے ثم اجازہ احدہما لم یجز حتے یجیزا جمیعًا ۔ یعنے ایک کی اجازت دینے سے بیع جائز نہو جائیگی جبتک دونون اجازت نہ دین یعنے دونون کی اجازت سے گویا جدید بیع ہو جائیگی ۔ پھر اسکے دو سطر بعد لکھا ولو تواضعا علے ان یجیزا انہما تبایعا ۔ صواب یخبرا از اخبار ہے نہ از اجازت ۔ پھر اس سے آٹھوین سطر مین لکھا ولو تصادقا علے انہ لم یحضر لہما بنیۃ ۔ اقول بنیۃ بمعنے گواہی غلط ہے اور صواب نیت کا لفظ ہے ۔ اسیطرح اس سے دس سطر بعد لکھا ولو قال سے اسر یریدان یظہر بیعًا علانیۃ ۔ اسیطرح یرید و یظہر بصیغہ غائب لکھا اور صحیح بصیغہ متکلم بنون ہے ۔ باب چہارم شروع مین قولہ فان وقع فے قلبہ ان ہذا القدر من الحبس فی القید نعمۃ ۔ یون ہی بنون و عین لکھا ہے اور ظاہر النقمہ بنون و قاف نہ دیا مانند اسکے کوئی لفظ ہوئے اور ایسے اغلاط بہت ہین

کتاب الحجر ۔ باب دوم فصل اول قولہ کانت قیمتہ علے عاقلتہ عندہما جمیعًا کذا فے المحیط ۔ اقول لا دفع بالا صول ان یقال عندہم جمیعًا فاللہ تعالے اعلم ۔ باب سوم ۔ کذا فے التاتارخانیۃ المحبوس بالدین اذا کان یسرق فی الخ یسرق آخر قاف کے ساتھ غلط ہے اور صواب یسرف بفاء ہے اور کتاب الماذون سے پہلے بعد تمہین کے مسئلہ واقعات مین قولہ لا اجلس مع المدعی فلہ ذلک کذا فے العینی شرح الہدایۃ اقول غلط فاحش ہے اور صواب یہ ہے کہ یہان عبارت ساقط ہوگئی یون چاہیے کہ فقال الغریم لا اجلس مع غلامہ واجلس مع المدعی الخ کما لا یخفے علے

من لہ ذوق سلیم و طبع مستقیم

کتاب الماذون ۔ باب دوم قولہ کذا فے المبسوط ولو اشتری عبدا علے انہ بالخیار فراہ متصرف فلم ینہہ فہو رضاء بالبیع او لحقہ دین اولا قبضہ اولم یقبضہ لم یصر مجبورا من وقت البیع ۔ اقول یہانتک عبارت غیر محصل ہے مترجم کو مہمل معلوم ہوئی

ہان آگے جو عبارت مذکور ہے یعنے وسقط من نسخۃ اذا راہ الی آخرہا وہ البتہ صحیح ہے۔ پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد
مسئلہ مسطور ہے کذا فی المبسوط واذا کان العبد کلہ لرجل فقال المولی لاہل السوق الخ اس مسئلہ کا ترجمہ اس مقام سے
درست کر لینا چاہیے اذا کان العبد کلہ لرجل۔ اگر کوئی غلام پورا کسی شخص کا ہو۔ فقال المولی لاہل السوق پھر مولی نے
بازار والون سے کہا کہ۔ اذا رأیتم عبدی ہذا یتجر فسکت ثم انہ فلا اذن لہ فی التجارۃ جب تم دیکھو کہ مین نے اپنے
اس غلام کو تجارت کرتے دیکھا اور اسپر مین خاموش رہا کچھ منع نہ کیا تو مین اسکو تجارت کی اجازت نہین دونگا
یعنے میرا یہ فعل اس غلام کے حق مین تجارت کی اجازت نہین ہے۔ ثم راہ یتجر فسکت فلم ینہہ لا یصیر ماذونا فی التجارۃ
کذا فی المغنی۔ پھر اس غلام کو خرید فروخت کرتے دیکھا اور خاموش رہا اور اسکو منع نہ کیا تو غلام مذکور ماذون التجارۃ
نہو جائیگا یہ مغنی مین ہے۔ باب سوم سے کچھ پہلے قولہ فرق ابو حنیفۃ بین الحجر والاذن عندہ لا یثبت الحجر بخبر الواحد
اقول نظاہر ان یقال فان عندہ لا یثبت الی آخرہ۔ اسی باب مین باب چہارم سے ڈیڑھ ورق پہلے مسئلہ مبسوط مین
جسکا شروع یہ ہے کذا فی المغنی فاذا حل الاجل کان العبد بالخیار الی آخرہا۔ لکھا کان تسلیمہ جائزا عندہم حتے
ینوی علم الغریم۔ اقول صواب یہ ہے کہ کہا جاوے حتے ینوی ما علی الغریم۔ یعنے جو کچھ قرضدار پر ہے ڈوب جاوے
پھر باب چہارم سے ایک صفحہ پہلے قولہ وان شاء وضع الی العبد بنقصان العیب الذی حدث عندہ من الثمن یعنے
فی الجنایۃ فی الوطی۔ اقول الصواب عندی فی الجنایۃ او فی الوطی فافہم۔ باب چہارم کذا فی المغنی ولو اقر بذلک بعد
ما باعہ القاضی الی قولہ ولکن ان اعطوہ ذلک کاتب بہ انفسہم جاز۔ الصواب طابت بہ انفسہم اور قولہ ثم یرجع بہ علی الکفیل
الغرماء کذا فی المبسوط۔ والصواب ثم یرجع بہ الکفیل علی الغرماء فلیتامل۔ اور قولہ کذا فی المغنی ولو ان الغرماء لم یقدروا علی
المشتری الی ان قال حتے لو کانوا اربعۃ وختاروا اخذ ضمان القیمۃ۔ اقول الصواب اختار واحد منہم اخذ ضمان القیمۃ۔ اور
آخر مین قولہ او لم یجز البیع سے فی شئ من العبد کذا فی المحیط حرف وظاہرا غلط ہے صرف او عاطفہ چاہیے۔ اسیطرح
ایک صفحہ کے بعد قولہ فضمنوہ قیمۃ صحیحا او الحکم الخ۔ صواب فالحکم ما ذکرنا الخ ہے۔ اسیطرح ایک ورق کے بعد قولہ کذا
فی المحیط ولو لم یعتقہ المشتری ولکنہ باعہ الخ مین قولہ سلم العبد لہ لو لم یکن لہ علی الرجل۔ صواب لم یکن لہ الخ ہے اور اس
مسئلہ مین کچھ بعد قولہ فیرجع بنقصان القیمۃ علی البائع ان لم یکن للبائع الخ اقول حرف ان شرطیہ غلط ہے اور صواب
اسکا ترک ہے یعنے علی البائع لم یکن للبائع الی آخرہ فافہم۔ اور باب پنجم سے ایک صفحہ پہلے قولہ کذا فی المبسوط عبد
ماذون علیہ دین باعہ المولی من رجل ثم اعلمہ بالدین۔ شاید صواب علمہ او اعلامہ یعنے اختیار ہے واللہ تعالے اعلم
اور باب پنجم کے قریب قولہ ولو امر المولی عبدہ الماذون نکفل الرجل۔ صحیح لرجل بلام جارہ ہے اور اسکے بعد قولہ
فیضع بہ ما ندالہ۔ صحیح فیضیع بنون بعد ضاد منقوطہ ہے باب پنجم کذا فی فتاوی قاضیخان العبد الماذون اشتری عبدا
الخ مین لکھا لا یصیر الثانی محجورا او لم یکن اقول الصواب ولم یکن قال المترجم اس قسم کے اغلاط بہت کثرت سے ہین ان
سب کے استقصا مین تطویل مخل ہے۔ باب ششم کذا فی المحیط واذا کان علی الماذون دین الخ مین لکھا ویستوفی ان کان
علی الماذون دین۔ ظاہر الیستوی کا یستوفی لکھا ہے یا لیستوی سے ذلک ہوئے واللہ اعلم۔ اس سے ایک صفحہ کے

بعد قولہ کذا فی العینی شرح الہدایۃ ولو کان العبد صغیرا او کان صغیر احرا او معتوہا فاقروا بعد الاذن انہم قد اقروا لہ بذلک
قبل الاذن کان القول قولہم کذا فی المبسوط یعنے غلام صغیر یا طفل آزاد صغیر یا مرد معتوہ نے اجازت تجارت حاصل
ہونیکے بعد اقرار کیا کہ ہمنے اس شخص کیلیے اجازت حاصل ہونے سے پہلے اقرار کیا تھا تو قول انھین ہر ایک کا قبول ہوگا یہ
مبسوط مین ہے ایضا باب ششم قولہ کذا فی المبسوط فان کان المولی اقر بالف درہم ثم اقر بالف درہم دکان الخ اقول
ایک مرتبہ اور چاہیے ثم اقر بالف درہم - یعنے تین مرتبہ پے درپے ہزار درم کا اقرار کیا - اور اس سے تھوڑا بعد قولہ
والمسئلۃ بحالہا و بیع العبد بالف درہم فانہ یبدأ بدین البائع وما بقی بعد ذلک فہو بین غرماء العبد ویستوی ان کان العبد
فی صحۃ المولی او فی مرضہ کذا فی المبسوط اقول اسمین میرے نزدیک خطا ہے کہ بیع العبد بالف درہم اور صواب یون ہے
کہ بیع العبد بالفی درہم یعنے دو ہزار درم کو فروخت کیا گیا - باب ہشتم قولہ کذا فی المغنی ولو کان عبد المحجور اجرہ مولاہ
الے قولہ فقول المستاجر اذن فی المسئلۃ الظاہر ولو فی الخ کذا فی التاتارخانیہ قال محمد العبد اذا باع واشتری الخ مسئلہ مغنی مین کئی
جگہ بجائے مشتری کے بائع کی تصویب مترجم کا زعم ہے اور شاید کہ باعتبار وصف کان کے مشتری سے تعبیر کیا گیا اگرچہ
فی الحال کے وصف سے بائع ہو وبالجملہ ففی المقام تامل لاتسود وجوہ الصفحات بذکر الوجوہ فتامل فیہ واللہ تعالے اعلم
بحقیقۃ الحال - قریب باب نہم کے قولہ کذا فی المحیط وان نقص کان النقصان فی رقبۃ المحجور لانہ اذا بیع الخ اقول والصواب
عندی ثم اذا بیع الخ فافہم - باب نہم کذا فی فتاوے قاضیخان واذا اذن المسلم لعبدہ الکافر الے قولہ ہو مولاہ - الصواب
وہو ومولاہ یعنے وہ اور اسکا مولا دونون - اور اسی مسئلہ مین قولہ فان کان صاحب الدین الاول کافرا فی الدینین الخ
اقول اس مقام پر عبارت ایسی طور سے ساقط ہے کہ مترجم سے اسکی تصحیح محل تامل ہے پس انتظار چاہیے یہانتک کہ کوئی
دوسرا صحیح نسخہ دستیاب ہو واللہ تعالے اعلم پھر اس سے تھوڑی دور بعد قولہ ولو کان احد الغرماء مسلما شہد لہ
کافران والآخران شہدا اقول ما ان قلت الآخران کافران شہدا الخ واما ان عنیت ہذا المعنے بنوع تکلف من لا لتہ
المفہوم فافہم - پھر اس سے تھوڑی دور بعد کذا فی المغنی واذا اذن المسلم لعبدہ الکافر الخ مین لکھا ثم ادعے علے العبد
دین الف درہم - اقول الصواب ان یقال ثم ادعے رجل آخر علے العبد الخ لما لا یخفے علے المتامل - باب یازدہم کذا فی
المغنی ولو کان للماذون دار امن تجارتہ الخ مین لکھا ادعے علے ہذا او شہد علے الماذون فی حائطا الخ اقول لفظ شہد از شہادت
تو صحیح نہین بلکہ صواب اشہد مجہول از اشہاد ہے والفرق بینہما مما لا یخفے علے الماہر فی الفن تعجب تعلق المقام - باب دوازدہم
کذا فی المحیط ولا یملک الصبی الماذون تزویج امتہ الخ مین قولہ لا من المولی کی جگہ لا من الولی چاہیے - اسی باب مین صفحہ ١٦٥
کذا فی المغنی فی ماذون شیخ الاسلام الخ مین قولہ اجراہ استاجرہ یوقف ذلک - اقول الصواب یوقف ذلک - باب سیزدہم
کذا فی الکافی واذا باع الماذون من رجل عشرۃ اقفزۃ الخ مین لکھا ولو قال ابیعک ہذا الحنطۃ وہذا الشعیر ولم یسم کلیہما کل قفیز
بدرہم اقول ظاہرا مترجم نے یہ معنی سمجھے کہ بائع نے دونون کے حق مین ہر قفیز بایک درم نہین بیان کیا لیکن یہ غلط ہے اور تامل
سے تجھے ظاہر ہوگا کہ صحیح یون ہے ولم یسم کلیہما کل قفیز بدرہم - پس قولہ کل قفیز بدرہم متعلق بلفظ ابیعک ہے اور لم یسم
کلیہما معترضہ ہے اسوجہ سے کہ ہذہ الحنطۃ وہذا الشعیر تسمیہ کیلی بھی ممکن ہے بالجملہ یہ مراد نہین ہے کہ ہر قفیز ایک درم کا حساب

نہین بتلایا بلکہ مراد یہ ہے یہ حساب تو بتلایا مگر ڈھیری کے سبب کیل نہین بتلائے۔ اسی باب مین کذا فی فتاوئے
قاضیخان ولو اشتری ثوبا من رجل بعشرۃ دراہم الخ صفحہ ۱۸۱ قولہ ولو اشترط کل ذرع بدرہم۔ الصواب فلم اشترط
بصیغۂ متکلم اور اسی باب کے صفحہ ۱۸۳ مین قولہ علے قول ابی حنیفۃؒ یبیر نے الوجہین جمیعا کذا فے المحیط اقول قد وجدت
تحظی علے ہامشہ انہ کذا وجدت النسخ بالاثبات وفیہ نظر علے اصل الامام فلینظر فیہ واللہ تعالے اعلم +
کتاب الشفعۃ۔ باب اول کذا فے محیط السرخسی واذا اشتری ارضا مبذورۃ الے قولہ متقوم الارض مبذورۃ فیرجع
بحصتہا کذا فے السرخسی اقول الصواب فتقوم الارض مبذورۃ وغیر مبذورۃ فیرجع الخ۔ باب ہشتم صفحہ ۲۸۰ کذا فی المبسوط
واذا اشتری ارضا فیہا نخل وشجر الخ قولہ تقسیم الثمن علے قیمۃ الارض والنخل والتمر یوم العقد فما اصاب قول الصواب ان
یقال تقسیم الثمن علے قیمۃ الارض والنخل والتمر وما علے قیمۃ الارض والنخل فما اصاب الخ۔ اور دوسری سطر مین قولہ فان اخذہا
الصواب اخذہا اسیطرح دوسرے صفحہ مین وجذہا ثم جاء الشفیع۔ یعنے بواو عاطفہ وجذہا خطا ہے واو حذف کرنا چاہیے
باب نہم قولہ کذا فے التاتارخانیہ ولو قال المشتری او وکیلہا ہکذا۔ اقول الصواب ان وکیلہا یعنے بجاے او کے ان چاہیے
باب دہم ابتداء باب مین قولہ فالقول قول المشتری ولا یتحالفان الصحیح ولا یتحالفان اور آخر صفحہ مین وان اقاما
جمیعا البینۃ فالبینۃ بینۃ البائع عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ وہو قول ابی حنیفۃؒ۔ اقول الظاہر ان یقال عند ابی یوسفؒ ومحمدؒ
وہو قول ابی حنیفۃؒ واللہ اعلم۔ دوسرے صفحہ مین کذا فے البدائع وفے المنتقی بن سماعۃ عن محمد رجل اشتری من رجل دارا
ولہا شفیعان فاتی الیہ احدہما بطلت شفعتہ الصحیح رجل اشترے من رجل دارا ولہا شفیعان فاتی الیہ احدہما بطلت
شفعتہ ایک ورق بعد قولہ کذا فے المحیط واذا اشہد البائعان الخ مین لکھا والشفیع مقر انہ منذ ایام الصواب مقر انہ علم منذ ایام
اور باب یازدہم سے کچھ پہلے قولہ تفتیت بالبیت بنہا لصاحب الشہر اقول میرے نزدیک لفظ بنہا خطاے فاحش ہے
اور صواب یہ کہ لفظ ساقط کیا جاوے اور اسکے بعد قولہ لانہ یثبت سبق شرار احدہما اقول الصواب عندی لانہ لم یثبت الے
آخرہ۔ اور اسکے بعد قولہ منذ شہرین کلما وقت شہودہ حبلت۔ الصواب منذ شہرین کما وقت شہودہ وجبلت الی آخرہ۔
باب یازدہم کذا فی المحیط واذا وکل رجل الشفیع الے قولہ حتے اخذہا ثم علم بذلک۔ اقول ہکذا فے النسخ علم من الثلاثی والصواب
عندی اعلم من الاعلام والوجہ مما لا یخفے عند المتامل۔ پھر اس سے کچھ بعد اغلاط فاحش ہین سے قولہ اذا وکل رجلین بالشفعۃ
فلاحدہما ان یخاصم الاخرہ۔ اقول الصواب فے المغنی ان یقال فلاحدہما ان یخاصم بدون الاخر الے آخرہ والحاصل ان احد
الوکیلین ینفرد بالخصومۃ ولا ینفرد بالقبض فلو ان احدہما خاصم بدون الآخر جاز ولو اراد احدہما ان یاخذہا ممن فے یدہ
من البائع او المشتری فلیس لہ ذلک۔ یعنی حاصل المقام یہ ہے کہ اگر ہر دو وکیل مین سے ایک نے مخاصمہ و نالش سے فیصلہ چاہا
تو تنہا اس کام کو کرسکتا ہے یعنے حکم حاکم حاصل کرے پھر اگر تنہا ایک نے چاہا کہ دار مشفوعہ پر قبضہ کر لے تو بدون دوسرے کے
ایسا نہین کرسکتا ہی پس ہر ایک وکیل خصومت مین منفرد ہو سکتا ہی اور قبضہ مین نہین ہو سکتا ہے باب چہاردہم مسئلہ اولی
مین قولہ وان کان الی الرد بالعیب قبل قبض الدار وان کان بالقضاء اقول صاحب تصحیح یا ناسخ نے جملہ اول فان کان الرد۔ کو بواو
وان وصلیہ قرار دیکر علامت ظاہر کی اور عبارت ماقبل سے متعلق کر دیا اور جملہ دوم وان کان بالقضاء کو بواو قرار دیا مگر مترجم کے

نزدیک اس عبارت مین بحسب المعنی غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ جملہ اول عطف ہے مضمون سابق پر اور جملہ دوم مین او عاطفہ غلط
ہے اس او کو ترک و دور کرنا واجب ہے اور حاصل مسئلہ یہ ہے کہ دار مبیعہ مین اگر عیب پاکر واپس کیا تو دو صورتین ہین ایک یہ کہ
قبضہ کرنیکے بعد واپس کیا اور دوم یہ کہ قبضہ سے پہلے واپس کیا پس اول صورت مین اگر بغیر حکم قاضی واپس کیا تو دوبارہ
شفیع کو شفعہ مین لینے کا اختیار ہو جائیگا اور اگر بحکم قاضی ہو تو نہین - اور دوسری صورت مین اگر بحکم قاضی واپس کیا
تو نہین لے سکتا ہے وہذا معنے قولہ وان کان الرد بالعیب قبل قبض الدار ان کان بقضاء فلا شفعة للشفیع الے آخرہ باجمل
جس صورت مین واپسی متعاقدین کے حق مین فسخ یعنے اقالہ ہو اور دوسرون کے حق مین بیع جدید ہو تو شفیع کو اس جدید
بیع کی راہ سے مکرر شفعہ حاصل ہوگا فلیتامل ورد واضح ہو کہ درصورت عدم القبض کے بغیر حکم قاضی واپس کرنے کو امام
محمدؒ کے نزدیک بیع جدید کے معنی مین نہین قرار دیا ولیکن شیخین کے قول پر مشائخ کا اختلاف نقل کیا کہ بعض کے
نزدیک تجدید شفعہ ہوگی اور بعض کے نزدیک نہوگی اس تجدید شفعہ نہونے کا قول اس اصل پر ہوگا کہ قبل قبضہ کے
واپسی بسبب عیب کے شیخین کے نزدیک ہر طرح فسخ بیع ہے اور اقالہ کے معنی مین نہین ہے اور ظاہر ایہی قول اصح
معلوم ہوتا ہے پس ائمہ ثلثہ کا اجماع ہو جائیگا بدلیل مسئلۂ ذخیرہ کے جو اسکے بعد مذکور ہے یعنے اذا سلم الشفیع الشفعة ثم
ان المشتری رد الدار علے البائع الے آخرہ کیونکہ اسمین کوئی اختلاف نقل نہین کیا ہے پھر واضح ہو کہ ذخیرہ کی اس عبارت
مین بھی کاتب نے دو جگہ فاحش غلطی کی ہے اول قولہ ان کان الرد بسبب ہو فسخ جدید من کل وجہ - اقول جدید کا لفظ غلط
مہمل ہے اور صواب یہ کہ اسکو ترک کر کے یون کہا جائے بسبب ہو فسخ من کل وجہ - اور فسخ قدیم نہ تھا جسکا جدید مقصود
ہو - دوم قولہ سواء کان الفسخ بسبب ہو فسخ من کل وجہ او بسبب ہو فسخ من وجہ جدید من وجہ کذا فی الذخیرہ ظاہر اعبارت
یہ معلوم ہوتی ہے کہ او بسبب ہو فسخ من وجہ و بیع جدید من وجہ الخ اگرچہ اس مقام پر ایجاز عبارت پر محمول کر کے موصوف
مذکور کی تقدیر ممکن ہی - باب ہفتدہم کذا فی الظہیریہ رجل اشتری دارا وقبضہا فاراد الشفیع اخذہا الے قولہ لا یصدق ولا یجعل
خصما للشفیع - اقول لا یجعل بصیغہ نفی غلط فاحش ہے اور صواب علے الاثبات یعنے لا یصدق ویجعل آخر ہے - یعنی مشتری کے
قول کی تصدیق نہوگی اور جب نہوئی تو وہ شفیع مقابلہ مین خصم قرار دیا جائیگا حتے کہ وہ اپنا حق ثابت کر کے مشتری سے
لے لیگا اور اگر تصدیق ہوتی تو مشتری مستودع ہو کر خصم نہو سکتا - اور واضح ہو کہ مشتری کا یہ قول بعتہا من فلان واخرجت
من یدی کما فے النسخة او یقال بعتہا من فلان واخرجتہا من یدی کما ہو عندی - یعنے مین نے اس گھر کو فلان کے ہاتھ
فروخت کیا اور اپنے ہاتھ سے نکال دیا - پس یہ قول مشتری کا اس امر کی توضیح ہے کہ خالی عقد بیع نہ تھا بلکہ عقد کے ساتھ
مین نے اپنے قبضہ سے نکالکر اس کے قبضہ مین دیدیا پھر اسنے میرے قبضہ مین بطور امانت و ودیعت کے دیا ہی پس میرا قبضہ
اسوقت قبضہ امانت ہے فافہم - اس سے کچھ دور بعد قولہ لان صاحب الدار بما اقر بالہبة - الصحیح لما اقر الخ - اور اسی باب مین
کذا فی التاتارخانیہ رجل فی یدیہ دار الخ مین قولہ وان - سلے ذلک خذ الشفیع الدار ودفع الثمن دیرد - اقول یون کہنا چاہیے
ودفع الثمن علے البائع دیرد الے آخرہ کما لا یخفے علے المتامل - اور واضح ہو کہ قولہ کذا فے الکافی الاستحقاق بحق سابق
علے العقد یبطل العقد وبحق متاخر عنہ لا یبطلہ پھر اسکے بعد لکھا والشفیع کما تقدم علے من قام مقام المشتری - قال المترجم یون ہی

ان نسخوں مین مسطور ہے اور اس عبارت کے مہمل ہونے مین شک نہین اور مترجم زیادہ اسکے غور مین وقت نہین پاتا ہان
سرسری میرے نزدیک صواب یہ ہی کہ والشفیع کما یتقدم علی المشتری یتقدم علی من قام مقام المشتری۔ یعنی جیسے مشتری
پر شفیع کو تقدم ہے ویسے ہی جو مشتری کی جگہ قائم ہو اسپر بھی شفیع کو تقدم ہی۔ وعلی ہذا عبارت مین سے ایک فقرہ ندارد ہی فافہم
کتاب القسمۃ۔ باب دوم اسکے ظاہر فاحش اغلاط مین سے ہی کذا فی الکافی رجل مات و ترک ثلثۃ بنین و ترک خمسۃ عشر خابیۃ
خمس منہا مملوۃ خلا و خمس منہا خالیۃ والکل۔ اقول اسمین سے ایک فقرہ ندارد ہی اور وہ مطبوعہ کلکتہ سے بھی ساقط ہے اور صواب
یہ کہ وخمس منہا الے نصفہا والکل الے آخرہ۔ اسی باب دوم مین قولہ وکان لصاحب الثلثۃ اربعۃ من خمسۃ دراہم کذا فی
فتاوائے قاضیخان۔ بجاے واو کان بواو عطف کے فکان بفا تفریع واجب ہے اور اس سے کچھ بعد ایک جہالت کی
غلطی یہ ہے کہ الابد۔ ایک سطر مین اور ان لقسیم دوسری سطر مین لکھا ہے حالانکہ الابدان جمع البدن ہے۔ قال المترجم ظاہرا
صحت کی حالت مین نقوش اصل کے سوائے معانی کتاب پر لحاظ کے ساتھ صحت کی توفیق عنایت نہین ہوئی اور
ایسے مقامات دیکھکر مترجم کو تعجب ہوا کہ بعضے صحیح مقامات اصل مین کس وجہ سے عبارت بدلی گئی چنانچہ کتاب السیر
مجلد دوم کے ایک مقام ظاہر ہوگا جسکے حاشیہ پر مترجم نے مفصل ذکر کیا ہے باب سوم شروع مین وذکر الخصاف فی رجلین
رجلین لنصیب کل واحد لاینتفع بہ بعد القسمۃ وطلب القسمۃ الخ اقول یون ہی طلب بصیغہ مفرد مذکور ہے ولیکن مترجم کے نزدیک
غلط ہے بنابر اینکہ جب حصہ بعد تقسیم کے کسیکا اسقدر ہو کہ قبل تقسیم کے جو انتفاع ممکن تھا وہ حاصل نہو سکے تو قاضی ایسی تقسیم
بدرخواست واحد نہین کر سکتا ہے اور یہ اصل مذکور ہو چکی پھر باوجود اسکے یہ حکم کیونکر صحیح ہوگا اور علاوہ اسکے ما بعد مین
قولہ وان طلب احدہما القسمۃ کے معنی نہونگے یا متناقض ہوگا پس صواب میرے نزدیک وطلبا القسمۃ بصیغہ تثنیہ ہے فافہم
واللہ تعالے اعلم۔ اور ایسے ہی ایک ورق بعد قولہ وشرط الترک مین صواب دونون کا باتفاق شرط لگانا چاہیے یعنے
وشرطا الترک لایجوز عندہما ویجوز فے قول محمد کذا فے فتاوائے قاضیخان اور ایسے ہی دو ورق بعد قولہ فان ذکر ان
لکل واحد مین تنبیہ لازم ہے یعنے فان ذکرا ان لکل واحد منہما نصیبہ بحقوقہ دخل الطریق ومسیل الماء فی القسمۃ الے آخرہ
اور اس سے ایک ورق کے بعد مسئلہ مین عبارت یون ہے وان کان بین رجلین داران اقتسما علے ان یاخذ احدہما الدار والآخر
نصف الدار جاز وان کانت الدار افضل قیمۃ من نصف الدار کذا فے المحیط۔ قال المترجم اس عبارت مین تحریف ایسے
طور پر واقع ہوئی کہ تصحیح مین سخت دقت ہے پس اگر بطریق باہمی صلح کے ہوتا تو دوسرے دار پر محمول کیا جاتا جیسا مسائل
مابعد مین مذکور ہے ولیکن مذکور باہمی اقتسام ہے اور شاید یہ معنی ہون کہ اقتسام بدین طریق کیا کہ دونون کے حصص مین
کامل دار اور نصف دار کی نسبت ہو ولیکن یہ بھی اقتسام نہین بلکہ نوع اصطلاح ہے پھر دار واحدہ مین باوجود عدم اختلاف
جنس کے جواز کی صورت کیونکر ہوگی کیونکہ نہ اختلاف جنس اور نہ معنی اختلاف جنسی حالانکہ قسمت مین معنی معاوضہ سے
انفکاک نہین ہوتا اور تخصیص اس امر کا کہ دار از راہ قیمت کے چاہیے نصف سے افضل ہو اس خلجان کو رفع نہین کرتا فلیتامل
فانہ موضع تامل۔ باب ششم اوائل مین قولہ والمکیل والموزون جمیعا لاحدہما۔ اقول الصواب لا احدہما اور اسکے کچھ بعد قولہ الا
ان یکون قسم الذی لم یر المال سہرا اقول یون ہی سہوا مسطور ہے اور یہ تشحیذ الاذہان کیلیے مترجم نے چھوڑا اگرچہ مطلب ظاہر ہے

پھر دوسرے صفحہ مین دو غلطیان لفظ مین یسیر اور معنے مین فاحش ہین اول قولہ فان کان المقسوم شیئا واحدا حقیقۃ او حکما
اقول بجاے اوسکے واو چاہیئے ہے اور دوم اسی مسئلہ کے حوالہ ختم سے قریب قولہ لا یبطل الا بانشاء اسکنے اقول حرف
استثناء الا غلط ہے اور صواب فقط لا تا ہے وجہ قطع المترجم و تامل فیہ باب ششم اوائل مین قولہ وعلی المیت دین فجاء الغریم
اقول ظاہر فجاء الغرماء صحیح ہے بنظر عبارت مابعد کے فافہم ۔ ایک سطر بعد قولہ کان لغرماء المیت الثانی ان یطلبوا القسمۃ اقول
اسکے معنے تو بظاہر بہت صاف و شستہ ہین کہ میت دوم کے قرضخواہونکو درخواست تقسیم کا اختیار حاصل ہے و لیکن مترجم کے
نزدیک بحسب المقصود غلط ہے اور صواب ان یبطلوا ہے یعنے قرضخواہان میت دوم کو تقسیم و بٹوارہ باطل کر دینے کا اختیار ہے
اور ملحق باب یازدہم قولہ ولا یجبر المستحق علیہ کذا فی المحیط صواب لا یخیر ہے از باب تخییر اور باب جبر سے نہین ہے باب یازدہم
شروع صفحہ ۹۴۳ قولہ لا یقع لہ فی القسمۃ الثالثۃ عشرۃ اذرع ۔ و الصواب ان یقال القسمۃ الثانیۃ عشرۃ اذرع متصلا بدارہ
فلا یفید اعادۃ القسمۃ کذا فی المحیط ۔ باب سیزدہم قولہ اقر احدہما الاصل ببیت ۔ اقول لم یقع عندی من لفظ الاصل معنے و لعلہ
الطبع بزلۃ قلم الناسخ فالصواب عندی اقر احدہما ببیت منہ بعینہ لرجل و انکر الشریک علیہ قولہ کذا فی شرح الطحاوی ؛
کتاب المزارعۃ ۔ باب سوم صفحہ ۷۳ مین عبارت اسطرح مذکور ہے وکذلک اذا قال ما زرعت فیہا بکراب فبکذا و بغیر
کراب فبکذا فالمزارعۃ جائزۃ ۔ اور اسکے بعد لکھا وکذلک اذا قال ما زرعت منہا بکراب فبکذا و ما زرعت منہا بغیر کراب
فبکذا فالمزارعۃ جائزۃ ۔ پس فرق دونو مین یہ ہے کہ اول مین لفظ فیہا سے ضمیر اس زمین کیطرف راجع کی اور بدون
استقلال ذکر فعل کے قولہ و بغیر کراب فبکذا ۔ کو اول جملہ پر عطف کر دیا اور توزیع ابعاض کی اسی سے سمجھی گئی اور دوسرے
مسئلہ مین بجاے فیہا کے منہا سے تبعیض اور قولہ ما زرعت منہا بغیر کراب عطف جملہ بر جملہ سے استقلال واضح کر دیا ورنہ
فی المعنے بہت کم فرق ہے کما لا یخفے غیر ان المسائل ترکہا الاحکام بجریان تلک الالفاظ ۔ قال المترجم اللہ تعالی عز وجل کے
واسطے تسبیح و حمد ہے کہ جہانتک اپنے فضل سے اپنے بندہ عاجز کو توفیق عطا فرمائی اس کتاب احکام مین مسائل کے الفاظ
اور وجوہ تعلق حکم وغیرہ پر بخوبی لحاظ رکھا گیا اگرچہ اصل عربی کے بارہ جزو ماہواری ترجمہ کرنیکی صورت مین خالی کتابت کی
مہلت مین استعجاب کیا جاتا ہے کہ ان اسکا ترجمہ کرنا اور اغلاط الاصل وغیرہ کو دیکھنا اور الفاظ کی رعایت اور وجوہ تعلق الحکم
بالالفاظ کا لحاظ اور سواے اسکے بہت امور ہین جو بکمال نظر اس ترجمہ کو دیکھنے سے انشاء اللہ تعالے اہل العلم کو ظاہر ہونگے
پس اگر بہتری و خوبی پاوین تو سب حمد و ثنا حضرت مولے حق سبحانہ و تعالے کے واسطے ہے جسنے اپنے عاجز بندہ کو توفیق
عطا فرمائی ورنہ وہ جیسا لغو ہے خود ہی خوب جانتا ہے بلکہ نہایت لغویت سے اپنے آپ کو نہین پہچانتا ہے ورنہ خوب
ہوتا اگر اپنے کو پہچانتا لہذا اصحاب امت و بندگان نیکوکار سے امید ہے کہ مترجم کو دعاے مغفرت سے فراموش نہ فرماوین
کیونکہ اسکو کسی فضل کی خواستگاری نہین بلکہ مغفرت الٰہی و عفو جرائم و رحمت حق سبحانہ تعالے کی امیدواری ہے
وان ربی تبارک و تعالے عفو جواد ملک کریم غفور رحیم و صلے اللہ تعالے علے سیدنا و مولانا عبدہ و رسولہ محمد و آلہ
و اصحابہ اجمعین ۔ باب چہارم اسی صفحہ کے آخر مین ۔ دفع نخیلہ الی رجل معاملۃ بالنصف علی ان یلقحہ ۔ الصواب علی
ان یلقحہ یعنے من اللقح ۔ باب نہم آخر باب مین متصل باب ہم کے قولہ و لو اراد المزارع القلع فلرب الارض ذلک من غیر

رضاء المزارع اقول محصل اس عبارت کا ظاہر الغلط ہے بظاہر کچھ عبارت ساقط ہوگئی ہے مثلاً یون کہنا چاہیے - ولو اراد
المزارع القلع واراد رب الارض ان یتملک حصتہ بالقیمۃ فلرب الارض ذلک الی آخرہا - اور مترجم نے اسی عبارت کے معنی
کو ترجمہ مین ذکر کیا ہو فتدبر فیہ - باب سیزدہم - اول مسئلہ مین قولہ انہ سرق الزرع وہذا الان - اقول صواب میرے نزدیک
ہذا لان بلام تعلیل ہے - باب نوزدہم کذا فی الخلاصۃ قال محمد فی الاصل اذا دفع الرجل رضہ الی آخرہ اس مسئلہ مین لکھا
استہلک المزارع الکری الذی - ظاہر اصواب الکرا الذی اکثر ہے - باب بستم بیان کفالت در مزارعت اسمین یہ عبارت
مذکور ہے وان کان البذر من جہۃ رب الارض فلا یخلو اما ان شرط فی المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ او لم یشترط فان شرط تصح الکفالۃ
والمزارعۃ جمیعاً کانت مشروطۃ فی العقد ام بعد لانہ کفل بمضمون لکمنہ استیفاءہ من الکفیل الی آخرہا - اقول اس عبارت مین ظاہر
تامل ہے کیونکہ جب عقد مزارعت مین کفالت مشروط ہو اور مزارعت اس شرط سے ہو کہ کاشتکار بذات خود کام کرے
تو کفالت اگرچہ امر مضمون کیلیے واقع ہوئی لیکن کفیل سے بعینہ عمل کاشتکار کا استیفا ممکن نہین ہے پس قولہ فان
شرط تصح الکفالۃ والمزارعۃ جمیعاً کانت مشروطۃ فی العقد ام بعدہ منظور فیہ ہے چنانچہ خود آگے لکھا کہ فاما اذا شرط فی
المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ فان کانت الکفالۃ مشروطۃ فی العقد فسدتا وان لم تکن فصحت المزارعۃ وبطلت الکفالۃ لانہ کفل
بما لا یمکن استیفاؤہ من الکفیل لان عمل المزارع لا یمکن استیفاؤہ من غیرہ - پس صواب میرے نزدیک یہ ہے کہ بجائے فان شرط کے
فان لم یشترط ہو اور اسکی توضیح یہ ہے کہ یہان دو باتین ہین ایک تو عقد مزارعت جسمین کبھی یہ شرط ہوتی ہے کہ کاشتکار
خود کام کرے - اور کبھی نہین ہوتی ہے - دوم عقد کفالت اور وہ کبھی عقد مزارعت کے اندر مشروط ہوتا ہے بدین معنے
کہ مزارعت اس شرط سے قرار پائی کہ مزارع مثلاً کفیل دیگا اور کبھی عقد مزارعت مین مشروط نہین ہوتا ہے جب
ظاہر ہوگیا تو جس صورت مین بیج از جانب مالک زمین ٹھہرے ہین تو کاشتکار پر کار زراعت واجب ہے مگر نہ خاصکر بذات خود
بلکہ یہ فعل زراعت کا اسکی طرف سے پورا ہونا چاہیے پس اسکی کفالت صحیح ہے - پس کتاب مین اگر موافق زعم مترجم کے ہو
تو اسکے معنی مع الشرح یون ہونگے - وان کان البذر من جہۃ رب الارض - اگر عقد مزارعت مین بیج مالک زمین کی
طرف سے ٹھہرے ہوں یعنے کہ کاشتکار کے ذمہ کام امر لازم ہوگا - فلا یخلو اما ان شرط فی المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ او لم یشترط
تو کفالت کا حکم بیان کرنے کے واسطے اس تفصیل کا معلوم ہونا ضرور ہوگا کہ عقد مزارعت مین کاشتکار کے ذمہ بذات خود
کام کرنا مشروط کیا گیا ہے یا نہین کیا گیا - (فان شرط) اقول غلط والصواب ان یقال (فان لم یشترط) تصح الکفالۃ
والمزارعۃ جمیعاً - پس اگر عقد مزارعت مین کاشتکار کے ذمہ بذات خود کام کرنا مشروط نہو تو ایسی صورت مین کفالت
انجام دہی فعل کاشتکاری کی صحیح ہوگی پس کفالت و مزارعت دونون عقد ہر حال مین صحیح ہونگے خواہ کانت مشروطۃ
فی العقد ام بعدہ - عقد کفالت اسی عقد مزارعت کے اندر مشروط ہو یا بعد عقد مزارعت کے پھر عقد کفالت واقع ہوا ہو
اسلیے کہ عقد مزارعت مین جبکہ کاشتکار پر بذات خود کام مشروط نہین ہی تو اسپر خالی یہ واجب ہے کہ کار زراعت کو پورا کرے
خواہ بذات خود یا کسی اپنے نوکر یا مددگار وغیرہ سے اور جب کفیل نے اسکی طرف سے کفالت کی تو ایسے امر کی کفالت کی
جو کاشتکار پر لازم تھا اور اسطرح لازم تھا کہ کفیل بھی اسمین نیابت کرسکتا ہے پس کفالت صحیح ہوگی - لانہ کفل بمضمون الملتزم

استیفاؤہ من الکفیل۔ کیونکہ کفیل نے ایسے فعل مضمون کی کفالت کی جسکا ادا کرالینا کفیل کی ذات سے ممکن ہے۔ یعنے مکفول بہ مین دو نون صفت ہین ایک تو یہ کہ جس فعل کی کفالت کی وہ مکفول عنہ پر لازم و مضمون تھا اور دوم یہ کہ اسکا پورا ہونا کفیل سے بھی ممکن ہے پس دو نون باتون کو بیان کیا اول بقولہ لان الفعل مضمون علے المزارع یجبر علے ایفائہ وقد لزمہ ہذا العمل بحکم المزارعۃ۔ کیونکہ یہ کام مکفول عنہ یعنے کاشتکار پر مضمون ہے بدین معنے کہ اسکو پورا کرنیکے لیے اسپر جبر کیا جائیگا اور یہ اسپر عقد مزارعت قبول کرنیکی وجہ سے لازم آیا ہے و دوم بقولہ۔ والممکن استیفاؤہ من الکفیل اور اسکو کفیل سے بحکم کفالت پورا کرالینا ممکن ہے اور واضح ہو کہ اسکے بعد یہ عبارت مسطور ہے فان اخذ المکفول لہ والکفیل الخ اول واو غلط ہے اور لفظ مکفول لہ فاعل و کفیل مفعول ہو واقع ہوا ہے اور اس تفریع مین یہ بیان ہے کہ کفیل نے اگر بحکم کفالت کام انجام دیا تو اُسکو کیا ملیگا یا مفت تبرع ہوگا۔ پس بیان مذکورہ بالا سے واضح ہوا کہ اگر عقد مزارعت مین مزارع کا بذات خود کام مشروط نہو تو کفالت کی دو صورتین ہین یا تو کفالت عقد مزارعت مین مشروط ہوگی یا بعد کو واقع ہوگی پس یہ دو نون صورتین کفالت کی اس تقدیر پر جائز ہین۔ اب یہ بیان باقی رہا کہ جب مزارعت مین مزارع کا بذات خود کام کرنا شرط ہو تو اسمین بھی کفالت کی دو صورتین ہین یا تو عقد مزارعت مین مشروط ہوگی یا بعد کو واقع ہوگی پس اس تقدیر پر اگر کفالت عقد مزارعت مین شرط ہو تو مزارعت و کفالت دو نون باطل ہین اور اگر بعد کو واقع ہوئی تو مزارعت صحیح و کفالت باطل ہے اور اسی کو بیان کیا بقولہ فاما اذا شرط فے المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ علے آخرہ۔ بالجملہ مترجم کے نزدیک اس مسئلہ مین دو جگہ غلطی ہے اول تو فاحش غلطی قولہ فان شرط لتصح الکفالۃ الخ ہے اور صواب فان لم یشترط الخ ہے اور دوم قولہ اخذ المکفول لہ والکفیل الخ مین واو عاطفہ درمیان فاعل و مفعول ہے کے غلط ہے اور صواب اسکا ترک ہے۔ قال المترجم حمد و ثنا رضا الصواب اللہ تعالے عزوجل کو ہے جسنے اس ضعیف کو باوجود اسقدر عجلت و کثرت ترجمہ کے ایسے اغلاط کی توفیق تصحیح عطا فرمائی فلہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ والحمد للہ رب العالمین

کتاب المعاملہ۔ باب دوم کذا فے التاتارخانیہ واذا دفع الرجل نخیلا معاملۃ علے رجلین علے ان للنصف علے آخر المحیط اس مسئلہ مین فان کان یعلم ان الستقی لا یوثر علے قولہ وان شرط عمل رب الارض۔ ایک سطر عبارت مکرر واقع ہوئی ہے متنبہ ہونا چاہیے۔ اور اس سے چار ورق کے بعد اسی باب مین کذا فے التاتارخانیہ ناقلا عن العتابیہ رجل لہ شجرۃ تعرف فے ملک الغیر و نبت العروق اقول ایک شخص کا ایک درخت ہے جسکی جڑین دوسرے کی زمین تک پھیلین اور وہان ان جڑون سے پودے پھوٹے۔ فوہب صاحب الشجرۃ تلک النابتات لا من صاحب الارض۔ پس مالک درخت نے یہ پودے کسی غیر کو نہ مالک زمین کو ہبہ کردیے فان کانت النابتات بحیث لو قطعت الشجرۃ لم تجز الہبۃ وان کانت لا تیبس فالہبۃ جائزۃ کذا فے فتاوے الکبرے۔ اقول یہ قید کہ مالک درخت نے یہ پودے مالک زمین کو نہین بلکہ کسی دوسرے کو ہبہ کیے اگر اسوجہ سے ہے کہ امام کے نزدیک ہبہ مشاع اپنے شریک کو جائز ہے اس سے احتراز کیلیے وضع مین تغیر کیا تو مالک زمین کی شرکت منظور نہیں ہے کہ اسکے حق مین ہر طرح جائز ہوتا۔ یا مفہوم یہ کہ اسکے حق مین نہین جائز ہے جس وجہ سے کہ غیر کے حق مین جواز کا حکم دیا گیا مثلاً تو بھی منظور نہیں ہے کیونکہ ان مسائل مین مفہوم معتبر ہے

خیر اس بیان استطرادی سے قطع نظر کرکے مترجم کہتا ہے کہ قولہ تتلبس بلام او تلبس خواہ مثبت جیسے شق اول مین ہو خواہ منفی جیسے شق دوم مین مسطور ہے میرے نزدیک غلط ہے بلکہ مہمل ہے اور صواب میرے نزدیک بتاء تانیث حرف مضارعہ و یا تحتیہ و باء موحدہ و سین مہملہ تیبس از یبس ییبس ہے دالینے پس اگر یہ پودے ایسے ہون کہ درخت کاٹے جانے پر خشک ہوجاوین تو ہبہ جائز نہوگا اور اگر ایسے ہون کہ اس حالت پر خشک نہ ہوجاوینگے یعنے بطور مستقل خود درخت ہوگئے ہین تو ہبہ جائز ہے فافہم

کتاب الذبائح۔ باب اول دو ورق بعد کذا فی القنیۃ ولو قال بسم اللہ وصلی اللہ علی محمد سالے المحیط مین قولہ وان اراد التبرک یذکر۔ الصواب اراد التبرک الخ یعنے تفعل از برکت صحیح ہے۔ باب سوم درندگان وحشی مین سے ذونا ب کی تعداد بیان کرنے مین لکھا والسمور والدلق والذئب والقرد والقمل ونحوہ فلا خلاف فی ہذہ الجملۃ الا فی الضبع فانہ حلال عند الشافعی اقول مترجم اس کتاب الذبائح مین بسبب ضیق فرصت و اتفاقیہ ہجوم علالت کے بہت پریشان رہا لہذا اہل کرم معذور فرماوینگے جہانتک توفیق حاصل ہوئی کوشش کیگئی بعد اعتذار کے مترجم کہتا ہے کہ اس عبارت مین کئی جگہ خلل و مزلقہ شدید ہے اول دلق بدال مہملہ ولام وقاف یہ لفظ معرب لہ ہے اور اسکے معنے مین سے گربہ صحرائی یعنے جنگلی بلّی بیان مراد نہین کیونکہ سنور بری کو پہلے ذکر کردیا ہے بلکہ قاقم مراد ہے جسکی پوستین اُون وغیرہ بیش قیمت گنی جاتی ہے اور اسکو بھی قاقم کہتے ہین پوستین قاقم نہین کہتے جیسے سمور و سنجاب کا حال ہے حالانکہ یہ بھی دونون جانور صحرائی درندہ ہین اور اسیطرح پوستین وغیرہ کا انتفاع اسنے گران بہا شمار کیا جاتا ہے۔ دوم الذئب نسخہ اول مین بذال منقوطہ و باء موحدہ مسطور ہے اور یہ گاؤ دشتی یا سُرا گائے ہے جسکا جنور مشہور ہے لیکن بالاتفاق اسکی حرمت و اسکا درندہ ہونا دونون ٹھیک نہین ہین لہذا صواب بدال مہملہ یعنے خرس یعنے ریچھ ہے اور وہ بالاتفاق حرام ہے سوم القرد والقمل۔ اول لفظ بقاف و راء و دال ہے دوسرے نقطہ مسطور ہے اور صحیح ہے لیکن ظاہر التصحیح کرنیوالے نے یا کاتب نے اسکو قراد بالضم یعنے کنہ سمجھکر دوسرے لفظ کو قمل بقاف و میم ولام لکھدیا لیکن صحت کرنیوالے سے عجب ہے کہ اس نے درست رکھا۔ واضح ہو کہ قراد بالضم بروزن کناہ کلنی یا چیچڑی کے اقسام مین سے ہے مگر بڑی کلنی کو حلمہ کہتے ہین اور اسی لفظ کا ترجمہ مترجم جلد اول نے اپنے محاورہ سے بڑی کلی لکھا اور کلی بکاف عربی وہان کی زبان مین کلنی یا چیچڑی کو کہتے ہین مگر بعض اعاظم سہارنپور نے اسکو شاید گلی بکاف فارسی پڑھا اور اسی بناء پر حلمہ کا ترجمہ بڑی گلی غلط قرار دیکر رد کیا تھا اور یہ تردید براہ نفسانیت نہین ہوتی ہے بلکہ ہم سب اموحت کے معذور ہین کہ شرع والا ہمپر حاکم ہے ناچار ہمکو روا نہین کہ اسکے پاکیزہ مصفا احاطہ مین کوئی تنکا باقی چھوڑین پس خالص مقصود یہ کہ اگر ہم مین سے کوئی اپنی خدمتگذاری مین کہین چوک جاوے تو دوسرا شفقت سے بوجہی حکم شرعی اسکی اصلاح کرے اور سہو مین کچھ عیب نہین ہے کیونکہ اس سے بشریت خالی نہین ہوسکتی الا من عصمہ اللہ تعالے عزوجل۔ چنانچہ فاضل لکھنوی نے اغرق اللہ تعالے بفضلہ فی بحار رحمتہ سبحانہ عزوجل اسپنے حاشیہ عمدۃ الرعایہ علے شرح الوقایہ جنایات کتاب الحج مین قراد کا بوزنہ ترجمہ کردیا۔ لہذا تنبیہ کردینا واجب ہے کہ کوئی شخص اس حکم کو جو وہان مذکور ہے بوزنہ یعنے بندر کے واقعہ پر محمول نہ کرے بلکہ جو معنے مذکور ہوے وہی مراد ہین واللہ اعلم۔ اور رہا

قرد بالکسر بدون الف یعنے بندر اور یہی یہان مراد ہے اور دوسرا لفظ قمل جسکو فارسی مین سپش و ہندی مین جون یا چیلر
کہتے ہین یہان صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ وہ درندہ صحرائی و ذو ناب یا ذو مخلب نہین ہے اور صواب میرے نزدیک لفظ الفیل
بفاء و یاء تحتیہ و لام ہے یعنے ہاتھی اور وہ بیشک ذی ناب درندہ ہے خواہ گوشت ہی اسکی غذا ہو یا نہو اور اسکے حرام
ہونے پر اتفاق ہے اور عوام کے قول سے کہ زمین بہتا ہوا خون نہین ہوتا ہی بحث کرنا مہمل ہے - حاصل یہ کہ عبارت مذکورہ
مین مترجم کے نزدیک بجائے ذئب بذال منقوطہ کے صواب دب بدال مہملہ ہے اور بجائے قمل کے صواب فیل ہے واللہ تعالے
اعلم بالصواب اور اس صفحہ کے آخر مین قولہ واذا اخذ قرحۃ تقیا کذا فے الظہیریۃ - غور نظر سے تصحیح کرنا چاہیے اور باب سوم
سے دو سطر پہلے قولہ ان اعلقنا یا ما قلنا یا اس قول الصواب اعتلف - باب سوم مین جو چیز کردی سے بعد فتاوی کبری کے
مذکور ہے ولو انتزع الذئب راس الشاۃ وہی حیۃ تحل لان الذبح بین اللبۃ واللحیین و معنے یہ ہوے کہ اگر بکری کے زندہ ہونے کی
حالت مین بھیڑیے نے اسکی سری کو جدا کر لیا تو دونون جبڑون و لبہ کے بیچ مین ذبح کرنیسے حلال ہو جائیگی اقول
ظاہر مراد یہ ہے کہ جیسے انسان کے سر مین کاسہ کی ہڈی ہوتی ہے ویسے اوپر کی ہڈی اُسنے نوچکر جدا کرلی اور قولہ وہی
حیۃ سے یہ مراد ہے کہ اس زخم سے اسکی حیات باقی رہی تو دونون جبڑون و لبہ کے بیچ کا جو مقام باقی ہے اُسکے
ذبح کرنیسے حلال ہو جائیگی اور اگر یہ مراد ہو تو سری پوری الگ کر ڈالنے سے جبڑے و لبہ باقی نہین جسکے بیچ سے
ذبح کیا جاوے اور اگر یہ مراد لیجاوے کہ لحیین و لبہ کے بیچ کا مقام اگرچہ جبڑا نہو تو بھی اس امر دیگر سے مخلص نہین کہ
ہلاکت اسکی اسی زخم سے ہوگی نہ ذبح سے اللہم الا ان یقال ان العبرۃ لتقدم الجروح المہلکۃ علے الذبح فے
الصیود و لیس ہذا عندی بشئے - اور اگر اصل نسخہ مین بجائے تحل کے لا تحل ہو تو کچھ اشکال نہین ہے یا شاید بجائے
قولہ ولو انتزع الذئب کے ولو نتر الذئب یا ولو انتر الذئب ہو اور نتر سختی سے کھینچنا یا تباہ و کوفتہ کرنا مراد ہو مگر
نہ اسقدر کہ جس سے حکم ہلاکت مین ہو جاوے چنانچہ قولہ وہی حیۃ سے اس وہم کو دفع کر دیا بالجملہ مقام محل تامل ہے اور مترجم
کو غور کرنے کا وقت نہین ملتا ہے واللہ تعالے ہو الموفق لی لا احسن السلوک فے طریق الآخرۃ نعم المولے و نعم النصیر -
کتاب الاضحیۃ - باب اول کے صفات اضحیہ مین قولہ ولو کان فلک انسان شاۃ - الصواب فی ملک انسان - باب ششم صفحہ ۶۲
و کذلک ان اراد بعضہم العقیقۃ عن قد ولد ولد من قبل - اقول الصواب ان یقال عن قد ولد لہ - یعنے ایسے فرزند سے جو اسکا
قبل ازین پیدا ہوا ہے

کتاب الکراہیۃ - باب یازدہم کذا فے الحاوی للفتاوے اذا اکل الرجل اکثر من حاجتہ لیتقیا قال الحسن لا باس بہ
وقال رأیت انس بن مالک یاکل الخ قال المترجم ابتدا مین سرسری نظر سے بلحاظ اس اصل کے کہ ہماری کتابون مین جہان
حسن مطلقا آوے تو مراد حسن بن زیاد ہین مترجم کو یہان بھی زعم ہوا کہ حسن بن زیاد مراد ہین اور یہ اوفق بمقام معلوم
ہوتا تھا لہذا مین نے قولہ رأیت انس بن مالک کی جگہ مالک بن انس امام مدینہ یکے از ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالی صحیح
جانا اگرچہ ترجمہ مین اصل کے موافق رکھا و لیکن حاشیہ پر کچھ لکھا تھا اور بنا بر اس طریقہ کے کہ جہانتک ممکن ہوا ہے اصل سے
مخالفت نہین کیگئی ہے چنانچہ مقدمہ مین یہ التزام بھی اسی احتیاط کی وجہ سے ہے مگر اسکی تصحیح اسطرح کیگئی کہ مراد

حضرت حسن البصری امام تابعی معروف ہین اور اصل مذکورہ بالا سے بھی مخالفت اس توجیہ سے مرتفع ہے کہ قولہ وقال رأیت انس کو یا تقیید ہے کہ حسن رحمہ سے وہ مراد ہین جنھون نے حضرت انس کو دیکھا پس بمنزلہ حسن البصری صریح ذکر کے ہوا فافہم اور شاید توجیہ یہی حاشیہ پر ذکر ہو۔ پھر دوسرے صفحہ مین قولہ ومن السنۃ ان یاکل الطعام من وسط فی ابتداء الاکل کذا فی الخلاصۃ اقول میرے نزدیک مسئلہ جو بیان طریقہ سنت کے واسطے تھا وہ بیان خلاف سنت ہو گیا کیونکہ صحابہ مین صریح ممانعت ابتدا مین درمیان طعام سے کھانا کھانے مین آئی ہے اور روا نہین ہے کہ ائمہ رحمہم اللہ تعالے کیطرف اسکو منسوب کیا جاوے پس صواب یہ کہ کاتب نے غلطی کی اور صحیح ومن السنۃ ان لا یاکل بصیغہ نفی ہے فاحفظ وایضا باب یازدہم صفحہ ۵۱۳ کذا فی السراجیہ وذکر محمد رحمہ حیدری اوصل الے قولہ وکذا الماء اذا غلب صار مستقذرا طبعا کذا فی القنیۃ اقول یہ روایت قنیہ کے منقولات مین سے ہے اور ظاہر معنے یہ ہین کہ ایسے ہی پانی کا حکم ہے کہ جب اسمین آدمی کا پسینا یا ناک کے رینٹ یا آنسو گرین اور پانی غالب رہے تو اسکا پینا روا ہے اور وہ از راہ طبیعت کے پلید ہو گیا کذا فی القنیۃ اور مترجم کہتا ہے کہ شاید قولہ وکذا المرقۃ پر عطف ہو یعنے نہ پیا جائیگا ولیکن قولہ اذا غلب کا فائدہ کمتر ظاہر ہوتا ہے ہان یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اسواسطے کہا کہ باوجود پانی غالب ہونیکے بھی جبکہ طبعا مستقذر ہے تو پیا نہ جائیگا اور مترجم کہتا ہے کہ طیبات حلال ہونیکا حکم جو کلام مجید مین مذکور ہے اس آیت کی تفسیر اردو مین مترجم نے تفصیل کافی جمع کی ہے وہان پوری نظر حاصل کر کے تب اس روایت پر غور کرنا واجب ہے ورنہ اعتبار نہین چاہیے واللہ تعالے اعلم باب دوازدہم سے ملحق اس باب کے مسئلہ خمیر کو جواہر الفتاوے سے نقل کیا اور حکم یہ دیا کہ اکمل سے معاوضہ دینا جائز ہے اقول یہ بنا بر اس روایت کے کہ ایک لپ بھر یا دو لپ بھر مین ربوا کا حکم جاری نہین جیسا کہ بیوع مین معلوم ہوا پس مراد خمیر سے اسقدر کہ اسکا وزن یا کیل مین لانا مقصود نہین ہے جیسے ایک لوئی برابر مثلاً ورنہ اگر مقدار عفو سے زائد ہو تو اسطرح اکمل روا نہین ہے اور واضح ہو کہ روٹی کا قرض آٹے کا قرض وغیرہ سابق مین مذکور ہو چکا ہے پس مفتی بتامل فتوے دیوے واللہ تعالے ہو الموفق باب دوازدہم کذا فی فتاوی قاضیخان فی الصحیح فی ہذا انہ یتطرلے العرف والعادۃ دون التردد کذا فی الینابیع اقول کذا فی النسخ التردد بالراء ولعل الصحیح التودد بالواو وباب ہفدہم مسئلہ سماع ورقص بمانند صوفیہ وغیرہ مین لکھا فیہ معنی یوافق احوالہم فیہ فقہ۔ نسخہ مین تقدیم فا بر قاف مسطور ہے پس شاید مراد توفیق امور خیر وطاعات ہو۔ اور ممکن ہے کہ تقدیم قاف بر فا از القاف ہوا اور معنے یہ کہ یہ اس متوافق معنے سے ایسا اثر واقع ہوتا کہ جسکو بیٹھے سے کھڑا کر دیتا ولیکن یہ بان عربیت کے بعید و عجمی ہے اور شاید کہ لفظ فیہ رقۃ براء وقاف از ترقیق بمعنے نرم و رقیق کرنیکے ہو یعنے جس سے دل رقیق ہوتا اور یہی مترجم کے نزدیک اصوب ہے واللہ اعلم باب بستم کذا فی الغیاثیہ قال ذالم یکن للعبد شعر فی الجبہۃ فلا باس للتجار ان یعلقوا علے جبہۃ شعرا

لانہ یوجب زیادۃ فی الثمن وہذا دلیل علے انہ اذا کان للخدمۃ ولا یرید معہا انہ لا یفعل ذلک کذا فی المحیط۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ مسئلہ عجیب ہے اور اسمین نسخہ کی بھی غلطی نہین معلوم ہوتی کیونکہ عبارت ظاہر اً متوافق اصل یعنے محیط کے ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ تو صیل الشعر عورتون کو باوجود تزین جائز ہونیکے بالاتفاق حرام ہے اور غش ایسی صورت مین ظاہر ہے علاوہ ازین جبہہ غلام کے بال سے ثمن مین گرانی عموماً خلاف معہود ہے بلکہ یہ عیب ہے جس سے ثمن مین نقصان ہوگا پس مترجم کا گمان یہ ہے کہ یہ مسئلہ در اصل

محرف مصحف واقع ہوا ہے اور صواب وہ ہے جو فتاوے قاضیخان ہے اسکے بعد مذکور ہے یعنے ولا باس للتاجر حلق شعر جبهة الغلام لانه يزيد في الحسن الى آخره پس محیط کا منشا سہو لفظ يحلقوا واقع ہوا جسکو قلت تامل سے يعلقوا بعين پڑھا گیا اور تعلیق شعر کی تصویر کیلیے ابتدائی فقرہ پڑھا گیا یعنے جبھی اسکی ضرورت ہوگی کہ بال خود نہون تو لکھا وانا لم يمكن للعبد شعر في الجبهة الى آخره بالجملہ مترجم کے نزدیک صواب یہی ہے جو قاضیخان مین ہے واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب اور واضح ہو کہ منجملہ غیر معتبر کتابون کے فتاوے غرائب ہے اگرچہ مولف رحمہ اللہ نے خود اسکا نام غرائب فتاوے رکھکر اعلان کردیا کہ اس مین متاخرین کے وہ فتاوے نقل کیے جاتے ہین جو غریب ہین اور غریب وہ اقوال کہلاتے ہین جو اس جنس و اصل سے تنہا واقع ہوے جیسے پردیسی مسافر اپنے وطن اور جنس سے آوارہ تنہا ہوتا ہے پس غیر معتبر ہونیکے یہ معنی ہین کہ جب اسکی روایت کی تائید حاصل نہو کسی دوسری معتبر کتاب سے یا اصل سے تب تک توقف چاہیے اور اگر بجاے موافقت و تائید کے مخالفت ظاہر ہو تو اسکا ترک کرنا ضروری ہے فاللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ اتم و احکم باب بست و دوم سے دو سطر پہلے قوله قال محمد رح اذا وقت الفتنة الصواب اذا وقعت الفتنة - باب سی ام - كذا في القنية سئل محمد بن مقاتل سلى ان قال فلكن لو تصدق بمنزلة كان حسنا اقول الظاهر ان يقال بانزاله كان حسنا الى المحيط - اور قوله كذا في الغرائب في اليتيمة سئل علي بن احمد على قوله وهو لا يقدر سلى اداء اقول الصواب هو لا يقدر على اداء هذا القدر بنفسه الى آخره التاتارخانيه

كتاب الرهن - باب اول فصل چہارم صفحه ۴۳۵ قوله والثمر والزرع في البناء كذا في التهذيب الصواب في البناء بالعطف اور اس سے چار سطر بعد باذانها بذال منقوطه مسطور ہے اور اصح بزاء منقوطه ہے اور اس سے دو سطر بعد قوله فرهنها الوصي الكبار اقول ظاہر معنے یہ ہین کہ وصی نے بالغون کے پاس اسکو رہن کیا ولیکن صواب میرے نزدیک الوصي والكبار بواو عطف ہے اور اسی سے قوله صفقة واحدة زیادہ موافق ہے اور اس سے چار سطر بعد قوله ورهن المريض يصح ان كانت قيمته اكثر الخ بظاہر جملہ شرطیہ قید صحت ہے ولیکن یہ غلط ہے اور صواب میرے نزدیک وان كانت بواو وان متصلہ ہے فافهم فصل ہفتم بعد ایک صفحہ کے كذا في الكافي لو استدان الوصي على الورثة الخ مین قوله لا يخلو اما ان كانت الورثة كلهم كبارا او صغارا فان استدان - اقول اسمین سے ایک شق ساقط ہے اور صواب یہ ہے کہ یون کہا جاے الورثة كلهم كبارا او صغارا او كبارا وصغارا فان استدان الى آخره وهذا ظاهر بادنے تامل لمن له ادنى مهارة - باب سوم شروع مسئلہ مین بجاے قوله ينظر الى قيمته يوم القبض الى الدين کے والی الدين بواو عاطفہ چاہیے اور قریب باب چہارم کے قوله ولو تزوجها على مهر مسمى واعطاها بمهر المثل رهنا اقول یون ہی سب نسخون مین على مهر مسمى مسطور ہے اور یہ ظاہراً قطعی غلط ہے اور میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ بجاے على غير مسمى وغیرہ کے یہان اس معنے مین کوئی لفظ کہا جاے کیونکہ جب مہر مسمى ہو تو اسکا مسئلہ اوپر مذکور ہوا اور نیز آئندہ عبارت بالکل غیر مربوط ہے - لہذا غیر مسمى چاہیے کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین نکاح صحیح اور مہر المثل واجب ہوتا ہے بدیں معنے کہ گویا مقدار مہر المثل اس نکاح مین مسمى ہے اور یہ نہین کہ نکاح بدون مہر کے ہو کر پھر مہر المثل واجب ہوتا ہے جیسا کہ بعضون کا زعم ہے وهذه فائدة جديدة من المترجم پھر واضح ہو کہ اسی مسئلہ مین آگے لکھا سقط جميع مهر المثل وله المتعة یعنے ضمیر مجرور مذکر مسطور ہے اور یہی مترجم کے نزدیک محض غلط ہے اور صواب لها بضمیر تانیث چاہیے

اگر کہا جاوے کہ شاید مراد یہ ہو کہ رہن اس صورت مین عورت کے پاس تلف ہو کر اسپر ضمان واجب ہوئی جبکہ اسکے لیے مہر کچھ
بھی نہین رہا بلکہ ساقط ہوچکا بعد وجوب کے کیونکہ طلاق قبل الدخول واقع ہوئی تو شاید اسپر متعہ کی قیمت بعوض رہن کے
واجب ہوا اور وہ شوہر کے واسطے ہوگی تو جواب یہ ہے کہ مسئلہ موضوع تلف الرہن نہین ہے اور بعد سقوط مہر المثل کے
رہن تلف ہونیسے اسپر ضمان واجب نہوگی کیونکہ طلاق قبل الدخول سے مہر مطلقا واجب نہ رہا تو رہن ودیعت کے حکم مین
ہوگیا پس ضمان واجب نہ ہوگی اور مین کہتا ہون کہ اس سبب سے علاوہ قول مابعد اسکے منافی ظاہر ہے یعنی تم فی
القیاس لیس لہا ان تحبس الرہن بالمتعۃ پس تلف رہن کی صورت متصور نہین ہے اور جسکو فقہ مین ادنے مہارت
ہو وہ ان دونون مقام کے فاحش غلط ہونے کو قطعی یقین کریگا کما زعم المترجم واللہ تعالے اعلم۔ باب چہارم اس
باب مین بھی افحش اغلاط مین سے یہ قولہ فی الاصل من ہذا الجنس کسوۃ الرقیق واجرۃ ظئر ولد الراہن۔ اقول یون ہی
الراہن بصیغہ اسم فاعل مسطور ہے اور معنے یہ ہین کہ ایسے ہی راہن کے فرزند کی دائی کی مزدوری بھی راہن پر ہے اور
مترجم کے نزدیک یہ ایسی غلطی ہے کہ سرسری ذہن لغزش کہاتے ہین اسلیے کہ راہن کے بچہ کا رہن ہونا مشکل ہے اور اگر
یہ کہا جاوے کہ حاملہ باندی اسنے رہن کی اور بچہ اسکا راہن کا نطفہ ہے تو جواب یہ ہے کہ وہ باندی ام ولد ہے اور وہ بیع
مطلقہ نہین ہے تو مرہون نہین ہوسکتی کیونکہ بیع نہین ہوسکتی ہے اور راہن اپنے فرزند کو رہن بیع وغیرہ مالکانہ تصرف
مین نہین لاسکتا کیونکہ مالک کا خود نطفہ اسکی مملوکہ سے اصلی آزاد ہوتا ہے اگرچہ مملوکہ آزاد نہو وہذا مما لا اختلاف فیہ بین المسلمین۔
بالجملہ صحیح وصواب میرے نزدیک لفظ رہن بصیغہ مصدر ہے اور مراد اس سے مرہون بصیغہ اسم مفعول ہے واسکا اصل اجرۃ
ظئر ولد المرہون مثلا راہن نے اپنی مملوکہ قنہ باندی رہن کی جسکے مرتہن پاس بچہ ہوا اور وہ مملوکہ کے شوہر کا نطفہ ہے
اور راہن کا غلام ہے تو اسکی پرورش کی مزدوری راہن پر ہوگی فافہم۔ اسیطرح فاحش غلطی ہے قولہ وما یجب علی
الراہن اذا اداہ المرتہن بغیر اذنہ الخ اقول غلط ہے اور صواب میرے نزدیک یون ہے اذا اداہ المرتہن بغیر اذنہ اسے
بغیر اذن الراہن یعنے جو خرچہ راہن پر مرہون کیلیے واجب تھا اُسکو مرتہن نے پورا کردیا تو دو صورتین ہین ایک کہ
راہن کے حکم سے پورا کیا تو اُسکو بھی بمانند قرضہ کے راہن سے لیگا اور دوم یہ کہ راہن کے بغیر حکم کیا تو احسان و عنایت ہے
اسکے واپس لینے کا استحقاق نہین رکھتا ہے وہذا معنے قولہ اذا اداہ المرتہن بغیر اذن الراہن فہو متطوع فافہم۔ باب ششم کذا
فی الکافی ولو قضی الراہن المرتہن من الدین سالے ان قال لو ملکت الجاریۃ تہلک بثلث وذلک ثلثہ وثمنشان اقول
یہ بھی غلط ہے اور صحیح یون ہے وذلک مائۃ وستۃ وستون وثلثا درہم۔ اور یہ اظہر ہے واضح ہو کہ اعور وعوراء کا ترجمہ کہین
مین نے کانا و یک چشم لکھا اور یہ ہماری زبان مین کسی ایک آنکھ کا دیدہ جاتے رہے ہوئے آدمی کو کہتے ہین اور
کہین لکھا کہ ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہے اور یہ اسوجہ سے واقع ہوا کہ مثلاً عیوب بیع مین بعض صورتون مین بدون
خیار رویت حاصل ہونے کے صرف خیار عیب کی وجہ سے مشتری کو واپسی کا اختیار دیا حالانکہ اصل کی راہ سے
اسکو واپسی کا اختیار نہ ہونا چاہیے اس وجہ سے کہ کانا ہونا ایسا عیب نہین کہ کسی پر مخفی رہے اور نقاب کی
وجہ سے نہ دیکھنا مستوجب خیار رویت ہے نہ خیار عیب پس مراد وہان دوسرا ترجمہ یعنے خالی بینائی کا

زوال ہے اور یہ عموماً مخفی ہو سکتا ہے فلیحفظ فانہ ینفعک فی کتب الفقہ جدا باب یازدہم کذا فی خزانۃ الاکمل واذا ارتہن المفاوض
رہنا فضاع عند شریکہ ان قال ویرد المطلوب علی المرتہن نصف قیمۃ الرہن۔ اقول یہ بھی غلط ہے والصواب ان یقال ویرجع المطلوب
الی آخرہا۔ کیونکہ جب کل قرضہ بمقابلہ رہن کے ساقط نہوا بلکہ شریک غیر مرتہن نے اپنا حصہ وصول کر لیا اور رہن فاسد تھا
تو مرتہن ضامن ہوا پس اپنے حصہ کے قدر نہیں بلکہ بقدر حصہ شریک کے ضامن ہوگا لہذا نصف قیمت ضمان دے اور مترجم کے
بیان سے ظاہر ہوا کہ کتاب میں جو لکھا ہے کہ نصف قیمت واپس لیگا وہ اس تقدیر پر ہے کہ دونوں شریک کا قرضہ
ساوی تھا اور مراد یہ ہے کہ جسقدر حصہ شریک کو قرضہ مرتہن سے نسبت ہو وہی حصہ قیمت واپس لیگا حتے کہ اگر مثلاً
ایک تہائی و دو تہائی کی نسبت ہو تو دو تہائی یا ایک تہائی واپس لیگا ولیکن اختلاف اُنہیں اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

قلت یہ۔ اور باب دوازدہم سے متصل قولہ فصار بالتضعیف اربعۃ واربعین سہما اثنان وعشرون منہ فی الولد الثانی
وسہمان منہ فی القاتلۃ الخ۔ اقول اسمیں بھی میرے نزدیک غلطی ہے بلکہ اس سے اوپر کی عبارت بھی غلط ہے یعنے قولہ
فصار کلہ اثنین وعشرین سہما فی القاتلۃ وقد ذہب بالعور نصفہ الخ۔ قال المترجم صواب و صحیح میرے نزدیک یوں ہی
کہ فصار کلہ اثنین وعشرین۔ پس پورے قرضہ کے بائیس سہام ہوے۔ ومنہا سہم فی القاتلۃ۔ ازانجملہ ایک سہم بمقابلہ
قاتلہ باندی کے ہے۔ وقد ذہب بالعور نصفہ حالانکہ ایک چشم ہونیسے اسکا نصف جاتا رہا یعنے ایک سہم کا آدھا جاتا رہا۔
فانکسر فصار بالتضعیف اربعۃ واربعین سہما۔ پس کسر واقع ہوئی تو جملہ سہام کو دوچند کیا جسے چوالیس ہوے۔ اثنان وعشرون
فی الولد الاول۔ ازانجملہ بائیس تو ولد اول کے مقابلہ میں ہیں۔ وعشرون منہ فی الولد الثانی۔ اور بیس حصہ بمقابلہ ولد دوم کے
ہیں وسہمان فی القاتلۃ ذہب بالعور سہم۔ اور دو سہم بمقابلہ قاتلہ کے جنمیں سے ایک سہم بسبب کانی ہونے کے گیا یعنے ایک
باقی رہا پس چوالیس میں سے تینتالیس رہے اور ایک جاتا رہا اور یہی امام محمدؒ کے قول کے معنی ہیں کہ چوالیس سہام میں
سے ایک جزو قرضہ جاتا رہا کذا فی الکافی۔ مترجم کہتا ہے کہ اس وضاحت سے ترجمہ کرنے کے بعد خود توجیہ بیکار ہو گئی اور حاصل یہ
ہے کہ قولہ فصار کلہ اثنین وعشرین سہما فی القاتلۃ غلط ہے بجائے اسکے صواب یوں ہے فصار کلہ اثنین وعشرین ومنہا سہم
فی القاتلۃ۔ اور قولہ اثنان وعشرون فی الولد الثانی محض غلط ہے صواب یہ ہے اثنان وعشرون منہ فی الولد الاول وعشرون
فی الولد الثانی۔ کیونکہ ولد ثانی کے مقابلہ میں بائیس نہیں ہیں اسلیے کہ یہی نصف قرضہ کے سہام ہیں اور وہ تنہا فرزند اول کے
مقابلہ میں مسلم ہیں اور سوائے اسکے باقی نصف قرضہ کے بائیس سہام قاتلہ و اُسکے فرزند پر متوزع ہیں ایک اور دس کی
نسبت سے چنانچہ بائیس میں سے دو سہام بمقابلہ قاتلہ کے اور بیس بمقابلہ اسکے بچہ کے ہیں۔ قال المترجم یہ سب اس صورت میں ہے
کہ اسی حال پر راہن نے فک رہن کر لیا ہو اور اگر کسی فرزند کی قیمت بڑھ جانے کے بعد اُسنے انفکاک کیا تو حکم بدل جائیگا
مثلاً قاتلہ کے کانی ہونے کے بعد فرزند اول کی قیمت دو ہزار درم ہو گئی پھر اسنے فک رہن کیا تو قاتلہ کے مقابلہ میں قرضہ کا
ایک تہائی اور فرزند اول کے مقابلہ میں دو تہائی ہوگا پھر قاتلہ و اُس کے فرزند کے درمیان تہائی کے گیارہ جزو ہونگے اور
نصف قاتلہ بسبب یک چشم ہونے کے زائل ہوئی تو بائیس کیے گئے پس فرزند اول کے حصص چوالیس ہوے اور
مجموعہ چھیاسٹھ ہوا جنمیں سے ایک سہم گیا اور قرضہ کے چھیاسٹھ جزو میں سے ایک جزو کم کر کے باقی ادا کرے اور اگر

اول بچہ کے نرخ مین زیادتی نہ ہوئی بلکہ قاتلہ کافی ہونے کے بعد اسکے فرزند کی قیمت بڑھکر دو ہزار درم ہوگئی پھر اسنے فک رہن کیا تو تخریج مین فرق ہوگا اور حساب اسطرح ہو جائیگا کہ نصف قرضہ بمقابلہ اول کے اور نصف بمقابلہ قاتلہ دوم کے ہوگا پھر قاتلہ کے نصف کو اکیس سہام پر اسطرح پھیلایا جائیگا کہ ایک بمقابلہ قاتلہ کے اور بیس بمقابلہ اسکے فرزند کے ہونگے اور بسبب نصف قاتلہ زائل ہونے اور کسر واقع ہونے کے دوچند کرکے بیالیس ہوئے اور اسیقدر سہام فرزند اول کے مقابلہ مین ہوئے تو جملہ چوراسی سہام ہوئے لہذا تمام قرضہ کے چوراسی سہام سے ایک سہم کم کرکے باقی ادا کرے اسی طریقہ سے قیمت کی تفاوت سے مسئلہ کی تخریج اسی نسبت مذکورہ بالا پر لگانا چاہیے فلیتامل فیہ اور واضح ہو کہ اگر قاتلہ کے کافی ہو جانے کے بعد فرزند اول کی قیمت مین کمی آگئی مثلاً ہزار درم سے پانچسو رہگئے تو ابتدا مین جو قرضہ مقبولہ و فرزند اول پر نصفا نصف تھا وہ تین تہائی ہوکر بمقابلہ فرزند کے صرف تہائی رہجائیگا پھر قاتلہ و اسکے فرزند پر دو تہائی ہوگا اور دونون مین گیارہ حصص پر ہوا اور یہ دو تہائی ہے تو تہائی مین کسر واقع ہوگی لہذا بائیس کرکے اسمین مقابلہ اول کے گیارہ سہام ملاکر مجموعہ تینتیس کیا جائے پس جملہ قرضہ کے تینتیس سہام مین سے ایک سہم وضع کرکے باقی تینتیس سہام ادا کرکے فک رہن کرے اور اسی طور پر اس جنس کے مسائل کا استخراج کرنا چاہیے اور مترجم کیلیے اپنے کریم المنفسی و رپاک باطنی کے ساتھ دعاے مغفرت فرماتی چاہیے وان ربی ہو الغفور الرحیم ولہ الحمد فی الاولی والآخرۃ وہو ارحم الراحمین۔

باب دوازدہم ابتدا مین قولہ الوجہ الثالث اذا کان الرہن فی ید المرتہن۔ اقول والصواب عندی ان یقال فی ید الراہن کیونکہ اگر مرتہن معرفت ہو تو مخاصمت موضوعہ بالکل باطل ہوگی وہذا ظاہر جدا اور اگر کہا جائے کہ مرہون تو مقبوض ہوتا ہے اور قبضہ راہن کا اعتبار نہین ہے کما قال محمد من ان الرہن لایکون الا مقبوضا پھر قبضہ راہن مین ہونے کو کیونکر صحیح کیا گیا تو جواب اسیقدر کافی ہے کہ آئندہ قولہ فنقیا اذا کان الرہن فی ایدیہما او فی ید الراہن خود موجود ہے بلکہ میری تصحیح و تصویب کے واسطے شاہد عادل یہی ہے اور حل یہ ہے کہ لزوم رہن غیری قبضہ مرتہن یا اسکے قائم مقام مانند وکیل یا عادل کے شرط ہے اور وہ بروقت عقد کے ہے اور یہان کلام بروز خصومت ہے اور جائز ہے کہ بروز خصومت راہن کے قبضہ مین ہو بعد از انکہ رہن لازم ہو گیا ہے پھر واضح ہو کہ یہان ایک چوتھی صورت بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مرہون ایک ثالث اور راہن کے قبضہ مین ہو۔ اور جواب یہ ہے کہ سابق التاریخ کیلیے حکم ہوگا اور اگر تاریخ نہو یا مساوی ہو تو قابض کیلیے حکم ہوگا واللہ تعالے اعلم

کتاب الجنایات۔ یہان سے آخر تک اس نسخہ مین جس سے ترجمہ ہوا ہے بہت کثرت سے فاحش اغلاط ہین خصوص جبکہ مترجم نے اسکو بارہ جزو ماہواری کے حساب سے ترجمہ کیا تو اہل بیان اسکو خود معذور فرما دینگے کہ ایسی غلطیون پر ہر جگہ متنبہ ہونا مشکل ہے اور اکثر یہ مقامات مطبوعہ کلکتہ مین بھی یون ہی غلط ہین واللہ اعلم اور مین معدودے چند اغلاط اس کثیر مجموعہ سے بلا تفریق نسخ لکھے دیتا ہون واللہ تعالے الموفق۔ باب نہم ۲۰۵۔ قولہ والخلاف فی الصبی العاقل فی الصحیح حتے یضمن غیر العاقل۔ میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ حتے لایضمن یعنے بجاے (ضامن ہوگا) کے ضامن نہین ہوگا) چاہیے۔ باب یازدہم ۲۲۹ قولہ فیضرب فیہا ثلثین التمیتین فی رقبتہ الحر وورثتہ المکاتب بنصف قیمتہ المکاتب۔ اقول یہ غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ

ورثة الحر بالدية وورثة المكاتب الخ یعنے یہ صحیح نہین ہے کہ آزاد اور مکاتب دونون کے ورثہ ان دونون قیمتون مین مکاتب کی آدھی قیمت کے حساب سے شریک کیے جاوینگے بلکہ صحیح یہ ہے کہ آزاد کے ورثہ تو مقدار دیت کے حساب سے اور مکاتب کے ورثہ اس کی نصف قیمت کے حساب سے شریک قرار دیے جاوینگے مثلاً دیت دس ہزار اور مکاتب کی نصف قیمت ایک ہزار ہے تو دونون کا استحقاق اسطرح ہوا کہ گیارہ مین سے دس تو ورثۃ الحر کے اور ایک ورثہ مکاتب کا یعنی دونون قیمت کو جمع کر کے اسی حساب سے بانٹ لین حتے کہ اگر مثلاً دونون قیمت کا مجموعہ بائیس ہزار ہو تو بیس ورثۃ الحر کے اور دو مکاتب کے وارثون کے ہوسے اور جہان کہین کتاب مین یہ عبارت مجھو ہے اسکا حساب اسی طریقہ سے ہوگا۔ باب سیزدہم صفحہ ۴۳۸ قولہ ولو کان ہذا العبد فقأ عینی الامۃ فدفع بہا۔ شاید عبارت یون ہو۔ فقأ عین الامۃ والامۃ فقأت عینہ فدفع بہا یا یہی مراد ہے واللہ اعلم۔ تصحیف الفاظ کے اغلاط بہت ہین انکو مین نہین لکھتا مثال کے طور پر ایک لطیفہ لکھے دیتا ہون یہی باب صفحہ ۴۴۴ کذا فی محیط السرخسی لو کان الجانی جاریۃ فوطئہا لا تصیر مختارا للفداء الا اذا احبلہا۔ یون ہی نسخون مین ہے ظاہر ہے پڑھا نہین گیا اور بکم طبیعت مین قطرہ فیض الہامی پہونچا مگر موتی نہین بنا اگر جیم کا پیٹ خالی کر کے تشدید لام دور کیجاتی اور بیچ مین ہا موحدہ داخل کیجاتی تو حبل ہو جاتا

کتاب الوصایا۔ باب سوم صفحہ ۵۰۰ قولہ وہو سہمان من ستۃ الصحیح من تسعۃ صفحہ ۵۱۳ قولہ وہو یخرج من الثلث لم یعتق القرابۃ من الوارث الخ لا بد فیہا ہہنا من التامل فی الرجوع الی نسخۃ معتمدۃ حتے تطمئن النفوس باب ہفتم صفحہ ۵۳۲ کذا فی المبسوط ہشام سالت محمدا الے قولہ قال یوقف الثلث لہا ثم الی الورثۃ ولا یرجع حقہ صواب یہ ہے کہ یوقف الثلث لہا ولا یرجع حصۃ الخ باب نہم صفحہ ۵۴۵ قولہ وقال ابو القاسم حکیون صیاد قول محمد۔ اقول بجائے ابو القاسم کے ابو یوسف صحیح ہے اور شروع صفحہ ۵۶۶ مین قولہ قبل قبولہ صحیح قبل قولہ ہے

کتاب المحاضر والسجلات اسمین بھی کثرت سے ہے مثلاً صفحہ ۵۸۱ محضر دعوے ثمن الدہن مین قولہ کذا من دہن سے من کا لفظ رہگیا اور قولہ احد ہما ان دعوے الاقرار لیس بصحیح بدعوے الحق مین بصحیح کا لفظ زائد و غلط ہے اور آخر مین قولہ بصحۃ البیع وجوب مین دو جوب ہو اور عاطفہ چاہیے اور قولہ احد ہما مین صحیح لو جہین احد ہما ہے یہ ایک صفحہ کا حال ہے۔

کتاب الشروط واضح ہو کہ فقیہ کے امتحان وسعت نظر و غزارۃ علم کیلیے یہی کتاب متعین ہے اور فقہ مین نہایت انفع وادق ہے چنانچہ ماہر الفقہ میرے بیان سے اتفاق کریگا اسکے اغلاط کی تصحیح مین ایسی دقت نظر درکار ہے اور الحمد للہ تعالے کہ اسمین بھی کوشش کیگئی اور اغلاط بہت ہین۔ مثلاً ایک جگہ کتاب خرید و فروخت مین لکھا ہے عداین ہو وہ۔ اور صحیح بخاری وغیرہ کی روایت مین عداء بن خالد بن ہوذہ۔ اور خود اس کتاب مین دوسرے مقام پر یون ہی لکھا ہے

کتاب الحیل فصل ہفتم شروع مسئلہ مین قولہ قیل ان یتزوجہا قیل ان تزوجتک الخ صواب قبل ان تزوجتک یعنے بصیغہ امر صحیح ہے فصل چہاردہم آخر قولہ فردہ بخیار الشرط و بیعوا المہر۔ یون ہی ان نسخون مین ہے اور صواب یون ہے کہ فردہ بخیار الرویۃ کیونکہ خیار شرط اتنی مدت تک اتفاقی نہین اور سیاق سے مباینت ہے بالجملہ اسکی غلطی وضع اتفاقیہ ظاہر ہے اور صفحہ ۶۹۸ کے آخر مین قولہ صار المامور قابضا دین لآمر۔ صحیح میرے نزدیک بجاے قابضا کے قاضیا ہے یعنے ادا کرنے والا اور صفحہ ۷۰۷ کے آخر مین قولہ فاذا دخل من الشہر الاول۔ میرے نزدیک غلط ہے اور صحیح بجاے اول کے آخر ہے یعنے دوسرا مہینہ

چنانچہ تامل سے پوشیدہ نہوگا **مسائل شتی** بعد کتاب الخنثی صفحہ ۵۰۳ وان اکرہہا علے الخلع وقع الطلاق ولا یسقط المال۔ یون ہی ان نسخون مین ہے اور یہ صحیح نہین ہے صواب میرے نزدیک بجاے لا یسقط کے لا یجب ہے یعنے عوض خلع کا مال عورت پر واجب نہوگا اور خلع چونکہ ہمارے نزدیک طلاق بائن ہے اور وہ مرد کا فعل ہے اور اسپر اکراہ نہین ہی تو گویا اُسنے طلاق دی حالانکہ طلاق مکرہ بھی ہمارے نزدیک واقع ہو جاتی ہے لہذا طلاق واقع ہو جائیگی اور عورت جسپر اکراہ کیا گیا ہے اُسپر مال واجب نہوگا اور یا اسکی تصحیح مین بجاے مال کے مہر کہا جاوے یعنے عورت کا مہر اسکے ذمہ سے ساقط نہوگا اگر دین ہو۔ اگر کہا جاوے کہ بدل الخلع کا مہر ہونا واجب نہین ہی تو توجیہ اسکی دو طرح ہے ایک یہ کہ الطلاق خلع مین بدل مقدر مہر ہے پس گویا یون کہا کہ عورت کو بعوض اپنے مہر کے خلع کرا لینے پر مجبور کیا اور دوم یہ کہ لا یسقط المہر کی دلالت سے یہی وجہ مذکور ہے اور یہی مراد ہے اور اصح توجیہ میرے نزدیک یہی ہے کہ المال کی جگہ المہر چاہیے اور یہ مسئلہ سابق مین بعض کتب مین مذکور ہو چکا ہی فتذکر

کتاب الفرائض - ذوی الارحام کے صنف دوم کے خاتمہ پر قولہ وہو ابوا ب لام کی جگہ صواب ابواب اب لام ہے باب دہم عمل مین قولہ بان کان ہناک ثلثین ونصفا کالزوج مع الاختین لاب ام مع الام۔ یہان لفظ مع الام یا تو سہو کاتب سے واقع ہوا یا یون ہووے کہ الزوج مع الاختین لاب ام او اثنین لام مع الام۔ یعنی نصف و دو تہائی جمع ہونے کی مثال یہ ہے کہ شوہر ہو جسکا نصف ہے اسکے ساتھ ایک مان و باپ سے میت کی دو بہنین ہون جنکا دو تہائی ہے یا شوہر کے ساتھ مادری دو بہنین جنکا تہائی ہوا مع مان کے ہون فلیتامل فیہ باب دواز دہم مناسخہ صفحہ ۲۰۹ مین مسئلہ اما عند وجود الموافقۃ الخ مین قولہ وللاخت لام السدس سہمان۔ مین صحیح میرے نزدیک سقوط ہے یعنے وللاخت لاب سہمان بھی چاہیے سو فلیتدبر۔ باب چہاردہم متشابہ الفرائض مین قولہ اخوان لاب ام وام ورث احدہما عن المیت ثلثۃ ارباع المال فی الآخر بعبہ الخ مین صواب مسئلہ میرے نزدیک فقط اخوان لاب وام پر مقصور ہے اور عطف وام یا تو سہو کاتب ہے اسلیے کہ چچا زاد بھائیون مین سے ایکنے میت کی دختر سے نکاح کیا تو نصف جورو کا اور باقی نصف کا چوتھائی اپنے عصوبت رحم سے اُسکے شوہر کا مجموعہ تین چوتھائی پایا پھر اسمین مان کے ہوتے نہونے کو کچھ دخل نہین ہی اور اگر میت کی مان مراد ہے تو مان کے ہوتے ہوے انکو اسطرح حل ہی نہین سکتا کیونکہ مان ذوی الفروض مین سے ہے اور چچا زاد بھائی ذوی الارحام مین سے پس سواے اسکے مجھے کچھ نہین سوجھتا کہ مان انھین دونون بھائیون کی ہی اور مان کا ذکر کرنا فقط استعجاب کی صورت ظاہر کرنے کو ہے یعنے دونون سگے بھائیون نے میت کا ورثہ پایا اور انکی مان محروم ہی پھر مسئلہ مین یہ تشویش ہنوز باقی رہیگی کہ دونون بھائیونکی مان یہ کیا ضرور ہی کہ میراث سے محروم ہو جائز ہے کہ وہ میت کی جورو ہو فکر کرنا چاہیے اور علاوہ اسکے میت کے داماد کی جورو کا حق میراث شرعًا اپنے شوہر کی مالک ہونیسے جواب عرفی ہو جاوے فافہم اسیطرح اسکے مابعد کا مسئلہ بھی ہی اور مجھے زیادہ گنجائش نہین ہی فلیحرر واللہ تعالی الموفق

باب مشکلات و مشتبہات یہ باب وسیع ہے اسکا احاطہ کرنا بہت مشکل ہی لیکن بقول مشہور کہ جسکا سب ملنا ممکن نہو اُسکا تھوڑا ملتا ہوا چھوڑنا چاہیے مناسب نہین ہی کہ اسکو بالکل ترک کیا جاوے لہذا اسمین بقدر مستحضر انواع مختلفہ سے لاتا ہون وباللہ التوفیق من اللہ عز وجل اسمین مجمل قول یہ ہے کہ کسی زبان کو جب دوسری زبان مین ترجمہ کیا جاوے تو اکثر یہ فرق ہوتا ہے کہ لفظ ظاہر اس زبان مین خود معنے مراد نہین دیتا مگر محاورہ البتہ شائع ہی مثلاً قولہم ترک الیہ کذا لفظی معنے یہ کہ چھوڑا اسکے جانب حالانکہ مراد یہ ہوتی ہی

کہ یہ چھوڑکر وہ اختیار کیا تو جبتک اسی محاورہ پر ترجمہ نہو بالکل غلط ہو جائیگا۔ اور کبھی اسوقت کے عرف وعادت نہ جاننے سے زمانہ موجودہ کے عرف وعادت پر محمول کرنے مین غلطی ہوتی ہے اور کبھی احکام کے تعلق مین تفاوت ہوتا ہی دونون کی مثال اسطرح ہے کہ اگر سیاہ رنگ دیا تو رنگریز نے کپڑا عیب دار کر دیا مگر وجہ یہ تھی کہ اسوقت بادشاہ نے اس رنگ کو عموماً معیوب کر دیا تھا کہ تمام ملک مین اسکا اثر پھیل گیا اور لوگ اسی پر جم گئے تو ظاہر ہے کہ کپڑے کے مالک نے کاریگر کی نسبت خلاف کا زعم کر لیا اور شرعی احکام باہمی نفاق واختلاف دور کرنے کیلیے ہین اسیواسطے بیع ایسے تمام شرائط سے فاسد ہوتی ہے جنسے منازعت ومخالفت پیدا ہو اور اب یہ رنگ ایسا نہین ہے جس سے یہ خیال ہو کہ کپڑا بگاڑ دیا اگرچہ مالک کی غرض حاصل نہو چنانچہ اس زمانہ کے تھوڑے دنون بعد ہی جو بادشاہ ہوئے اُنھون نے عمداً پہلون سے مخالفت کیلیے اسی رنگ کو پسندیدہ کر دیا اور حکم کا تعلق عربی مین بسبب فعل مقدم ہونے کے پہلے ہی ہوجاتا ہے قبل جملہ تمام ہونے کے اگرچہ بدون توقف کے باقی الفاظ بولنے سے انکا اعتبار مثل ارکان جملہ کے ہے حتے کہ طلقتک ان شاء اللہ تعالے مین یعنے زید اپنی جورو سے بولا کہ طلاق دیدی مین نے تجھکو انشاء اللہ تعالے تو طلاق واقع نہو گی۔ اور اگر کہا کہ طلقتک۔ طلاق دیدی مین نے تجھکو۔ پھر رک کر کہا کہ انشاء اللہ تعالے۔ تو طلاق پڑجائیگی بخلاف اردو کے کہ اسمین پہلے فضلات مذکور ہو کر آخر مین فعل آتا ہے چنانچہ محاورہ یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالے مین نے تجھے طلاق دی یا مین نے تجھے انشاء اللہ تعالے طلاق دی۔ دونون صورتون مین طلاق واقع نہو گی لہذا جب کہا کہ انشاء اللہ تعالے پھر خاموش ہو کر کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی تو طلاق پڑجائیگی پس جہان کتاب مین یون مذکور ہے کہ طلاق دینے کے بعد اگر خاموش ہو کر یا جدا کر کے انشاء اللہ تعالے کہے تو طلاق پڑجاتی ہے اسکو اپنی زبان مین اسطرح سمجھو کہ اگر انشاء اللہ تعالے کہکر خاموش ہونے کے بعد طلاق دی تو طلاق پڑجائیگی رہگئی یہان ایک صورت کہ اگر اُسنے یون کہا مین نے تجھے۔ خاموش ہو کر کہا۔ انشاء اللہ تعالے۔ خاموش ہو کر کہا طلاق دی تو اس صورت مین کیا حکم ہے کیونکہ اصل مین یہ صورت خاص اس فقرہ مین نہین ہو سکتی ہے پس طلاق واقع نہو گی اور غرض بیان بیان تفارق ہے نہ استخراج مسائل اسی قبیل سے مسئلہ اجارات ہے کہ آجرتک الیوم بکذا بدرہم یعنے اجارہ کیا مین نے تجھکو آج کے روز اس کام کیلیے بعوض ایک درم کے اور کہا کہ دن بھر یہ کام کر دینے پر پوری مزدوری ہو گی اور آجرتک لکذا الیوم بدرہم یہ کام پورا ہونے پر مزدوری ہو گی یعنے دونون صورتون مین تقدیم عمل وتاخیر مدت اور تقدیم مدت وتاخیر عمل کی راہ سے فرق ہے حالانکہ اُردو مین وجہ فرق اسوجہ سے ظاہر نہو گی کہ تعلق حکم دونون کے ساتھ بعد دونون کے ذکر کے ہوگا اسلیے کہ فعل ہمیشہ متاخر ہوتا ہے پس یہ زبان کا فرق ہی اور کبھی تفاوت بوجہ وضع ومعاش کے ہوتا ہی اور اسیطرح اسباب متعدد ہین تو ضرور ہے کہ ترجمہ مین ان امور کا لحاظ رہے ورنہ غلطی ہو گی اور مین نے بحث اصطلاحات مین ذکر کر دیا ہے کہ قولہم للہ علی صوم جمعۃ وصوم الجمعۃ دونون کا ترجمہ اُردو مین فقط یہی ہو گا کہ اللہ تعالے کے واسطے مجھپر جمعون کے روزہ ہین حالانکہ دونون کا حکم عربی مین مختلف ہے اور ایسے ہی قولہ للہ علی کذا کذا اور للہ علی کذا وکذا دونون مین فرق ہی باوجودیکہ نفس ترجمہ کیلیے لفظ مناسب نہین عطف کا کیا ذکر ہے

سلہ مثلاً قولہم ضرب فی الارض سے سیا فرد لیکن زمین مین اُردو اور در زمین فارسی سے ستنکر ترجمہ ہوا اگرچہ عموماً واقع ہوا ہے ۱۲

اب مین چند مقامات دیگر توفیق الٰہی عزوجل ذکر کرتا ہون ازانجملہ اگر عاریت لینے والے نے چوپایہ کو مالک کے اصطبل مین
واپس کردیا تو ضامن نہوگا زیادہ تطویل منظور نہین ہی اور نہ تحقیق مسئلہ بلکہ مثال منظور ہے تو احکام پر بھی نظر نہین ہے
یہان دوطرح سے لحاظ چاہیے اول یہ کہ یہان اصطبل گھوڑے کیلیے معروف ہے تو وہم ہوگا کہ شاید یہ حکم اس صورت مین ہے
کہ چوپایہ گھوڑا ہو حالانکہ انکا عرف عام تھا چنانچہ شراح نے لکھا کہ اصطبل وہ جگہ جو چارپایون کیلیے ہو تو گاؤخانہ بھی اصطبل ہی
اور دوم یہ کہ انکی عرف مین اصطبل مکان کے احاطہ کے اندر ہوتا تھا اور باہر خلاف دستور تھا اسی لیے حکم مطلقاً مذکور ہے
اور یہان اکثر باہر ہوتا ہے اور کمتر احاطہ کے اندر خصوص جبکہ مکان وسیع نہو تو ایسی صورت مین اصطبل کے اندر واپس
کرجانے سے ضمانت سے خارج نہوگا اگر ضائع ہوجاوے تو ضامن ہوگا چنانچہ شارحین نے صاف لکھدیا ہی وقالوا فیہ اشارۃ
بان الاصطبل لوکان خارج الدار ضمن بہ اور یہ بھی وہم نہو کہ اصطبل وہ ایک مکان خاص وضع کا جو معروف ہے کہ چہار
دیواری کے اندر کھلے در متعدد بنے ہوتے ہین کیونکہ چارپایہ کیلیے جو جگہ مقرر ہو وہ اصطبل ہے پس تھان کو بھی شامل ہی
فافہم۔ ازانجملہ باب اجارات مین ہی کہ لاتصح الاجارۃ للمعاصی کالغناء یعنے جو چیز معصیت ہے اسکے لیے اجارہ کرنا صحیح نہین جیسے
گانے کا عقد اجارہ۔ پس یہان عدم صحت راجع بجانب عقد ہی اور جامع الرموز مین ہے والاجر لطیب وان کان لسبب حراما۔
یعنے مزدوری حلال ہوتی ہی اگرچہ سبب حرام ہو۔ اور چلپی کے حواشی مین بھی اجرۃ المزنیۃ کے نسبت ایسا ہی لکھا اور وہ
مشہور ہے پس کبھی جواز کا حکم حلت اجرت کی راہ سے دیا گیا ہے اور قاعدۂ مذکورہ آخر مین اگرچہ اختلاف معروف ہے
اور اس فتاوے مین بھی منقول اور صحیح یہی ہے کہ جہان عقد صحیح نہین ہے وہان اجرت بھی حلال نہین ہے کیونکہ خبیث
سبب سے اسکا حصول ہے جیسے اجر عسیب التیس و حلوان الکاہن صریح منصوص ہی لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر جگہ فساد عقد سے
حرمت اجرت کا حکم صحیح نہین ہی مثلاً کسی شرط سے اجارہ فاسد ہوا تو اجرالمثل حلال ہے پس باب اجارات مین کہین بوجہ حلت
اجرت کے جواز کا حکم ہے اور کہین براہ صحت عقد کے تو ہر جگہ جہان جواز مذکور ہی یہ استدلال نہین ہوسکتا کہ فعل مذکور جائز ہے
حتے کہ اس زمانہ مین جو یہ طریقہ جاری ہے کہ کسی شخص کو ایک مدت تک کے لیے اس غرض سے اجارہ لیتے ہین کہ اسکے ثواب
سب مستاجر کیلیے اور مستاجر کے سب گناہ اسپر ہین محض ناجائز ہے اور علے ہذا بیع بھی جائز نہین ہی اور شاید کہ جو مال عوض
لیا ہے وہ اجیر کو حلال ہو واللہ تعالے اعلم ازانجملہ اغماء کا ترجمہ بیہوشی خالی از خلل نہین ہی کیونکہ بیہوشی کے اسباب مختلف و
احکام مختلف ہین اسیطرح اسکا مقابل مفیق جسکو افاقہ ہو ولیکن مجنون کا مقابل عاقل ہے مگر بجاے اسکے کبھی کہتے ہین کہ جنون
سے اسکو افاقہ ہوا اور یہ مرض کے افاقہ کے مثل ہے اور علے ہذا صاحی کا ترجمہ ہوشیار جو مقابل سکران ہے اسوقت سب طرح
مناسب ہو کہ سکران کا ترجمہ بیہوش ہوا ور پہلے گذرا کہ اردو مین اسکا ایہام ظاہر ہے ازانجملہ حجامت یعنے پچھنے دینا اور
احتجام یعنے پچھنے دلوانا اور روزہ مین یہ فعل مباح ہی کہ پچھنے دلواوے لیکن اس سے پچھنے لگانا جائز نہین ثابت ہوتا پس اگر ترجمہ مین
کہا کہ پچھنے لگاے تو غلط کیا اور صحیح یون کہنا چاہیے کہ پچھنے لگواے یا پچھنے دلواے کیونکہ جائز احتجام ہے نہ حجامت
قال فی المحیط وغیرہ علے مانقل غیر واحد۔ فمن احتجم فاستفتے ممن یوخذ عنہ الفقہ فافتی لہ بالفساد وصومہ فاکل لم یکفر لان علے
العامی العمل بفتوے المفتی فہو معذور فی ذلک وان اخطا المفتی انتہے وقال ایضاً ولو بلغہ حدیث افطر من احتجم فاکل لم یکفر لانہ

اعتمد علے ماہوالاصل۔ یعنے محیط مین لکھا کہ اگر ایک عامی یعنے فقہ کے مسائل نہ جاننے والے آدمی نے پچھنے دلوائے
اور وہ روزہ سے تھا اسکو شبہہ ہوا تو اُسنے ایک ایسے عالم سے حکم پوچھا جس سے فقہ کا حکم لیا جاتا تھا اُسنے فتوے
دیا کہ تیرا روزہ فاسد ہوگیا پس اسنے عمداً کچھ کھا یا تو اب روزہ جاتا رہا لیکن اسپر کفارہ لازم نہ آویگا کیونکہ عامی آدمی
پر یہی واجب ہے کہ مفتی جو فتوے دے اُسپر عمل کرے تو یہ بیچارہ اسمین معذور ہوا اگرچہ اسکے مفتی نے یہان غلطی کی ہے
اور یہ بھی محیط مین لکھا کہ اگر پچھنے دلوانے والے کو یہ حدیث پہونچی جسکے معنے یہ ہین کہ جسنے پچھنے دلوائے اسکا روزہ
افطار ہوگیا پس اسنے اس حدیث سے آگاہ ہو کر عمداً کھا لیا تو بھی اسپر کفارہ لازم نہ آویگا کیونکہ اسنے ایسی چیز پر اعتماد کیا
جو اصلی حجت ہے یعنے حدیث پر اعتماد کر کے روزہ توڑا ہے قال المترجم اس بیان سے بہت فوائد نکلتے ہین اور اگر اہل
اسلام آخرت پر اپنا دل جما دین اور ذرا نفس سے مخالفت کر کے موت ہادم اللذات کو یاد کرین تو باہم انمین نفاق و
حسد و بغض و رد و قدح وغیرہ کبائر فواحش نہ رہین اور آپسمین شیر و شکر ہو جاوین اللہم وفقنا وانت الہادی واغفر لنا
نقد اعترفنا بذنوبنا ازانجملہ قولہم لایزاد علے المسمے۔ مثلاً ایک عقد اجارہ پانچ درم پر ٹھہرا مگر عقد فاسد ظاہر ہوا اور کام
ہوگیا اور حکم یہ ہوا کہ اجر المثل دیا جائے مگر مسمے سے زیادہ نہ دیا جائے پس یہ ایک حرف گویا اصطلاحی ہے اسکے معنی سے
واقف ہونا ضرور ہے پس فرض کرو کہ اجر المثل بیان پانچ یا سات درم ہے اور فرض کرو کہ چار درم ہے تو کرمانی یعنے
فتاوے ابو الفضل مین لکھا ہے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ جو مقدار مسمے ہو یعنی ٹھہر گئی تھی مثلاً مثال مین پانچ درم تو اگر یہ اجر
المثل کے برابر ہو پس اجر المثل بھی پانچدرم ہو یا اجر المثل سے زیادہ ہو مثلاً چار ہی درم تھا تو اس صورت مین اجر المثل یعنے
پانچ یا چار درم دیے جاوین اور اگر اجر المثل سے کم ہو مثلاً وہ سات درم ہے تو اس صورت مین مقدار مسمے یعنے پانچ
ہی درم دیے جاوینگے پس اس کلمہ کے یہ معنی ہین جو مذکور ہوے کہ اجر المثل دیا جائے مگر مسمے سے زائد نہ کیا جائیگا اور
خلاصہ حکم مسئلہ کا یہ نکلا کہ جب ایسی صورت واقع ہو تو اجر المثل دیا جائے اگر مقدار مسمے کے برابر ہو ورنہ مقدار مسمے دیجائے
ازانجملہ قولہم زیادۃ یتغابن الناس فیہا و زیادۃ لایتغابن الناس فیہا۔ یہ کلام بھی بمنزلہ اصطلاح کے ہے اور توضیح یہ ہے
کہ تغابن دراصل خسارت ہے پس زیادۃ یتغابن الناس فیہا کے یہ معنے ہوئے کہ ایسی زیادتی جسمین لوگ خسارت اٹھاتے
ہین ولایتغابن فیہا وہ زیادتی جسمین خسارت نہین اُٹھاتے ہین اور مراد یہ ہے کہ اتنی کمی بیشی جسکو لوگ برداشت
کر لیتے ہین کما صرح بہ بعض الشارحین۔ جامع الرموز مین ہے کہ زیادۃ یتغابن الناس فیہا۔ سے یتحمل الناس بہا۔ اور مترجم کے
نزدیک شاید یتحامل الناس ہو یعنے لوگ اسقدر زیادتی برداشت کر لیتے ہین یا رسم مین انپر یہ بار ڈال دیا جاتا ہے
یا ایسے اسقدر سے چشم پوشی کرتے ہین بہرحال کچھ ہو اسکا مدار عرف پر نہین ہے بلکہ اسکا بیان یہ ہے کہ وہی ما قوم
بہ مقوم واحد دون الکل سے یہ غبن یسیر انہ بذلک القدر واحد من المقومین یعنے جو زیادتی برداشت ہو سکتی ہے اسقدر ہے
کہ چند اندازہ کرنیوالون مین سے ایک اتنے دامون کو اندازہ کرے یعنے اگر اسکو رغبت ہو تو اتنے کو خریدنے پر
اندازہ کرے اور باقی لوگ بھی تو یہ زیادتی برداشت ہے اور کہا کہ غبن یسیر یہ ہوا کہ دو اندازہ کرنیوالون مین سے ایک مثلاً
نو درم کو دوسرا دس درم اندازہ کرے اور اگر کسی نے دس درم کو اندازہ نہ کیا تو دس مین غبن فاحش ہے اور یہی

[illegible] ذنوبنا ۱۲

ایکدرم وہ زیادتی ہوگی جو برداشت نہین کیجاتی ہے قال وبہ یفتے کذا فے الصغرے اور فتاوے صغرے مین لکھا کہ
غبن متحمل وغیر متحمل یا غبن یسیر وغبن فاحش کی یہ تفسیر ایسی ہے کہ اسی پر فتوے دیا جاوے اور محیط مین لکھا کہ یہی صحیح ہے
اور اندازہ کرنیوالون کا اندازہ فقط انھین چیزون مین معتبر ہوگا جنکے دام شہر مین کٹے ہوون اور اگر ایسی چیز ہو جس کے
دام شہر مین کٹے ہین تو ایک پیسہ بڑھانا بھی غبن فاحش ہے انتہے مافے المحیط مترجم کہتا ہے کہ صغرے کا قول کہ اسی پر
فتوے دیا جاوے اور محیط کا کہ یہی صحیح ہے اشارہ ہے کہ اسکی تفسیر مین اختلاف ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ دس مین نصف درم
غبن فاحش ہے اور بعض نے کہا کہ نہین ایکدرم فی ڈھائی غبن فاحش ہے اور یہ اقوال کسی اصل کی جانب مستند نہین ہین بخلاف
تقویم کے پس وہی صحیح ہے فتامل فیہ ازانجملہ قولہم جاز تصرف لاب فے امرابنہ الکبیر المجنون اذا کان جنونہ مطبقا۔ اطباق ڈھانپ
لینے کے معنی مین مستعمل ہے اور سب کا اتفاق بھی اسی معنے اطباق مین ہے کما فی قولہم اطبق الناس علے ذلک پس بعض مترجمین نے
جنون دائمی ترجمہ کیا اور یہ غلط ہے کیونکہ آئندہ افاقہ کی تفریع بے معنی ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ اسکی مقدار مین اختلاف ائمہ
ہے کہ وہ ایک مہینہ ہے یا ایک سال ہے اور بعض مشائخ نے عقود واحوال کے اختلاف پر مبنی کیا ہے کسی مین ایک مہینہ اور کہین
ایک سال مقرر کی پس اختلاف نہوگا اور نظیر اسکی شہادت ہے کہ کہین دو گواہ کافی ہین اور کہین چار اور اسی سے امام شافعی
نے فرمایا کہ رضاعت مین ایک عورت گواہ کیون نہ معتبر ہو جیسا کہ حدیث سے استنباط ہوتا ہے اور جواب یہ کہ تنہا عورت کی
شہادت بدون مرد کے شرع مین معہود نہین ہے وتمام الکلام فے الاصول۔ پھر واضح ہو کہ جنون واغماء مین فرق ہے کہ
مجنون بالکل مسلوب العقل ہوتا ہے یعنے جبتک وہ مجنون رہے اور متکلمین وغیرہ کے نزدیک اسمین مناقشہ ہوگا کہ افاقہ کے وقت
اعادہ عقل معدوم لازم آتا ہے والدفع سہل اور اغماء مین عقل بالکل سلب نہین ہوتی بلکہ مغلوب ہوجاتی ہے اور اغماء مجہول
مستعمل ہے مغمی علیہ جسپر اغماء طاری ہوا اور اہل لغت اسکو بیہوش لکھتے ہین حالانکہ جنون کی بھی یہی تفسیر ہے اور زیادہ نشہ مین
بھی بیہوشی ہوتی ہے تو جسنے مغمی علیہ کا ترجمہ فقط بیہوش لکھا اُسنے رعایت سے انحراف کیا فافہم ازانجملہ بر ذون اگرچہ لغت مین
مختلف معانی مین مستعمل ہے لیکن فقہاء اسکو خالص عربی گھوڑے کے سوا دوغلے گھوڑے مین استعمال کرتے ہین
ازانجملہ لفظ خمر ہے جسکا ترجمہ شراب لکھا جاتا ہے اور مترجم کے نزدیک یہ سہو اکثر خواص سے سرزد ہوتا ہے عوام کا
کیا ذکر ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے قوی روایت ہے کہ منصوص حرمت فقط خمر کی ہے اور وہ شراب
انگوری ہے حتے کہ اُنسے روایت کیجاتی ہے کہ ماسوے اسکے حرام نہین ہے اور مترجم نے اگرچہ بنظر وفاق وتحقیق کے
یہان یہ تاویل سمجھ لی کہ نزول تحریم خمر کا شراب انگوری پر ابتداءً تھا اور دیگر اشربہ اسمین ثانیاً داخل ہین اور عدم حرمت کے
معنے بنابر اصطلاح کے ہین کہ بدلیل قطعی بلا معارض ہو حالانکہ کراہت تحریمی یہان وہی حرام ہے جیسے نکاح مین فساد اور بطلان
یکسان ہے اور نظیر اسکی خطاب صلوۃ وزکوۃ مثلاً بکلام یاایہا الذین آمنوا مخاطبین موجودین کے ساتھ اولاً متعلق ہے اور
قیامت تک مومنون کے ساتھ ثانیاً اور یہ بحث اصول مین شرح ہے ولیکن مترجم کے زعم سے یہان بحث نہین ہے یہان
تو اختلاف مشارب پر نظر ہے پس باذق وکبنی ومثلث وغیرہ بھی شراب ہین حالانکہ حکم مین اختلاف ہے لہذا ترجمہ کے ساتھ
تنبیہ شرط ہے کہ حکم مذکور شراب خمر کے ساتھ ہے یا کسی دوسری شراب سے ورنہ مطلقاً ترجمہ شراب مین بھی تشویش ہے بنابر قول

امام اعظمؒ کے موجود ہے تنبیہ مترجم نے عام کتاب مین سوائے کتاب الاشربہ کے جہان شراب ترجمہ کیا وہ خمر کا ترجمہ ہے اور کہین لفظ بلا ترجمہ چھوڑدیا اور کتاب الاشربہ مین خمر کو ترجمہ نہین کیا اور دیگر اشربہ کو شراب باذق و شراب مثلث یا لفظ بگنی و یکی کے لفظ سے لکھا ہے فاحفظہ از انجملہ لفظ بسر و رطب وغیرہ ہین اور کتاب الایمان مین انکی تحقیق کی زیادہ ضرورت ہے مثلاً قسم کھائی کہ بسر نہ کھاؤنگا تو جاننا چاہیے کہ شروع مین جو نکلتا ہے وہ طلع ہے پھر جب بندھا تو سیاب ہے پھر جب سبز ہو گیا تو استیداد ہے پھر خلال ہوتا ہے پھر جب بڑا ہوجاتا ہے تب بسر کہلاتا ہے فارسی مین غورہ خرما بولتے ہین لہذا بسر کا ترجمہ کیری مشتبہ ہے کیونکہ ہمارے عرف مین مثلاً آم کی کیری ابتدا سے کسیری ہے از انجملہ شحم چربی واضح ہو کہ ائمہ رحمہم اللہ تعالے کے عرف کے موافق مذکور ہے کہ شحم البطن نہ کھاؤنگا تو شارح نے کہا کہ کلیہ کی چربی پر قسم ہوگی تو آنتون کی چربی اور ہڈی سے مختلط چربی کھانے سے حانث نہوگا اور جو چربی پشت پر ہے جسکو گوشت چربیلا اور فربہی کہتے ہین اس سے بھی حانث نہوگا اور اختیار شرح مختار مین فرمایا کہ ہمارے عرف مین چربی کا لفظ پشت کے ایسے گوشت پر کبھی واقع نہین ہوتا انتہے مترجماً از انجملہ بیت - منزل - دار - ان الفاظ کا ترجمہ جن لوگون نے گھر و حویلی وغیرہ لکھا ہے انھون نے اپنے اوپر سخت ذمہ داری اس امر کی لازم کری کہ ان الفاظ سے مختلف احکام کا تعلق انکے ترجمہ مین ویسا ہی باقی رہیگا آیا تو نہین دیکھتا کہ بلفظ خانہ بزبان فارسی کا حکم بدل جاتا ہے چنانچہ بیوع وغیرہ مین خود مصرح ہے تو مجھے نہین معلوم کہ خانہ کا ترجمہ گھر نہین دوسرا ہوگا واضح ہو کہ بیت فقہار کے استعمال مین چاردیواری و چھت ہو اور دروازہ علیحدہ خاص ہو تو ہمارے عرف مین یہ کوٹھری پر صادق ہے اور لائق بیتوتہ یعنے رات بسر کرنیکے لائق ہونا بنظر اصل معتبر ہے - منزل جو بیوت کو شامل ہو اور دار ان سب کو محیط ہے اور اسمین اختلاف عبارات ہے کہ دار فقط ساحت کہ بدون عمارت کے کہتے ہین یا نہین تو بعض نے کہا کہ ہان اور اسی قبیل سے قول شاعر ہے شعر الدار دار وان زالت حوائطها ؛ والبیت لیس ببیت بعد تهدیم - یعنے دار تو دار رہتا ہے اگرچہ اسکی چاردیواری زائل ہو جائے مگر بیت بعد منہدم کر دینے کے بیت نہین رہتا - وعلے ہذا دار کیلیے عمارت شرط نہین ہے - اور بعض نے کہا کہ نہین اور اس فتاوے مین بعض مقام پر اسکو مصرح بیان کیا ہے - وفے جامع الرموز الدار المنزل باعتبار دوران حوائطها ثم سمے به البلدة لاحاطتها باهلها - یعنے دار کہتے ہین منزل کو اس اعتبار سے کہ دیوارین اسکی دائر ہوتی ہین پھر بلد کو دار کہنے لگے کہ وہ اپنے رہنے والون کو محیط ہوتا ہے - اقول اسمین دار کی تفسیر خاص سے کیگئی وہ منزل ہے - ولیکن احاطہ کا اعتبار کیا - وذکر غیر واحد ان الدار اسم لمجموع العرصة والبناء کذا فے المغرب - الا انهم قالوا انها اسم للعرصة عند العرب والعجم یعنے لغت مغرب مین لکھا کہ دار نام ہے میدان مع عمارت دونون کا اور شارح مختصر نے کہا کہ فقہار نے زعم کیا کہ عرب و عجم کے نزدیک دار خالی میدان کا نام ہے صاحب کافیؒ نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے بدلیل اس مسئلہ کے کہ قسم کھائی کہ دار مین نہ جاؤنگا پھر کھنڈل ہو جانے اور دیوارین گرنے کے بعد داخل ہوا تو حانث نہوگا - یہان سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جس نے یہ زعم کیا کہ اسمین اختلاف نہین کہ اول مین دیوار احاطہ شرط ہے اور اختلاف اسمین ہے کہ بعد اسکے منہدم ہونے کے دار رہا یا نہین تو یہ زعم ضعیف ہے کیونکہ مسئلہ کافی مین خرابہ کو دار نہین مانا گیا - پھر واضح ہو کہ باب قسم مین اکثر عرف و مقصود کا بھی لحاظ

ہوتا ہے بالاتفاق اگرچہ حقیقت مہجورہ ادنے ہے یا عرف مروجہ اسمین اختلاف اصول معروف ہوا شاید فوات مقصود کیوجہ سے حنث نہوا ہو اگرچہ باعتبار زبان کے خرابہ مذکورہ دار ہوئے فلیتامل فیہ اور بعض شروح مختصر الوقایہ مین ہے کہ ہمارے عرف مین سرائے کا لفظ مرادف دار ہے اور کفایہ مین ہے کہ وہ سلطان کے دار کا نام ہے اقول بیوع فتاوے مین بھی اسیطرح مصرح ہے۔ جامع الرموز مین ہے کہ خانہ کا لفظ دار و منزل دونون کو شامل ہے اور یہی بیوع الفتاوے مین مصرح ہے اور لکھا کہ حجرہ و نظیر بیت ہے۔ پھر مین کہتا ہون کہ ہمارے عرف مین گھر و خانہ ایک معنے ہین و بیت کوٹھری و حجرہ نظائر ہین اور احاطہ مین منزل و حویلیان ہوتی ہین اور دو منزلہ و چار منزلہ اطلاقات معروف ہین تو مفتی کو مسائل بیوع و اجارہ و وکالت وغیرہا مین تامل سے فتوے دینا ضرور ہے۔ از انجملہ قریہ و بلد ہین اور سواد بھی اسی ذیل مین ہے اور تو جانتا ہے کہ مکہ مدینہ زادہما اللہ شرفا و تعظیما شہر ہین وقد قال تعالے رجل من القریتین عظیم۔ تو انپر قریہ کا اطلاق فرمایا اور علے ہذا بلد اگر شہر ہے تو وارد ہوتا ہے قولہ تعالے والبلد الطیب یخرج نباتہ الآیہ اور مترجم نے اپنی تفسیر مین بقدر توفیق اسکی تفصیل ذکر کر دی ہے وہان سے دیکھنا چاہیے اور قصبہ کیلیے لفظ ظاہر نہین ہے پس عمران و آبادی و بستی نظائر اور گاؤن و قصبہ و قریہ نظائر اور شہر و بلد نظائر ظاہر ہوتے ہین واللہ تعالے اعلم جامع الرموز وغیرہ مین ہے کہ بلد نام ایسی آبادی کا ہے کہ دارہا و عمارات مع ربضہ کو محیط ہو۔ صحرا وہ کشادہ میدان کہ اسمین نباتات نہو اور واضح ہو کہ دار الحرب و دار الکفر نقل بمناسبت ہے اور علماء مین دار الحرب کی تفسیر مین اختلاف معروف ہے اور میرے نزدیک اسی کو ہجرت سے ملحق کرنا چاہیے خصوص احکام ربوا و جمعہ و جماعات وغیرہ مین پس جہان اسلام مغلوب ہے حدود شرع و شعائر اسلام جاری نہون اور مسلمین کیلیے قاضی وغیرہ نہو مگر ہر آدمی اپنے ذاتی فرائض ادا کر سکتا ہو تو وہان سے ہجرت کرنا واجب نہین ہے ولیکن مستحب و مندوب ہے اور کبھی قریب بوجوب ظاہر ہوتا ہے لقولہ علیہ السلام انا بری من مسلم بین ظہرانی المشرکین مین ایسے مسلم سے بری ہون جو مشرکون کے ساتھ انکے روبرو آباد ہو ولیکن میرے نزدیک ماول سطرح ہے کہ وے مشرک اسکو ادائے فرائض سے مانع و مزاحم ہون اور تحقیق اسمین یہ تھا واللہ تعالے اعلم کہ دیات و استمرار و استنصار کیلیے اسوقت جو شروط تھے انہین سے مظلوم پر یہ واجب کر دیا گیا کہ وہ ایسی جگہ آباد نہو ورنہ مقتول ہونے پر دیت کا یا استنصار پر تصرف کا مستحق نہوگا فافہم واللہ تعالے اعلم اور ہندوستان مین ابھی تک یہ فتوے دیا نہ جائے کہ مثلاً سود کا معاملہ مثل دار الحرب کے جائز ہے کیونکہ یہ اصل خود ضعیف ہے تو صریح نص کے خلاف نہین ہو سکتا تم نہین دیکھتے کہ شرع مین اگر کفار عہد شکنی و غدر کرین یا ہمارے ساتھ خیانت کرین تو بھی ہمکو انکے ساتھ غدر کرنا یا خیانت کرنا جائز نہین ہے اور علے ہذا جمعہ قائم رکھا جاوے اور اہمین نفل عظیم و فقیہ کے نقاہت کی دلیل ہے اور جو کوئی فساد کرے اور خلق اللہ تعالے کو ذخیرہ آخرت سے باز رکھے وہ ظالم گنہگار ہے نعوذ باللہ منہ۔ از انجملہ بستان و کرم پس جسنے کرم کا ترجمہ باغ انگور لکھا یا بستان کا باغ تو یہ خلاف فقہ بدین معنے ہے کہ ہمارے یہان باغات مین چہار دیواری نہین ہوتی اور چہار دیواری کے باغ کو اکثر پھلواری بولتے ہین اگرچہ اسمین انگور ہون لہذا خیال رکھنا چاہیے کہ کرم باغ انگور جسمین چہار دیواری ہو اور درمیان مین زمین قابل زراعت نہو بخلاف بستان کے کہ اسمین متفرق اشجار رہتے درمیانی زمین قابل زراعت ہوتی ہے یہی فرق ہے مترجم کہتا ہے کہ

جہان اسنے کرم لکھا یا بُستان لکھا ہے تو یہ معنی سمجھنا چاہیے اور جہان کہین باغ انگور ترجمہ کر دیا اور حاشیہ وغیرہ پر تنبیہ نہین کی وہان احاطہ دار سمجھنا چاہیے ورنہ چہار دیواری کا باغ انگور لکھا ہے پھر تجھے یہ وہم نہو کہ اس سے کیا نقصان ہے انگور کہو یا احاطہ دار کہو کیونکہ اسمین بعض احکام مین تفاوت ہوگا مثلاً عقد اجارہ بلفظ باغ انگور لازم ہونیکے بعد مستاجر نے دیکھا تو بغیر چہار دیواری پایا اور اسنے دیکھا کہ بغیر دیوار کے مجھ سے حفاظت نہین ہوسکتی تو وہ عقد کو فسخ نہین کر سکتا بخلاف اسکے اگر اجارہ بلفظ کرم واقع ہو تو رد کر سکتا ہے اور یہان سے یہ بھی سمجھا گیا کہ مسائل مین ہر جگہ چہار دیواری کا لفظ لانے کی ضرورت نہین ہے اگرچہ اصل سے ایک گونہ تحریف باغ ترجمہ کرنے مین ہو لیکن مقصود مین فرق نہوگا مگر جہان چہار دیواری کو حکم مین دخل ہے وہان ضرور ہے اور ایسی حالت انواع احکام مین ہر بابکے مسائل مین ہوتی ہے ولیکن یہ جرأت تغیر کی نہ چاہیے اور علے ہذا محصل مرام کو اپنی عبارت مین تقدیم و تاخیر منضبط کرنا بھی سخت خطر ہے کیونکہ قیود کے مسائل پر رسائی ایک تبحر کا کام ہے نسال اللہ تعالے العصمۃ والسداد وہو ولی الانعام از انجملہ بنت لبون اسکے لفظی معنے تو دودھ والی اونٹنی کا مادہ بچہ اور لغت مین وہ بچہ مادہ جسپر تین سال گذرے ہون پس اگر کوئی شخص اسطرح ترجمہ کرے تو غلط ہوگا اسلیے کہ فقہا کا استعمال موافق شرع کے ہے اور شرع مین بنت لبون وہ ہے جسپر دو سال ہو کر تیسرے مین ہو اور اسیطرح حقہ مین لغت کے چہ سالہ کی جگہ شرع مین سہ سالہ معتبر ہے اور یون ہی جذعہ مین لغوی پنجسالہ کی جگہ شرع مین چہار سالہ معتبر ہے لہذا ترجمہ مین ہوشیاری چاہیے از انجملہ بکری کا لفظ ہماری زبان مین بھیڑی سے متمیز ہے اور بضرورت مترجم نے جہان بکری لکھا ہے وہ شاۃ کا ترجمہ ہے اگرچہ نقص کے ساتھ ہے ولیکن جہان غنم کا ترجمہ بکری ہے وہ مطابق ہے مگر جہان مسئلہ کا حکم بکری و بھیڑی سے بدلتا ہے وہان بدون ترجمہ کے عین لفظ لکھا گیا ہے اور تفصیل و بیان اسکا یہ ہے کہ قاموس و محیط سے بشہادت جامع الرموز ظاہر ہوتا ہے کہ جسپر صوف و اون ہو اسکو ضان کہتے ہین جیسے ہمارے یہان تبت کی بکریان اور کشمیر مین بھی پائی جاتی ہین اور جسپر بال ہوتے ہین جیسے عموماً ہندوستان مین ہوتی ہین اُسکو معز کہتے ہین اور غنم کا لفظ ان دونون کو شامل ہے اور یہی حال لفظ شاۃ کا ہے (ش ا ت) اور یہ واحد پر بولتے ہین یعنے شاۃ کے لفظ مین وحدت فردی معتبر ہے بخلاف غنم کے اور جمع شاۃ کی شیاہ بشین و ی والف و ہا۔ اور شیخ ابو المکارم نے شرح نقایہ کتاب الزکوۃ مین لکھا کہ قسم ضان مین مذکر کو کبش کہتے ہین اور مترجم نے کہین کہین مینڈھا اسکا ترجمہ کیا ہے اور مادہ کو نعجہ کہتے ہین۔ جسکے ترجمہ مین بھیڑی لکھا ہے اور معز کے نر کو تیس بولتے ہین اور مادہ کو معز کہتے ہین اور مترجم نے کہین بکرا و بکری لکھا ہے اور شاۃ عام ہے کہ ضان معز کے مذکر و مونث سب کو شامل ہے اس سے ظاہر ہوا کہ شاۃ مین تا تانیث نہین ہے بلکہ تا وحدت ہے فافہم۔ از انجملہ بیاع جامع الرموز مین نقل کیا کہ بیاع جو لوگون کا مال کچھ اجرت لیکر فروخت کرے کذا فی وکالۃ الذخیرہ وسیاق لکرنے یادہ تفصیل اور مترجم کہتا ہے کہ اگر مال نہ بکا تو اجرت کا مستحق نہوگا کذا فی الاجارات ولیکن اگر وقت کیلیے مزدور ہو تو چاہیے جسقدر اموال اسوقت مین فروخت کرے مقرری مزدوری پاویگا اور چاہے کچھ فروخت نہو تب بھی مزدوری کا مستحق ہوگا ولیکن اس صورت مین بیاع نہوگا واللہ اعلم از انجملہ تخلیہ خالی کرنا۔ پس اگر کسی نے دار فروخت کیا تو اسکو ذاتی اسباب سے خالی کرکے قفل کی کنجی دیدینا بحضور مشتری کے جبکہ وہ آنکھون سے دیکھتا ہو اور اگر اجارہ پر ہو تو حق مستاجر سے خلاص کر دینا

وغیرہ اور ایسے ہی اجارہ دینے مین تخلیہ اسکی ضرورت ہوگا اور مترجم نے اکثر مقام پر روک ٹوک دور کر دینا لکھا ہے
وقال سنے الرہن التخلیۃ یعنے رہن کو مرتہن کے سپرد کر دینا اور یہ درحقیقت عام لفظ والے مقصود ہے اور امام ابو یوسف
روایت ہے کہ منقولات مین تخلیہ سے سپردگی نہین ہوتی ہے جبتک انگلیون سے گرفت نہو کما فے فتاوے ابی الفضل الکرمانی اور
توضیح تجھکو کتاب البیوع کے ملاحظہ سے معلوم ہوگی حاصل یہ کہ تخلیہ ایک طریقہ سلم کا ہے اور بیشک غیر منقول مین تخلیہ سے
سپرد کرنا قبضہ ہوتا ہے ازانجملہ تزوج بروزن تصرف بیہقی نے کہا کہ زن کردن و شوے کردن یعنے مرد نے تزوج کیا
تو معنے یہ کہ جورو کی اور عورت نے خاوند کیا وجامع الرموز مین کہا کہ اساس و دیوان وغیرہا مین ہے کہ متعدی بخود ہوتا ہے اور
بحرف با بھی ہوتا ہے اور حرف من سے متعدی نہین ہوتا اگرچہ انکے کلامو نمین کثرت سے موجود ہے مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ کہ
عربی زبان مین تزوجہا و تزوج بہا - بولتے ہین اور تزوج منہا - نہین بولتے ہین پھر واضح ہو کہ فقہا نے جہان لکھا کہ تزوج بہا
یا منہا تو انکی یہ مراد ہے کہ اسنے اپنے نکاح مین اس عورت کو لے لیا اور یہ معنی نہین ہین کہ کسی ورسے اسکا نکاح کر دیا - بخلاف
تزویج بروزن تصریف کے کہ لغت مین بقول بیہقی (مرد کو جورو اور عورت کو خاوند دینا) اور فقہا نے جب کہا کہ زوجہا - یا زوج بہا
یا زوج منہا - تو یہ مراد ہوتی ہے کہ کسی ورکے نکاح مین اسکو دیدیا - چونکہ تزوج و تزویج دونون کا تعدیہ بخود و بحرف با ہوتا ہے
لہذا فقہا نے من کے صلہ سے دونون مطلب مین فرق کر دیا پس اگر مرد نے وکیل نکاح سے کہا کہ زوجنیہا - میرے نکاح مین اسکو
دیدے اور اسنے کہا کہ زوجتکہا - تو نکاح منعقد ہوگا اور جب کہا کہ تزوجت منہا - مین نے عورت کو اپنے نکاح مین کر لیا
حالانکہ تزوجت بہا کے معنے زوجتہا کے ہوسکتے ہین کیونکہ دونونمین سے ہر ایک بخود و بحرف با متعدی ہوتا ہے - بعض
مترجمین نے ناسمجھی سے اس فرق کو ضائع کر دیا چنانچہ بیوع کے مسئلہ مین اشتری جاریۃ و زوج بہا الی آخرہ جو اس غرض سے
موضوع ہے کہ خرید کردہ باندی پر مشتری کے خالی نکاح کر دینے سے قبضہ ہو جاتا ہے یا نہین - اس شخص نے یون ترجمہ کیا کہ
باندی خریدی اور اس سے نکاح کر لیا حالانکہ قطع نظر الفاظ کے یہ سخت غفلت ہے اسلیے کہ خریدنے کے بعد ملک یمین حاصل ہونیسے
نکاح کی صورت کیونکر ہوگی - فافہم - یہان مجھے ایک لطیفہ یاد آیا کہ روافض مین سے ایک غالی فرقہ ہے جو حضرت صدیق اکبر
خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کافر اور حضرت فاروق خلیفہ دوم کو کافر کہتا ہے حالانکہ یہ فرقہ خود کافر ہے کیونکہ حدیث صحیح مین
آیا ہے کہ جو کوئی دوسرے کو کافر کہے تو دونون مین سے ایک ایسا ہو جاتا ہے یعنے اگر کہنے والا سچا ہے تو دوسرا کافر ہے اور اگر جھوٹا ہے
تو کہنے والا خود کافر ہے اور غالی رافضی کے قول مین ہم بالیقین جانتے ہین کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اکبر بنصوص
آیات و شہادت الٰہی و کثرت احادیث و شہادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلے درجہ کے مومنین تھے اور اللہ تعالیٰ
سے بڑھکر کسکی شہادت ہوگی پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہ فرقہ خود کافر ہے - اب سنیے کہ بعض واعظین نے کہا کہ حضرت شہربانو
جو بادشاہ یزدگرد کی بیٹی تھین جب حضرت فاروق اعظم نے فارس پر جہاد کیا تو یہ بھی فتح کے بعد گرفتار ہوکر آئین اور حضرت
فاروق رضی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیدین چنانچہ حضرت علی اکبر وغیرہ شہدائے کربلا انھین کے بطن پاک سے ہین
پس اگر غالی رافضہ کا قول صحیح ہوتا تو جہاد صحیح نہوتا تو حلت کی کیا صورت تھی باوجودیکہ اہلبیت مین سے یہ حضرات بھی
ہین جنکے واسطے تطہیر ثابت بنص قرآنی ہے پس فرقہ رافضی مذکور کذاب ہے - قال المترجم ہذا علے قول من قال بعدم العتق

ثم التزوج وبہا کٓ من قال بذلک قیل لاول اثبت واللہ تعالے اعلم ۔ پھر واضح ہو کہ جامع الرموز مین لایا کہ لا یجوز المناکحۃ بین بنی آدم وانسان الماء والجن کما فی السراجیہ یعنے آدم زاد سے اور آبی انسان یا جن سے باہم نکاح کا عقد نہین جائز ہے جیسا کہ فتاوے سراجیہ مین ہے ولیکن قنیہ مین حسن بصریؒ سے نقل کیا کہ دو مردون کی گواہی پر جنیہ عورت سے نکاح کر لینا جائز ہے اور جامع الرموز مین لایا کہ لا یصح نکاح الشافعیۃ لانہا صارت کافرۃ بالاستثناء علے ما روی عن الفضلی ومنہم من قال تتزوج بناتہم کذا فی المحیط ۔ یعنے لکھا کہ جو عورت کہ شافعیہ مسلک پر ہو اُسکے ساتھ نکاح صحیح نہین ہے کیونکہ استثناء سے وہ کافرہ ہو گئی یعنے موافق قول شافعیؒ کے جب اس سے پوچھا جاوے کہ تو مومنہ ہے وہ کہیگی کہ ہان انشاء اللہ تعالے پس انشاء اللہ تعالے کہنے سے وہ بوجہ شک کے کافرہ ہوئی اور یہ حکم امام فضلی سے روایت کیا گیا ہے اور ان مشائخ مین سے بعض نے کہا کہ شافعیون کی دخترون سے نکاح کر لینا جائز ہے کذا فی المحیط ۔ مترجم کہتا ہے کہ امام فضلی و اس طبقہ کے مشائخ سب فقہاء تھے لہذا انکی طرف کسی مجہول راوی کا بلکہ بغیر رواۃ کے خالی خیالی قول کا منسوب کر دینا خود غیر معتمد ہے خصوصاً ایسا قول کہ فقیہ کی شان سے نہین بلکہ محض خلاف شان ہو آیا کسی شخص کو روا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ و انکے اتباع کو کافر کہے نعوذ باللہ من ذلک کیونکہ شافعیہ عورت کی کیا خصوصیت ہے پس تو دیکھتا ہے کہ یہ لوگ کیسے رطب و یابس روایات جمع کرتے ہین اور اسلام مین فتنہ پھیلاتے ہین ۔ جاہل متعصب خود اپنی جہالت سے فتنہ مین پڑتا ہے اسنے تعصب کا نام اسلام سمجھا ہے حالانکہ ائمہ علماء متفق ہین کہ امام شافعی رحمہ اللہ اسلام کے امامون مین سے ایک عالم امام ہین ایسے انکو کافر کہنا خود کفر ہوگا جیسا کہ ائمہ علماء کا زعم ہے فاتقوا اللہ واللہ شدید العقاب از انجملہ تنجیز ۔ ت ن ج ی ز ۔ فی الحال واقع کرنا یہ مقابل تعلیق کا ہے جو کسی چیز کے ساتھ لٹکانا ہوتا ہے پس طلاق و عتاق معلق یہ ہے کہ اگر تو نے پیاز کھائی تو تجھکو طلاق ہے یا تو آزاد ہے اور منجز یہ ہے کہ تجھکو مین نے طلاق دی یا آزاد کیا اور تنجیز دراصل تعجیل ہے من قولہم ناجز بناجز نقد بنقد از انجملہ تبر ۔ ت ب ر ۔ جامع الرموز مین ہے کہ سونا و چاندی سکے سے پہلے تبر ہین اور کبھی تانبا و پیتل و لوہا بھی تبر کہلاتا ہے ولیکن سونے کے ساتھ مخصوص بولتے ہین مترجم کہتا ہے کہ مین نے تبر کے ساتھ ترجمہ کیا ہے ۔ ب ت ر ۔ اور رجحان جس قسم کا ہو وہ بھی مصرح کر دیا ہے اور نقرہ گداختہ چاندی ہے از انجملہ ثمر ۔ ہمارے عرف مین قریب ہے کہ سوائے پھل کے اور کسی چیز پر نہ بولا جائے البتہ مجازاً جیسے کہین کہ تم نے کیا پھل پایا تو مطلق فائدہ خواہ آدمی سے ہو یا درخت سے حتے کہ نعل سے بھی اور عرب کی زبان مین مطلقاً جو چیز کہ درخت سے بلا کسی کی صنعت کے حاصل ہو اور یہ محفوظ رکھنا چاہیے دو وجہ سے ایک وجہ یہ کہ جو حکم وہان مذکور ہے اُسمین عرف عربی پر محمول کرنے مین اشکال نہو مثلاً لا یاکل من ثمر ہذہ النخلۃ ۔ اس کھجور کے ثمر سے نہ کھاؤنگا اسطرح قسم کھائی تو ہر اُس چیز پر واقع ہوگی جو اس درخت سے پیدا ہو بلا کسی کی صنعت کے اور کھائی جاوے حتے کہ پتی و چھال و شاخ پر نہین بلکہ طلع و خلال و بلح و بسر و رطب و تمر و جمار پر واقع ہوگی اور جمار شحم النخل یعنے گوند ہے اور دبس پر بھی یعنے تاڑی مگر جب پکا ڈالی جاوے تو نہین اور وجہ دوم یہ ہے کہ جو حکم وہان مذکور ہے اگرچہ بعبارت اردو مذکور ہے اسکو بعبارت عربی سمجھکر حکم کو منطبق کرنا چاہیے اور ہماری زبان مین اگر قسم کھائی کہ اس درخت کے ثمر سے نہ کھاؤنگا تو میرے نزدیک شروع سے آخر پھل تک واقع ہوگی اور گوند وغیرہ حتے کہ تاڑی پر واقع نہ ہونا چاہیے واللہ تعالے اعلم فان قیل الثمر عربی

یراعی فیہ اصل معناہ قلت لابل استعمل فیہ عندنا بعد النقل کما لا یراعی فی الالفاظ العجمیۃ عند العرب لانما استعملوا فیہ بعد النقل فافہم - از انجملہ جداول جمع جدول پتلی سی نالی جس سے چرس کا پانی کنوئین سے نکلکر بہتا ہوا کیاری مین جاتا ہے اور باغ مین اس سے چوڑا ہو تو ساقیہ ہی جمع اسکی سواقی گویا نالہ ہوا اگرچہ اتنا گہرا نہو اور اس سے چوڑا نہر ہے ذکرہ العینی فی شرح الکنز وغیرہ - از انجملہ الحرمۃ باب نکاح مین جا بجا ہو کہ یہ نکاح فاسد ہوگا یا باطل ہوگا یا حرام ہوگا سب یکسان ہین کیونکہ فاسد بھی حرام ہوا جیسا کہ قاضیخان وکرمانی ونہایۃ و مستصفی وغیرہ مین ہے کذا فی جامع الرموز - از انجملہ حشیش کہ معروف ترجمہ گھاس ہو اور دراصل نباتات جو ساق دار نہون اور عامہ لغات مین سوکھی گھانس کو حشیش کہا ہو اور کماۃ گھاس نہین بلکہ زمین کے اندر رکھی ہوئی چیز کے مثل ہے از انجملہ قولہم خیاط استاجر عبدا لتخیط معہ فترک الخیاط عملہ یعنے درزی نے کسی کا غلام مزدوری پر اجارہ لیا پھر خیاط نے اپنا کام چھوڑ دیا - تو بعض شراح نے بیان کیا کہ خود کرتا رہا ہو یا یہ پیشہ چھوٹے تب اجارہ ٹوٹیگا اور ظاہر یہ ہے کہ فقط تنہا کرنا اختیار کیا - وقد فصلہ المترجم - از انجملہ الخص بالضم تنہا یہ مین وہ بیت کہ نرکل و پھوس و لکڑی وغیرہ سے بنائین مگر فقہا اسکو چھت کی چار دیواری پردہ کو کہتے ہین جو نرکل وغیرہ سے بنالیا جاتا ہے - از انجملہ الخراج جو زمین و باغ پر لگان ہو و لیکن دو قسم کا ہوتا ہے اول خراج مقاسمہ یعنے بٹائی اور وہ پیداوار مین سے کوئی جزو معین ہی جسکو بادشاہ سب لوگون کیطرف سے انکے بیت المال کیلیے پیداوار پر مقرر کرتا ہے جیسے چہارم پیداوار وغیرہ اور زراعت کا خرچہ نکال دینے کے بعد باقی کا چہارم وغیرہ لیا جاتا ہے اور ہر زمین و باغ کی طاقت پر مقرر ہوتا ہے ولیکن نصف سے زیادہ نہین ہوسکتا ورنہ ظلم ہوگا اور ایسے ہی اسکا ادا ہونا پیداوار پر ہی ہے حتے کہ اگر زمین مین کسی وجہ سے کچھ پیدا نہوا تو یہ خراج بھی واجب نہوگا اور اگر کسی نے سال دو سال کا خراج پیشگی دیدیا تو جائز ہے کیونکہ سبب یعنی زمین لائق پیداوار موجود ہی کذا ذکرہ بعضہم اور مترجم کہتا ہے کہ یہ غلط ہی بلکہ خراج موظف مین البتہ ایسا جائز ہے اور خراج مقاسمہ مین گیہون وغیرہ اموال ربویہ کی صورت مین سود ہو جاویگا فافہم قسم دوم خراج موظف جو بنام لگان ہمارے بیان معروف ہے اور اسکو خراج وظیفہ و مقاطعہ بھی کہتے ہین اور جو کچھ نقد یا اناج غیر جنس پیداوار جو امام کسی زمین باغ پر مقرر کرے لیکن اندازہ اسکا بقدر وظیفہ عدل ہوگا چنانچہ جس زمین کو خراجی پانی پہونچے اسپر حضرت فاروق اعظم رض نے اہل السواد کے ہر جریب گیہون یا جو پر ایک صاع مقرر کیا تھا اور رطبہ کے ہر جریب پر پانچ درم یعنے سوا روپیہ کچھ زیادہ مقرر فرمایا تھا علے ہذا پس کہا گیا ہے کہ اس سے زیادہ کرنا ظلم ہے اور نوشیروان عادل نے بھی گزیت جسکا معرب جزیہ ہو اسیقدر مقرر کیا تھا اور یہ جزیہ اسلام مین تذلیل کرنے کیلیے نہین تھا جیسا کہ قولہ تعالے یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون سے سمجھا گیا بلکہ آیت کے معنی یہ ہین کہ اسلام چھوڑکر انھون نے ایسا اختیار کیا پس انکو راہ حق پر آمادہ کیا تھا کیونکہ اسلام سے انکو نعمت ایمان ملتی تھی اور سب کے برابر درجہ ملتا تھا اور جزیہ کی مقدار جسکو نوشیروان عادل نے مقرر کیا تھا اس سے بھی کم یعنے آدھا اسکا مومن سے لیا جائیگا تاکہ وہ تھوڑے کام سے فراغت پاکر اللہ تعالے کی توحید و عبادت کرے اور اللہ تعالے کو اسی بندہ عارف کی تسبیح و عبادت پسند ہی - اور جامع الرموز مین ہی کہ خراج خواہ موظف ہو یا مقاسم ہو اسکی ضمانت کر لینا صحیح ہے کیونکہ وہ جنگی فوج کا حق انکی حفاظت وغیرہ کے عوض مین واجبی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد

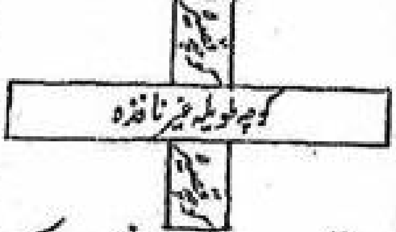
فقط موظف ہے جو ہر سال مقرری ہوتا ہے اور مقاسمہ مراد نہین جو پیداوار پر ہوتا ہے کیونکہ وہ ہنوز ذمہ پر واجب نہین ہوا
ہے۔ از انجملہ خارج۔ کہ بحسب اللغۃ خروج کا اسم فاعل ہے اور اصطلاح الدعوے مین جو شخص کہ غیر قابض مدعی ہو۔ و من
ذلک قولہم ولو ادعی خارجان عینا فی ید ثالث اور معنے یہ کہ دو غیر قابض نے تیسرے کی مقبوضہ مال عین کا دعوے کیا
یعنے تیسرے پر یہ دعوے کیا کہ یہ مال عین ہماری ملک ہے اور تیسرے کے قبضہ مین ناحق ہے۔ از انجملہ الدابۃ۔ اصل لغت
مین جو زمین پر چلے یا رینگے اور بدینمعنے حشرات الارض چیونٹی وغیرہ کو بھی شامل ہو اور وضع ثانی مین چارپایہ سے ادا
کہا گیا کہ وضع ثالث مین گھوڑے سے مخصوص ہوا اور مراد وضع سے نقل عرفی ہے اور فقہاء کے اطلاق مین اختلاف ہے
چنانچہ ہدایہ وغیرہ مین ازراہ عرف کے دابہ کا لفظ گھوڑے و گدھے و خچر کو شامل کیا اور اسیوجہ سے حسب موقع مترجم نے
کہین سواری کا جانور چوپایہ ترجمہ کردیا ہے اور غرنیہ مین اسکو ہر چہارپایہ کے واسطے مطلقا لیا اسی سے مترجم نے
حسب موقع چوپایہ ترجمہ کیا اور مفردات مین کہا کہ گھوڑے کے لیے مخصوص ہے لہذا جہان موقع یہی ہوا وہان گھوڑا ترجمہ کیا ہے
از انجملہ دیوان۔ درر فقہ مین دیوان القاضی سے وہ خریطہ مراد ہے جسمین چکین و دستاویز و محضر و نقل پروانہ متولی اوقات و
تقدیر نفقات وغیرہ کاغذات ہون۔ از انجملہ قولہم ما ذاب لک علیہ مراد یہ ہے کہ سے دیگر جو تیرا فلان پر ثابت ٹھہرے یا واجب
نکلے لہذا کفالت مین جہان اسطرح مذکور ہے یہی مراد ہے از انجملہ روایت کا لفظ ہے جامع الرموز وغیرہ مین کہا کہ لغت مین
نقل کو کہتے ہین اور عرف فقہا مین کسی فقیہ سے کوئی فرعی مسئلہ نقل ہونا خواہ فقیہ مذکور سلف مین سے ہو یا خلف مین
سے اور جب کبھی خلف کے قول سے مقابلہ ہو تو روایت مخصوص بسلف ہوتی ہے واضح ہو کہ قولہ روایۃ عنہ اسکے یہ معنے
کہ اس امام سے ایسا روایت کیا جاتا ہے جائز ہے کہ اسکا مذہب یہ ہو یا نہو بخلاف عندہ کے جب کہا جاوے کہ فلان کے
نزدیک تو ظاہر یہ کہ اسکا مذہب ہے از انجملہ رباط یعنے رسی و بندش و منہ قولہم من حل رباط سفینۃ فغرقت اور رباط قیام سرحد
کفار پر بغرض جہاد یا حفظ حدود و ثغور و منہ قولہ علیہ السلام رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیہا از انجملہ رقبی بمانند قول
فقہاء لا یصح الرقبی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک رقبی یہ ہے کہ دوسرے سے کہے کہ میرا گھر تیرے لیے رقبی ہے اگر مین تجھ سے
پہلے مرا تو وہ تیرے لیے ہے اور اسی کے قریب عمری ہے قاضیخان نے ذکر کیا کہ عمری یہ کہنا کہ اگر مین تجھ سے پہلے مرا تو یہ
گھر تیرے لیے ہے اور اگر تو مجھ سے پہلے مرا تو میرے لیے ہے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ اپنا گھر دوسرے کیلیے اسکی مدۃ العمر
تک کردینا اس شرط سے کہ جب مرے تو واپس ہو یعنے عمری دینے والے کو یا اسکے وارث کو واپس ہو قال وتصح العمری
اور یہان صحت سے یہ مراد ہے کہ اسطرح دیدینا صحیح ہے اور شرط مذکور باطل ہے حتے کہ وہ گھر جسکو دیا ہے اسی کے وارثون کو
ملیگا تنبیہ منجملہ متشابہات احکام کے ہماری بولی مین یہ کہنا کہ یہ گھر تیرا ہے اور یہ گھر تیرے لیے ہے اور یہ گھر تیری ملک ہے
تو اول محتمل اقرار ہے اور جھگڑے کے وقت ہبہ کا دعوے کرنیوالا باطل قرار دیا جاویگا کیونکہ اقرار اسپر تو حجت قوی
ہے اگرچہ دوسرے کے حق مین حجت نہو تو اسی نے گویا اقرار کیا اور پھر دعوے کیا کہ مین نے ہبہ کیا تھا تو اول قوی
ہوگا اور بدون گواہون کے تصدیق نہوگی۔ اور قول دوم ہبہ ہے اور تیسرا صریح اقرار ملک ہے اسیواسطے مترجم نے
رقبی و عمری کی تفسیر مین تیرے لیے کہا اور تیرا ہے نہین کہا فاحفظ فان ذلک ملہم از انجملہ لفظ ریحان نباتات مین سے

خوشبودار کذا فی الاختیار شرح المختار وکذا فی المغرب۔ ورفقہاء کے نزدیک جسکی ڈنڈی مثل اسکی پتیون کے خوشبودار ہو جیسے آس وورد یا فقط پتیان خوشبودار ہون جیسے یاسمین۔ اسطرح جامع الرموز مین مذکور ہے اور اسمین تامل سے دیکھنا چاہیے اور لکھا کہ جامع ابن بیطار مین ہے کہ وہ ہر درخت کی کلیان ہین اور اطلاق مخصوص جس سے عرق کھینچا جاوے مشہور ہوگیا ہے۔ ازانجملہ رق رقت پتلا پن اور رقیق جسمین کوئی جزو آزادی کا نہو اور واضح ہو کہ عبارات فقہاء مختلف ہین صدر الشریعۃ کی بعض عبارات سے نکلتا ہے کہ رق بدون ملک کے نہین پایا جاتا ہے اور مستصفی وغیرہ مین ہے کہ کفار جو دار الحرب مین ہین سب کے سب رقیق ہین مگر کسی کے مملوک نہین ہین قال المترجم اس مقام کی تحقیق مین کلام طویل ہے یہان گنجائش نہین ہے میرا مقصود صرف یہ ہے کہ مترجم نے رقیق کا اگر ترجمہ کیا ہے تو محض مملوک لکھا ہے اور کثرت سے فقہاء رقیق کو بمقابلہ آزاد و مدبر و مکاتب وام الولد ومعتق البعض واما النقد فیہ سبب الحریۃ۔ استعمال کرتے ہین کما لا یخفی علے من مارس الفن آزانجملہ روث مشابہ ہے کہ لغت مین ذی حافر جانور کے گوبر کو کہتے ہین مگر فقہاء اسکو فقط سرگین یعنے گوبر کے معنے مین بولتے ہین تو لید ومینگنیان داخل نہین ہونگی اور یہ جامع الرموز مین لکھا ہے اور عذرہ پلیدی ہے کہ آدمی ومرغی وکتا وغیرہ کے پیخانہ کو شامل ہے اور غائط آدمی مین زیادہ مستعمل ہے اور مقصود تحقیق لغت نہین بلکہ تنبیہ ہے اور خرء وخراۃ کبوتر وغیرہ کی بیٹ ہے اور کبھی آدمی کے ساتھ کنایہ ہوتا ہے ومنہ قولہ علمکم نبیکم کل شئی حتے الخراءۃ الحدیث۔ سرقین معرب سرگین ہے آزانجملہ رصاص کہ لغت مین رانگ قلعی کے معنے مین ہے پس درم کی صفت مین ملتبس ہوتا ہے کہ رانگے کے ہون حالانکہ رصاص درم وہ ہین جنپر ملمع ہو صرح بہ جامع الرموز تنبیہ اقسام درم مین بہت ان کتب فقہ مین مذکور ہین اور متفرق مین نے ذکر کیے ہین اور یہان مختصر طور پر رکھتا ہون کہ منجملہ اقسام کے زیوف درم بالضم مصدر زافت الدراہم زیفا یعنے میل کیوجہ سے مردود ہوگئے کما فی القاموس یا جمع زیف ہے جسمین تانبا وغیرہ ملا کر کھرا پن کھو دیا گیا ہو کما فی طلبۃ الطلبہ۔ اور قاموس نے جو انکو مردود کہا تو معنی یہ ہین کہ وہ رد کردیے جاتے ہین لیکن پوشیدہ نہین کہ خالی بیت المال انکو پھیرتا ہے کہ وہ کھرے کے سوائے نہین لیتا اور باہمی معاملات مین مردود نہین ہین پس اظہر قول دوم ہے۔ دوم نبہرج بتقدیم بار یا نون معرب نبہرہ یعنے ناسرہ جسمین کھوٹ ہو اور واضح ہو کہ زیوف ونبہرہ دونون قسم مین میل سے چاندی زیادہ ہوتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ زیوف کو تاجر نہین پھیرتے اور نبہرہ کو تاجر بھی نہین لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ نبہرہ جسکا سکہ مٹ گیا ہو ذکرہ صدر الشریعۃ فی القضاء پس اس صورت مین زیوف ونبہرہ واحد ہین صرف سکہ موجود ومعدوم ہونیکا فرق ہے۔ سوم ستوقہ وہ درم جسمین تانبا وپیتل یا جستہ غالب ہو اور چاندی کم ہو وقد قیل انہا تعتبر بالعروض۔ چہارم رصاص یہ فقط درم کی صورت ہوتے ہین انپر چاندی کا ملمع ہوتا ہے اور یہ درحقیقت درم نہین ہین کما صرح بہ غیر واحد۔ واضح ہو کہ اقسام یہان بحسب العین کئی ہین اسطور سے بیان ہوسکتے ہین کہ درم یعنے صورت مخصوص یا چاندی مین ہے یا نہین قسم دوم بطریق ملمع نہو تو موجود نہین اور اگر ہو تو رصاص ہے اور قسم اول مین خالص ہو یعنے ادنے میل جو بمنزلہ مستہلک ہے تو دو قسم معروف ہین دودھیا چاندی ہو تو دراہم بیض سفید درم ہین اور کبھی واضح بولتے ہین لیکن زیادہ مکسور وغلہ کے مقابلہ مین آتا ہے اور اگر سیاہ چاندی ہو تو دراہم سود یعنی سیاہ درم ہین

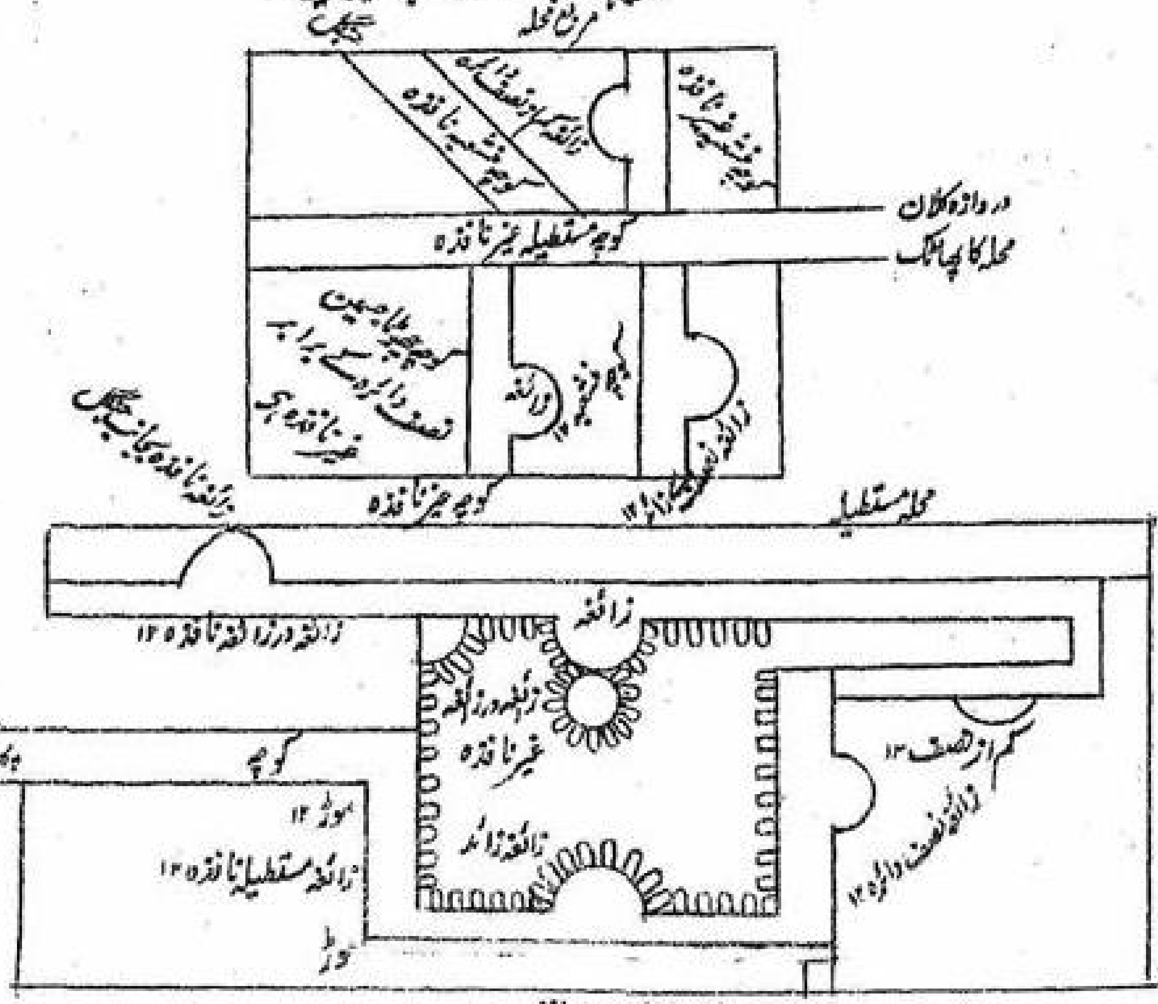
اور اگر غیر خالص ہو پس اگر میل زیادہ ہو تو ستوقہ ہین اور اگر چاندی غالب ہو زیوف نبہرہ ہین اور دودھیا و سیاہ درحقیقت صفت جودت و رداءت کے اعتبار سے ہین نہ باعتبار عین کے کیونکہ شرعاً اس صفت سے نفس چاندی کا تفاوت معتبر نہین ہے جیسا کہ باب الربوا مین معلوم ہو چکا - اور صحاح پورے درم اور مکسورہ شکستہ اور نظیر اسکی پورا روپیہ اور دو اٹھنیان یا چہار چونیان مثلاً اور دراہم غلہ جمیل کہ خالص زیوف نبہرہ و ستوقہ ملا کر ہون بخلاف صاص کے کہ وہ درحقیقت غیر جنس ہے اور ثنائی و ثلاثی وغیرہ جیسا کہ ہدایہ مین مذکور ہے اس سے یہ غرض ہے کہ دو ملکر ایک درم ہوا جیسے مثلاً اٹھنیان کہ دو ملکر ایک روپیہ ہوا اور ثلاثی مین ملکر اور رباعی علے ہذا القیاس و قولہ کالعدالی الیوم بفرغانہ جیسے فی زماننا فرغانہ مین عدالی رائج ہین تو دراہم کے اقسام ذاتی سے انکا خروج نہوگا صرف فرق سکہ سے نامو نہین ہوگا تو عدالی جس بادشاہ نے سکہ رائج کیا نام رکھا گیا ہے اور نظیر اسکی چہرہ شاہی جیبیہ ری وکلدار وغیرہ اشرفیان ہین اور بغیر سکہ کے خالی چاندی گداختہ مانند طغاجی و وہ دہی و دہنی اور زرخمار وغیرہ اقسام ہین اور زرخمار کے معنے قریب اسکے ہین جیسے ہمارے یہان کٹاؤ کی چاندی و اینٹ کا سونا وغیرہ بولتے ہین فاحفظ المقام واللہ اعلم بالصواب آنا انجملۃ لفظ رہن بمعنے گرو مفردات مین ہے کہ جو ادھار و قرض کی مضبوطی کیلیے رکھا جاوے اور اکثر کتب مین ہے کہ لغت مین رہن کے معنے مال کو روک رکھنا خواہ کیسا ہی مال ہو - اور شرع مین ادھار و قرض کیوجہ سے ایسا مال جو قیمت دار ہے روک لینا جس سے قرضہ لینا ممکن ہو اور جامع الرموز مین کہا کہ مراد یہ ہے کہ قرضہ اس مال کی قیمت دام سے بھر پانا ممکن ہو - مین کہتا ہون کہ بھر پانے کی قید محض سہو ہے اور صحیح وہ ہے جو برجندی نے کہا کہ بھر کر قرضہ اس سے وصول ہو جانا شرط نہین ہے بلکہ تھوڑا یا سب اس سے وصول ہو جانا ممکن ہو - تنبیہ ادھار یا قرض - اس سے مترجم کی یہ غرض ہے کہ مثلاً زید نے عمرو کے ہاتھ دس روپیہ کو ادھار ایک چیز بیچی تو دس روپیہ عمرو پر ادھار کہلاوینگے اور عموماً مترجم اسکی جگہ قرضہ لکھتا ہے اور قرض نہین کہلاوینگے کیونکہ وہ عین شے پر مخصوص ہے جیسے کہ اگر دس روپیہ اس سے نقد لیے تو قرض ہین اور اسکو مترجم قرض بدون زیادت ہارلاتا ہے اور اگر ایک پیمانہ گیہون قرض لیے تو یہ بھی قرض ہین اور احکام مین بعض صور تو تین تفاوت ہے اور عوام یہ فرق نہین کرتے ہین قرضہ ادھار کی جگہ قرض و برعکس بولتے ہین لہذا مفتی جب فتوے دیگا اور ایسی صورت مین تو بعض جگہ غلط و خطا ہوگا اور مثال اسکی یہ ہے کہ زید نے عمرو سے ایک من گیہون قرض لیکر گھر مین بھر رکھے ہنوز خرچ نہ کیے تھے کہ عمرو نے اپنا ادھار مانگا اور زید نے بازار سے یا کسی سے ایک من گیہون لوا دیے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ادا نہوا کیونکہ عین مال کا واپس کرنا لازم تھا جبکہ بعینہ موجود ہے بلکہ ایک من قرض کا دعوے کر یا اور معاوضہ دس روپیہ لیے اور مفتی نے جواز کا فتوے دیا حالانکہ ایک من قرض نہ تھے بلکہ قرضہ ادھار بیع سلم کے تھے مثلاً اسنے سلم ایک من کی ٹھہرائی تھی تو اس صورت مین صحیح نہین ہے کیونکہ استبدال دین بدین ہے پس اگر وہ ادھار کہتا تو مفتی صحیح جواب دیتا ولیکن اسنے قرض کہا جس سے دھوکا ہوگا لہذا ایسے مقامات مین مفتی کو تنبیہ رہنا چاہیے تاکہ عوام جہال کو غلط فتوے نہ دیوے - تنبیہ عوام لوگ رہن کو اپنے قرضہ کا عوض بطریق منفعت سمجھتے ہین اور یہ بالکل جہل و ظلم ہے حتے کہ مال مرہون سے طرح طرح کے نفع اٹھاتے ہین اور یہ بالکل حرام ہے اور مرتہن تو پرایا مال اپنی نگہبانی مین رکھنا ہوتا ہے اور جو کچھ اسکا منافع ہو وہ سب راہن کا ہے صرف اسکا قبضہ البتہ سردست تا ادائے قرضہ

نہین ہی اگرچہ وہم ہو کہ ایک تو اُدھار دے اور دوسرے یہ بیگار اُٹھائے تو جواب یہ کہ اسمین دو فائدے ہین ایک یہ کہ اگر راہن نے قرضہ نہ دیا تو حسب شرائط اسکے دامون سے وصول کرے اور دوم یہ کہ اگر راہن مرا اور اسپر بہتونکا قرضہ ہے تو ترکہ جو کچھ ہاتھ آئے اسمین سب قرضخواہ حصہ رسد شریک ہونگے بخلاف مرتہن کے کہ وہ اس رہن کا حقدار ہی اس سے سب قرضہ بھرپور لے لیگا جو بچے وہ وارثون کو پھیر دیگا۔ بعض فقہا نے جائز جانا کہ مرہونہ گلے کو مرتہن اپنے پاس سے دانہ چارہ دے تو اسکا دودھ کھائے مین کہتا ہون کہ یہ اس زعم پر کہ دودھ اسکی کھلائی کے سوا لے نہین کھانا چاہیے مگر میرے نزدیک یہ بھی حلال نہین ہے اور وجہ یہ کہ اسمین اختلاف ہو جیسے ودیعت کے روپیہ سے تجارت کا نفع مستودع کو حلال ہے یا نہین تو ضعیف یہ کہ ہان اور صواب یہ کہ نہین کیونکہ مرتہن نے اپنا چارہ غیر کی ملک مین ڈالکر اس سے دودھ حاصل کیا ولہذا بعضون نے راہن سے اجازت لینا شرط کر لیا ہی اور یہ صورت البتہ براہ حکم جواز کے ہوسکتی ہی جبکہ وہ قرضہ سے نفع کھینچنا نہ چاہتا ہو۔ اور بعض نے یہان اس زمانہ والون کے کاروبار چلنے کیلیے عینہ کی تدبیر نکالی اور اسمین بھی سخت اختلاف ہے والمسئلہ فی الفتاوے۔ از انجملہ اُرب۔ بالضم انگور وہی وسیب وغیرہ کا شیرہ جو خفیف جوش دیکر گاڑھا کیا گیا ہو اور صراح مین کہا کہ آب ہر چیز کہ خاثر باشد یعنی بیٹھا یا گاڑھا ہو اور لکھا کہ طلا کو کہتے ہین اور مراد اس سے وہی شیرہ انگور خفیف جوش دیا ہوا ہے اور یہ قسم شراب ہے جیسا کہ کتاب الاشربہ مین ہے وقال الشاعر شعر البق والبرغوث قد شربا دمی ؛ شرب الطلا من کف الملی غید۔ اور طحطاوی کے بعض عبارات حاشیہ در المختار سے فقط شیرہ کے معنی ظاہر ہوتے ہین پس شاید آپ خاثر مراد ہو جیسا کہ بعض جگہ خود مصرح لکھا ہی اور شاید کہ استعمال فقہا مین عام ہو اور یہ اقرب ہے واللہ اعلم اور قول فاضل سہارنپوری کہ رُبّ بمعنے مربی ہی سہو ہے فلیتدبر از انجملہ زیوف در یہ قسم درم ہی اور یہ مفصل ذکر ہو چکا ہے از انجملہ زطی قال فی الصراح زط گروہے از مردم زطی یکے از ایشان وقال صدر الشریعۃ الزط جیل من الناس بالعراق ینسب الیہم الثوب الزطی قلت الجیل بالجیم علے وزن قبل یعنے زط ایک قوم کے لوگ عراق مین رہتے ہین جو ایک قسم کا کپڑا بنتے ہین جو زطی کہلاتا ہے از انجملہ قولہم زیادۃ یتغابن الناس فیہ ایسی زیادتی کہ لوگ اتنے مین مغبون ہو جاتے ہین۔ اور معنی یہ ہین کہ جس چیز کے دام شہر مین کتنے ہون کہ ہر کوئی جانتا ہو بلکہ اندازہ کرنے سے جتنے کو ٹھہرے تو جب کوئی ایک اندازہ کرنیوالا بھی مثلاً دس سے دو آنہ اوپر کو اندازے تو یہ دو آنہ ایسی زیادتی ہے کہ اتنا خسارہ لوگ اٹھا لیتے ہین۔ وقد مر مفصلا۔ از انجملہ زقاق و زائغہ مربع و مستطیل و مستدیر و عطفہ وغیرہ الفاظ جو کتاب الشفعہ مین مذکور ہین پس زقاق کوچہ پس اگر سیدھا چلا گیا ہو اور دونون طرف محلہ آباد ہی اور انتہائی کوچہ بند نہو بلکہ نافذ ہو تو بمنزلہ عام کے ہے اگرچہ بہت سے مسائل مین فرق ہے اور یہ کوچہ نافذہ ہے اور اگر وہان بند ہو تو غیر نافذہ ہے اور ممکن ہے کہ محلہ چہار دیواری سے گھرا ہوا اور انتہائے کوچہ پر باب برانی ہو یعنے دروازہ ایسے مقام پر ہو کہ باہر جنگل و بیابان غیر آباد ہے اور اگر کوچہ تھوڑی دور سیدھا جا کر موڑا ہو تو زائغہ ہوا پس اگر موڑ ہی طرف سے بشکل مستطیل ہو کہ  چارون خطوط مین سے ہر دو متوازی برابر مگر چارون برابر نہون اور سب زاویہ قائمہ ہون  اسطرح حادہ و منفرجہ نہون تو زائغہ مستطیلہ ہے اور غالباً زائغہ حادہ و منفرجہ بھی بحسب اکثر حکم شکل مستطیلہ کے ہی اور اگر مربع ہو کر شکل مستطیلہ کے ہوتا ہے صرف اسکے چارون اضلاع مساوی ہوتے ہین

تو مربعہ ہے اور اگر کوچے سے بعد زائغ ہونے کے کوچہ در کوچہ ہو تو عطفے غیرہ ہین اور انھین مین مقام اتصال پر دربیہ زمین کی ہیأت سے پیدا ہو جاتے ہین اور اکثر لوگ اس شان کے ان اصطلاحات سے واقف ہین ولیکن نمونہ کے طور پر بعض صورتین درج کی جاتی ہین - اول کوچہ غیر نافذہ طویلہ جس کے جانبین مین اس کے



مثل کوچے ہون پس ہدایہ وعنایہ سے اسکی صورت یہ ہے جو ذیل مین درج ہے پس کوچہ طویلہ والے چھوٹے کوچون مین شفعہ کے مستحق نہین کیونکہ غیر نافذہ ہونے سے خود اہل کوچہ مین استحقاق مقصود ہے اور اگر نافذ ہوتے تو البتہ سب کا استحقاق اس شان سے ہوتا جواب شفعہ مین مذکور ہوئی - اور معنے اسکے کہ کوچہ خرد کی راہ نہین ہے یہ ہین کہ بڑے کوچہ کے سوا دوار پار نہین ہے بلکہ انتہا پر مکان سے بند ہے اور زائغہ دہ کبھی ہے جو مثل پارہ دائرہ کے مستدیر ہو یا مستطیل خواہ اس سے کوئی کوچہ نکلا ہو یا نہین پس کبھی نصف دائرہ سے زائد کبھی برابر اور کبھی کم ہوتا ہے خواہ کوچہ نافذہ مین ہو یا غیر نافذہ مین ہو اور کبھی زائغہ کے اندر زائغہ ہوتی ہے اور کبھی نافذہ اور کبھی غیر نافذہ ہوتی ہے اور محلہ کبھی مربع اور کبھی مستطیل ہوتا ہے صورتین درج ذیل ہین



مستطیل غیر نافذہ ۱۲

اور یہ دربیہ وغیرہ تو انکی شکل دہلی و آگرہ مین معروف و ہر شہر مین مشہور ہے فافہم - از انجملہ لفظ سائر بسیار در باقی ولیکن استعمال فقہاء اخیر معنے مین بدون مقیم اس امر کے کہ بقیہ داخل ہین یا نہین جو جامعہ کے لفظ مین معتبر ہے اور اوپر مذکور ہوا اسکی مخفف سہ بکے یعنے مثلث اور صراح مین کہا کہ میفختج یعنے مے پختہ - اور باذق بذال منقوطہ معرب بادہ لفظ فارسی کہ شیرہ

انگور اندک پختہ ہو۔ سقوقہ سابق مین مذکور ہوا۔ سکر قسم شراب ہے سکر النہر۔ نہر کو بند کر دیا۔ سکران مقابل صاحی یعنی جو نشہ مین چور ہو اور بیہوش کے ترجمہ اور مغمی علیہ کے ترجمہ مین التباس سخت ہے۔ سائق ہانکنے والا مگر جو پیچھے سے ہانکے اور جو آگے سے مہار پکڑ کرلے چلے وہ قائد ہے اور قائد تو اندھے آدمی کا بھی ہوتا ہی ومنہ الحدیث دکان قائد کعب رضی اللہ عنہ اور سائق بھی ومنہ الحدیث یسوق الناس بعصاہ۔ ولیکن سائق مشتق مین تامل چاہیے۔ سہو۔ جو آدمی سے اسطرح غلطی ہو جاوے کہ اگر دیکھ لیتا تو ٹھیک کر سکتا تھا ولیکن نظر چوک گئی۔ اور یہ سہو انسان کے واسطے گویا عرض لازم سمجھا گیا ہے اور یہی سہو صاحب ہدایہ سے دربارہ متعہ ہوا کہ امام مالک رح کے نزدیک جائز لکھدیا حالانکہ بالاتفاق حرام ہے اور اُنسے متاخرین نے بغیر تحقیق کیے انکی اتباع کی۔ اور صاحب شرح وقایہ سے کئی مقام پر ایسا سہو ہوا ہی وقیل انہ لا عیب فی السہو بل فی الاصرار۔ خطا۔ قصور نظر و کمی استعداد ہے۔ سکنی رہنے کا ٹھکانا خواہ کرایہ پر ہو یا ذاتی مکان ہوا۔ سجل وہ نوشتہ جو قاضی اپنی مہر و دستخط سے اور پوری تحقیقات مقدمہ کے ساتھ اس شخص کو دیوے جو نالش مین سچا ثابت ہوا ہی اور شاید کہ نقل ڈگری اس زمانہ مین ایسے ہی ہوتی ہو۔ سریہ چھوٹا لشکر جسکے ساتھ خود سلطان یا خلیفہ اسلام نہ جاوے۔ سیبہ اونٹ بیل وغیرہ جو کسی فاسد اعتقاد پر بایت کے نام چھوڑ گیا ہو وبالتحقیق سے فی تفسیر المترجم۔ سنجاب ایک جانور ہی ساتھ لگا دینا ترجمہ ملازمت کا ہی شجہ زخم سر و چہرہ کذا فسرہ بعض شراح الحدیث وشائع یعنے اول ہی۔ شجہ موضحہ جسمین ہڈی کھلجاوے شبکہ جال جالیدار شحم چربی جو رواج ہو کہ وہ سمن ہی اور شحم النحل یعنے جمار اور شحم البطن پیٹ کی چربی اس سے مراد کلیہ کی چربی ہے اور اختیار شرح مختار مین کہا کہ ہمارے عرف مین پیٹھ کی چربی پر شحم کا اطلاق کبھی نہین آتا۔ یہ جو مذکور ہوا لغت کی تحقیق مت سمجھو بلکہ قسم کھانے کی صورت مین اسکے موافق حکم ہوگا۔ شیراز دودھ کو آگ دیکر پانی نکال دیتے ہین۔ شرکت۔ دو قسم شرکت ملک یعنی کسی چیز کا مالک ہونا شرکت میں واقع ہو جیسے باپ سے دو بیٹون نے ایک مکان میراث پایا اور حکم مین دونون مانند اجنبی کے ہین اور اگر دونون شراکت مین خریدین تو بھی یون ہی ہی اور دوم شرکت بعقد ہو یعنے دونون عقد شراکت قرار دین پس وہ شرکت مفاوضہ و عنان و صنائع و تقبل چار قسم ہے شرب پانی کا کوئی معلوم حصہ مقدار خواہ جائداد کیلیے یا زمین وغیرہ کیلیے ہو۔ صہر۔ اسکے مشہور معنی تو خسر کے ہین ولیکن یہ عوام ہندوستان مین ہے اور اطلاق عرب مین داماد کو بھی کہتے ہین اور سمدھیانے کے لوگ شامل ہوتے ہین پس ہمارا اسکا رشتہ خسر دامادی پر ہے اور تحقیق اسکی فتاوے کے بعض مقام پر خود موجود ہے۔ صحن الدار احاطہ کے بیچ کا چاک یا چوک صفہ کا شانہ جو مغربی شہرون مین معروف ہے۔ صولجان چوگان۔ صحرا۔ ترجمہ جنگل سہو ہے اور اطلاق فقہا ایسے میدان وسیع پر ہے جسمین نبات نہو صاحب الشرط پس صاحب ہر ایک ایسے شخص و چیز کو بولتے ہین جو دوسرے سے کسی خاص ذریعہ سے متعلق ہو جیسے صاحب خانہ و صاحب سلم و صاحب بیع و صاحب ایمان و صاحب دعوے و مدعی علیہ پس صاحب الشرط فارسی مین داروغہ ہی اور بیان کے عرف مین کوتوال کہنا چاہیے اور اسلام مین یہ شخص نہایت متدین عالم منصف ہوتا تھا۔ صاحب ہوی جو بلا دلیل شرعی اپنے نفس کے خوش معلوم ہوتے اور پسندیدگی سے ایک کام اختیار کرے اگرچہ ظاہر مین وہ روزہ نماز و ذکر و تسبیح معلوم ہوتا تھا مگر مذموم ہے کیونکہ اس جاہل نے گویا دعوے کیا کہ ثواب د

رضائے الٰہی عزوجل کا طریقہ میری عقل خود سمجھ سکتی ہی اور یہ شیطان کا فریب اُسکے نفس کا دھوکا ہے عقل کو یہ قدرت
نہین ورنہ پیغمبر نہ بھیجے جاتے اور بھیجے گئے تھے تو بدعت سے نہ ڈراتے علمارنے کہا کہ عرفہ کے روز میدانین کھڑے ہوتا
جو بعض جاہلون نے عوام کو بتلایا تھا کہ حاجیون کے طریقہ پر ثواب ملتا ہی تو یہ بدعت و گناہ سخت ہے کیونکہ صحابہ وتابعین
سے منقول نہین اور شرع مین کوئی دلیل نہین تو بدعت ہوا اور بدعت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب افعال
سے بدتر قرار دیا ہے۔ ضان اون والی بکری ومعز بالون والی اور غنم دونون کو شامل ہی اور یون ہی شاۃ بھی کسی قسم کی ہو
ولیکن شاۃ واحدہ وشیاہ جمع اور غنم جنس ہے قاموس و محیط۔ واضح ہو کہ یہ نام اقسام کے ہین اور قسم ضان کے مادہ کو
نعجہ اور نر کو کبش کہتے ہین اور قسم معز کے مادہ کو معز و نر کو تیس بولتے ہین کذا قال ابو المکارم۔ طین گیلی مٹی خواہ کنگل
ظلہ بردٹھا جس سے باہر جانیکا راستہ ہو اور عینی نے کہا کہ ظلۃ الدار دروازہ سے اوپر مثل صفہ کے ہوتا ہے اور یہی صحیح ہی
اور بردٹھا دہلیز ہے۔ اور ظلہ مین عمارت شرط نہین اسکا راستہ شاہراہ کو ہوتا ہی اور بیوع کے حاشیہ مین مترجم نے توضیح کر دی ہے۔
عصیدہ۔ ایک قسم کا مالیدہ و حلوا اسکہ وخرما وغیرہ سے ملا کر بنتا ہے۔ عمری سابق مین گذرا عقار سوا درم و دینار کے جملہ اموال لیکن
فقہا کے نزدیک زمین و باغ و مکان غیر منقولات پر بولتے ہین عاریہ نفع کا بغیر عوض مالک کر دینا۔ عدل بمعنی انصاف و مرد عدل
رہن مین درمیانی عادل جسپر دونون اتفاق کر لین اور شرط نہین کہ نفس الواقع عادل ہو اور شہادت وغیرہ مین عادل وہ کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب
نہوا اور صغیرہ پر اصرار نہ کرے اور صواب اسکا خطا پر غالب ہو۔ عود۔ لوٹ آنا اور پہلی حالت پر ہو جانا اور اعادہ معدوم اگرچہ محال ہے
یا بسبب دفع موانع کے سابق حالت موجودہ کا ظہور ہوا ہی بہرحال پہلے وہ حالت ہو جاوے جسکا حکم یکسان ہی۔ عہدہ ذمہ قدیمی نوشتہ
وعقد و اُسکے ثمرات وغیرہ۔ بالجملہ اسمین اتفاق ہی کہ عہدہ کا لفظ ان معانی کے واسطے آتا ہی اور بوجہ عدم رجحان کے اشتراک تسلیم کیا گیا ہے
اور جب اشتراک ہے تو مسئلہ کفالت مین کفالت بعہدہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک نہین صحیح ہے اور دلیل انکی خود ظاہر ہے کہ بوجہ اشتراک
مذکور کے مراد متعین نہین ہو سکتی لہذا کفالت باطل ہوئی اور صاحبین رحمہما اللہ تعالے کے نزدیک کفالت بعہدہ صحیح ہے
اور مراد اس سے ضمانت درک ہوگی۔ اور تمام بحث کتب مین ہے اور ضمان درک سے یہ مراد ہے کہ مثلاً مشتری نے
کسی بائع سے ایک غلام خریدا مگر اسکو احتمال ہوا کہ شاید کسی غیر کا غلام ہو جو استحقاق ثابت کر کے مجھ سے لے لے تو میرا
ثمن ڈوب جاوے پس اس نے بائع سے ضمانت طلب کی کہ اگر ایسی صورت واقع ہو تو وہ کسی شخص کو ضامن دیوے
کہ میرے ثمن تلف سے محفوظ رہے پس جو شخص ضامن ہو وہ درک کا ضامن ہوگا اور جو بیعنامہ لکھا جاوے اُسمین
بیع کا عقد اور مبیع کا حلیہ اور ثمن کی نوع وصفت و وزن لکھنے اور پورے ہونیکے بعد لکھے کہ فلان شخص بن فلان جو
فلان قوم کا ہے وہ مشتری کیلیے ضامن ہوا کہ ہر طرح کا درک جو مشتری کو بعد بیع کے اس مبیع مین پیش آوے تو مجھپر
خلاص اسکا واجب ہے اور اسپر اعتراض ہوا کہ کفیل پر بعینہٖ اس غلام کا مستحق سے لیکر مشتری کو دینا واجب نہین ہے اور
یہ ایسی شرط ہی جو کفیل کے امکان سے خارج ہے لہذا کفالت باطل ہو گی لہذا کہا گیا کہ یون لکھے تو کفیل پر یا تو مبیع کا
خلاص کر کے سپرد کرنا واجب ہے یا اس کا ثمن واپس دینا واجب ہے اور چونکہ اسطرح کفالت سے ایک نوع جہالت
ایسی ہی جو بعض علمار کے نزدیک کفالت کو باطل کرتی ہے لہذا بعض اہل شروط نے یون لکھا تو کفیل پر وہ بات واجب

ہوگی جو شرع واجب کرے وعلے ہذا یہ دقت رفع ہو جائیگی حتے کہ اگر مستحق نے اجازت دی تو بیع یا نہین تو ثمن سپرد کریگا اور تمام یہ بحث کتاب الشروط مین بمفصل مذکور ہے وہان سے رجوع کرنا چاہیے اور واضح ہو کہ مین نے شروط و نوشتہ جات کا تعلق ظاہر کرنے کیلیے اس مقام پر یہ توضیح کردی ہے فافہم واللہ تعالے اعلم - از انجملہ عجلہ - بفتحتین گردون جسپر بوجھ کھینچتے لاتے ہین اور دولاب یعنے چرخ جس سے پانی کھینچتے ہین اور کنوین کے منھ پر ایک لکڑی رکھتے ہین اور بالکسر مشک آور ایک قسم گھاس کی ہے اور بعض شراح نے تصریح کردی کہ مسئلہ فتاوے مین عجلہ اول معنے مین ہے - ولیکن ترجمہ مین جھگڑا ہو یا باعتبار حکم مسئلہ کے ٹھیل وغیرہ کو بھی شامل ہو - عقد دراصل اطراف جسم مین جمع کرنا اور شرعًا عبارت از ایجاب و قبول لیکن مع اس ارتباط کے جسکو شرع معتبر رکھتی ہے اور اشارہ سے اسکا تعین جائز نہین ہے کیونکہ وہ امر اعتباری ہے اور عقد نافذ تو اعم ہے اور لازم اخص ہے کیونکہ نافذ ہمیشہ عقد ہوتا ہے جسکا رفع کرنا ممکن ہے اور لازم وہ ہے جسکا رفع ممکن نہو اور نافذ سے منعقد اعم ہے چنانچہ نکاح فضولی منعقد ہے صحیح ہے مگر نافذ نہوگا پس جہان جہان ان الفاظ کا استعمال ہو ترجمہ مین انھین الفاظ سے لایا جانا ضرور ہے اور واضح ہو کہ ہدایہ بیوع مین فرمایا - البیع ینعقد بالایجاب والقبول اذا کانا بلفظی الماضی - اور محشی نے ایجاب و قبول کے رکن ہونے کی وجہ سے اعتراض کیا کہ جب وہ نفس ایجاب و قبول ہے تو ینعقد سے اسکا خارج ہونا لازم آتا ہے لہذا ینعقد بمعنے یلزم لیکر تفسیر کی کہ اے البیع یلزم بالایجاب الخ - اور یہ غلط ہے بدو وجہ اول آنکہ انعقاد اعم از نافذ ہی جو اعم از لازم ہے پس اعم الاعم سے تفسیر لازم آئی جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا اور دوم آنکہ آئندہ قول صاحب ہدایہ واذا تم الایجاب والقبول لزم البیع مستدرک ہوگا کیونکہ محشی کے نزدیک انعقاد عین لزوم ہے فافہم فانہ سانح نافع - عصفر بالضم فارسی مین کسم ہے یہان معروف کسم ہے اور ایسے الفاظ باعتبار زبان و محاورہ کے مشتبہ ہین - رطبہ عینی نے کہا کہ مصر کی زبان مین رسیم و قرطم ہے اور غایۃ البیان مین لکھا کہ رطبہ تمام تضیب کا ہی جبتک رطب ہو یعنے نباتات کی ڈنڈی جبتک تازہ ہے اور مترجم کہتا ہے کہ رطبہ گندنا ہے چنانچہ خود فتاوے مین بعض مقام پر تصریح کی کہ وہ کئی سال تک زمین مین رہتا ہے - اور رسیم و قرطم شاید صحیح ہو جسکی کیفیت معلوم نہین ہی اور علے ہذا علک اور علک البطم عینی نے کہا کہ بعض کا قول ہے کہ علک اسود چبانے مین روزہ ٹوٹ جائیگا اگرچہ ضرورت کی وجہ سے لاچار ہوا اور علاوہ روزے کے عورت کیلیے مکروہ نہین ہی اور مرد کیلیے مکروہ ہے اور کفایہ مین لکھا کہ سوائے حالت روزہ کے عورتون کیلیے علک البطم مکروہ نہین ہی کیونکہ انکے حق مین یہ بجائے درک کے ہے اور مردون کیلیے اس وجہ سے مکروہ ہے کہ اسمین عورتون کی مشابہت ہے - اور عینی نے ابہدیہ وعدالی وغیرہ اقسام درم مین کسیقدر توضیح لکھی جسکا ذکر کرنا چندان مفید نہین ہے اور لکھا کہ آمہ وہ زخم سر ہے جو ام الراس تک پہونچگیا ہے اور تیسیر الوصول مین ذکر کیا کہ منقلہ وہ زخم ہے جس سے چھوٹی ہڈیان ظاہر ہوجاوین اور حواسے بعض نے کہا کہ سپید گندم اور شرح سفر ترمذی مین نقی کو بنون و قاف یعنے حواسے لکھا اور یہ میدہ ہے ولیکن اصل فتاوے مین درودی و حواری و خشکار تین قسم گیہون کے لکھے ہین پس صواب یہی مذکور اول ہے یعنے گندم سپیدہ اور درودی گندم سرخ ہے اور جس نے ممارست فقہ سے بہرہ پایا ہے وہ

جانتا ہے کہ یہی صحیح ہے اور جانتا ہے کہ یہی فقہا کی مراد ہے واللہ اعلم اور صراح مین لکھا کہ طارت چادر - وقال العینی عصفر وہو زہر القرطم - یعنے کسم کے پھول ہین جیسا ترجمہ ہے اور لکھا کہ جنایت فقہا کی اصطلاح مین ایسے جرم پر بولتے ہین جو نفوس واطراف مین واقع ہو - اقول یعنے اگر قتل نفس ہو تو جنایت ہے اور اگر کسی عضو مین اسنے زخم وغیرہ پہونچایا تو یہ بھی جنایت ہے مین کہتا ہون کہ اخص اصطلاح انکی قتل وجنایت ہے اور مجازاً اموال وحیوانات پر بھی تعدی کو جنایت مالک پر بولتے ہین

وقال العینی قول الفقہاء غلق الدار یریدون بہا السدۃ التی فوق الباب - اور لکھا کہ تبر ست سب اور وہ ٹکرا جو کان سے نکالا گیا ہو - اقول اور نقرہ جب وہ گلایا گیا ہو اور مصوغ جب ڈھالا گیا ہو - ازانجملہ عطب ہے قولہم عطبت الدابۃ

قال العینی وغیرہ ملے ہلکت اور ضمان امین جب ہی ہے کہ سواری کیوجہ سے یا لادنے کیوجہ سے ہلاک ہوا ہو - اور قہستانی نے نقل کیا کہ تبر سونا وچاندی جبتک سکہ نہون اور بعد سکہ کے عین ہین اور کبھی پیتل تانبے لوہے پر بھی بولتے ہین ولیکن زیادہ خصوصیت اسکو سونے سے ہے - اقول صواب وہی ہے جو عینی رح نے بموافقت اہل اللغۃ ذکر کیا ہے مگر آنکہ کوئی تصریح اصطلاح فقہا کی معلوم ہو - ازانجملہ عرض کا لفظ لغت مین سوائے روپیہ واشرفی کے باقی ہر طرح کے اسباب یعنی مال کو کہتے ہین جیسا کہ صراح ومغرب وغیرہ مین ہے اور فقہا کی اصطلاح مین روپیہ واشرفی واشیاے ماکول وملبوس کے علاوہ صرف اسباب یعنی اموال منقولہ کے ساتھ خاص ہے اور اسیوجہ سے مترجم نے ہر جگہ عرض یا عروض لکھدیا - تنبیہ - جہان مترجم نے اسباب لکھا ہے وہ ایک خاص اصطلاح پر عروض کا ترجمہ ہے اسکو یاد رکھنا چاہیے

ازانجملہ عقار کہ اصل لغت مین زمین و درخت ومتاع پر بولتے ہین کما فی الصحاح وغیرہ اور شرع مین زمین جس پر عمارت ہو یا نہو اور عمادی مین ہے کہ عقار فقط اسی زمین کو کہتے ہین جسپر عمارت ہو اور بعض نے اسکو قبول نہین کیا کیونکہ عمارت کی شرط عقار مین نہین ہے - اقول صحیح ہے اسلیے کہ عقار ودار کو معطوف لاتے ہین اور کبھی زمین کھیت وغیرہ کو عقار بولتے ہین پس ضرور ہوا کہ دار کو عمارت کے ساتھ مخصوص لیا جاوے - سواد عراق جیسا کہ صراح وغیرہ مین آیا ہے وہ حدیثہ الموصل سے عبادان تک اور عذیب سے حلوان تک ہے اور سواد البلد اسکے قریہ کہلاتے ہین کما فی القاموس

عتق آزادی اور فروع عتق سے مراد مدبر کرنا مکاتب کرنا - اور ام ولد بنانا - عطن وہ کنوان جس سے ہاتھون کھینچکر پانی لیتے ہین اور ناضح وہ ہے جس سے بیل اونٹ وغیرہ سے بھرتے ہین - اور بعض نے کہا کہ بیر وعطن وہ ہے جسکے گرد جانورون کو سیراب کرکے آسایش دیتے ہین اور مراد ایک ہی ہے - غزل بغین منقوطہ کاتنا اور سوت - اور اگر کہا کہ تیرا غزل نظر آوے تو غلام آزاد ہے یا تجھپر طلاق ہے مقام تردد ہوگا بخلاف اسکے تیرے غزل سے نفع لون تو غلام آزاد کیونکہ یہان سوت متعین ہے غیضہ صراح وغیرہ مین معانی مذکور ہین اور صواب یہی ہے جو ترجمہ مین لکھا گیا کہ گنجان درختون کا جنگل مراد ہے اور حاشیہ ہدایہ بعض لغات سے اسکی تصریح کردی ہے غضب فقہا نے لکھا کہ حکم اسکا اثم ہے یعنے دوزخ کا استحقاق اگر جان بوجھکر غیر کا مال لیا ہو وعلے ہذا تاوان یعنی اسکا پھیرنا اور انکا جبتک توبہ نکرے - غیبت غائب ہونا اور بیوع مین اگر دام یا چیز دونون کے قریب موجود ہو مگر دونون اسکو نہ دیکھتے ہون تو غائب ہے اسیطرح جو عین کہ بیع سے متعین ہو سکتی ہے جیسے اناج مثلاً تو اسکو جبتک متعین یا مشار نہ کرے تو وہ دین ہے عین نہین ہے اگرچہ قریب موجود ہو اور غیبت منقطعہ کا ترجمہ اسی لفظ سے لازم ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ یہ اصطلاح جیسے لغت سے بحسب المعنی مختلف ہے

ویسے ہی بحسب مقام مختلف ہے چنانچہ باب نکاح مین اقرب ولی کی غیبت منقطعہ کیوقت اس سے نیچے والے درجہ کا ولی
مختار ہوجاتا ہے تو غیبت منقطعہ سے اس مقام پر اصح یہ ہے کہ اتنی مدت کی آمد و رفت کی دوری مراد ہے کہ عقد کی خواہش
کرنیوالا اتنے دنون انتظار نہ کرے اور بعض نے کہا کہ تین روز کی مدت سفر جس سے قصر جائز ہوتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ قصر کے
واسطے تو مسافت معتبر ہی ہے کہ ریل جو اس زمانہ مین بہت تیز رفتار ہے بلحاظ مسافت کے قصر کا جواز ہے اگرچہ تین روز نہ لگین اسوجہ سے
کہ مسافت مذکورہ جواز کیلیے اوسط رفتار سے معتبر تھی اگرچہ تیز رفتار سے یا شب و روز چلنے سے اتنے روز کی راہ نہوتی
تو جیسے تیز رو اور شب و روز رفتار کا اعتبار جانور مین نہ رہا ویسے ہی ریل مین نہوگا۔ بخلاف مسئلہ نکاح کے کہ یہان وقت کے
لحاظ سے ہے پس جبتک معلوم نہو حق کا منتقل ہونا نچاہیے واکثر فقہاء نے کہا کہ ایک مہینہ کی راہ غیبت منقطعہ ہے اقول
اس زمانہ مین ریل کے سفر سے تین روز مین طے ہوتا ہے پس باب نکاح مین تامل سے فتوے دینا واجب ہے اور شرح طحاوی
مین امام محمدؒ سے پچیس مرحلہ مذکور ہے اور دوسری روایت مین بیس مرحلہ اور ظاہر ہے کہ مرحلہ کے سہل و دشوار گذار ہونے سے
تفاوت ہوگا اور بعض نے کہا کہ غیبت منقطعہ یہ کہ سال مین آمد و رفت قافلہ کی وہان سے صرف یکبار ممکن ہو اور اسی کو
قدوریؒ نے اختیار کیا ہے۔ اقول اس قول کا آمد و رفت کا اعتبار کیا اور اس زمانہ مین ریل پر آمد و رفت باوجود بہت سی ریل کے
جلدی ممکن ہوگی۔ اور بعض نے کہا کہ غیبت منقطعہ سے غائب وہ شخص ہوگا جسکا پتہ ٹھیک نہو اسطرح کہ شہرون مین
مارا مارا پھرتا ہو کہین قیام نہ رکھتا ہو یا بالکل پتہ معلوم نہو اور اسی کو سغدیؒ نے اختیار کیا ہے ازانجملہ غِش یعنے میل بالکسر
ہے اور غَش بالفتح لغت مصدر ہے اور مراد اس سے پیتل یا تانبے وغیرہ کا میل درم و دینار مین اور اناج کے ساتھ پانی وغیرہ کا
میل کیونکہ حدیث من غش فلیس منا۔ کا سبب اناج کے اندر پانی وغیرہ کا میل تھا اور فقہا جہان غلبہ غش وغیرہ بولتے
ہین وہان کوئی جرم عین کے آمیزش کا غلبہ مراد لیتے ہین فافہم۔ غلہ جب درہمون کے ساتھ بولتے ہین تو مراد ہر قسم کے
کھوٹے کھرے و میل و بے میل کے درم ہین اور اکثر انکے ساتھ مخصوص ہے جنمین میل ہو بدون خالص کے اور جب
کہتے ہین کہ غلۃ الدار یا غلۃ الوقف تو منافع وقف و کرایہ مکان وغیرہ مراد ہوتی ہے پس معنے غلہ سے اسی طرح ہین
غبن فاحش و غبن یسیر و قولہم یتغابن الناس یعنے یتحمل الناس۔ لوگ اسکو اٹھا لیتے ہین اور یہ اسقدر ہے کہ سب
اندازہ کرنیوالے نہین بلکہ بعض لوگ اسکو اندازہ کرین اور مراد اندازہ کرنے والون سے وہ لوگ جنکو اسمین بصیرت ہو
اور یہ نہین کہ مثل خریدار کے ہون اور یہ علیؒ وغیرہ نے کہا کہ غبن یسیر یہ ہے کہ ایک آدمی مثلاً نو درم کو اور ایک دس
کو اندازہ کرے اور اگر کوئی دس کو اندازہ نہ کرے تو غبن فاحش ہے اور اسی پر فتوے دیا جائے کذا فی فتاوی الصغری
اور یہی صحیح ہے اور یہ ایسی چیز مین ہے جسکے دام شہر مین معروف نہون ورنہ ایک پیسہ بھی غبن فاحش ہوگا کذا فی المحیط
اس سے معلوم ہوا کہ اس لفظ کے ترجمہ مین اشکال ہے۔ غلو۔ ایک چیز مین حد سے تجاوز کرنا پس مبتدع غالی وہ ہے
کہ توحید کی حد سے تجاوز کرکے شرک مین چلا جائے۔ مجموع النوازل مین ہے کہ اگر کسی مومن نے ایسے شخص کو قتل
کر ڈالا جو حضرت خلیفہ اول و خلیفہ دوم رضی اللہ عنہما کو برا کہتا تھا ایسے لفظ سے جو عرف مین توہین ہے یا ان پر
لعنت کرتا تھا تو قاتل پر قصاص نہوگا کیونکہ قاتل نے ایسے شخص کو قتل کیا جو کافر تھا کیونکہ حضرات شیخین کو برا کہنا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف عائد ہوتا ہے اور لعنت کرنا اور بُرا کہنا ایسے کلام کو کہتے ہین جس سے کسی آدمی کی آبرو مین عیب لگے اور اسمین اختلاف ہے کما فی الخلاصۃ۔ فئی الزوال سایہ چیز کا جو وقت آفتاب ڈھلنے کے شروع ہوا اور فئی الغنیمۃ مما افاء اللہ علے رسولہ جو بغیر قتال حاصل ہوا اور تمام تفصیل فتاوے مین ہے۔ فنکات و فنیکتین دونون اُن بالون کے جو نیچے کے ہونٹھ کے بیچ سے ڈاڑھی تک ہوتے ہین جسکو عنفقہ کہتے ہین۔ فارموش چوہا اور بتشدید الرا بھاگنے والا اور اصطلاح فقہا مین جو شخص مرض الموت مین جورو کے ساتھ ایسا فعل کرے جس سے لازم آوے کہ وہ عورت کی میراث سے بھاگتا ہے۔ فرس گھوڑا لیکن عربی زبان مین یہ اسم جنس ہے کہ مادہ گھوڑی پر بھی بولا جاتا ہے خواہ عربی ہو یا نہو اور امام محمدؒ سے ایک روایت ہے کہ وہ عربی مخصوص ہے کما فی المغرب لیکن فتاوے ذخیرہ و شروط فتاوے ظہیریہ وغیرہ سے ظاہر ہے کہ وہ عربی سے مخصوص نہین ہے اور خیل کا لفظ بلا خلاف سب قسم کو شامل ہے۔ فقیر اصطلاح فقہا مین وہ شخص جسکے پاس مال ہو مگر اتنا نہو کہ نصاب زکوٰۃ پورا ہو جاوے یعنے فقیر وہ ہے جسکے پاس زکوٰۃ واجب ہونیکے لائق مال نہو اور مسکین وہ ہے جسکے پاس کچھ مال نہو یہ ہمارے فقہاء حنفیہ کے نزدیک ہے اور بعض فقہا نے کہا کہ مسکین کے پاس مال نہونا شرط نہین ہے کقولہ تعالے واما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر پس مساکین انکو فرمایا جنکے پاس کشتی موجود تھی اور تحقیق اسکی مترجم کی تفسیر مین ہے واللہ المتمم والموفق والمعین۔ فتوے۔ مقدمہ باب فتاوی مین گذرا فوراً علے الفور فی الفور جیسے مسئلہ وجوب حج علے الفور مین ہے ابن الاثیرؒ نے نہایہ مین کہا کہ فور ہر چیز کا اسکا اول ہے اور شریعت مین کسی فعل کو اسکے اول اوقات امکان مین جلد ادا کرنا اور مترجم کہتا ہے کہ علے ہذا جسکے پاس محرم مین حج واجب ہونیکا سامان جمع ہو گیا تو اسپر اسی مہینہ مین حج ادا کرنا فرض نہین کیونکہ یہ اوقات حج نہین ہین بلکہ فوراً اسکے حق مین اسی سال کے ختم کا ذی الحجہ ہے۔ فواکہ جمع فاکہہ ایسی چیزین بطور مزہ اُٹھانے و ذائقہ لینے کے کھانا جنسے غذا یا دوا کرنا مقصود نہو اور سرخسیؒ نے کہا کہ بطیخ یعنے خربزہ فواکہ مین سے نہین ہے حتے کہ جس نے قسم کھائی کہ فواکہ نہ کھاؤنگا پھر اُسنے خربزہ کھایا تو قسم نہ ٹوٹیگی علے قول السرخسی رحمہ اللہ۔ فراش در اصل بچھونا اور کنایہ عورت سے جو اولاد کی خواہش سے مرد کا بچھونا ہوتی ہے اور اصطلاح فقہاء مین جو کپڑا بچھایا ہوا ہو یا بوریا وغیرہ ہو۔ قرام بقاف پردہ رقیق باریک اور اکثر لٹکایا جاتا ہے۔ قرنا رسنکھ و ہر چیز جو تُرہی کے طور پر پھونکتے ہین قریہ کبھی مقابل بدو کے آتا ہے کما فی قولہ تعالے وما ارسلنا من قبلک الا رجالا من اہل القرے الآیۃ۔ اور کبھی شہر کے مقابل آتا ہے جیسے یہ مدینہ ہے قریہ نہین یا یہ مصر ہے قریہ نہین ہے اور کبھی شہر کو کہتے ہین کما فی قولہ علے رجل من القریتین عظیم یعنے مکہ و مدینہ اگر کہا جاوے ہندوستان مین ایک چیز قصبہ کہلاتی تو مترجم کہتا ہے کہ فقہی احکام مین اگر وہان کی ضرورت سے قاضی و نائب ہو و حدود شرع جاری ہون تو وہ شہر کے حکم مین ہے اور اگر ایسا نہو تو قریہ ہے اور اس زمانہ مین صواب یہ ہے کہ لوگ قصبات مین جمعہ و جماعات قائم کرین۔ قول کہنا و گفتگو اور بعضے شراح نے لکھا کہ لفظ جہر پر دلالت کرتا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ نہین بلکہ قول کبھی دل ہی دل کی بات کو کہتے ہین کما فی قولہ تعالے قال انتم شر مکانا واللہ اعلم بما تصفون۔ بدلیل قولہ تعالے لم یبدہا لہم اور چونکہ قراءۃ یہی قول ہے لہذا قراءۃ نفسی مترجم کے نزدیک دل ہی دل مین ہے اور اسی سے اسکے نزدیک

نماز جہریہ مین قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے احادیث اسی قراءۃ نفسی پر بلا تکلف محمول ہین اور اسیطرح التحیات کے بارہ مین تعلیم فرمایا کہ قل التحیات للہ والصلوات الخ باوجودیکہ اُسکی قراءۃ جہر سے نہین ہوتی ہے فافہم فانہ سانح عزیز قیمت کسی چیز کی مالیت بدرم ودینار کسی اندازہ کرنیوالے کا اندازہ پر ہے جو اس چیز کے مساوی ہوتی ہے بخلاف ثمن کے کہ وہ کبھی زائد کبھی کم ہوتا ہے ذکرہ غیر واحد من الشراح پس ثمن کا ترجمہ قیمت سے غلط ہے اور اس سے اصلی حکم مین بڑا فرق پڑجائیگا فافہم۔ قصب نرکل اور قصب معمولی نرکل کی چٹائی ہوتی ہے نہ اور چیز۔ قرطالہ ٹوکرا وقد ذکرت فی الترجمہ ما فیہ کفایۃ اور عرجون کی نسبت بعض نے لکھا کہ شاخون کی ٹوکری ہوتی ہے والصواب ما فی الترجمۃ۔ قطعی قسم۔ مترجم نے اسکو علے الثبات کا ترجمہ لکھا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ علم پر قسم ہو کیونکہ جسنے مثلاً کوئی کام خود کیا وہ قطعی جانتا ہے اور دوسرے نے اس سے جانا ہے تو وہ علم پر قسم کھائے۔ قوم۔ واضح ہو کہ قوم کا لفظ فقط مردون کے ساتھ مخصوص ہے اگرچہ وہ سب کو شامل ہوگا یہ یاد رکھنا چاہیے۔ قنا پردہ۔ خوشہ خرما واحمر قانی سخت سُرخ۔ اور یہ مختلف مقامات مین اپنے اپنے موقع پر آیا ہے شاۃ قنیہ جو بکری پالنے کیلیے ہو وقد جاءت فی البیوع۔ کتم۔ جسکو ہم لوگ کٹنب کہتے ہین کفالت لغت مین ضم وضمان ہے کما فی القاموس اور تعدیہ باء ہے پس مکفول بہ قرضہ ہے اور عن سے تعدیہ مدیون کیلیے یعنے مکفول عنہ قرضدار ہے اور علامہ نسفی رح نے کہا کہ کفالت بالنفس مین بھی یہی کہتے ہین ولیکن امام اسبیجابی رح نے کہا کہ اسپر مکفول بہ فقط بولتے ہین اور قرضخواہ کیلیے لام سے پس مکفول لہ وہ قرضخواہ ہے جسکے واسطے کفالت کیگئی اور اسی کو طالب بھی کہتے ہین اور جو ضامن ہوا وہ کفیل ہے اگرچہ عورت ہو یعنے کفیلہ نہ بولینگے جیسا کہ مغرب وغیرہ مین مصرح ہے یہ تو لغت سے اور شرع کی اصطلاح مین اپنا ذمہ دوسرے کے ساتھ ملانا براہ مطالبہ یعنے کفالت سے غرض اصلی یہ کہ مطالبہ جیسا اصیل سے ہوگا ویسا کفیل سے ہوگا اور براہ قرضہ نہین ہوتا یعنے یہ غرض نہین ہوتی کہ جیسے اصیل پر قرضہ ہے ویسے ہی کفیل پر ہوگیا کیونکہ قرضہ متعدد نہوگا اور ذمہ لغت مین عہدہ ہے پھر مجازاً اس کو نفس وذات کیلیے استعارہ کیا پس یہ جو کہتے ہین کہ اسکے ذمہ واجب ہوا تو مراد یہ کہ اسکی ذات پر واجب ہوا اور یہ پوری بحث اصول مین ہے اور مسئلہ فلان میرا آشنا ہے یا فلان آشنا ہے براہ لغت فلان کفیل نہوگا مگر عرف سے کفیل ہوجائیگا اور اسی پر فتوے دیا جائے کذا فی المضمرات اور مترجم کہتا ہے کہ ہمارے عرف مین بالکل کفیل نہوگا اور اسی پر فتوے دیا جائے کیونکہ اس سے اطمینان ہے نہ ذمہ داری مسئلہ ما ذاب لک علیہ یعنے جو تیرا اسپر ثابت ہوا اور مترجم کہتا ہے کہ جو تیرا اسپر نکلے۔ یہ بھی اسی کے مثل صحیح ہے۔ مسئلہ پیچھا پکڑا گیا۔ کفیل یا قرضخواہ نے اسکی ملازمت اختیار کی۔ ملازمت اصل مین شدت سے مطالبہ ہے کہ اس سے جدا نہین ہوتا ہے اسکے ساتھ لازم ہوگیا اور صورت اسکی یہ ہوتی ہے کہ طالب اسکے ساتھ ہوگیا جہان جائے ساتھ جاتا ہے۔ مفلس وہ ہے جو فلس والا ہوگیا یعنے پہلے روپیہ اشرفی والا تھا اب کوڑیون وپیسے والا ہوگیا پھر مطلق محتاج فقیر کو کہنے لگے اور مفلس بتشدید لام وہ شخص ہے جسکے واسطے قاضی نے یہ حکم دیا ہو کہ یہ مفلس ہے تاکہ کوئی اسکے ساتھ معاملہ نہ کرے اور کوئی اسکو قید کے لیے نہ لاوے۔ کفو برابری مساوات اور شرع مین مخصوص امور مین مساوات ہے اور قریش کے ساتھ دیگر عرب عجم والے کفو نہین ہین تو سلطان بھی ایسی عورت کا

کفو نہین جو سید ہے ولیکن فتاوے محیط وغیرہ مین ہی کہ عالم مرد عورت علویہ کا کفو ہے کیونکہ شرف علم نسب سے زیادہ ہے
کاریز۔ فقہاء کے نزدیک پانی کا راستہ جو زمین کے نیچے نیچے ہو اور جب کھلا ظاہر ہو تو عین وچشمہ و نہر ہے اور جدول
پتلی نالی پھر اس سے بڑی ساقیہ پھر نہر ہے فافہم فانہ نافع جدا از انجملہ کرباس کہ بعضون نے ٹاٹ ترجمہ کیا اور یہ سہو ہے
بلکہ وہ سوتی کپڑا ہی اور اس سے بڑھکر ریشمی قز ہوتا ہی مگر میلا اور اس سے اعلےٰ ریشمی ہی صاف کیا ہوا اور دیباج بہت گران
ہوتا ہے صرح بہ بعض الشراح۔ کراع۔ اسم جماعت خیل کا اور کراع پایہ گوسپند ومعانی دیگر۔ وقولہم الکراع والسلاح
گھوڑے وہتھیار۔ کماۃ شرح وقایہ مین ہی کہ حشیش ایسی گھاس جسکی ساق وڈنڈی نہو اور عامہ لغات مین خشک ہونا لکھا ہی
اور تر کو کلاء کہتے ہین اور کماۃ کو لکھا کہ وہ نبات نہین ہی بلکہ زمین مین ایک چیز رکھی ہوئی ہے اقول غالبًا وہ ہے جسکو چھتری
بولتے ہین اور اس سے علاج بعض روایات مین مذکور ہے کیش سابق مین تفصیل گذری۔ کتابت مصدر کاتب عبدہ یعنے
مکاتبت کے معنے مین ہی جیسا کہ اساس مقدمہ مین ہی اور امام راغب نے کہا کہ کتابت خریدنا غلام کا اپنی جان کو اپنے مولے سے
بعوض اس مال کے جو اپنی کمائی سے ادا کریگا اور شرع مین آزاد کرنا مملوک کو باعتبار ہاتھ کی کمائی کے فے الحال اور
باعتبار رقبہ کے وقت ادلے مال کے۔ کراہت جو مکروہ ہے امام محمدرح کے نزدیک حرام ہے اور بدعت اسکا مرادف ہے
اور شیخین کے نزدیک اقرب بحرام ہی اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ جسکے جواز کی دلیل ارجح ہو تو اسکو لاباس بہ بولتے ہین
یعنے اسمین مضائقہ نہین ہی اور اسی سے کہا گیا کہ لاباس مین باس ہے اور ذبائح الھدایہ مین ہی کہ جو حلال ہوا اسکو لاباس بولتے
ہین اور جو حرام ہوا اسپر مکروہ بولتے ہین اور یہ اُس مکروہ کا حکم ہے جسکو تحریمی کہتے ہین اور تنزیہی اقرب بحلال ہے اور
واضح ہو کہ شاید مراد امام محمدرح کی فعلی تفسیر ہے کیونکہ فعل مین حرام ومکروہ تحریمی یکسان ہے اور فرق معنوی ہے
اور بھی جاننا چاہیے کہ بعض ابواب مین حرام ومکروہ تحریمی مین کچھ فرق نہین ہی جیسے نکاح ہذا ملتقط من الشروح۔
مسئلہ سیری تک کھانا مباح ہے اور اس سے زیادہ حرام اور طفل مذکر کو حریر ودیباج پہنانا مکروہ ہے اور مفضض وہ
مذہب کا استعمال جائز ہے وفیہ نظر حرف کلما۔ اقوال مین قیل ہرگاہ وقیل ہر وقت وقیل ہر زمان۔ اور مترجم نے
کہا کہ ہر بار۔ اور قہستانی نے لکھا کہ یہی مختار ہے اقول شرح رضی وغیرہ سے تائید پائی جاتی ہے۔ پھر مترجم
کہتا ہے کہ اصل مین ایک وضع کا واقع ہونا مقصود ہے تو معنے قولہم کلما کان کذا کان کذا۔ ہر بار جب ایسا
واقع ہو تو ایسا ہوگا جیسے ہر بار کہ سورج نکلے تو دن ہوگا اور ہرگاہ وہر زمان اسکو لازم ہین لیکن اصلی مقصود
جگہ وزمانہ نہین ہے بلکہ یہ وضع ہے۔ کرم باغ انگور اور فقہاء کے استعمال مین کبھی عام باغ انگور کو کہتے ہین اور کبھی
ایسی زمین کو جسکے گرد چار دیواری ہو اور اسمین فقط انگور کے درخت ہون اور یہی معروف ہے۔ اور کرم اور بستان
مین فرق یہ ہی کہ بستان کے گرد چار دیواری تو ہوتی ہے مگر اسمین متفرق اقسام کے درخت ہوتے ہین اور زمین
قابل زراعت ہوتی ہے اور حائط عرب مین نخلستان خرما ہے کہ رواج کے موافق اسکے گرد چار دیواری کر دیتے
تھے۔ کنیسہ۔ کلیسا معبد یہود یا عمومًا کفار یعنے ہنود وغیرہ کما فے القاموس یا کنشت معبد یہود۔ کوہ۔ واضح ہو کہ
سینچنے کیلیے نہرین دریاؤن سے جاری کیجاتی ہین اور اس نہر مین جا بجا پیدا ردہانہ ہوتے تھے پس جس شخص کو

پانی کی ضرورت ہوئی اُسنے اپنی زمین و باغ کا دہانہ کھول لیا کہ پانی جاری ہوگیا اور اگر نہر صغیر ہے تو ہر ایک باری
باری سے مقرری ایام مین پانی لیتا تھا پس اس دہانہ کو کوہ کہتے ہین اور انہار کئی قسم کے ہین ایک۔ قدرتی جیسے گنگا و
جمنا وغیرہ اور دوم سلطانی جو بادشاہ و امام وقت کے مصلحت سے کھودی گئی اور انمین تمام مسلمانون کا حق ہے اور
انھین کی رسد سے اسکا پانی بطور خراج ہوگا یا مقاسمہ اور بادشاہان کفر کے انہار اسی خراج مین شامل ہین اور سوم
جو کسی عام نے کھودی اور یہ قریب نہر اعظم و سلطانی ہے اور چہارم نہر خاص ایک قوم کی مگر اسقدر کثیر ہین کہ داخل شمار نہین
اور بعض مقامات پر مذکور ہو چکا کہ غیر داخل شمار جیسے سو سے زیادہ ہون (یہ لوگ ۱۲) اور بعض نے اسکے سوا سوائے تفسیر کی۔ پنجم نہر خاص
جو قوم داخل شمار ہے مثلاً بقول مذکور تعداد یا کم ہون ششم نہر اخص جو ایک شخص کی ہو اور یہان ہر ایک کی احکام و
تفصیل ہے۔ گو بر ترجمہ سرگین داو پر تفصیل گذری۔ لوز بادام و لوزینہ قسم حلوا جسمین لوز یعنی میوہ جات ہون۔ لینہ قمیص
خشک پیراہن گو کھردگنڈی۔ لیطہ چادر۔ حرف لو کلام فقہا مین اکثر ایسے پیرایہ سے آتا ہو کہ تصریحات نحو کے موافق
حکم مین تغیر ہوتا ہی حالانکہ حکم شرط و جزا کا ہی پس معنے وغیرہ کے اشارات سے تو کبھی بیان ہوتا ہی جیسے جواب جملہ اسمیہ
مصدر بفا ہوتا ہے اگرچہ سنے الاصل ماضی بلام ہونا چاہیے فعلیہ لہذا ایسے مقامات پر اسکا ترجمہ حرف شرط سے کرنا
چاہیے فافہم فانہ نافع ایسے ہی حرف علے کبھی شرط کیلیے آتا ہے اور کلام فقہا مین بکثرت شائع ہے مثلاً تزوجہا علے
ان لا یخرجہا اور کبھی اردو مین بھی بولتے ہین کہ اسپر اس نے نکاح کیا کہ اسکو اسکے وطن سے باہر نہ لیجائیگا اور مراد شرط
ہے یعنے اس شرط پر کہ لائے آخرہ پس عینی و حلبی وغیرہ نے تصریح کردی کہ فقہا اسکو ایسے معنے مین استعمال کرتے ہین
کہ جس سے سمجھا جاوے کہ مابعد شرط ماقبل ہے پس حاصل معنے کی راہ سے اسمین اور ان حرف شرط مین کچھ فرق نہین ہے کہ
وہ شرط پر داخل ہوتا ہی اب مین کہتا ہون کہ یہ زبان عربی کیلیے ہو اور اردو مین جو مثال مذکور ہوئی اُس سے اردو زبان کے
حرف پر یا اسپر کا قاعدہ مستخرج ہو سکتا ہے۔ ولیکن میری غرض یہ تنبیہ ہو کہ اکثر ایسے مقام پر مین نے تصریح کردی ہے
کہ اس شرط پر کہ لائے آخرہ۔ مجوس معرب میر گوش یعنی نیوت اور روایات و آثار مین مجوس اُن مشرکون ہین جو بدتر
مشرک ہین اور آثار مین ہے کہ معتزلہ وغیرہ جو لوگ اسلام کا نام لیکر امرین مرکے قائل ہین کہ ہم لوگ اپنے افعال کے خود مختار ہین
وے اس امت کے مجوسی ہین اور صحیح ثابت و متفق علیہ ہے کہ مجوس کے ساتھ وہ معاملہ کیا جاوے جو بت پرستون سے
ہوتا ہے حتے کہ انکا ذبیحہ جائز نہین ہے اور شہرستانی نے ملل و نحل مین لکھا کہ یہ ایک قوم تھی جنکو آسمانی کتاب
دیگئی تھی مگر اُنھون نے بعد زمانہ کے اسمین تبدیل و تحریف کی پس اللہ تعالے نے اسکو سب قوم سے اٹھا لیا
اور صبح کو یہ لوگ ویسے ہی رہگئے اور شیطان نے انکی محرف کتابون مین ناپاک مسائل لکھدیے جیسے مان سے
نکاح کر لینا اور بیٹی سے نکاح کرنا اور صواب یہ ہے کہ مجوس یہی قوم زردشت آتش پرست ہے جنکے یہان یہ
سب باتین جائز ہین اور یہ دو خدا کے صاف صاف قائل ہین نیک کامون کا پیدا کرنے والا یزدان کہتے ہین
اور بد کامون کا پیدا کرنے والا شیطان یا دیو کہتے ہین اور مطلب انکا یہ ہے کہ آدمی کے اندر اسی کے ہاتھون سے
گویا بواسطہ اسباب ظاہری کے نیک افعال یزد پیدا کرتا ہے جیسے زمین کے اندر سے بواسطہ مینہ و تخم کے کھیتی وغیرہ

اور اسیطرح شیطان کے پیدا کرنے کے قائل ہین پس اکابر سلف صالحین نے اسپر تشنیع کی ہے اور عجب کہ ہمارے زمانہ مین
معتزلہ و رافضہ و خارجی فرقے تو خود اپنے آپ پیدا کرنے کے قائل ہین بلکہ عموماً مسلمان بھی نظر رکھتے ہین اللہم غفرانک
اعوذ بک من الشرک۔ مبارأۃ۔ یہ کہ دونون مین سے ہر ایک دوسرے کو بری کرے جیسے دو آدمیون مین معاملہ تھا
ہر ایک نے دوسرے سے اپنے حقوق کا سمجھوتا کر لیا پھر ایک نے دوسرے کو کہ دیا کہ تو میرے تمام حقوق سے جو کچھ
اسوقت تک بھول چوک کے ہون بری ہے یا جان بوجھکر بری کر دیا اور اسیطرح عورت کے مبارأۃ کرنا اسی معنے مین
ہے۔ کہا گیا کہ مبارأۃ بالف بعد را ہے اور مطرزی نے کہا کہ برأت سے مشتق ہے تو ہمزہ چھوڑنا خطا ہے ماجن
جیسے مفتی ماجن وہ شخص کہ جسکو یہ پروا نہ ہو کہ اسنے حیلہ گری سے کیا شرارت سکھائی کذا فی المغرب۔ مشمش زردآلو
مجنون مقابل عاقل۔ سکران مقابل صاحی۔ مغمی علیہ مقابل مفیق۔ معتر مقابل غضبان۔ قباے محشو جسکے تہ مین بھراؤ
ہو۔ مقنعہ زیور معروف۔ ملحفہ چادر از لحف بچھیدان۔ ملازمت و مفلس کا بیان ہو چکا۔ ملاعبت جورو سے خوش باشی
کرنا۔ محوز جو منقسم و منقرر ہو۔ منشوج جسکو زخم شجہ پہونچا ہو۔ فاعل شاج کہلاویگا۔ مثلث سہ گوشہ و قسم شراب
معروف۔ مصلیہ بھونی ہوئی گوشت کی بوٹی جو یا اور چیز۔ مقلیہ بھونتے ہوئے گیہون کے دانہ ہون ور اناج
وغیرہ۔ مذہب م ذن سب۔ کبیری جو دم کی طرف سے گذرانا شروع ہوئی ہو۔ مفہوم مخالف بیان حکم جن شرائط
پر ہے اگر شرائط بغرض تقیید ہون تو انکے خلاف شرائط پر خلاف حکم ہوگا پس ہمارے نزدیک اصول مین اسکا
اعتبار نہین ہے اور فروع مین شارح وقایہ وغیرہ نے لکھا کہ معتبر ہے بلا خلاف ولیکن صاحب قنیہ نے اجارات
مین لکھا کہ معتبر نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ معتبر ہے مگر اکثری نہ کلی جیسا کہ صاحب نہایہ نے حدود مین تصریح کر دی ہے
مکعب ایک قسم کا چمڑے کا ہوتا ہے پاؤن و ساق کے بیچ کی ہڈی تک یعنے ٹخنہ تک اور کعب کھیل بھی ہوتا ہے مراد اول ہے
مفضض اور مذہب جس چیز مین عین چاندی و سونے سے پتر وغیرہ جڑکر خوبصورت کیا جاوے اور سیف مفضض جس کے
قبضہ پر چاندی پتر سے چڑھی ہو اور پانی سے ملمع نہووے اور قدح مفضض جسکے کنارے پر حلقہ یا جوڑ چاندی سے ہو اور
اصح یہ ہے کہ مقام چاندی کو منہ سے نہ لگاوے اور سابق مین قنیہ وغیرہ سے مذکور ہوا کہ جائز ہے مگر روایت معتبر
نہین ہے۔ مضامین وہ نطفہ ہین جو نرون کی پشت مین ہین پس اگر کسی نے فلان شخص کے چوپاؤن کے مضامین خریدے
تو باطل ہے اور اگر جفتی کھائی نر و مادہ نے تو اسکا فروخت و خرید کرنا بھی باطل ہے اور یہ ملاقیح ہین کہ باردار جفتی سے
اسکو موجود جانور قرار دیا۔ مشعشع قسم شراب۔ معازف بعین مہملہ و زاے منقوطہ جمع معزف قسم طنبور جسکو اہل یمن
بناتے ہین ذکرہ فی المغرب اور قہستانی نے کہا کہ جسنے یہ گمان کیا کہ وہ آلہ لہو ہے جیسے مزمار وغیرہ تو غلط کیا اور صواب
یہ ہے کہ فقہا کے کلام مین جہان لفظ معازف بلفظ جمع مذکور ہے وہان معزف کو غلبہ دیکر آلات لہو و لعب کو اس مین
شامل کرکے معازف جمع کر دیا پس مراد معزف و بربط و طنبور و مزمار و صنج یعنے چنگ و عود و طبل و دف وغیرہ سب ہین
پس سب کی بیع حرام ہے اور جسنے انمین سے کسی کو توڑ ڈالا اسپر ضمان نہ ہوگی اگر بحکم امام ہو ورنہ حکم اختلافی ہے۔ ملازق
و ملاصق چسپان و ملا ہوا اور گھر ایک دوسرے سے ملا ہوا۔ منعت ایسے لوگون کا جتھا جو روک سکین و مانع ہون۔

مبتوتہ عورت جسکو بالکل تین طلاق سے علیحدہ کر دیا گیا ہو یا بائن دیگئی ہو۔ معتصم ہونچے کا جوڑ مسح بھیگا ہاتھ پھیرنا
مینہ مین لکھا کہ عورت کو اُسکے شوہر نے چاہا اور عورت کو سر دھونا مضر ہے تو کہا گیا کہ سر دھونا چھوڑ دے اور
انکار نہ کرے اور بعض نے کہا کہ مسح کرے۔ مہنہ ثوب خوار کم قیمت ہر وقت کے استعمال کیلیے۔ مقلمہ نہنی۔ مقراض
قینچی مستنقع جہان پانی جمع ہوجاوے مشائخ۔ واضح ہو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ و انکے تلامذہ متقدمین ہین اور انکے بعد
متاخرین کہلاتے ہین پھر قریب مانہ امام کے مشائخ ہین جنکا علم وسیع و ارتیاض زیادہ ہے۔ مصادرہ کسیکو شکنجہ
کرنا ذکرہ البیہقی فے المصادر۔ ملک مطلق۔ مثلاً مطلق ملک کا دعوےٰ کیا یعنے کسی سبب سے مقید نہین کیا۔ ابوالمکارم نے
کہا کہ مراد ملک مطلق سے وہ کہ ایسے اسباب سے ہو جو مفید تملیک ہین جیسے خرید و ہبہ وغیرہ۔ نتاج بھی اسی قسم سے ہوگا
اور شہادت نتاج کے یہ معنے ہین کہ گواہ نے بچے کو اسکی ماں کے پیچھے دیکھا تھا اور یہ شرط نہین کہ ماں کے پیٹ سے
جدا ہوتے معائنہ کیا تھا۔ مریٔ فتیل نل کھانے پانی پیٹ مین جانے کا۔ متطیب جس تیل مین بنفشہ و گلاب وغیرہ کے
تازہ پھول ڈالکر خوشبودار کیا ہو۔ مشعوذ بازیگر۔ اور یہ کتاب الشہادات مین آیا ہے کہ مشعوذ کی گواہی قبول نہو گی
مسئلہ سوچا۔ مبتدع جو کوئی دین مین بلا دلیل شرعی کوئی بات نکالے وہ دو قسم ہین اول اعتقادین جیسے معتزلہ و روافض
و خوارج وغیرہ ہین لیکن روافض مین سے جو فرقہ کہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیتا ہے وہ مبتدع ہے
اور جو خلفاے راشدین سے منکر ہو وہ کافر ہے کذا فے الخلاصہ مجلس ایک نشست مین کسی کام مین مشغول ہونا جبتک
وہی کام رہے مجلس واحد ہے اور اگر دوسرا کام شروع کر دیا تو مجلس بدل گئی۔ عورتون کا مجلس وعظ مین حاضر ہونا مکروہ ہے
ذکرہ فخرالاسلام کذا فے الکافی۔ متکلم ایک فریق اسلام مین ہے جو عقائد اسلامیہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کرتے ہین اور مبتدعین سے
بحث کرتے ہین پس اگر انکی مراد یہ ہو کہ ہمارے واسطے اعتقاد قرآن و حدیث سے ہے ولیکن انکے طور پر ثابت کر دینا چاہیے کہ
اسلامی عقائد کسی عقل سے خلاف نہین بلکہ عقل اُنسے منور ہوتی ہے اور عقل کو خود یہ سمجھ آتی ہے کہ مخلوق عقل کو یہ تاب نہین
کہ خالق عزوجل کو احاطہ کرے تو ایسے لوگ خالص قرآن و حدیث کے پابند ہین اور غزالی وغیرہ کے نزدیک اسمین
ثواب ہے اور یہ بات فقط عالم حکیم ربانی مین ہو گی ولیکن ہمارے علماء سے روایت ہے کہ متکلم مبتدع ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے
روایت ہے کہ متکلم کے پیچھے نماز جائز نہین اگرچہ وہ حق ہی تکلم کرے کذا فے الظہیریہ۔ مبنیہ عمارت بنا ہوا الدراہم المعہودۃ
المبنیۃ فی العرف کذا فی الشروط مسلم سپرد کیا ہوا قولہم لقد باعہ و سلمہ و ما ابق قط یعنے مین نے غلام مشتری کو اس بیع مین سپرد
کیا حالانکہ میرے پاس تا وقت تسلیم و سپرد کرنیکے نہین بھاگا تھا کذا اشیر الیہ فے المحیط والذخیرۃ و التحفۃ و الکافی و النہایۃ
وغیرہا اور بعض نے گمان کیا کہ وہ زمانہ ماضی مین کبھی نہین بھاگا تھا نہ بائع کے پاس سے اور نہ اور کسی کے پاس سے
اور یہ گمان غلط ہے۔ مجازفہ فے القاموس وغیرہ جزاف معرب گزاف الکل سے بلا وزن و پیمانہ کے فروخت کرنا
ولینا ذکرہ المطرزی۔ مذروع گز دن سے ناپا ہوا و فے المذروع الذی لم یبین حصۃ کل ذ وجد المشتری اکثر فالزیادۃ لہ
کذا فے القاضیخان اور قاضیخان نے کہا کہ یہ حکم قضاء ہے نہ دیانۃً۔ فاحفظہ۔ مسلومۃ۔ خریدنے کو چکانا اور شرع مین
متاع کو بیع کیلیے پیش کرنا مع دام ذکر کرنیکے فافہم۔ و من باع صبرۃ طعام۔ ڈھیری اناج بلا وزن و پیمانہ کے۔

مونۃ نے قولہم لہ حمل ومونۃ - یعنے بوجھ ہے جسکے اُٹھانے مین لادنے یا حمال کی ضرورت ہے اور بعض نے کہا کہ جو
مجلس قضا تک بلا کرایہ مفت نہ اُٹھایا جاوے اور بعض نے کہا کہ جو ایک ہاتھ سے نہ اُٹھ سکے کذا فی الکرمانی منفسخ
لغت مین نقض اور شرع مین عقد کا دور کرنا بلا زیادت و نقصان کے سابق حال پر ہو جاوے - ظلۃ الدار رباط جسکی
ایک طرف اس دار کی دیوار پر ہو اور دوسری طرف دوسری دار پر یا ستونون پر خارج دار ہو - مرافق بعض نے کہا کہ
حقوق ہین اور یہ ظاہر الروایۃ ہے - اور امام ابو یوسف سے ایک روایت مین وہ مطبخ وغیرہ کو بھی شامل ہے
منزل - لغت مین موضع نزول اور اصطلاح مین دار سے کم اور بیت سے زیادہ اور کم سے کم دو بیت ہون -
ذکرہ المطرزی - ولیکن نہایہ مین کہا کہ منزل جسمین بیوت و صحن چھت دار و با در چیخانہ ہو جسمین آدمی مع عیال
رہے اور دار جسمین بیوت و منازل و صحن وغیرہ مسقف ہو - وما قیل یومر بالقلع سلے یومر برفع البناء والعرش
نحاتہ عطیہ - ومر تفسیرہ - نہرہ ناسرہ در صاص سلے مجموعہ جسپر چاندی کا پانی ہو - نفقہ فقط طعام یا مع کپڑا یا مع سکنی
اختلاف اقوال اور یہ اسوقت ہے کہ نفقہ و سکنی یا نفقہ و کسوۃ نہ کہا ہو - نادق - معرب نادہ نادہ چوبک میان خالی
مثل نل کے مؤید الفضلاء معتوہ - در شرع جسکی بعض باتین مثل دیوانہ و بعض مثل ہوشیار ہون - مؤید - نفر از سہ تا دہ
یا از یک - نوائب جمع نائبہ حادثہ و شرعاً جو سلطان اپنی رعیت پر انکی مصلحت و بہتری کیلیے باندھے جیسے حفاظت
راہ و کوچون کے پھاٹک وغیرہ اور بعض نے کہا کہ جو سلطان کی طرف سے بلا ر نازل ہو اگرچہ ناحق ہو و قالوا صحیح
ضمان النوائب والصواب نہ لا یفتے بہ لان اکثرہا ظلم - اقول ٹکس آمدنی کا بھی جواب اسی مسئلہ سے ہے -
نجاست غلیظہ جو بدلیل قطعی ثابت ہو اور خفیفہ جسکی دلیل ظنی ہو - جامع الرموز - بعضے فقہاء نزاہت کی راہ
سے مکروہ کو ناجائز کہتے ہین - نقد ہو گیا یہ مترجم لاتا ہے کہ تجارت کے متاع فروخت ہو کر نقد حاصل ہوا - ناضح
کنوان جس سے اونٹ بیل وغیرہ سے سینچا جاوے - وصیف خادم خواہ غلام ہو یا باندی ہو اور کہا گیا کہ طفل
ہووے ولیکن ظاہر یہ ہے کہ طفولیت کی قید ملحوظ نہین رہی ہے - ودیعت جو چیز امانت رکھی گئی تاکہ مستودع
اسکی حفاظت کرے - اور تجہیل ودیعت یہ کہ وارثون سے اسکو بیان نہ کیا اور بغیر پہچنوائے مرگیا ودا جین -
ہر دو رگہائے گردن جنکے کٹنے سے ذبح ہو جاتا ہے وجاہت لوگون مین آبرو ہونا اور باب شہادت
مین ایسی حالت معتبر ہے کہ اسکے جھوٹ بولنے سے اسکو شرم و عار ایسی دامنگیر نظر آوے کہ عام کے خیالات
جو اسکے جانب متناقض ہو - واقف وقف کرنیوالا اور موقوف علیہم جنپر وقف کیا اور سبیل وقف عام ہے کہ
لوگون پر ہو یا عمارات مساجد وغیرہ پر ہو - ورس نباتات مین سے خوشبو معروف ہے - ولی - ماخوذ از ولایت
بالکسر جیسے مولیہ علے المرسیہ و فے المقدمۃ ولی الامر خداوند کارے کرد کار را یعنے کام کا سرپرست
ہوا اور جائز ہے کہ تولیہ سے ہو یعنے کسی شخص کو والی و مالک کرنا - اور باب نکاح مین ولی کے حقوق
اپنے ذاتی بھی ہوتے ہین مثلاً بعض وجوہ سے عورت کے حق مین بہتر ہو مگر ولی کو نسب کی راہ سے ناگوار ہو تو
اسکا حق ملحوظ ہوگا - وکیل جسکی طرف کام سپرد کرکے بجائے اپنے ہر طرح یا تخصیص سے قرار دیا گیا اور

اسکا اطلاق مذکر و مونث و مفرد و جمع سب پر یکسان ہو کما فی القاموس تم بحمد اللہ الذی لا الٰہ الا ہو سبحانہ العزیز العلیم وارجو منہ ان یجعلہ خالصا لوجہہ الکریم ولیغفر لی وللمومنین بفضلہ العمیم وہو حسبی نعم المولےٰ ونعم الوکیل

خاتمۂ کتاب از مترجم

ذکر فتاوئے عالمگیریہ و اسکے متعلقات ۔ واضح ہو کہ بحث افتاء و استفتاء سے بادنےٰ توجہ یہ امر ظاہر ہی کہ وقائع و سوانح کسی حد تک محدود نہین تو اصول مذہب کے جوابات قیامت تک کے واقعات و نوازل کو مکتفی نہین اور خود مشاہدہ ہی کہ مثلاً ریل پر نماز پڑھنا اور ریلوائی کی چیز خریدنا سابق مین انکے وجود نہونے سے متاخرین کے فتاوئے تک مین انکا حکم مذکور نہین ہی غرضکہ یہ بات قطعی ہی کہ اصول کتب مذہب کے ساتھ فتاوئے مشائخ کی ضرورت ہے اور ایک جماعت متاخرین مشائخ نے جنمین صاحب ہدایہ بھی ہین واقعات و نوازل کو علحدہ تالیف فرمایا اور شیخ سرخسی مولف محیط نے جو امام سرخسی کبیر سے متاخر ہین بہت کچھ مجموعہ کیا تاہم احتیاج کا ہاتھ ہنوز پھیلا ہوا تھا اور فتاوئے در المختار وغیرہ اگرچہ تلخیص و تدقیق مین مختصر نفیس ہے ولیکن علامہ حلبی کی و ایک جماعت علماء نے تصریح کر دی کہ اس سے فتوے دینا معتبر نہین اور وجہ اسکی فقط تنگی و تدقیق ہے علاوہ اسکے بہت سے جزئیات اسمین مذکور نہین الا باشارات خفیہ جو قیود کے ماہر کی سمجھ مین آسکتے ہین اور پھر بھی قیود کے استنباط سے مفتی کو فتوے دینا جائز نہین ہی پس ظاہر ہوا کہ ماننددر المختار کا وجود و عدم اس مقصد کے حق مین برابر ہی اور حاجت کا ہاتھ ویسا ہی خالی ہی عین اسی حالت مین اللہ تعالےٰ نے اپنے ہندو نیز اپنے سایۂ عاطفت سے رحم فرمایا یعنے ہندوستان مین حامی اسلام متشرع متقی متمسک سنت متبع شریعت مہتدی ہادی حامل لواء المومنین خلیفۃ اللہ فی العالمین ناصر الدین المتین السلطان ظل اللہ فی الارض علی المہتدین الامام العادل ابو المظفر اورنگزیب محمد عالمگیر انار اللہ تعالےٰ برہانہ وافاض علیہ شابیب غفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جنانہ کو پیدا فرمایا جسنے حفظ شریعت پر قدم جمایا اور علماء و مشائخ وقت کو اکرام کے ساتھ اپنے سایۂ دولت مین جمع فرمایا اور شیخ الوقت عمدۃ العلماء العلامۃ الامام الشیخ نظام رحمہ اللہ تعالےٰ کی امامت مین اس انصرام کی درخواست کی کہ اصول مذہب یعنے معروف کتب ستۂ امام محمد بن الحسن الشیبانی و فتاوئے مشائخ مجتہدین متقدمین و ترتیب اور جوابات مشائخ متاخرین مع نوادر و واقعات جمع ہو جاوین کہ بندگان الٰہی جل شانہ کے افعال و اعمال بحسن نظام باقی رہین اور اس بار جہالت مین اتباع شریعت و تمسک بسنت کا قیام ہو اور چونکہ خود بادشاہ کا رزق خفیہ اپنے ہاتھ کی مشقت سے تھا اور بیت المال خزانہ عباد معمور ہو رہا تھا حالانکہ ہر قوم و ملت رعایا و برایا آسودہ حال و فارغ البال تھے پس سلطنت کی سرپرستی مین خزانہ وافی جسکی تعداد کثیر کا احاطہ علم الٰہی مین ہے اس کار خیر مین صرف کر کے متعدد نسخ وصحاح اصول و بیشمار معتبر کتب و شروح ائمہ و فتاوئے مشائخ و تالیفات علما کو کمال احتیاط و وثوق کے ساتھ جمع فرما کر ان علماء کی جماعت عظیم کو جنکی تعداد کمتر ایک سو کی یا پانچ گونہ یعنے پانچسو مشہور ہے یہ نوادر جواہر یعنے کتب فقہ و شریعت تفویض فرمائین ۔ ان مشائخ متبحر و علمائے کبار و فضلائے نامدار

کمال حزم واحتیاط سے اصول وفتاوے واقعات ونوازل وشروح وتخریجات ونوادر کو بعینہ انتخاب بلفظ التقاط
سے بدون اختصار وتنگی کے کمال باریک بینی وعمدہ تبحر علمی سے ابواب وفصول فقہ پر معروف ترتیب کے مطابق اور
قواعد استفادہ کے موافق جمع فرمایا وللہ درہم ثم للہ درہم کہ جس خوبی وخوش اسلوبی سے رعایات وشرائط مرعی
فرمائے ہین ایک عارف اصول وماہر شریعت اسکی قدر کر سکتا ہے وبحمد اللہ سبحانہ تعالے ایک ایسا نفیس مجموعہ ظاہر
ہوا کہ جسقدر فروع واحکام وفتاوے بحسن نظام اسمین مندرج ومندمج ہین انپر اپنے اپنے ماخذ ومخرج سے واقف
ہونے کیلیے ایک محقق علامہ کو اپنی عمر تباہ کرنی پڑتی شاید اُسوقت بھی وقوف نہوتا کیونکہ ان نفایس جواہر کو وہ کہان
پاتا اور ایسا عجیب وشگرف مجموعہ ہاتھ آتا کہ کتب اصول جنکے دیکھنے کو مدت سے بہت سی آنکھین مشتاق تھین اور جنکے فیض
علمی کے مطالعہ پر ہزارون دل اپنی جانین فدیہ دیتے تھے آخر محروم ومایوس اس جہان سے گزر گئے اب اس مجموعہ کی بدولت ہمکو
یہ دولت عظمے بلا مشقت مفت ملتی ہے جزاہم اللہ تعالے خیر الجزاء اور نہایت لطف یہ ہے کہ اصول کی روایات کے ساتھ
نوادر وامالات کا التقاط وشروح کے قواعد استنباطات وفتاوے کے متفق ومختلف جوابات اور متقدمین ومتاخرین کے
ترتیب بدیع کے ساتھ افادات اور نوادر اجتہادات ونفایس اصول الفقہ کے موافق اصول فقہیات اور کثرت سے
اوضاع وفروعات بالجملہ بیان کی طاقت سے بالاتر خوبیان اس مجموعہ نادر مین یکجا ہین حق بجانب ہے کہ آنکھین اس سے
منور اور دل اسپر والہ وشیدا ہین پھر یہی نہین کہ خالی زہد خشک کیطرح معاملات کے مسائل وتصویرات ہون بلکہ
آداب لباس وطریق سنت کے اتباع کی حرکات وسکنات اور فرائض وواجبات ومستحبات ومکروہات اور عبادات
ومعاملات واخلاق وعادات سب کو جمع فرمایا ہے فالحمد للہ حمدا کثیرا وجزاہم اللہ کبیرا تمام مومنین ومسلمین پر تاقیامت
اس نعمت عظمے کا شکریہ واجب ہے اور سلطان عادل انار اللہ برہانہ اور علماے اعلام قدس اللہ اسرارہم کیلیے حضرت
ملک منعام کبیر متعال سے وفور رحمت اور قرب منزلت کی استدعا بصدق دلی متحتم۔ اللہم رب اجعلہم من عبادک الصالحین
واجعلہم من الفائزین واجعل سعیہم مشکورا واعطہم جزیل جزاہم موفورا بفضلک انت الغفور الشکور وادخلنا برحمتک فی
عبادک الفائزین وانت ارحم الراحمین یہ انھین کی سعی مشکور ہے جس سے بکمال اطمینان قاضی کا حکم قضا
اور مفتی کا فتوے مستند ہوتا ہے اور انھین کا فیض موفور ہے جس سے تحقیقات علامہ فقیہ متون کے شروع
مین اسکے حوالہ سے معتمد ہے۔ یہی وہ مجموعہ ہے جو نام کو تو فتاوے اور حقیقت مین اصول ومتون وتخریجات
وفتاوے وشروح نوادر کا ذخیرہ جامع کبیر مبسوط زیادات شافی کافی ہدایہ فقیہ ہے وہ یہی محیط بسیط ہے جو شروط
استفتاء کے جامع اور علماء کا گھٹنے ٹیک کر اسپر جھکنا اسکے اعتماد کی برہان لامع اور اوہام موہم کی قامع ہے آج
اسی پر مدار ہے اور مفتی مستند عالم معتمد کا اسی پر اعتبار ہے کیونکہ کنز اور درالمختار سی مختصرات سے مفتی کا فتوے دینا
غیر مختار خلاف تصریح علماے کبار ہے جس سے مفتی ساقط الاعتبار ہے یہ نعمت عظمے اور دولت کبریٰ اگرچہ ایسی ہی بیشمار
اوصاف رکھتی ہے جسکا شکریہ اہل اسلام سے ادا نہین ہوسکتا اور جس حد تک اسکی قدر کرین اسکا شمار تھوڑا ہے لیکن
صد افسوس کہ دور زمانہ وقضاے مقدر سے اسوقت اہل علم کمتر بلکہ شاذ ونادر کے حکم مین ہوگئے اور جو باقی ہین تنگی معیشت

پریشان اور اتفاقی اسباب کی کشمکش مین حیران ہین اور جو لوگ دولتمند و فارغ البال ہین وہ علم سے بے بہرہ بلکہ متوحش
و متنفر اور ناول و افسانہ ہاے خیالی و لہو و لعب مین خوش گزران اور موت سے غافل و معرفت خالق عز و جل سے
جاہل اور باوجود کمال بے عقلی کے دعوے عقل مین زبان دراز ہین ہان یہ معجزہ مخبر صادق علیہ السلام قابل شنید ہی
کہ اہل اسلام کے بگڑنے کے وقت غریب لوگ دین اسلام پر ثابت قدم ہونگے وہ چشمدید ہی ایسے وقت مین جہانتک
یہ علوم بجاے زبان عربی کے اردو مین جلوہ گر ہون عین صواب ہے اسی ان کیلیے عارفان صاحب بصیرت نے قرآن پاک کا
ترجمہ بھی اردو مین کر رکھا تھا جو کام آیا مگر ہنوز تفسیر و حدیث و فقہ کی بہت بڑی حاجت باقی ہی۔ کہان ہین امراء ذی دولت
ودستار والا منزلت کہان ہین صاحبان ملک و عزت کچھ اسطرف توجہ فرمائین۔ کیا انھون نے صرف دنیاے
ناپایدار ہی کی شان و شوکت پر بھروسا کر لیا ہی کیا آخرت مین خالی ہاتھ جانا پسند کیا ہے کیا مال کثیر لہو و لعب مین
برباد کرنیسے ایسے کامون مین صرف کرنا بہتر اور پوری ناموری و عزت نہین ہی۔ دیکھیے کب اسکا جواب ملتا ہی بقول شخصے
نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے مگر فی الحال تو پردہ غیب سے ایک عجیب سامان نظر آیا اور حق عز و جل کی
کارسازی نے کہان سے ابر رحمت برسایا جس سے غریب اہل اسلام کی خشک کھیتی ہری ہو گئی اور ہر طرف سے
صداے تحسین و آفرین بلند ہے واہ ری نام آوری جسکو خداے عز و جل عطا کرے یہ کسی کا حصہ مخصوص نہین یعنے
دس فتاوے بیمثال کے ترجمہ و عام فیض کی جانب ایک رئیس دریادل با مروت سنجیدہ خصلت عالی ہمت امیر کبیر
ذی ہوش صاحب شعور والا خطاب مشہور نزدیک و دور جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای دام اقبالہ
نے توجہ فرمائی اور کیسی عالی ہمتی و دلجوئی سے راقم مترجم کو اپنا مشکور بنایا اور بکمال شوق سے پوری عالی ہمتی سے جو
دوسرون کیلیے نظیر ہونی چاہیے اسکا ترجمہ کرایا۔ الٰہی تیری ذات پاک سے تو ہر چیز پر قادر مختار ہے جیسے تیری مخلوق مین سے
سلطان عادل عالمگیر کا نام نامی اس فتاوے عربی سے صفحہ ہستی پر برقرار ہے۔ اسیطرح تیرے فضل و کرم سے امید ہی
کہ اس ترجمہ عظیم الشان سے اس رئیس والا شان کا نام گرامی تا قیامت ناموری کے ساتھ پایدار ہو جسکے سایہ دولت
مین ایسا یادگار کام انجام ہوا جسکی نظیر خود وہی سلطان اورنگزیب انار اللہ برہانہ کا اہتمام ہی اللہ تعالے اپنے
فضل و کرم سے اصل سے دس گونہ زائد اس ترجمہ سے عموماً اہل سلام کو مستفید فرماے اس رئیس والا ہمت عالی
نہمت کا شکریہ صدق و راستی و خوش خلاقی کے ساتھ تمام اہل سلام پر واجب ہے کیونکہ وہ بیمثال فتاوے جسکا حال
ابھی بیان ہوا اب ایسے ہر دلعزیز و عام پسند خوبصورت لباس مین جلوہ گر ہے کہ ہر شخص جسکو علم اگرچہ تھوڑا ہو جتنے کہ
اردو پڑھ سکتا ہو ادنی توجہ کے ساتھ بخوبی اس سے مستفید ہو سکتا ہی ترجمہ بہت سلیس اردو زبان مین عام فہم ہے۔
اصل کتاب مین خود یہ التزام بیشتر مرعی ہی کہ مسئلہ علحدہ شروع کیا ہی جسقدر صورتین اس صنف مین ممکن ہین جہانتک ان سے
ہم ہوپہنچین بحوالہ کتاب نقل فرمائین۔ مترجم ضعیف نے اصل کی خوبیون کو بحال خود باقی رکھا کچھ کمی بیشی نہین کی اور علماے
ماہرین و فقہاے کاملین فقہ کے مسائل اور انکے قیود و اشارات سے خوب واقف ہین وہ میرے التماس کی قدر فرما دینگے
کہ فقہی مسئلہ کو عربی زبان سے کسی دوسری زبان مین ترجمہ کرنا اسوجہ سے بہت سخت مشکل ہو گیا کہ الفاظ مین قیود سے مفہوم

معتبر ہے پس ضرور ہوا کہ ہر لفظ کی جگہ دوسری زبان کا ایسا لفظ لانا چاہیے جس سے اصل کے موافق مفہوم واشارہ وکنایہ بحال خود باقی رہے اور بسا اوقات وضع وتقدیم وتاخیر کو اصل حکم مین دخل ہوتا ہی پس اسکا لحاظ فرض ہی اور اصل مسئلہ وصورت واسکے قیود اور اشارات کو بخوبی سمجھ لینے کے بعد ترجمہ کی عبارت کو مستقل نظر سے اسی انداز پر دیکھا جاوے اگر متوافق ہین تو بہتر ورنہ تا امکان متوافق کرنا چاہیے اب مترجم مختصر حال ترجمہ ومترجم عرض کرتا ہی کہ جب رئیس الاخطاب الموصوف الذکر نے اس ضعیف میر علی بن السید الاعظم معظم علی غفر اللہ لہما کو باصرار اس خدمت پر مامور فرمایا تو مین نے ایک نظر حقارت اپنی بے بضاعتی پر ڈالی اور ایک نگاہ تجلیل اس فتاوے عظیم پر دوڑائی ایک حالت عجیب منتظر آئی ولیکن آخر فضل حق سبحانہ تعالے پر بھروسا کیا جسنے اس رئیس اعظم کو اس کار اہم کی جانب مائل فرمایا اور مجھ سے ہیچکارہ کو اس کام پر لگایا کیونکہ افعال عباد کا مثل انکی ذات کے وہی خلاق علیم ہی اور ابتدائی اضطراب سے آخری اطمینان بھی ظہور قدرت الٰہیہ مین موجب ہوا اور یہ تھا کہ مترجم کو بدو شعور مین جن علوم ریاضیہ مانند حساب وجبر ومقابلہ واقلیدس وعلم مثلث وجر ثقیل وغیرہ مین توغل استفادہ کامل ہوا تھا بحمد اللہ تعالے کہ سن تمیز کے علوم معقولات واصولین وفقہ وحدیث وتفسیر کیطرح نیک کام مین مد ہوئے اگرچہ یہ علوم الدین اصل ہین اور یہ التماس اسوقت باطمینان پیرایہ قبول سے مشرف ہوگا کہ ترجمہ کے وہ مقامات نظر سے گذرین جہان بسبب نادانی حساب کے ناسخین سے صحیح وغلط نسخہ کا امتیاز مرتفع ہوا ہے اور نمونہ اسکا مقدمہ کے باب اغلاط نسخ الاصل سے ظاہر ہے جنکو مین نے بنظر مزید احتیاط مقدمہ مین درج کردیا اسکے سوائے ترجمہ مین بعینہ اصل کتاب کو بدون کسی تغیر وتبدیل وضع کے باقی رکھنے مین کوشش بلیغ کی اور آداب ترجمہ کو حتے الوسع ملحوظ رکھا اور تمام حمد وثنا اللہ تعالے ہی کو سزاوار ہی کہ جسنے یہ اہم کام اس حسن توفیق کے ساتھ مجھ سے ضعیف بندے سے انجام کو پہونچایا کہ ترجمہ مین اصل کے قیود واشارات کو مع ترکیب کی محافظت کے اور سلیس عبارت کی رعایت ودرغلط نسخہ کی تصحیح اور توافق باصول کا لحاظ رکھا گیا حالانکہ مین نے تنگی قریب تخمصہ وپریشانی مین اسکو اصل کتاب کے بارہ جزو ماہواری کے حساب سے ترجمہ کیا کیونکہ مہینے مین بارہ جزو اصل عربی کا لکھنا ہی اکثر احباب کی نظر مین سخت دشوار ہی ترجمہ کرنا اور ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھنا درکنار۔ اور یہ صریح توفیق وقدرت الٰہی جل شانہ ہی فللہ الحمد فے الاولی والآخرۃ اور واضح ہو کہ اس کتاب کی جلدین اولین آخر کتاب السیر تک اصل مین ایک صاحب نے سہل انگاری سے بغیر معنے ترجمہ سمجھے ہوئے ترجمہ فرمائین کہ بکثرت مقامات مہمل عبارت ہوگئی شاید انکے نزدیک ترجمہ بہ نسبت تصنیف کے مشکل نہ تھا اور مزید بران یہ کہ اصل کا بخوبی سمجھ لینا ترجمہ کے لیے شرط نہین جیسا کہ اکثر عوام کا خیال ہی لہذا والا خطاب رئیس عالی ہمت دام اقبالہم نے دونون جلدون کو مکرر ترجمہ کرایا جسمین سے جلد اول آخر کتاب الحج تک جناب مولوی احتشام الدین صاحب نے ترجمہ فرمائی اور دوسری جلد کتاب النکاح سے آخر تک مع جلد سوم وچہارم یعنے ختم کتاب تک اسی راقم کا ترجمہ ہے اور مجھے افسوس ہوا کہ خفیف حصہ جو زیادہ توضیح سے ترجمہ کے لائق تھا مجھ سے علیحدہ رہا ولیکن اللہ تعالے کے فضل وکرم سے بعید نہین ہی کہ وہ بھی میرے ترجمے سے چھپ جاوے وہو ربی علے کل شئی قدیر۔ اور جاننا چاہیے کہ بعضے ریاست مین اسی کتاب کا ترجمہ ہوا جسمین اول تو یہ تصرف وتغیر کیا گیا کہ اسکے مسائل کے ہر جزئیہ وہر صورت کو مترجم نے اپنی رسالے سے علیحدہ

کرکے مثل لا بد منہ کے مسئلہ مسئلہ علیحدہ کیا اور یہ تغیر نامرغوب ہے اور دوم سب سے زیادہ خرابی یہ ہیکہ مترجم نے عبارات حتے کہ آیات کے ترجمہ مین ایسی تقدیم وتاخیر کی کہ جس سے احکام مین سخت غلطی واقع ہوگئی چنانچہ اول کتاب الطہارت کی آیت قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الے الصلوٰۃ الآیہ کا ترجمہ یون لکھا کہ اے ایمان والو جب تم ارادہ کرو نماز کا تو دھوؤ اپنے منھہ اور ہاتھون وپیرون کو کہنیون وگٹھون سمیت اور مسح کرو اپنے سرکا۔ راقم کو اس ترجمہ پر بلحاظ صیانت شریعت کے افسوس ہوا۔ کیونکہ اس سے امام زفر کا مذہب باطل وترتیب امام مالک وشافعی کے نزدیک فرض وامام ابو حنیفہ کے نزدیک سنت ہے وہ باطل بلکہ اس ترجمہ پر یہ ترتیب غلط فرض ہوئی جاتی ہے اور مانند اسکے ترجمہ مین سخت نقص تھے جس سے راقم نے براہ محبت وصیانت شریعت آگاہ کیا اور جواب مین راقم کا ترجمہ طلب کیا گیا کہ اس سے اصلاح کرلیجائے چونکہ اسوقت تک زیر طبع تھا اب طبع سے فارغ ہوکر پیش ہی۔ والحمد للہ علے ذلک مترجم ضعیف ارباب علم وفضل واصحاب اسلام وتوحید کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ وہ اپنے نفس کو خطا سے معصوم نہین بناتا ہی بلکہ وہ بشر سراسر خطا وسہو ہے اور اُسنے ایسے کام مین حتے الوسع سعی وکوشش کی جس سے شریعت الٰہیہ وسنت حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عام اہل اسلام وایمان کو آگاہی ہو لہذا جہان اسکی خطا پر آگاہ ہون اسکو مطلع فرمائین یا خود اصلاح فرمائین اور اگر ایک حرف قبول ہو تو حضرت باری تعالی مین اسکے لیے مغفرت کی دعا فرماوین کیونکہ جب مخلوق کے افعال بھی مثل اسکی ذات کے خالق عزوجل کی مخلوق ہین تو سب حمد وثنا اللہ تعالے ہی کو سزاوار ہے اور مترجم کو کچھہ افتخار نہین بجز حسن توفیق الٰہی جلشانہ پر اعتبار واعتماد ہے بلکہ اس تہیدستی کے ساتھہ اسکو یکہ وتنہا سفر آخرت کے انتشار سے تمنا بہ قول سعدی علیہ الرحمۃ یہ ہے۔ ؎

غرض نقشیست کز ما یاد ماند ٭ کہ ہستی را نمی‌بینم بقائے ٭ مگر صاحبدلے روزے برحمت ٭ کند در حال این مسکین دعائے ٭

اللہم تقبلہ منا وکف عنہ لسان المجادلین واغفرلی بفضلک بطفیل سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ مقدمہ فتاوے ہندیہ ترجمہ فتاوے عالمگیریہ بساعت سعید وآوان حمید بماہ شوال المکرم ۱۳۴۹ھ ہجری مطابق ماہ مارچ ۱۹۳۱ء مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایماو سرپرستی جناب مالکان مطبع مذکور باہتمام کیسری داس سیٹھہ سپرنٹنڈنٹ بار چہارم حلیہ طبع سے

پیراستہ ہوا اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے

اہل عالم کو اس سے مستفید و

مستفیض فرماوے

بمنہ وکرمہ